اُردوے معلّٰی

مرتبہ

سیّد مرتضیٰ حسین فاضل

حصّہ دوم

MAAB

۱۰۵۲۸۷

جملہ حقوق محفوظ

طبع اول : اپریل ۱۹۷۰ء

تعداد : ۲۱۰۰

ناشر : سید امتیاز علی تاج ، ستارۂ امتیاز
ناظم مجلس ترقیِ ادب ، لاہور

طابع : سید ظفر الحسن رضوی

مطبع : ظفر سنز پرنٹرز ۹ - کوپر روڈ ، لاہور

سرورق : ظفر سنز پرنٹرز

قیمت : [illegible] روپے

maablib.org

بعونِ صنّاعِ مکین و مکان و بفضلِ خلّاقِ زمین و زمان

۱۲۳

اُردو کا کلاسیکی ادب

اُردوئے معلّیٰ

از

مرزا اسد اللہ خاں غالب

IMA... صغیر

ناشر

مجلسِ ترقیِ ادب ۲۔ نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور

G 19413
26/8/90

MAB 181

maablib.org

اُردو کے معلّی

(صدی ایڈیشن)

حصّہ دوم

و

حصّہ سوم

MAAB 1431

مرکز احیاء آثار تراث

تدوین و حواشی

maaarab.org

سیّد مرتضیٰ حسین فاضل

MAAB 1431

مركز الحياة الأثرية

maablib.org

فهرست

صفحه

۱- [عرض ناشر] ۸۴۸

۲- دیباچه که بر سراج المعرفت من تصنیف
مولوی سید رحمت علی خان بهادر عرف
مفتی میر لال نگاشته اند- ۸۵۲

۳- دیباچه که برکتاب خواجه بدر الدین خان
عرف خواجه امان موسوم به "حدائق انظار"
نگاشته اند- ۸۶۰

۴- تقریظی که بر کتاب ابو ظفر سراج الدین
بهادر شاه نگاشته اند- ۸۶۴

۵- تقریظ که بر کتاب گلزار سرور من تصنیف
میرزا رجب علی بیگ سرور صاحب سرور
نگاشته اند- ۸۶۷

۶- دیباچه که بر دیوان منشی حبیب الله المتخلص
به ذکا نگاشته اند- ۸۷۲

۷- دیباچه که بر کتاب نواب عالی جناب مرزا
کلب حسین خان بهادر کلک گهرسلک آورده اند- ۸۷۳

۸- دیباچه در تذکیر و تانیث حسب فرمائش
مولوی سید احمد حسن بلگرامی نوشته اند- ۸۷۵

۹- خطوط در تحقیق الفاظ و اصلاح بر اشعار بہ زبان اردو -

؟؟

(۱) **بہ نام منشی ہرگوپال تفتہ**

واہ کیا خوبیِ قسمت ہے -

اپریل ۱۸۵۲ع ۸۷۷

'بیش از بیش' و 'کم از کم' -

مارچ ۱۸۵۲ع ۸۸۱

مرزا تفتہ ! پیر شو و بیاموز -

۱۴ مئی ۱۸۶۵ع ۸۸۴

بھائی ! یہ مصرعہ جو تم کو ہم پہنچا ہے -

اگست ۱۸۵۰ع ۸۸۷

صاحب ! دو زبانوں سے مرکب ہے یہ فارسی۔

متعارف - اگست ۱۸۶۲ع ۸۹۰

میاں ! تمہارے انتقالاتِ ذہن نے مارا -

۱۸۵۹ع ۸۹۳

بھائی ! تمہارے ذہن نے خوب انتقال کیا -

اکتوبر ۱۸۵۹ع ۸۹۵

میاں سنو ! اس قصیدے کے ممدوح -

۱۸۶۱ع ۸۹۶

''انگشتری'' اور ''خاتم'' -

۱۸۶۳ع ۸۹۷

صاحب ! 'گوہر را' 'خاور را' -

۱۸۶۳ع ۹۰۰

صاحب ! دیباچہ اور تقریظ کا لکھنا ۔

۹۰۱ ۶۱۸۵۴

'دیدمست' یہ لفظ نیا بنایا ہے ۔

۱۳ جنوری ۱۸۵۴ع ۹۰۱

صاحب ! یہ قصیدہ تم نے خوب لکھا ہے ۔

۱۸۶۱ع ۹۰۳

بھائی ! 'رمیا' اور 'ہیمیا' خرافات ہے ۔

۱۸۶۳ع ۹۰۴

حضرت ! پرسوں صبح تمہارے کواغذ ۔

۵ جولائی ۱۸۶۳ع ۹۰۵

مرزا تفتہ ! یہ غلطی تمہارے کلام میں !

۱۶ جولائی ۱۸۶۳ع ۹۰۶

صاحب ! 'کشیدن' کی طرح 'در کشیدن' ۔

۱۸۶۳ع ۹۰۷

حضرت ! آپ کے سب خط پہنچے ۔

۳ جولائی ۱۸۶۳ع ۹۰۷

حضرت ! اس قصیدے کی جتنی تعریف کرو ۔

۱۸۶۸ع ۹۰۸

لو صاحب ! ہم نے لفٹننٹ گورنر کی ملازمت ۔

اپریل ۱۸۵۳ع ۹۰۹

تم کو معلوم رہے کہ ایک ممدوح ۔

دسمبر ۱۸۶۱ع ۹۰۹

لا حول و لا قوۃ ۔ ۱۸۶۳ع ۹۱۰

میرزا تفتہ ! کیا کہنا ہے ۔ ۱۸۶۸ع ۹۱۰

صاحب ! تم نے 'تن تن' کا ذکر کیوں کیا ؟
مئی ۱۸۶۵ع ۹۱۱

سچ ہے اگر آپ استاذ کا مصرعہ نہ لکھتے -
۲۲ جولائی ۱۸۶۳ع ۹۱۲

صاحب ! قصیدے پر قصیدہ لکھا -
۴ اکتوبر ۱۸۶۱ع ۹۱۳

صاحب ! تمہارے یہ اوراق -
فروری ۱۸۶۰ع ۹۱۵

صاحب ! واقعی 'سداب' کا ذکر -
۱۸۶۵ع ؟ ۹۱۶

دل بے داغ دار بود و نماند -
۱۸۶۳ع ؟ ۹۱۷

مرزا تفتہ صاحب ! اس قصیدے کے باب میں -
۴ ستمبر ۱۸۶۱ع ۹۱۸

میں تم کو خط بھیج چکا ہوں -
۱۸۵۱ع ۹۱۹

صاحب ! دیکھو پھر تم دنگا کرتے ہو -
۱۸۵۲ع ۹۲۰

صاحب ! دوسرا پارسل ، جس کو تم نے -
۱۸۶۱ع ۹۲۲

حضرت ! اس غزل میں 'پروانہ' و 'پیمانہ' -
۱۸۶۵ع ۹۲۵

(۲) بہ نام ماسٹر پیارے لال

یک الف بیش نہیں صیقل آئینہ ہنوز -
۱۸۶۶ع ؟ ۹۲۶

(۳) به نام منشی حبیب الله المتخلص به ذکا

بندہ پرور ! آپ کا مہربانی نامہ پہنچا ۔
۱۸ مارچ ۱۸۶۷ء ۹۲۷
اے عنایت بہ عنایت ہم شکل ۔

منی ۱۸۶۶ء ۹۲۸
حضرت مولوی صاحب ! میں برس دن سے
بیمار ۔ ۲۶ اگست ۱۸۶۳ء ۹۲۹
صاحب ! میں تم کو اخوان الصفا میں گنتا ہوں ۔
۱۳ صفر سال غفر ۱۲۸۰ھ ۹۳۲
صاحب ! پہلے مطلع میں لطف نہیں ۔
۱۴ نومبر ۱۸۶۳ء ۹۳۴

(۴) به نام منشی میاں داد خاں المخاطب به سیف الحق المتخلص به سیاح

منشی صاحب ! سعادت و اقبال نشان ۔
فروری ۱۸۶۱ء ۹۳۶
بھائی ! ہم نے تم کو یہ نہیں کہا ۔
۲۷ فروری ۱۸۶۱ء ۹۳۷
منشی صاحب ! تمہارے خط پہنچنے کی تم
کو اطلاع دیتا ہوں ۔ ۱۲ فروری ۱۸۶۱ء ۹۳۹
بھائی ! تمہارا خط کل پہنچا ۔
۱۲ فروری ۱۸۶۱ء ۹۴۱
بھائی ! تمہاری جان کی اور اپنے ایمان کی
قسم ۔ ۳۱ جولائی ۱۸۶۰ء ۹۴۱

maablib.org

(۵) به نام شهزاده بشیر الدین

پیر و مرشد سلامت ! ۱۸۶۷ع ۹۴۵

(۶) به نام عبدالغفور سرور

بندہ پرور ! مہربانی نامہ آیا - ۱۸۵۸ع ۹۴۷

(۷) به نام منشی کیول رام قوم کایتھ المتخلص به هشیار

غالب خاکسار کہتا ہے - ۱۸۶۰ع ۹۵۳

(۸) به نام مولوی کرامت علی صاحب

فقیر اسد اللہ جناب مخدومی مولوی کرامت علی

صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ -

۱۸۶۰ع ۹۵۶

(۹) به نام منشی جواهر سنگھ جوهر

تمہارے خطوں سے تمہارا پہنچنا اور -

نہم اپریل ۱۸۵۳ع ۹۶۳

(۱۰) به نام منشی هیرا سنگھ

فرزند دلبند سعادت مند منشی ہیرا سنگھ -

۱۸۶۸ع ۹۶۶

(۱۱) به نام میر مہدی صاحب

آئیے جناب میر مہدی صاحب دہلوی -

۸ دسمبر ۱۸۶۳ع ۹۶۸

بھائی ! کیا پوچھتے ہو ، کیا لکھوں ؟

جولائی ۱۸۵۹ع ۹۷۰

MAAB 1431
maablib.org

اردوئے معلّٰی حصۂ سوم

(۱۲) بہ نام حکیم غلام نجف خاں

جناب عالی ! یہ خط فتح پور سے آپ کے نام
آیا ہے - فروری ۱۸۵۲ع ۹۷۹

(۱۳) بہ نام نجف علی خاں

لو صاحب ! یہ پندرہ بیتیں ہیں -
قبل از ۱۸۵۳ع ۹۸۱

(۱۴) منشی نبی بخش کے نام

پیر و مرشد ! غلام کی کیا طاقت -
۲۱ اگست ۱۸۵۳ع ۹۸۳

(۱۵) بہ نام محمود مرزا صاحب

برخوردار ، اقبال نشان محمود میرزا -
مئی ۱۸۶۳ع ۹۸۵

(۱۶) بہ نام ہرگوپال نرائن تفتہ

شفیق میرے لالہ ہرگوپال تفتہ -
جون ۱۸۵۴ع ۹۸۷

(۱۷) منشی شیو نرائن آرام کے نام

گہاں زیست بود ہر منت ز بیدردی -
۱۸ جولائی ۱۸۵۸ع ۹۸۹

(۱۸) شیو نرائن کے نام

بھائی ! میں تم کو اطلاع دیتا ہوں -
ہفدہم جنوری ۱۸۵۹ع ۹۹۱

(۱۹) (بہ نام نجف علی

نہ بھائی ! یہ نہ سمجھو ''سلطان''۔

نومبر ۱۸۵۸ع ۹۹۲

(۲۰) بہ نام بہاری لال مشتاق

میاں ! وہ عرضی کا کاغذ افشاں کیا ہوا ۔

۱۸۵۸ع ؟ ۹۹۴

(۲۱) بہ نام نعیم الحق آزاد

بندہ پرور ! آج میں نے وہ انگریزی عرضی ۔

۱۸۵۹ع ۹۹۶

(۲۲) پیارے لال آشوب کے نام

جناب بابو صاحب ! جمیل المناقب عمیم

الاحسان سلامت ! اگست ۱۸۶۵ع ۹۹۸

(۲۳) بہ نام میرزا یوسف علی خاں

سعادت و اقبال نشاں میرزا یوسف علی خاں ۔

۱۸۶۰ع کے بعد ۱۰۰۰

(۲۴) بہ نام سید سجاد مرزا صاحب مرحوم سجاد

قرۃ العین سجاد ابن حسین سلمہ اللہ تعالیٰ ۔

۱۵ مارچ ۱۸۶۵ع ۱۰۰۳

زبدۂ آل رسول سجاد میرزا خاں کو فقیر

غالب علی شاہ کی دعا۔ آغاز دسمبر ۱۸۶۵ع ۱۰۰۴

(۲۵) بہ نام زکی دہلوی

بندہ پرور ! آپ کا عنایت نامہ پہنچا ۔

۹ جنوری ۱۸۶۸ع ۱۰۰۶

سارٹیفکٹ بنام محمد زکریا خاں زکی ۔

۱۸۶۸ء ۱۰۰۸

(۲۶) بہ نام شاہ عالم

مخدوم زادۂ مرتضوی نژاد ۔

۶ نومبر ۱۸۶۵ء ۱۰۰۹

(۲۷) بہ نام صاحب عالم صاحب

دیگر از خویشم خبر نبود تکلف برطرف ۔

اگست ۱۸۶۶ء ۱۰۱۱

حضرت صاحب قبلہ و کعبہ ۔

۲۶ اگست ۱۸۶۶ء ۱۰۱۴

ایک شعر میں نے بہت دن سے کہہ رکھا

ہے ۔ دسمبر ۱۸۶۶ء ۱۰۱۵

(۲۸) بنام چودھری عبدالغفور سرور

جناب چودھری صاحب ! میں تو خدمت

بجا لایا ۔ ۲۵ دسمبر ۱۸۶۶ء ۱۰۱۷

(۲۹) بنام صفیر بلگرامی

مخدوم مکرم سید فرزند احمد صاحب کو سلام

پہنچے ۔ منی ۱۸۶۴ء ۱۰۱۸

مخدوم زادۂ مرتضوی دودمان ۔

سی ام جون ۱۸۶۴ء ۱۰۲۰

نور چشم لخت جگر، زبدۂ اولاد پیغمبر ۔

۵ اپریل ۱۸۶۵ء ۱۰۲۲

بہ علاقۂ مہر و محبت نور چشم و سرور دل ۔

۲۲ اپریل ۱۸۶۵ء ۱۰۲۳

نورالابصار ، ممتاز روزگار ، زکی و ارشد -

۱۰۲۵ ع۱۸۶۵

نور چشم و سرور دل فرزند مرتضوی گہر -

۳ مئی ۱۸۶۵ع ۱۰۲۸

(۳۰) بہ‌نام میر ولایت علی

شفیق و مکرم میر ولایت علی صاحب کو

خدائے جہاں آفریں -

۴ اپریل ۱۸۶۵ع ۱۰۳۰

جناب میر ولایت علی صاحب !

۹ ذی قعدہ ۱۲۸۱ھ ۱۰۳۱

(۳۱) بہ‌نام غلام حسنین قدر بلگرامی

بندہ پرور ! آپ کے عنایت نامے کے آنے سے -

بست و سوم فروری ۱۸۵۷ع ۱۰۳۳

حضرت ! میں نے چاہا کہ حکم بجا لاؤں -

مارچ ۱۸۵۷ع ۱۰۳۵

سوال :

یار سے چھیڑ چلی جائے اسد -

۱۸۵۷ع ۱۰۳۸

قدر :

کاٹ کر غیروں کے سر لائے جو میری نذر کو -

اپریل ۱۸۵۷ع ۱۰۴۰

'تشبیہ' کا لفظ متروک اور مردود -

۱۸۵۷ع ۱۰۴۲

maablib.org

حضرت ! آپ کے خط کا کاغذ باریک اور
ایک طرف سے سراسر سیاہ - ۱۸۵۷ء ۱۰۴۷

حضرت ! کیا فرماتے ہو ؟ ۱۸۵۸ء ۱۰۴۸

مشفق میرے ! میں بعد آپ کے جانے کے -
جنوری ۱۸۶۰ء ۱۰۵۰

سید صاحب ! تمہارا مہربانی نامہ مع دو
غزلوں کے پہنچا - ۱۳ مارچ ۱۸۶۰ء ۱۰۵۱

سعادت و اقبال نشان میر غلام حسنین کو
غالب گوشہ نشین کی دعا پہنچے - ۱۸۶۱ء ۱۰۵۲

بندہ پرور ! آپ کا خط لکھنؤ سے آیا -
۱۸۶۱ء ۱۰۵۳

سید صاحب ! سعادت و اقبال نشان میر
غلام حسنین کو غالب کی دعا پہنچے -
۱۸۶۲ء ۱۰۵۴

سید صاحب ! آپ کا خط جس میں قبلہ و
کعبہ - ۲۳ مئی ۱۸۶۲ء ۱۰۵۵

سید صاحب ! آپ نے خوب کیا کہ مفتی
میر عباس صاحب کا ہدیہ غیر کو نہ دیا -
۵ جون ۱۸۶۲ء ۱۰۵۶

صاحب ! واللہ ! سوائے اس خط کے تمہارا
کوئی خط نہیں آیا - ۱۸۶۲ء کے بعد ۱۰۵۷

صاحب ! تم سے پہلے یہ پوچھا جاتا ہے -
۱۸۶۳ء ۱۰۵۸

میر صاحب ! ماجرا یہ ہے ۔

مارچ ۱۸۶۳ء ۱۰۵۹

صاحب ! میں برس دن سے بیمار تھا ۔

۲۲ اگست ۱۸۶۳ء ۱۰۶۰

سید صاحب ! تم نے جو خط میں ۔

۲۴ نومبر ۱۸۶۳ء ۱۰۶۱

قرۃ العین میر غلام حسنین سلمکم اللہ تعالیٰ ۔

جنوری ۱۸۶۵ء ۱۰۶۲

سید صاحب ! تم "قدر" اور ۔

۱۸۶۵ء ۱۰۶۷

حضرت ! فقیر نے شعر کہنے سے توبہ کی ہے ۔

۱۸۶۷ء ۱۰۶۸

(۳۲) بہ نام جناب منشی محمد ابراہیم خلیل

غالب کمینہ ، بازاری ، فرومایہ کا سلام ۔

۴ جنوری ۱۸۶۱ء ۱۰۷۰

(۳۳) بہ نام شیخ لطیف احمد بلگرامی

میاں لطیف ! مزاج شریف ؟ ۱۸۶۸ء ۱۰۷۱

(۳۴) بہ نام مظہر علی مارہروی

اسد اللہ بے گناہ جس کا تخلص غالب ۔

اکتوبر ۱۸۶۸ء ۱۰۷۳

(۳۵) بہ نام جلیل الدین حسین ابو محمد شاہ

فرزند علی (صوفی منیری)

زبدۂ اولاد حضرت خیرالانام ۔ ۱۸۶۷ء ۱۰۷۵

(۳۶) بہ نام محمد نعیم الحق آزاد

پیر و مرشد! کیا حکم ہوتا ہے؟

۱۰۷۷ ۱۸۵۹ع

(۳۷) بہ نام عبدالجمیل جنون بریلوی

مہ شوال کو کیا دیکھے جنون ہمگیں۔

ہفتم فروری ۱۸۶۴ع ۱۰۸۰

حضرت! غزل سراسر ہموار اور ذوق انگیز ہے۔ ۱۹ مارچ ۱۸۶۴ع ۱۰۸۰

حضرت سلامت! میاں قدرت اللہ صاحب کا تردد بجا۔ ۸ مئی ۱۸۶۴ع ۱۰۸۲

شنوائی بہ فتحۂ نون ہے۔ ۱۰۸۳

(۳۸) بہ نام میر حبیب اللہ خاں ذکا

بندہ پرور! پرسوں مولوی صاحب کا خط آیا۔ دسمبر ۱۸۶۳ع ۱۰۸۴

(۳۹) بہ نام منشی سخاوت حسین

مشفقی و مکرمی منشی سخاوت حسین سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ۴ فروری ۱۸۶۱ع ۱۰۸۶

(۴۰) بہ نام قاضی نور الدین حسین فائق

مخدوم و مکرم حضرت قاضی محمد نور الدین حسین خان بہادر۔ جولائی ۱۸۶۲ع ۱۰۸۷

(۴۱) بہ نام حکیم محب علی

بندہ پرور! آپ کی تحریر سے مستنبط ہوتا ہے۔

۱۰۸۸ ۱۸۶۳ع

(۴۲) به نام عزیز صفی پوری

خاں صاحب عنایت مظہر سلامت -

۱۰۹۰ ۱۸۶۵ بہ بعد

سخن شناس نۂ مشفقا خطا ایں جاست -

۱۰۹۱ ۱۸۶۵ع بہ بعد

(۴۳) به نام احمد حسین مینا مرزا پوری

بندہ پرور ! کل دوپہر کو -

۱۰۹۲ ۱۸۶۷ع

جان غالب ! کل تمہاری دونوں غزلیں -

۱۰۹۴ ۱۳ جولائی ۱۸۶۷ع

(۴۴) به نام مولوی نعمان احمد

جاں بر سر مکتوب تو از ذوق فشاندن -

۱۰۹۷ ۵ ستمبر ۱۸۶۶ع

مولانا و بالفضل اولانا !

۱۰۹۷ ششم اکتوبر ۱۸۶۶ع

حضرت ! آپ کو اپنے حال پر متوجہ پا کر -

۱۱۰۰ ۱۹ اکتوبر ۱۸۶۶ع

قبلہ ! آج خیال آیا کہ -

۱۱۰۱ ۱۷ دسمبر ۱۸۶۶ع

(۴۵) به نام محمد محسن صدر الصدور

قبلہ ! آپ سے رخصت ہو کر -

۱۱۰۳ ۱۱ جنوری ۱۸۶۶ع

(۴۶) به نام مولوی ضیاء الدین ضیاء

جناب مولوی صاحب ! کرم از شما و کمی

از ما - ۲۷ فروری ۱۸۶۶ع ۱۱۰۴

MAAB 1431
maablib.org

(۴۷) بہ نام محمد حسین خاں

جناب محمد حسین خاں کو میرا سلام پہنچے۔

۱۱۰۵ ۱۸۶۱ء

(۴۸) بہ نام منشی نول کشور

منشی صاحب ، جمیل المناقب۔

اوائل مارچ ۱۸۶۳ء ۱۱۰۶

(۴۹) بہ نام محمد حسین خاں

مشفقی و مکرمی جناب محمد حسین صاحب کو

فقیر غالب کا سلام پہنچے۔

۱۱ اپریل ۱۸۶۷ء ۱۱۰۹

خان صاحب مشفق و مکرم۔

۲۵ اپریل ۱۸۶۷ء ۱۱۱۱

شفیق مکرم محمد حسین خاں صاحب کو فقیر

اسداللہ کا سلام۔ ۱۸۶۷ء ۱۱۱۲

(۵۰) بہ نام نواب امین الدین احمد خاں بہادر والی لوہارو

اے میری جان ! کس وقت میں تجھ سے

غزل مانگی۔ ۳ مارچ ۱۸۶۷ء ۱۱۱۳

(۵۱) بہ نام علاء الدین خاں صاحب

صاحب ! آگ برستی ہے۔

۳۰ ستمبر ۱۸۶۱ء ۱۱۱۵

خوشی ہے یہ آنے کی برسات کی۔

۱۸۶۷ء ۱۱۱۶

(۵۲) به نام نواب شهاب الدین خان ثاقب

میاں ثاقب صاحب !

۳۰ ستمبر ۱۸۶۱ع ۱۱۱۷

(۵۳) به نام یوسف علی خاں بہادر

حضرت ولی نعمت ، آیۂ رحمت ، سلامت -

۸ فروری ۱۸۶۵ع ۱۱۱۸

(۵۴) به نام مہاراجہ سردار سنگھ والی بیکانیر

بحضور وافر سرور جناب سری مہاراجہ صاحب

والا مناقب -

پنجم جنوری ۱۸۵۹ع ۱۱۱۹

(۵۵) به نام نواب کلب علی خاں صاحب

حضرت ولی نعمت ، آیۂ رحمت سلامت -

۲۷ جولائی ۱۸۶۸ع ۱۱۲۲

حضرت ولی نعمت ، آیۂ رحمت سلامت !

۵ نومبر ۱۸۶۶ع ۱۱۲۴

حضرت ولی نعمت ، آیۂ رحمت ، سلامت !

۲۶ جنوری ۱۸۶۷ع ۱۱۲۵

(۵۶) به نام مولوی ضیاء الدین خان ضیا دہلوی

بخدمت جناب مولوی صاحب معظم مسلم

علمائے عرب و عجم - ۱۸۶۴ع ۱۱۲۷

(۵۷) به نام فرقانی میرٹھی

واقعی فخر گورگانی نے لکھا ہے اور -

۱۸۶۴ع ۱۱۳۵

(۵۸) جواب استفتا به نام زکی

تاریخ گوئی کی ایک بحث - ۱۸۶۸ء ۱۱۳۷

(۵۹) مکتوب به نام ؟

جناب عالی ! نامه وداد عز صدور دیا -

۱۸۶۰ء ۱۱۳۰

(۶۰) سپاس نامه بخدمت ولیم کولڈ اسٹریم صاحب بہادر

صاحب جمیل الناقب عمیم الاحسان -

۲۸ جولائی ۱۸۶۵ء ۱۱۳۳

(۶۱) کتابیات ۱۱۳۶

(۶۲) اشاریه ۱۱۵۳

MAAB 1431

maablib.org

MAAB 1431

مركز الملك عبدالعزيز للمكتبات

maablib.org

اردوے معلیٰ حصۂ دوم

[بسم اللہ الرحمن الرحیم]

[عرض ناشر]

(۱)

حمد و صلوٰۃ کے بعد احقرالعباد محمد عبدالاحد عفا عنہ الصمد شایقینِ والا تمکین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب 'اردوے معلیٰ' مرزا غالب ہندوستان کے سعدی، مولانا حالی کی اجازت سے مطبع میں چھپی تو مولانا موصوف نے ایک قلمی مسودہ مرزا غالب کے رقعات کا اپنے پاس سے بھی عنایت فرمایا جس کو احقر نے

حصۂ دوم اردوے معلیٰ

کے نام سے نامزد کرکے اسی کے آخر میں شامل کر دیا۔

اس حصہ میں خاص کر وہ رقعات ہیں جن میں آنھوں نے لوگوں

۱- عرض ناشر کے عنوان سے میں نے 'حصۂ دوم' کے دو ابتدائی ایڈیشنوں کے ناشرین کا اظہار نقل کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ غالب نے 'اردوے معلیٰ' حصۂ اول کے حقوق ۱۸۶۹ء میں اکمل المطابع کے مہتمم حکیم غلام رضا خان کو ہبہ کیے تھے۔ اس کے بعد فاروقی و مجتبائی دہلی اور اردو گائڈ کلکتہ نے یہ حصہ اپنے اپنے طور پر چھاپا۔ بعض نے تاریخ لکھی بعض نے بلا تاریخ۔ اسی سلسلے میں مطبع مجتبائی دہلی نے ایک یا اس سے زیادہ ایڈیشن حصۂ اول کے چھاپے۔ آخر ۱۸۹۹ء میں حالی سے حصۂ دوم لے کر پہلی مرتبہ چھاپا۔ محمد عبدالسلام نے اپنا استحقاق جتاتے ہوئے اس حصے کو چھاپنا چاہا تو ایک مختصر تمہید کا اضافہ کیا۔

کو اصلاحیں دی ہیں ——یا شاعری کے متعلق کوئی ہدایت کی ہے ، یا کوئی نکتہ بتایا ہے - اور بعض کتابوں کے دیباچے اور ریویو بھی ہیں" ——(صفحہ ۱ ، مطبع مجتبائی ، سنہ ۱۸۹۹ع)

(۲)

مطبع فاروقی دہلی کے پروپرائٹر نے یہ دعویٰ رد کیا اور لکھا :

حمد و صلٰوۃ کے بعد احقر الانام سید محمد عبدالسلام عفا اللہ عنہ شائقینِ با تمکین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب 'اردوئے معلیٰ' مرزا غالب کا حصۂ اول ، ارسطوئے زماں ، مسیحِ دوراں جناب مولوی حاجی حکیم غلام رضا خاں صاحب رئیسِ دہلی کی اجازت سے مطبع فاروقی دہلی میں سہ بارہ چھپی تو خیال ہوا کہ اس کا دوسرا حصہ جو شمس العلماء' مولانا حالی نے مرتب[۲] کیا ، اس کے بارے میں جناب شمس العلماء سے اجازت حاصل کی جائے - احقر نے مولانا سے حصول اجازت کی استدعا کی - مولانا نے جواب میں اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ ہی تاکید فرمائی کہ کتاب صحیح چھاپنے میں بہت کوشش کی جائے - اس لیے یہ حصہ آخر میں شامل کیا گیا اور نہایت صحت کے ساتھ چھاپنے کا خیال رہا -

اس حصہ میں فنِ شاعری کے متعلق مرزا غالب صاحب مرحوم

——

۱- چونکہ حالی کو سنہ ۱۹۰۴ع میں شمس العلماء کا خطاب ملا ہے اس لیے یقیناً یہ اجازت اس کے بعد دی گئی ہے - اس بنا پر اشاعت کتاب ۱۹۰۴ع کے بعد ہوئی ہے اور مجتبائی والا ایڈیشن اس سے مقدم ہے -

۲- یہ حصہ حالی نے مرتب نہیں کیا جیسا کہ مقدمے میں لکھا جا چکا ہے - نیز جواہر سنگھ جوہر نے تاریخ میں 'حصۂ اول' لکھ کر حصہ دوم کا منتظر بتایا ہے -

نے نکات لکھے ہیں اور بعض کتابوں کے ریویو و دیباچے بھی شامل کیے گئے ہیں۔ سابق اردوے معلیٰ میں یہ لطف حاصل نہ تھا۔ اب یہ کتاب دوبالا ہو گئی۔ اب اس کے پڑھنے سے کچھ اور ہی کیفیت حاصل ہو گی: ع

اگر قبول افتد زہے عز و شرف

MAAB 1431
مرکز احیاء آثار تراث
maablib.org

دیباچہ[1] کہ بر "سراج المعرفت" من تصنیف مولوی[2] سید رحمت علی خان بہادر عرف مفتی میر لال نگاشتہ اند

سبحان اللہ ! آدمی اور خدا کی حمد و شکر کا دعویٰ ، حمد و شکر کی گزارش کا سرمایہ - دو قوتیں ہیں ؛ فکر اور نطق اور یہ دونوں قوتیں موہبتی ہیں - بخشی ہوئی دست گاہ پر خود نمائی ؟ اور پھر اسی بخشنے والے کے آگے ؟ کیسی تنگ ظرفی ہے اور کیسی ہرزہ درائی - اس صورت میں ادائے حق حمد کے تو[3] کیا معنی مگر ہاں حمد کرنے والا بقدر توفیق حمد شایستہ آفریں ہے - یہ کون کہہ سکتا ہے کہ توفیق نتیجۂ کشت[4] و کار ہے ، البتہ عطیۂ پروردگار ہے - قدرتِ حمد اُس نے

۱- 'فکر و نظر' ماہ اپریل ۱۹۶۲ء صفحہ ۹۰ پر قاضی عبدالودود صاحب بیرسٹر نے "سراج المعرفت" طبع مطبع سلطانی (صفحہ ۲) کے مقابلے میں جو اختلاف دیکھے ہیں ، ان کی نشان دہی فرمائی ہے - جسے میں موصوف کے شکریے کے ساتھ نقل کر رہا ہوں -
یہ دیباچہ 'عود ہندی' میں نہیں چھپا - جب دوسرا حصہ مکمل ہوا تو یہ اضافہ عمل میں آیا - دیکھیے 'اردوے معلیٰ' حصۂ دوم طبع فاروقی و مجتبائی صفحہ ۱ — مبارک علی صفحہ ۳۴۲ 'عرف مفتی میر لال' ندارد - مہر ، خطوط غالب صفحہ ۶۲۷ 'دیباچہ سراج المعرفت' مجیدی صفحہ ۳۷۰ 'دیباچہ کہ بر سراج المعرفت من تصنیف مولوی مفتی سید . . . . .'

۲- مولوی رحمت علی عرف میر لال ، بادشاہ کی طرف سے سراج العلماء ضیاء الفقہا کے خطاب سے ممتاز تھے - مدت سے ان کے خاندان میں شاہی کرسی افتاء رہی ہے - ۱۸۵۷ء میں فتوائے جہاد پر ان کے دستخط تھے - سرسید نے 'آثار الصنادید' میں ان کا ذکر کیا ہے -

۳- 'اردوے معلیٰ' حصۂ دوم ، طبع اول ، آغاز صفحہ ۲ -

۴- 'سراج المعرفت' طبع سلطانی 'کسب و کار' -

پیدا کی - توفیقِ حمد اُس نے عطا کی - جب کہ آدمی حمد کا عازم ہو تو سپاس عطیہ توفیق کیوں نہ لازم ہو - ہاں اے حق شناس ! اگر تجھ کو شعور ہے عطیۂ توفیق شکر پر ایک اور شکر ضروری[1] ہے -

گر کسے شکر حق فزوں گوید
شکر توفیقِ شکر چوں گوید

حق یوں ہے کہ حقیقت از روئے مثال ایک نامۂ درہم پیچیدہ سر بستہ ہے کہ جس کے عنوان پر لکھا ہے لا موثر فی الوجود الا اللہ اور خط میں مندرج ہے لا موجود الا اللہ اور اس خط کا لانے والا اور اس راز کا بتانے والا وہ نامہ آورِ نام آور ہے کہ جس پر رسالت ختم ہوئی - ختمِ نبوت کی حقیقت اور اس معنیِ غامض کی صورت یہ ہے کہ مراتبِ توحید چار ہیں ؛ آثاری و افعالی و صفاتی و ذاتی - انبیائے پیشین صلوات[2] اللہ علیٰ نبینا و علیہم اعلانِ مدارجِ توحیدِ سہ گانہ پر مامور تھے - خاتم الانبیاء کو حکم ہوا کہ حجابِ تعیناتِ اعتباری اٹھادیں[3] اور حقیقت نیرنگیِ ذات کو صورتِ الآن کہا کان میں دکھا دیں[4] - اب گنجینۂ معرفتِ خواص اُمت محمدی کا سینہ ہے اور کلمہ لا الہ الا اللہ مفتاحِ باب گنجینہ ہے - زہے[5] عامۂ موحدین کہ وہ اُس کلام سے صرف نفیِ شرک فی العبادۃ مراد لیتے ہیں اور نفیِ شرک فی الوجود جو اصل مقصود ہے، اُن کی نظر میں نہیں - جب لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کہیں گے، اُس[6] سے اُسی

۱- سراج : 'شکر ضرور ہے'-
۲- سراج : 'صلوات اللہ علیہم و علی نبیّنا . . . .'
۳- سراج : 'اٹھاویں' واو بجائے دال -
۴- سراج : 'دکھاویں'-
۵- سراج : 'رہے'-
۶- سراج : 'اوسی' -

توحید ذاتی کے اعتقاد کی قدم گاہ پر آ رہیں گے، یعنی ہمارے' اس کلمہ سے وہ مراد ہے جو خاتم الرسل کا مقصود تھا۔ یہی حقیقت ہے شفاعت محمدی کی اور یہی معنی ہیں رحمۃ للعالمین ہونے کے اور اسی مقام سے ناشی ہے ندائے روح فزائے "من قال لا الہ الا اللہ[2] دخل الجنۃ"۔ قلم اگرچہ دیکھنے میں دو زبان ہے لیکن وحدت حقیقی کا راز دان ہے۔ گفتگوئے توحید میں وہ لذت ہے کہ جی چاہتا ہے کوئی سو بار کہے اور سو بار سنے[3]۔ نبی کی حقیقت ذو جہتین ہے: ایک جہتِ خالق کہ جس سے اخذِ فیض کرتا ہے اور ایک جہتِ خلق کہ جس سے[4] فیض پہنچاتا ہے:

نبی را دو وجہ است دل جوے خلق
یکے سوے خالق یکے[5] سوے خلق
بداں وجہ از حق بود مستفیض
بدیں وجہ بر خلق باشد مفیض

یہ جو صوفیہ کا قول ہے "الولایۃ افضل من النبوۃ" معنی اس کے صاف از روے انصاف یہ ہیں کہ ولایت نبی کی کہ وہ وجہ الی الحق ہے، افضل ہے نبوت سے کہ وہ وجہ الی الخلق ہے۔ نہ یہ کہ ولایتِ عام افضل ہے نبوتِ خاص سے۔ جس طرح نبی مستفیض ہے حضرت الوہیت سے، اسی طرح ولی مستنیر ہے انوار نبوت سے۔ مستنیر کی تفضیل منیر پر اور مستفیض[6] کی ترجیح مفیض پر ہر گز معقول اور عقلا کے نزدیک

۱- سراج: 'ہم کو اوس'۔
۲- سراج: 'من قال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فدخل الجنۃ بلا حساب'۔
۳- سراج: 'سنے۔ بارے آگے چلے اور زبان قلم سے کچھ اور اسرار سنے'۔
۴- سراج: 'جس کو فیض پہنچاتا ہے'۔
۵- سراج: 'دگر سوے خلق'۔
۶- سراج: 'مستفیض کو ترجیح'۔

Gr 1943

مقبول نہیں ۔ اب وہ ولایت کہ خاصۂ نبی تھا ، نبوت کے ساتھ منقطع ہوگئی مگر وہ فروغ کہ اخذ کیا گیا ہے مشکوٰۃ نبوت سے ، ہنوز باقی ہے ۔ نقل و تحویل ہوتی چلی جاتی[1] ہے اور چراغ سے چراغ جلتا چلا جاتا[2] ہے اور یہ سراجِ ایزدی ظہورِ صبحِ قیامت[3] تک روشن رہے گا اور اب اسی کا نام 'ولایت' اور یہی مشعلِ طریقِ ہدایت ۔ ولایت و ہدایت وہی حقیقتِ توحیدِ ذاتی ہے کہ جو از روے کلمۂ 'لا الہ الا اللہ' مشہودِ عیونِ اعیان است اور منظورِ نظرِ اکابرِ ملت ہوئی ہے، مگر وہ بات اب کہاں کہ ایک بار لا الہ الا اللہ کہے اور دل نورِ معرفت سے منور ہو جائے ۔ اور وہ ضامنِ زبردست[4] کہاں کہ دلائلِ لا الہ الا اللہ کو اگرچہ اس کے معنی اچھی طرح نہ سمجھا ہو ، قدم گہِ توحید پر قائم کر دے ، یعنی رسولِ مقبول واجب التعظیم ، قائل انا احمد بلا میم علیہ التحیۃ والتسلیم ۔ اب سعادت بقدرِ ارادت ہے اور راحت بعدِ جراحت ۔ سچ بھی تو ہے ، آدمی کیوں کر سمجھ سکے اور بطلانِ بدیہیات کے جواز پر اس کو کیوں کر تسلی ہو ۔ یعنی اس مجموعِ موجودات کو کہ افلاک و انجم و بحار و جبال اسی میں ہیں نیست و نابود محض جان لے اور تمام عالم کو ایک وجود مان لے : رباعی

اے گردہ بآرایشِ گفتار بسیچ
در زلفِ سخن کشودہ راہِ خم و پیچ
عالم کہ تو چیزِ دیگرش می دانی
ذاتیست بسیط و منبسط ، دیگر ہیچ

۱- متن مطابق سراج ۔ اردو 'ہوتی چلی آتی ہے'۔
۲- سراج : 'چلا آتا ہے'۔
۳- سراج : 'تا ظہور قیامت تک'۔
۴- سراج : 'ضامن زبردست اب کہاں'۔
۵- سراج : 'بسیط منبسط'۔

maablib.org
Allama I. I. Kazi Library
University of Sindh, Jamshoro

جب اولیأ اللہ نے کہ وہ اطبائے روحانی ہیں ، دیکھا کہ نفوسِ بشری پر وہم غالب ہے اور بہ سبب استیلائے وہم[2] ، مشاہدۂ وحدت ذات سے محروم رہے جاتے ہیں ، ہرچند ان کو سمجھائیں گے ، راہ پر نہ آئیں گے ، ناچار اشغال و اذکار وضع کیے ، تا قوتِ متخیلہ اس میں الجھی رہے اور فتہ رفتہ بے خودی طاری ہو جاوے ۔ وحدتِ وجود اس طرح کی بات تو نہیں کہ نہ ہو اور ہم اس کو بہ جبر یا بہ تکلف ثابت کیا چاہتے ہوں :

دانی ہمہ اوست ور نہ دانی ہمہ اوست

وہم صورت گری اور پیکر تراشی کر رہا ہے اور معدومات کو موجود سمجھ رہا ہے ۔ پس جب وہم شغل و ذکر کی طرف مشغول ہو گیا ، بے شبہ اپنے کام سے یعنی صورت گری و پیکر تراشی سے معزول ہو گیا ۔ بے خبری و بے خودی چھا گئی اور وہ کیفیت جو موحدین کو بمجرد فہم حاصل ہوتی ہے ، اس شاغل کے نفس کو بے خودی میں آ گئی ۔ ایک دریا میں جان کر کودا ، ایک کو کسی نے غافل کر کے ڈھکیل[3] دیا ۔ انجام دونوں کا ایک ہے ۔ وہ لوگ جو وحدت وجود کو سمجھ لیں ، یہ میں نہیں کہتا کہ نہیں ہیں مگر ہاں کم ہیں اور مخفی ہیں اور کہیں کہیں ہیں ۔ اور ایسے نفوس کو کہ جو کسب حالت بے خودی کے واسطے محتاج اشغال و اذکار ہیں ، بہت ہیں بلکہ بے شمار ہیں ۔ حق[4] سبحانہ ہمیشہ سلامت رکھے حضرت شاہنشاہی[5]

۱- سراج : 'نقوش بشری'۔
۲- سراج : 'وہم کے مشاہدۂ'۔
۳- سراج : 'ڈھکیل'۔
۴- سراج : ''حق سبحانہ تعالیٰ''۔
۵- سراج : 'شاہنشاہی، خلیفۂ روئے زمین ، نائب حضرت ختم المرسلین'۔

حق شناس حق آگہ سراج الملۃ و الدین ، ابو ظفر بہادر شاہ[1] کو جو لباس بادشاہی میں یاد الٰہی کر رہے ہیں :

شاہی و درویشی ایں جا باہم است
بادشاہ عہد ، قطبِ عالم است

حکم دیا حضرت پیر و مرشدِ بر حق نے جناب اماد[illegible] ، معرفت نصاب ، مجمع البحرین شرع و عرفان ، قران السعدین عقل و ایمان ، ابو حنیفۂ ثانی ، سراج العلماء ، ضیاء الفقہاء ، مولانا مفتی سید رحمت علی خاں بہادر کو ، اور فرمایا آن سے کہ وہ اشغال و اذکار جو انتہائے قوسِ نزولی نبوت و ابتدائے قوسِ عروجی ولایت یعنی عہدِ جناب رسالت علیہ السلام سے ہم سینہ بہ سینہ [illegible] سفینہ بہ سفینہ چلے آئے ہیں ، آن کو ایک رسالے میں درج کریں - اور اس رسالے کی تحریر میں وہ عبارت آردو کہ صاف اور بے تکلف ہو خرچ کریں - کیوں نہ ارباب فہم اس رازداری پر قربان جائیں[2] کہ مجموع اشغال و اذکار زبان حقیقت ترجمان سے فرمائے ہیں اور حکم دیا ہے کہ آن کو وابستہ بسلاسل فقرا اور منقول من رسائل العرفا تحریر کریں - قضا را یہ ترک کج مج زبان مغلوبِ ہوسہائے خام ہے ، اس رسالہ کے مشاہدہ سے مستفیض ہوا - جی[3] میں آیا کہ اس کتاب مستطاب پر ایک دیباچہ لکھیے[4] - اور پھر

۱- سراج : ''بہادر شاہ کو اوو اختیار و اقتدار دے ان کو ہفت کشور پر بلکہ فرمان روا کرے چرخ و اختر پر کہ یہ جو لباس بادشاہی میں یاد الٰہی کر رہے ہیں ہیں''۔

۲- سراج : 'جائیں' ندارد -

۳- سراج : 'مدآن' ندارد -

۴- سراج : 'چونکہ یہ درد مند واسطے دعائے دوام دولت خاقانی کے بہانہ ڈھونڈا کرتا ہے جی میں آیا'۔

۵- سراج : 'لکھے بن کہے بنتی نہیں ، چشمداشت یہ ہے کہ بحر عطوفت

(باقی حاشیہ صفحہ ۸۶۰ پر)

میں برگِ سفر ساز کروں اور عزمِ سفرِ حجاز کروں - زم زم کے پانی سے وضو کروں اور اس کاشانۂ ملائک آشیانہ کے گرد پھروں ، اور حجرِ اسود کو چوموں - اور پھر وہاں سے مدینۂ منورہ کو جاؤں اور خاکِ تربتِ اطہر کا سرمہ آنکھوں میں لگاؤں - بادشاہ[1] سے کیا عجب ہے کہ دو برس کی تنخواہ دے کر مجھ کو خانۂ خدا کے طواف کی رخصت دیں کہ یہ گنہ گار وہاں جاوے اور اگر زیست باقی ہے تو وہاں جا کر اور اپنے ستاون برس کے گناہ کہ جس[2] میں سوائے شرک کے سب کچھ ہے ، بخشوا کر پھر آوے[3] -

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵۹)

سلطانی کہ منبع اس کا بارانِ رحمت یزدانی ہے ، جوش میں آوے اور اس پاشکستہ جگرخستہ کی دست گیری کریں کہ میں'۔

۱- سراج : ''میرے پیر و مرشد برحق سے کیا عجب ہے کہ اپنے خانزاد (؟ خانہ زاد) کو'' - شاید اس زمانے میں غالب نے وہ غزل لکھی ہے جس کا مطلع ہے :

منظور تھی یہ شکل ، تجلی کو طور کی
قسمت کھلی ترے قد و رخ کے ظہور کی

اور آخری شعر تھا :

غالب اگر سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں
حج کا ثواب نذر کروں میں حضور کی

۲- سراج : 'جن میں سوائے'- بارہ سو ستر کے ماہ رجب میں مرزا کی عمر اٹھاون برس ہوئی - اس فقرے سے مرزا کی عقیدت و ایمان دوستی پر ایک اور روشنی پڑتی ہے -

۳- سراج : 'پھر آوے - فرد'

۸۵۹

غالب ہوائے کعبہ بسر جا گرفتہ است
رفت آنکہ عزم خلخ' و نوشاد کردمی

۱- سراج : 'خلخ و نوشاد' نسخہ' مبارک علی 'بے داد' پوری غزل کے لیے دیکھیے کلیات جلد سوم ، صفحہ ۳۶۱ ، طبع مجلس ترقی ادب لاہور۔ چونکہ 'سراج المعرفت و منہاج رحمت' کے صفحہ ۵۱۹ ، ۵۲۰ پر یہ عبارت ہے : 'در ماہ جمادی الاول بتاریخ سوم سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق دوم فروری ۱۸۵۴ع در مطبع سلطانی واقع ارک خاقانی باتمام رسید' اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ مرزا نے یہ تقریظ ۱۸۵۳ع کے آخری مہینوں کے قریب لکھی ہوگی۔ ہجری حساب سے مرزا کی عمر ستاون سال کی ہوتی ہے۔

(۳)

دیباچہ کہ برکتاب خواجہ[1] بدر الدین خاں عرف خواجہ امان موسوم بہ 'حدائق[2] انظار' نگاشتہ اند

سبحان اللہ! شاہدِ زیبائے سخن کا حسن بے مثال، مشاہدہ اس کا نور افزائے نگاہ، تصور اس کا انجمن افروزِ خیال۔ از روئے لفظ، اہلِ معنی کی نظر میں آئینۂ عارضِ جمال، من حیث المعنی بہ صورتِ

۱- خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان مولود ۱۸۱۷ء متوفی ۱۸۷۹ء خواجہ حاجی کے چھوٹے صاحب زادے تھے، خواجہ حاجی جو نصر اللہ بیگ خاں کے بعد غالب کے حریف رہے۔ خواجہ قمرالدین کہتے ہیں کہ "خواجہ مرزا حاجی خاں رشتے میں غالب کے بھائی ہوتے تھے" (دیکھیے 'احوال غالب' طبع علی گڈھ ۱۹۵۳ء صفحہ ۲۹) غالب کہتے ہیں کہ 'خواجہ حاجی پسر بارگیر جد من و پسرانش از دو پشت خانہ زاد و از سہ پشت نمک خوار من' ('متفرقات غالب' طبع رام پور ۱۹۴۷ء صفحہ ۶) لیکن خود غالب نے خواجہ غلام غوث بیخبر کو لکھا ہے "میرے رشتے کے بھتیجے نے 'بوستان خیال' کا ترجمہ کیا ہے" اور اسی دیباچہ میں فرماتے ہیں "میرا برادر زادۂ سعادت توامان خواجہ بدر الدین خاں عرف مرزا امان"۔ اور 'بھتیجا اور پیارا بھتیجا'۔ فاروق حصہ دوم صفحہ ۵، مجتبائی صفحہ ۵، مجیدی صفحہ ۳۷۳، عود ہندی صفحہ ۴۴۸، مہر صفحہ ۶۳۰۔

۲- 'حدائق انظار' ترجمہ جلد اول 'بوستان خیال' کا تاریخی نام ہے۔ 'عود ہندی' میں 'حدائق الانظار' ہے جو عنوان نگار کی غلطی ہے۔ 'حدائق انظار' اکمل المطابع دہلی سے ۱۲۷۵ھ، ۱۸۵۹ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی (دیکھیے 'عود ہندی' طبع مجلس ترقی ادب حاشیہ صفحہ ۴۳۲ و ۴۴۸)

صنعتِ قلب کلام کا مقلوب یعنی کمال۔ اگر نفسِ ناطقہ کو حق نے بہ صورتِ انسان پیدا کیا ہوتا، تو ہم اس صورت میں، کیوں کر کہیں کہ کیا ہوتا۔ اس لعبتِ دل فریب کی نظارگی سے بے بادہ مست ہو جاتے، اور یہ پیکرِ ہوش ربا دیکھ کر اہلِ معنی یک قلم صورت پرست ہوجاتے۔ نظم میں اور ہی روپ، نثر میں اور ہی ڈھنگ، فارسی میں اور ہی زمزمہ، اردو میں اور ہی آہنگ۔ سیر و تواریخ میں وہ دیکھو جو تم سے سینکڑوں برس پہلے واقع ہوا۔ افسانہ و داستان میں وہ کچھ سنو کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا[1] نہ سنا۔ ہر چند خردمندِ بیدار مغز تواریخ کی طرف بالطبع مائل ہوں گے، لیکن قصہ کہانی کی ذوق بخشی و نشاط انگیزی کے بھی دل سے قائل ہوں گے۔ کیا تواریخ میں ممتنع الوقوع حکایات نہیں؟ نا انصافی کرتے ہو یہ کچھ بات نہیں۔

سام اپنے فرزند کو پہاڑ پر پھنکوائے، سیمرغ اس کو اپنے گھونسلے میں اٹھا لائے، پرورش کرکے پہلوان بنائے، آداب حرب و ضرب سکھائے۔ پھر جب رستم اسفندیار کی لڑائی سے گھبرائے، زال اس اسمِ بے مسمیٰ کو بلائے۔ سیمرغ، گرداں کبوتر کی طرح سیٹی کی آواز سنتے ہی چلا آئے اور اپنی بیٹ کے لیپ سے یا اور کسی دوا سے رستم کے زخم اچھے کرکے، ایک تیرِ دو شاخہ دے کر تشریف لے جائے۔ رستم دس برس کی عمر میں مست ہاتھی کو ہلاک کرے، جب چشم بد دور، جوان ہو، دیو سپید کو تہِ خاک کرے۔

فرعون کا دعوائے خدائی مشہور ہے، شداد و نمرود کا بھی تواریخ میں ایسا ہی مذکور ہے۔ اگر اہلِ طبیعت ایک پہلوانِ زبردست حمزۂ دیوکش رستم جیسا قرار دیں اور ایک زمرد شاہ گم راہ،

۱۔ 'نہ دیکھا نہ سنا ہو'۔

دعوی' خدائی کرنے والا مثل نمرود گھڑ لیں'[1]، گو ایک ڈھکوسلا بنایا ہے مگر[2] اچھا بنایا ہے ۔ انھیں روایات کا چربہ اٹھایا ہے، مگر اچھا اٹھایا ہے ۔ موعظت و پند نہیں، ترہاتِ ندیمانہ ہے، سیر و اخبار نہیں جھوٹا افسانہ ہے ۔

داستان طرازی منجملہ فنونِ سخن ہے ۔ سچ یہ ہے کہ دل بہلانے کے لیے اچھا فن ہے ۔ عمرو کی عیاریاں دیکھو، حمزہ کی میدان داریاں دیکھو ۔ جامع ان حکایات کا کوئی سخن ورِ ایران ہے مگر وہ میر تقی محمد شاہی جو ندیم موتمن الدولہ[3] اسحاق خاں کا ہے، گویا باغِ ارم کو ہندوستان میں آٹھا لایا ۔ اس نے "بوستانِ خیال" میں کچھ اور ہی تماشا دکھلایا ۔ ان قصص میں سے ایک جلد ہے 'معز نامہ'۔ واہ ری بزم و رزم و سحر و طلسم اور حسن و عشق کی گرمی ہنگامہ ۔ معزالدین کی طلسم کشائیاں اگر سنیں تو امیر حمزہ کی یہ صورت ہو کہ اپنی صاحب قرانی کو ڈھونڈتے پھریں اور کہیں پتا نہ پائیں ۔ ابوالحسن کی عیاریوں کے جوہر اگر دیکھیں، تو خواجہ عمرو کو یہ حیرت ہو کہ زیرہ سی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں ۔

دریں ولا میرا برادر زادہ سعادت توامان خواجہ بدرالدین خاں عرف خواجہ امان کہ وہ ایک جوان شیریں بیان تیز ہوش ہے اور ہر فن کے کمال کی تحصیل میں سختی کش و سخت کوش ہے ۔ ستار کا جو خیال آیا ایسا بجایا کہ میاں تان سین کو انگلیوں پر نچایا ۔ مصوری کی طرف جو طبیعت آئی، وہ تصویر کھینچی کہ اس کو دیکھ کر مانی

۱- عود ہندی : 'گھڑ ڈالیں'۔

۲- 'مگر اچھا بنایا ہے' ندارد ۔

۳- موتمن الدولہ محمد اسحاق خاں : عہد محمد شاہ کے نامور امیر کبیر نواب بہو بیگم، امۃ الزہرا والدۂ نواب آصف الدولہ آف اودھ کے نانا ۔

و بہزاد کو حیرت آئی ۔ اس اقبال آثار کا یہ ارادہ ہوا ، 'معز نامہ' کی فارسی نثر کے اردو کرنے پر آمادہ ہوا ۔ معزالدین فیروز بخت کی کشور کشائیاں ، ابوالحسن جوہر کی نیرنگ نمائیاں ، عجائباتِ حکیم قسطاس کی حیرت فزائیاں ، ملکہ نوبہار کی رنگین ادائیاں ، جمشید خود پرست کی زور آزمائیاں ، ضار منکوسِ منحوس کی بے حیائیاں ، مسلمین و کفار کی لڑائیاں ، مسلمانوں کی بھلائیاں ، کافروں کی برائیاں فارسی سے اردو میں لے آیا ۔ یوں تصور کرو کہ قلم روِ اردو میں ایک قصرِ دل کشا یا ایک خانہ باغ روح افزا سر تا سر بنایا ۔ عبارت آرائی کو ترک کیا ہے ، گویا تقریر کو پیرایۂ تحریر دیا ہے ۔

بعد اختتامِ نگارش غالبِ فلک زدہ سے دیباچہ لکھنے کی آرزو کی ، میں نے ہر چند عجز آمیز معذرت انگیز گفتگو کی ، بیداد گر نے ایک بات نہ سنی اور ایک عذر نہ مانا ۔ بھلا اس اصرار کا کیا علاج اور اس ضد کا کیا ٹھکانا ۔ بھتیجا اور پیارا بھتیجا ۔ ناچار بجز خامہ فرسائی کے کچھ نہ بن آئی ۔ اس دیباچہ کے انجام کا بجز اس کے اور کوئی رنگ نظر نہ آیا کہ عالمِ ارواح کو سیدھا چلا گیا اور حضرتِ نظامی سے ایک شعر مانگ لایا ۔ آسی شعر شعری[1] شعار کو خاتمہ میں لکھ دیتا ہوں ، بہت تنگ آ گیا ہوں اب دم لیتا ہوں :

شکر کہ این نامہ بہ عنوان رسید
بیشتر از عمر بپایان رسید

و من اللہ التوفیق[2] و ھو خیر رفیق

۱- نسخۂ مبارک علی : 'شعر و شاعری کو خاتمہ میں لکھے دیتا ہوں'۔
۲- عود ہندی : 'وھو خیرالرفیق' ۔ 'حدائق انظار' کے سنہ طباعت سے گمان ہوتا ہے کہ یہ عبارت ۱۸۵۹ء کے لگ بھگ لکھی گئی ہے ۔

تقریظے کہ بر کتاب' ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ نگاشتہ اند

اللہ اللہ ! نطق کو آفریدگار نے کیا پایہ اور کیا سرمایہ دیا ہے کہ امورِ دینی میں سے کسی امر کا شہود اور مصالحِ دنیوی میں سے کسی مصلحت کا وجود ، بلکہ اگر بہ مثل اسم اعظم فرض کیجیے تو اس کی بھی نمود جب تک لطیفہ غیبی[۲] کا شمول نہ ہو ، عالمِ امکان میں ممکن نہیں :

سخن را زاں دوست دارم کہ دوست
بہ تصدیق از ما طلب گار اوست

مسائلِ حکیمانہ کی ہستی ، ترہاتِ ندیمانہ کی مستی ، درد و درماں کے مدارج کا اظہار ، افسانہ و افسوں کے مقاصد کا مدار ، شکوہ و شکایت کا عنوان ، نفرین و آفرین کا بیان ، رد و قبول کی حکایت ، فتح و شکست

۱- بہادر شاہ کی کس کتاب پر یہ تقریظ لکھی گئی ہے ؟ کسی نے بحث نہیں کی ۔ تقریظ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کے مذہب بدلنے کی خبر سے جو ہنگامہ ہوا تھا ، غالباً اسی ذیل میں کوئی کتاب بادشاہ کی طرف سے مرتب ہوئی اور غالب سے تقریظ لکھوائی گئی ۔ ابھی تک 'اعلام نامہ' ، اور 'مثنوی کلمات طیبات' کا کوئی پہلا نسخہ دستیاب نہیں ہوا ہے کہ فیصلہ ہو سکے ۔ مثنوی چونکہ عربی میں تھی اس لیے امکان غالب ہے کہ یہ تقریظ 'اعلام نامہ' پر لکھی ہے ۔

۲- اردوے معلیٰ طبع مجتبائی و مبارک علی 'لطیفہ' عینبی' ۔ فاروقی صفحہ ۷ ، مجتبائی صفحہ ۸ ، مجیدی صفحہ ۳۷۵ ، عود ہندی ندارد ۔ مہر صفحہ ۶۳۲ ۔

کی روایت ، صرف و نحو کی رازدانی ، لفظ و معنی کی گل فشانی ۔ جو کچھ اگلوں نے کہا ہے ، جو کچھ اب کوئی کہہ رہا ہے ، جو کچھ آگے کہیں گے اور قیامت تک کہتے رہیں گے، جو کچھ نیک و بد ، نو و کہن سے ہے ، سب وابستہ نطق و سخن سے ہے ۔ اب سمجھیے کہ سخن از روے مثال کیا ہے ؟ چشمہ ہے ، ندی ہے ، سیل ہے ، دریا ہے ۔ کیسی روانی اور کس زور کا پانی ۔ اس کا چڑھاؤ ، اس کی رفتار ، اس پر کس کا زور اور کس کا اختیار ؟ جدھر منہ کیا اُدھر ایک نالا بہا دیا ۔ دریا کی لہر کیا ، گھوڑے کی باگ ہے کہ کسی کے ہاتھ میں ہو ؟ بارہا دیکھا ہے کہ آغازِ کلام ، جس کو ہندی میں آٹھان اور فارسی میں انگیزہ اور عربی میں باعث کہیے ، کچھ اور ہے ، پھر وسط میں صورت بدل کر وہ کچھ اور ہو گیا کہ انجام سے قطع نظر فی الحال نہیں سمجھا جاتا کہ یہ کیا طور ہے ۔ یہ کتاب کہ مجموعۂ دانش و آگہی ہے ، اگرچہ اس کو سفینہ کہہ سکتے ہیں ، لیکن از روے حقیقت ایک نہر ہے کہ بحرِ سخن سے ادھر کو بہی ہے ۔ جب اس نگارش نے انجام پایا تو مجھ کو پیش گاہ سلطنت ابد مدت سے حکم آیا کہ بندۂ درگاہ ، اسد اللہ اس کی تقریظ لکھنے میں اظہارِ حسنِ اطاعت کرے اور سخن طرازی میں آرایشِ زبانِ اردو پر قناعت کرے ۔ جیسا کہ حکم بجا لانا ضرور ، ویسا ہی یہ بھی کہہ جانا ضرور کہ منشاء اس رسالہ کی نگارش کا کیا ہے ؟

ان اوراق کے ناظرین پر مخفی و مستور نہ رہے کہ سن اٹھارہ جلوس[1] میمنت مانوس میں ، نہ شہر سے بلکہ خارج سے ، یہ آوازہ بلند

۱۔ سنہ جلوس ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ/۲۹ ستمبر ۱۸۳۷ء سے شروع ہوتا ہے لہٰذا یہ واقعہ ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء کا قرار پاتا ہے ۔ نیز دیکھیے میرا مضمون 'غالب کی مثنوی بے نام کا نام' طبع نگار ، رام پور ، فروری ۱۹۶۳ء ۔

ہوا کہ حضرت قدر قدرت ، فلک رفعت ، ثریا بارگاہ ، انجم سپاہ ، بادشاہ ابن بادشاہ ، خلیفۂ روے زمین ، ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ ، بادشاہ غازی نے ترک مذہب' آبائے نام دار کیا اور تشیع کو تسنن پر اختیار کیا ۔ بار یافتگان بزم قرب و رازدانانِ خلوت آنس ، حیران اور حیرت ان کی بجا ۔ اگر بادشاہ نے کبھی یہ بات کہی ہوتی تو پہلے آن کو آگہی ہوتی ۔ اسرارِ سلطنت کی خبر اور پھر اس میں عام کو تقدم خاص پر ؟ نہ پوچھنے کا یارا ، نہ چپ رہنا گوارا ۔ علمائے نام دار و مشائخِ کبار و فقہاے دیار نے جرأت کر کے عرض داشت لکھی ۔

مضمون یہ کہ ایسا سنا جاتا ہے اور باور نہیں آتا ہے ۔ امید وار

۱۔ تفصیلی بحث کے لیے میرا مضمون 'مرزا غالب کی مثنوی 'بے نام کا نام' دیکھیے ۔ ضروری معروضات یہ ہیں کہ بہادر شاہ ۱۸۵۳ع میں بہت سخت بیمار ہوے ، بچنے کی امید نہ تھی ۔ لکھنؤ سے سلیمان شکوہ اور حیدر شکوہ دہلی آئے اور بادشاہ سے ملے تو مشورہ دیا کہ حضور منت مانیں کہ اگر صحت مل گئی تو لکھنؤ کی درگاہ حضرت عباس علیہ السلام میں "علم" نذر کریں گے ۔ بادشاہ نے منت مانی اور شفا پائی ۔ چنانچہ ٦ ربیع الاول ۱۲۷۰ھ کو شاہی علم نذر درگاہ ہوا ۔ دہلی میں اس پر ہنگامہ ہو گیا ۔ شہر کے علماء نے فتویٰ دے دیا کہ بادشاہ شیعہ ہو گیا لہٰذا اسے معزول ہو جانا چاہیے ۔ بادشاہ نے مرزا غالب سے ایک مثنوی 'کلمات طیبات' لکھوا کر چھاپی مگر ہنگامہ فرو نہ ہوا تو ایک "اعلام نامہ" مشتہر کیا ۔ غالب پر یہ مصیبت آ پڑی کہ ان کے شیعہ دوستوں نے ان سے جواب طلب کیا کہ تم شیعہ ہوتے ہوئے اس ہنگامے میں بادشاہ کے شریک کیوں ہوئے ۔ انھوں نے اپنی صفائی میں حکم شاہی اور اپنی نوکری کا عذر کیا ۔ اس کا اندازہ اس تحریر سے بھی ہوتا ہے ۔

ہیں کہ خداوندِ تاج و سریر کے ما فی الضمیر پر آگہی پاویں - حضور نے تحاشی کی اور فرمایا کہ کبھی ایسا داعیہ ہمارے ضمیر میں اور کبھی ایسا کلمہ ہماری زبان پر نہیں گزرا - بعد چند روز کے ایک دن حسب الحکم قضا توأم :

بزمِ سلطانی ہوئی آراستہ
کعبۂ امن و اماں کا در کھلا

شہنشاہ گیتی پناہ ، مسند جم نشین ، اہلِ دل ہم نشین ، امرائے دستہ دستہ دست بستہ ، صفحہ نگار بھی مانند خار سر دیوار باغ و پروانۂ پائے چراغ ، اس چمن میں نشاط اندوز اور اس انجمن میں ادب آموز - زبان مبارک گہر فشاں ہوئی حقیقتِ مذہبِ اہل سنت و جماعت بیان ہوئی - سوء ظنِ علماء اس مجمع عظیم میں بہ پیرایۂ حسنِ ظن جلوہ گر ہوا - خاص و عام کو اعلیٰ حضرت کا ثباتِ قدم مسلکِ تسنن پر باور ہوا - مضامین ارشاد کیے ہوئے اعلیٰ حضرت کے بموجبِ ارشاد ، قالبِ نظم میں ڈھلے - ناگاہ جانب اجانب سے اس نظم کے جواب میں کچھ وار چلے - یہ گنہ گار بے گناہ بھی بہ ذم ممدوح ہوا اور خنجرِ زبان کے زخم سے مجروح ہوا - الغرض جب وہ تحریر یہاں دیکھی دکھائی گئی تو اس میں خلفاء کی توہین پائی گئی - ناچار یہ رسالہ جیسا کہ حضرت مؤلف نے دیباچہ میں لکھا ہے ، لکھا گیا اور مجھ کو تقریظ نگاری کے واسطے ، جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے ، کہا گیا -

میں اگر اس گذارش میں یہ سب نہ کہہ جاتا تو البتہ وضع تحریر کا موضوع لہ مجہول رہ جاتا - بحث و نزاع کا رسم و آئین اور ہے ، شیوۂ سخن دانان معنی آفرین اور ہے - نہ سفیہ ہوں کہ ہجو میں سخن سرائی کروں ، نہ فقیہ ہوں کہ بحث میں زور آزمائی کروں - غریب الوطن سپاہی زادہ ہوں ، فلک زدۂ خانماں بباد دادہ ہوں - تابِ آفتابِ حوادث سے ظل اللہ کے سایۂ دیوار کی پناہ میں بیٹھا ہوں -

گویا ایک تھکا ہوا مسافر ہوں کہ آرام کی جگہ دیکھ کر دم لینے کو راہ میں بیٹھا ہوں ۔ احسان ہے مجھ پر خدا کا کہ میں سوائے اپنے خدا کے کہ وہ غیب دان اور اپنے بندوں پر مہربان ہے، یہ نہیں کہ اور کسی کا گنہ گار ہوں ۔ جو مجھ کو اپنا ہم کیش سمجھیں آن سے دعائے مغفرت کا متوقع اور جو مجھ کو اپنا مخالفِ مذہب گمان کریں آن سے دعائے تخفیفِ عذاب کا امیدوار ہوں ۔

حسبی اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر[1] ۔ فقط

۱۔ یہ تحریر ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ع کی ہے ۔

MAAB 1431
صفحہ
مرکز احیاء آثار تراث
maablib.org

(۴)

تقریظے کہ بر کتاب' 'گلزار سرور' من تصنیف میرزا رجب علی بیگ صاحب سرور نگاشتہ اند

سبحان اللہ ! خدا کی کیا نظر فروز صنعتیں ہیں ۔ تعالیٰ اللہ ! کیا حیرت آور قدرتیں ہیں ! یہ جو 'حدائق العشاق' کا فارسی زبان سے عبارتِ آردو میں نگارش پانا ہے ، ارم کا زمین[۲] دنیا سے آٹھ کر بہارستانِ قدس کا ایک باغ بن جانا ہے ۔ وہاں حضرتِ رضوان ، ارم کے نخل بند و آبیار ہوئے ۔ یہاں میرزا رجب علی بیگ صاحب سرور 'حدائق العشاق' کے صحیفہ نگار ہوئے ۔ اس[۳] مقام پر یہ ہیچ میرز

۱- 'گلزار سرور' رجب علی بیگ سرور متوفیٰ ۱۸۶۷ع کی تالیف ہے اور مطبع افضل المطابع مہدی ، فرنگی محل لکھنئو سے شائع ہوئی۔ میرے پاس اس کا پہلا ایڈیشن ہے ، جس سے اس تقریظ کا مقابلہ کیا ہے ۔ پہلے سرورق کی پشت پر یہ عبارت اس سرنامہ کے ساتھ چھپی ہے :

''تقریظ مترشح قلم جادو رقم ، فصیح (کذا ، فصیح) اللسان ، اعجاز بیان ، نواب والا مناقب نجم الدولہ مرزا اسد اللہ خاں غالب''۔

فاروقی صفحہ ۹ ، مجتبائی صفحہ ۱۱ ، مجیدی صفحہ ۳۷۷ ، مبارک علی صفحہ ۳۵۰ ، مہر صفحہ ۶۳۴ ، عود ہندی صفحہ ۳۴۵ ۔

۲- عود ہندی 'بعینہٖ ارم کا' اردوے معلیٰ مبارک علی ''ارم کا بین دنیا سے اٹھ کر'' ۔

۳- عود ہندی : 'اس مقام پر یہ ہیچ . . . . اور اس بزرگوار' تین سطریں حذف کر کے عبارت مختصر کردی ہے ، یعنی 'صحیفہ نگار ہوے ۔ کس سے کہوں کہ اس بزرگوار کا اردو کی نثر میں کیا پایہ ہے'۔

جو موسوم بہ اسد اللہ خاں اور مخاطب بہ نجم الدولہ اور متخلص بہ غالب ہے ، خدائے جہان آفرین سے توفیق کا اور خلق سے انصاف کا طالب ہے ۔

ہاں ، اے صاحبانِ فہم و ادراک ! سرور سحر بیان کا اردو کی نثر میں کیا پایہ ہے ؟ اور اس بزرگوار کا کلام شاہد معنی کے واسطے کیسا گراں بہا پیرایہ ہے :

رزم کی داستان گر سنیے
ہے زباں ایک تیغ جوہر دار
بزم کا التزام گر کیجے
ہے قلم ایک ابر گوہر بار

مجھ کو دعویٰ تھا کہ اندازِ بیان اور شوخیٔ تقریر میں "فسانۂ عجائب" بے نظیر ہے ، جس نے میرے دعوے کو اور "فسانۂ عجائب" کی یکتائی کو مٹا دیا[1] ، پس وہ تحریر ہے ۔ کیا ہوا[2] اگر ایک نقش دوسرے کا ثانی ہے ؟ یہ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ نقاش لاثانی ہے ۔ مانی نقاش بے معنی صورتیں بنا کر پیمبری کا دعویٰ کرے ، کیا عقل کی کمی ہے ۔ یہ بندۂ خدا معنی کی تصویر کھینچ کر دعوائے خدائی نہ کرے ، کس حوصلے کا آدمی ہے ۔

سچ تو یوں ہے کہ جناب مہاراجہ صاحب والا مناقب عالی شان ایسری پرشاد نارائن سنگھ بہادر[3] ؛ جس باغ کی آرایش کے کارفرما

۱- گلزار و عود ہندی "مٹایا وہ یہ تحریر ہے"۔

۲- عود ہندی یا تو گیا ہوا کہ ایک طرح اور ایک قماش کے ہیں ، دونوں دل فریب نقش ایک ہی نقاش کے ہیں ۔ مانا کہ ایک نقش دوسرے کا ثانی"۔

۳- ایشری پرشاد نرائن سنگھ ۔ بابو پرمدہ نرائن سنگھ کے بیٹے اور اودت نرائن سنگھ کے بھتیجے اور ستبنیل جو ۱۸۳۵ء میں بنارس

(باقی حاشیہ صفحہ ۸۷۱ پر)

ہوں اور پھر اس پر طرہ یہ کہ مرزا سرور چمن آرا ہوں ، وہ باغ[1] کیسا ہو گا ، بہشت نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا ؟

کوئی نہ کہے کہ یہ درویش گوشہ نشین فضول و سبک سر کیوں ہے ؟ بے دیکھے بھالے حضور کا ثنا گستر کیوں ہے ؟

صاحبو ! حاتم سے ہم نے کیا دولت پائی ہے کہ اس کی سخاوت کی ثنا کرتے ہیں ، رستم سے کہاں شکست کھائی ہے کہ اس کی شجاعت کا ذکر کرتے ہیں ؟ معہذا ، جناب مہاراجہ صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان بابو پرسدھ[2] پرشاد نارائن کا موردِ عنایت رہا ہوں - جن دنوں وہ دلی میں تشریف لائے ہیں ، اکثر اوقات شریک صحبت رہا ہوں - جب ناشناسائی اور بیگانگی درمیان نہ ہو تو ان کا نیازمند کیوں ان کا ثنا خواں نہ ہو ؟ نہیں ، نہیں ، میرا کیا منہ ہے ثنا خوانی کا ، میں تو عاشق ہوں ان کی شاعر پروری و سخن دانی کا - حضور نے قدردانی کی ، سرور نے گوہر افشانی کی - حضور کا اقبال ، سرور کا کمال ، حضور کی عالی ہمتی ، سرور کی خوش قسمتی -

انشاء اللہ تعالیٰ یہ نقش صفحۂ روزگار پر یادگار[3] رہے گا - مصنف کا شہرہ رنگین بیانی میں ، مہاراج عالی جاہ کا نام فیض رسانی میں تا روز شمار رہے گا - فقط[4]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۰)

راج کے مالک ہوئے اور ۲۳ جون ۱۸۸۹ع کو فوت ہوئے (تاریخ بنارس صفحہ ۵۳ طبع تحفۂ ہند پریس الہ آباد ، از سید محمد رفیع عالی) -

۱- عود ہندی : وہ کہے وہ باغ -

۲- مہاراج شہیپ نرائن سنگھ کے تیسرے فرزند اور ایشری پرشاد کے چچا تھے -

۳- گلزار و عود ہندی : 'یادگار' اردوے معلیٰ 'یاد' -

۴- سرور ، راجہ بنارس کی طلب پر ۱۶ ذی قعدہ ۱۲۷۵ھ کو بنارس گئے ، گویا یہ عبارت ۱۸۶۰ع اور ۱۸۶۶ع کے درمیان لکھی گئی -

(۵)

دیباچہ کہ بر دیوان منشی حبیب اللہ المتخلص بہ ذکا[1] نگاشتہ اند

یہ کلام کسی بادشاہ کا نہیں ، کسی امیر کا نہیں ، کسی شیخ شیاد کا نہیں - یہ کلام میرے ایک دوست روحانی کا ہے اور فقیر اپنے دوستوں کے کلام کو معرض اصلاح میں بہ نظر دشمن دیکھتا ہے - پس جب تملق نہیں مدارا نہیں تو جو مجھ کو نظر آیا ہے ، بے حیف و میل کہوں گا۔ نثر میں نعمت خان عالی کی طرز کا احیا کیا ہے مگر پیرایہ کچھ اس سے بہتر دیا ہے - قصائد میں انوری کا چربہ اٹھایا ہے مگر طبیعت نے اچھا زور دکھایا ہے - غزل میں متاخرین کا اندازِ عاشقانہ ، سوز و گداز - منشی حبیب اللہ ذکا ، سخن‌ور ہمہ دان یکتا - لفظ طراز معنی آفرین - آفرین ، صد آفرین ، صد ہزار آفرین - فقط[3]

۱- ذکا : اودگیر ضلع نیلور صوبہ مدراس ، ہندوستان میں ۱۸۳۰ع ۱۲۴۴ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۸۷۵ع/۱۲۹۱ھ کو حیدر آباد میں انتقال کیا - ۱۸۶۲ع میں غالب سے تلمذ کیا - بہت زود گو اور مشہور شاعر تھے۔ نواب مختار الملک کے میر منشی رہے - دیوان کا نام 'خاش و خماش' ہے ، اسی پر یہ تقریظ ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۹ع میں طبع ہوئی ('تلامذۂ غالب' صفحہ ۱۰۵) عنوان تقریظ یہ ہے : ''ہواللہ۔ سواد عبارتی کہ والا جناب مستطاب نواب اسد اللہ خان غالب دہلوی در سال ہزار و دو صد و ہشتاد و یک برپشت مجموعہ نظم و نثر کہ بہ غرض اصلاح خدمت والا شان فرستادہ شدہ بود بہ قلم خویش رقم فرمودہ اند و پایان آں مہر خود زدہ اند''۔

۲- مبارک علی ''بہ غرض''۔

۳- 'خاش و خماش' کے صفحۂ تقریظ پر ''فقط'' موجود نہیں - لیکن اردوے معلیٰ طبع فاروقی و مجتبائی میں موجود ہے - 'خاش خماش' میں آخر تحریر پر مربع مہر ہے ''غالب ۱۲۷۸ھ'' - یہ تحریر ۱۲۸۱ھ/۶۴ - ۱۸۶۵ع کی ہے۔

(۶)

دیباچہ کہ بر کتاب نواب عالی جناب مرزا کلب[1] حسین خاں بہ کلک گہر سلک آوردہ اند

سبحان اللہ ! شاہدِ سخن کمالِ حسن میں لاثانی ہے ؛ سچ تو یوں ہے کہ یہ یوسفِ کنعانِ معانی ہے ۔ کنعان ہو ، کنواں ہو ، کاروان ہو ، کوئی جگہ ، کوئی مقام ، کوئی مکان ہو ۔ زلف ویسی ہی معنبر ، عارض بدستور تاب دار ، لب کی جاں بخشی کا وہی عالم ، چشم اسی طرح بیمار ۔ معہذا ، جو سلطنتِ مصر کے زمانہ کا جمال تصور میں لائے گا ، وہ آفتابِ تاباں کو حضرتِ یوسف کا ادنیٰ ذرہ پائے گا ۔

لو ، ہم ابھی قلم روِ سخن سے آئے ہیں ، حسن پرستانِ سخن کے واسطے نویدِ سراسر امید لائے ہیں ۔ سنی سنائی نہیں کہتے ، نہ دیکھ آئے ہوتے تو چپ ہو رہتے ۔ امید یہ کہ دانش مند آدمی باور کریں ، نوید یہ کہ دیدہ ور لوگ نظر کریں کہ یوسفِ سخن ، کنعان و چاہ و کاروان و بازار و زندان سے نکل کر تخت فرمانروائی مصر پر جلوہ افروز ہوا ہے ، زلیخائے عشق کے گھر عید ہوئی ہے اور یوسفِ حسن کی

۱- احترام الدولہ ، دبیر الملک نواب میرزا کلب علی خاں ہیبت جنگ ، رئیس بنارس کے فرزند مرزا کلب حسین خاں نادر ڈپٹی کلکٹر بڑے شعر دوست ، شاعر زود گو اور پر گو ، ادیب و عالم تھے ۔ ناسخ کے شاگرد اور سینکڑوں شاگردوں کے استاد ، متعدد تصانیف کے مصنف تھے ۔ ۱۲۹۵ھ میں انتقال کیا ۔ آپ کا ایک بہت بڑا وقف امرتسر میں رہ گیا ۔ یہ دیباچہ سو قصیدوں کے دیوان پر لکھا گیا ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ اس کی اشاعت بھی ہوئی یا نہیں ۔ فاروق صفحہ ۱۲ ، مجتبائی صفحہ ۱۳ ، مجیدی صفحہ ۳۷۸ ، مبارک علی صفحہ ۳۵۲ ، مہر صفحہ ۶۳۶ ، عود ہندی صفحہ ۴۵۳ ۔

مرکز میں نوروز ہوا ہے۔

غالب آشفتہ نوا! سن[1]، اس ورق کے ناظرین جب تک رمز نہ جانیں گے، تیری بات کبھی نہ مانیں گے۔ کیوں نہیں کہتا کہ خالق نے نوابِ عالی جناب، والا دودمان، میرزا [illegible] کو اپنے اشعار کو کیا اچھی طبیعت بخشی ہے جو آنھوں نے ان اوراق کو اپنے اشعار سے رونق اور اشعار کو نعت و منقبت سے زینت بخشی ہے۔ دیباچہ نگار نے اس مجموعۂ نظم کو مصر فرض کیا ہے اور شاہدِ معنی کو یوسف قرار دیا ہے۔ جس کتاب میں ائمۂ معصومین علیہم الصلوۃ و السلام کی مدح کے سو قصیدے زینتِ اوراق ہوں، ان اوراق کے سواد کیوں نہ سرمۂ چشمِ اہل دین اور وہ اوراق کیوں نہ حرزِ بازوے مومنینِ آفاق ہوں۔ میں اپنے علو رتبت پر ناز کرتا ہوں کہ ائمۂ اطہار کے مداح کا ستایش گر ہوں اور بذریعہ اس ستایش کے غالب پر غالب یعنی اپنے سے بہتر ہوں۔

اس دعوے[3] کا گواہ، اسد اللہ۔ فقط

۱۔ مبارک علی و مہر: 'غالب تو سن'۔

۲۔ عود ہندی: 'ڈپٹی کلکٹر بہادر'۔

۳۔ یہ فقرہ 'عود ہندی' میں موجود نہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ تقریظ ۶۶–۱۸۶۵ء کے قریب لکھی گئی ہے۔

دیباچہ در تذکیر[1] و تانیث حسب فرمایش مولوی سید احمد حسن بلگرامی نوشتہ اند

سیدی [و][2] سندی نور بصر و لخت جگر، قرۃ العین اسد، مولوی سید فرزند احمد کے طول عمر و دوام دولت و بقائے اقبال کی دعا مانگتا ہوں جن کو مبدء فیاض سے اس رسالے کے لکھنے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔

سبحان اللہ! تذکیر و تانیث کی تقریر کہ وہ اور مطالب کی توضیح پر بھی مشتمل ہے، کس لطف سے ادا ہوئی ہے۔ ہر چند اس راہ سے کہ دانا اور دقیقہ رس اور منصف ہیں، قواعد تذکیر و تانیث کے منضبط نہ ہونے کے خود معترف ہیں۔ لیکن قوت علم و حسن فہم و لطف طبع سے وہ مضبوط ضوابط بہم پہنچائے ہیں کہ اور صاحبوں کے دل کی دوسرے کو کیا خبر، مگر مجھے تو دل سے پسند آئے ہیں۔ دعا یہ ہے اور یقین بھی یہی ہے کہ یہ رسالہ صفحۂ روزگار پر یادگار اور ہمیشہ منظور انظار اولوالابصار رہے گا۔ جو صاحب آپ کو مطالعہ

۱- یہ عنوان غالباً سہو قلم ہے۔ ہونا چاہیے تھا: "دیباچہ بر رسالہ تذکیر و تانیث حسب فرمائش مولوی سید فرزند احمد بلگرامی نوشتہ اند"۔ ہوسکتا ہے کہ "سید احمد حسینی" ہو جو صفیر کے والد کا نام تھا۔

تذکیر و تانیث پر صفیر بلگرامی کے رسالے کا نام ہے "فیض صفیر" جس کی پہلی اشاعت میں یہ تقریظ موجود بتائی جاتی ہے (علی گڑھ میگزین، غالب نمبر ۹۵، آج کل دہلی، اگست ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۷ تقریظ دیکھیے: فاروقی صفحہ ۱۱، مجتبائی صفحہ ۱۴، مبارک علی صفحہ ۳۵۳، مہر صفحہ ۶۳۷، عود ہندی صفحہ ۳۵۲۔

۲- 'عود ہندی' سے 'واو' کا اضافہ کیا گیا۔

فرمائیں گے ، نفع بھی پائیں گے اور لطف بھی آٹھائیں گے۔ مولف صاحب جو کامیاب اپنے ذہن رسا سے ہیں ، رئیس جلیل القدر عظیم آبادو آرا ، اور حضرت فلک رفعت مولوی سید صاحب عالم صاحب مارہروی کے نواسے ہیں ۔ سید واسطی بلگرامی ہیں جہاں کے سادات علم و فضل میں نامی اور قدر و منزلت میں گرامی ہیں ۔ ان حضرت کا مداح گویا اپنا ثنا خوان ہے ، جیسا کہ مولوی معنوی رومی علیہ الرحمتہ کا بیان ہے :

مادح خورشید مداح خود است
کہ مرا دو چشم مر نامرمد است

داد کا طالب غالب

[۱۸۶۶ء]

۱۔ علی گڑھ میگزین میں غالب کا خط محررہ ۲۶ اگست ۱۸۶۶ء ہے ۔ اس خط کا فقرہ ہے : ”دیباچہ کا عظیم آباد کو روانہ ہونا معلوم ہوا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ لخت جگر و نور بصر مولوی سید فرزند احمد کو دیباچہ پسند آیا یا نہیں“ — مذکورۂ متن عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بطور خط لکھی گئی ہے ۔ ’عود ہندی‘ میں ’داد کا طالب ، غالب‘ موجود نہیں ۔

MAAB 1431
مرکز احیاء آثار صفحہ
maablib.org

خطوط[1] در تحقیق الفاظ و اصلاح بر اشعار به زبان آردو

[۱] به نام منشی هرگوپال تفته (۹۰)

واہ! کیا خوبیِ قسمت ہے میری! بہت دن سے دھیان لگا ہوا تھا کہ اب منشی جی کا خط آتا ہے اور ان کی خیر و عافیت معلوم ہوتی ہے - خط آیا اور خیر و عافیت معلوم نہ ہوئی، یعنی معلوم ہوا کہ خیر نہیں ہے اور پانو میں چوٹ لگی ہے - سنو صاحب! یہ بھی غنیمت ہے کہ ہڈی کو صدمہ نہیں پہنچا - اتنا بھلاوا بھی اس سبب سے ہوا کہ کوئی مالش کرنے والا نہ ملا اور چوٹ کہنہ ہو گئی - البتہ کچھ دیر میں افاقت ہوگی - بعد افاقت ہونے کے تم مجھ کو اطلاع کرنے میں دیر نہ کرنا - میرا دھیان لگا ہوا ہے -

بابو صاحب کا خط آیا تھا - پھر انھوں نے تکلیف کی اور وہ کچھ بھیجا جو آگے بھیجا تھا - تمھاری مفارقت سے بہت ملول ہیں - طرزِ تحریر سے فراوانیِ محبت معلوم ہوتی تھی - میں نے آن کو لکھ بھیجا ہے کہ منشی جی گئے نہیں، ضرورت کو کیا کریں، جلد پھر آئیں گے، آپ آن کو اپنے پاس ہی تصور فرمائیے - بابو ہر گوبند سنگھ تعطیل

۱- حصہ اول میں تفتہ کے نام ۸۹ خط شامل ہوئے ہیں - ہم نے اس مسلسل خط پر نمبر شمار بدل دیا ہے - اس سے پہلی اور دوسری جلد کے خطوط کی تعداد بھی معلوم ہوگی اور تلاش میں بھی آسانی رہے گی - لیکن ہر مکتوب الیہ کے خطوط پر نمبر مسلسل لگائے ہیں تاکہ مجموعی تعداد اور مکتوب الیہ پر کام کرنے والوں کو امداد حاصل ہو -

فاروقی صفحہ ۱۲، مجتبائی صفحہ ۱۵، مبارک علی صفحہ ۳۵۴، مہیش صفحہ ۲۱، مہر صفحہ ۱۳۸-

میں کول گئے ہوں گے جو آپ کے خط میں آن کی بندگی لکھی آئی ، کیوں آنھوں نے تکلیف کی - بہ ہمہ جہت دو سو قدم پر میرے گھر سے آن کا مکان اور وہ جاتے وقت مجھ سے رخصت نہ ہو گئے، اب بندگی سلام کیا ضرور ؟

ہاں صاحب ! یہ تم نے اور بابو صاحب نے کیا سمجھا ہے کہ میرے خط کے سرنامے پر 'املی کے محلے' کا پتہ لکھتے ہو ؟ میں 'بلی ماروں' میں رہتا ہوں' - 'املی کا محلہ' یہاں سے بے مبالغہ آدھ کوس ہے - وہ تو ڈاک کے ہرکارے مجھ کو جانتے ہیں ، ورنہ خط ہرزہ پھرا کرے - آگے 'کالے صاحب' کے مکان میں رہتا تھا ، اب 'بلی ماروں' میں کرائے کی حویلی میں رہتا ہوں - 'املی کا محلہ' کہاں اور میں کہاں ؟

منشی جی[2] کو لکھتے ہو کہ حاکم کے ساتھ گئے ہیں اور پھر لکھتے ہو کہ نہ دورے میں بلکہ اپنے کام کو - بہر صورت اب آ گئے ہوں گے - میرا سلام کہیے گا اور اپنی خیر و عافیت کے ساتھ ان کی معاودت کی خبر لکھیے گا ورنہ مجھ کو خط لکھنے میں تامل رہے گا -

'نظر شگفتن' و 'گوش شگفتن' ہم نہیں جانتے ، اگرچہ منشی ہرگوپال 'تفتہ' اور مولانا نور الدین 'ظہوری' نے لکھا ہو -

نظارہ را ز خونِ دلم گل در آستین
خونش مگو بگو کہ ز چشمم چمن چکید

۱- خلیق انجم کا خیال ہے کہ غالب مئی ۱۸۴۷ء سے مارچ ۱۸۵۲ء تک کالے صاحب کے مکان میں رہے—اس کے بعد حکیم محمد حسن کے مکان میں کرایے پر آ گئے - ('اردوے معلیٰ' ، دہلی ، غالب نمبر ، فروری ۱۹۶۰ء) -

۲- منشی جی سے نبی بخش حقیر مراد ہیں -

یہ نہ سمجھنا کہ 'چمن از چشم چکیدن' ، 'شگفتن گوش و نظر' کے مانند غرابت رکھتا ہے - یہ 'خون فشانیِ چشم' کا استعارہ ہے اور 'خوں فشانی' صفتِ چشم ہو سکتی ہے - اگر نظر کا خوش ہونا اور کان کا شاد ہونا جائز ہوتا تو ہم اُس کا استعارہ بہ شگفتگی کر لیتے - خوش ہونا ، جب صفتِ چشم و گوش نہ ہو تو ہم کیا کریں ؟

یاد رہے یہ نکات سوائے تمھارے اور کو میں نہیں بتاتا ہوں[1] - میری بات کو غور کر کے سمجھ لیا کرو - میں پوچھنے سے اور تکرار سے ناخوش نہیں ہوتا بلکہ خوش ہوتا ہوں - مگر ہاں ، ایسی تکرار جیسی 'بیش' اور 'بیشتر' کے باب میں کی تھی ، ناگوار گذرتی ہے کہ وہ صریح بہتت تھی مجھ پر - جو میں اب لکھوں گا تم کو اُس کے لکھنے کو کیوں منع کروں گا ؟

اے صد ہزار راز نہاں اندریں سخن
گر کم سخن توئی نگہت کم سخن مباد

ہر چہ با نفس خود کنم ز بدی
نیکیش نام مے توانم کرد

یہ دونوں شعر بے سقم ہیں - رہنے دو -

سر ناکامیم سلامت باد
کام را کام مے توانم کرد

میں نہیں سمجھا کہ اس کے معنی کیا ہیں - کام کو کام سب کر سکتے ہیں ، اس میں لطف کیا ہے ؟

ز ترکتازی آن نازنیں سوار ہنوز
ز سبزہ می‌دمد انگشت زینہار ہنوز

۱- نسخۂ مہیش پرشاد میں 'اور کو نہیں بتاتا' — 'ہوں' کا اضافہ نسخۂ مجتبائی و فاروقی سے کیا گیا -

حزیں کے اس مطلع میں واقعی ایک ہنوز زائد اور بیہودہ ہے۔ متتبع کے واسطے سند نہیں ہو سکتا، یہ غلطِ محض ہے، یہ سقم ہے، یہ عیب ہے۔ اس کی کون پیروی کرے گا؟ حزیں تو آدمی تھا، یہ مطلع اگر جبرئیل کا ہو تو اس کو سند نہ جانو اور اس کی پیروی نہ کرو۔

بھائی! تمھارا مصرعہ اس قبیل سے نہیں ہے۔ اس میں تو 'مکنید' متممِ معنی ہے 'مکنید' زائد نہیں ہے۔ مگر خرابی یہ کہ اگر فارسی رہنے دو تو، اور اگر ہندی کرو تو مصرعہ مہمل اور بے معنی ہے: ع

چہ گل چہ لالہ چہ نسریں چہ نسترن مکنید

کیا گلاب کا پھول، کیا لالہ، کیا موتیا، کیا چنپا، نہ کرو، زنہار نہ کرو یعنی کیا نہ کرو؟ اب جب تمھیں کہو کہ صاحب ذکر نہ کرو تب کوئی جانے، ورنہ کبھی جانا نہیں جاتا کہ ذکر نہ کرو۔ اے، تم نے کہا بھی کہ ہمارا مقصود یہ ہے کہ ذکر نہ کرو۔ حضرت! ذکر مضاف کیوں کر ہو سکتا ہے گل و لالہ و نسرین و نسترن کی طرف؟ کہو گے کہ ذکر کا لفظ نہیں، بیان کا لفظ اوپر کے مصرع میں ہے۔ وہ بیان کا لفظ رسول سے اور زنجیروں سے ان چاروں لفظوں سے ربط نہیں پاتا۔ مطلع لکھو، قطعہ لکھو، ترجیع بند لکھو، یہ مصرع معنی دینے ہی کا نہیں، مہمل محض ہے۔ والسلام

اسد اللہ

[اپریل ۱۸۵۲ء]

۱- مرزا عموماً سنہ ستاون کے کچھ بعد تک آخر خط میں اسد اللہ ہی لکھتے رہے ہیں، پھر عام طور سے غالب لکھنے لگے تھے۔ اس خط کے سنہ میں تبدیلی مکان کے ذکر سے ۵۲ سے ۵۳ تک کی مدت ہی متعین ہوتی ہے۔ اس خط کے بعد جو مکتوب آ رہا ہے، اس کا حوالہ مہینہ معین کرتا ہے۔

[۲] ایضاً (۹۱)

یندہ پرور[1] !

'بیش از بیش' و 'کم از کم' ، یہ ترکیب بہت فصیح ہے - اس کو کون منع کرتا ہے ؟ اور جلال اسیر کی یہ بیت بہت پاکیزہ اور خوب ہے - اس کے معنی یہی ہیں کہ "در زمانِ من مہر بیش از بیش شد و در زمانِ تو وفا کم از کم شد" - آستاد کیا کہے گا ؟ اس میں تو تین ٹکڑے کا لف و نشر ہے - 'من' اور 'تو' ، 'مہر' اور 'وفا' ، 'بیش از بیش' اور 'کم از کم' - یاد رہے کہ 'بیشتر از بیش' و کم تر از کم' اگرچہ بحسبِ معنی جائز ہے لیکن فصاحت اس میں کم ہے - بیش از بیش و کم از کم افصح ہے - وہ شعر تمہارا خوب ہے اور ہمارا دیکھا ہوا ہے :

قیس ! از تو نہ ایم کم ، ولے صبر
بیش است ترا ، کم است ما را

لیکن ہاں ، پہلے مصرع میں اگر 'کم تر' ہوتا تو اور اچھا تھا - بہرحال اتنا خیال رہے کہ ایسی جگہ 'تر' کا لفظ افصح ہے - چنانچہ میرا شعر ہے :

جلوہ[2] کن ، منت منہ ، از ذرہ کم تر نیستم
حسن با این تابناکی آفتابے بیش نیست

۱- خطوط غالب از مہیش پرشاد میں اس خط کا پورا عکس صفحہ ۶ کے مقابل میں چھپا ہے - میں نے اس خط کا متن اسی سے درست کیا ہے - فاروقی صفحہ ۱۳ ، مجتبائی صفحہ ۱۲ ، مجیدی صفحہ ۱۰۰ ، مبارک علی صفحہ ۳۵۶ ، مہیش صفحہ ۶ ، مہر صفحہ ۱۲۵ -

۲- غزل کا مطلع ہے :

منع ما از بادہ ، عرض احتسابی بیش نیست
محتسب ، افشردۂ انگور ، آبی بیش نیست

(دیکھیے کلیات غالب جلد سوم طبع مجلس ترقی ادب لاہور صفحہ ۷۷)-

"ورنہ چشم تو چہ از روزنِ دیوار کم است"

یہاں بہت ہی اوپری معلوم ہوتا ہے اور نرا ہندی کا ترجمہ رہ جاتا ہے - فارسیت نہیں رہتی -

"سہل مشمار زندگانی ہا"

مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ میں نے اس مطلع کو یوں درست کر دیا ہے :

رائیگاں است زندگانی ہا
می تواں کرد جاں فشانی ہا

اور اس صورت میں یہ مطلع ایسا ہو گیا تھا کہ میرے دل میں آئی تھی کہ تم کو نہ دوں اور خود اس زمین میں غزل لکھوں ، مگر پھر میں نے خست نہ کی اور تم کو دے دیا - حضرت نے ملاحظہ نہیں فرمایا - یہ خط جو آپ نے مجھے لکھا ہے ، شراب کے نشے میں لکھا ہے اور وہ اصلاحی اوراق بھی اسی عالم میں ملاحظہ فرمائے ہیں - اب :

"گہ تا کے ز زندگانی ہا"

اس کو موقوف کیجیے اور وہ مطلع رہنے دیجیے کہ وہ بہت خوب ہے ، بعینہٖ مولانا ظہوری کا معلوم ہوتا ہے - بھائی ! ہمارے اوراقِ اصلاحی کو غور سے دیکھا کرو ، ہماری محنت تو ضائع نہ جاوے[1] -

'ایامے چند' میں جمع الجمع ایسی کھلی ہوئی نہیں ہے ، بلکہ فقیر کے نزدیک 'جمع الجمع' ہی نہیں ہے - مثلاً 'معانی چند' اور 'احکام چند' اور 'اسرار چند' یہ آدمی لکھ سکتا ہے - مگر ہاں ، 'آمال ہا' یہ کھلی سہرٹ[2] ہے -

خطائے بزرگاں گرفتن خطا است

۱- 'جاوے' کے بعد غالب نے علامت 'یاے مقلوب' لکھی ہے - عموماً پیراگراف کے موقع پر اسی علامت کو استعمال کرتے تھے -

۲- عکس تحریر غالب میں املا یوں ہے "سہرت" یعنی "سورٹھ" جیسا کہ اردوے معلیٰ کے مطبوعہ نسخوں میں ہے -

ہم کو اپنی تہذیب سے کام ہے ، اغلاط میں سند کیوں ڈھونڈھتے پھریں - مثلاً حضرت حافظ نے لکھا ہے :

صلاحِ کار کجا و منِ خراب کجا
بہ بیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بہ کجا

میری جان ! ایسے موقع میں یہ چاہیے کہ بزرگوں کے کلام کو ہم موردِ اعتراض نہ کریں [اور' خود اس کی پیروی نہ کریں - فقیر گوارا نہیں رکھنے کا جمع الجمع کو اور برا نہ کہے گا حضرت صائب کو] -

اور 'شہرت فلانے[۳] شخص کے انتقال کی' یہ غلط ہے - البتہ میرا بھی موجب ملال ہے - مگر یہ کون سا واقعۂ عظیم ہولناک ہے کہ صاحبانِ اخبار اس کو چھاپیں - آپ اس طرف اتنا اعتنا نہ فرمائیے :

گر ماہ و آفتاب بمیرد عزا مگیر
ور تیر و زہرہ کشتہ شود نوحہ خواں مخواہ

میں کالے صاحب کے مکان سے اٹھ آیا ہوں - بلی ماروں کے محلے میں ایک حویلی کرائے کو لے کر اس میں رہتا ہوں - وہاں کا میرا رہنا تخفیفِ کرایہ کے واسطے نہ تھا ، صرف کالے صاحب کی محبت سے رہتا تھا - واسطے اطلاع کے تم کو لکھا ہے - اگرچہ میرے خط پر حاجت مکان

۱- اردوے معلیٰ میں "اور خود اس کی پیروی نہ کریں - فقیر گوارا نہیں رکھنے کا جمع الجمع کو اور برا نہ کہے گا حضرت صائب کو" پورا فقرہ موجود نہیں - میں نے عکس تحریر غالب سے نقل کیا ہے -

۲- کہیں اس سے مراد مومن کا کوٹھے سے گرنا اور ان کی زندگی میں ان کا مرنا ، اور افواہ کا اڑنا تو مراد نہیں ؟ کیونکہ وہ چھت سے گرے اور اپریل ۱۸۵۲ع میں انتقال کر گئے - دیکھیے 'حیات مومن' ، کاب علی خاں فائق صفحہ ۱۰۶ -

کے نشان کی نہیں ہے۔ 'در دہلی بہ اسد اللہ برسد' کافی ہے، مگر اب 'لال کنواں' نہ لکھا کرو، محلہ 'بلی ماراں' لکھا کرو۔ اور ہاں صاحب! ہمارے شفیق بابو صاحب کا حال لکھو۔ مسہل سے فراغت ہوئی اور مزاج کیسا ہے؟ اور اب اجمیر اور وہاں سے آبو پہاڑ کو کب جائیں گے؟ میرا سلام بھی کہہ دیجیے گا۔ والسلام

اسد اللہ

محررہ' دوشنبہ بست و دوم مارچ سنہ ۱۸۵۲ع

[۳] ایضاً (۹۲)

مرزا[۲] تفتہ! پیر شو و بیاموز۔

تم خوش گو اور زدو گو مقرر ہو، لیکن جس کو تم تحقیقات کہتے ہو، وہ محض توہمات اور تخیلات ہیں۔ قیاس دوڑاتے ہو، وہ قیاس کہیں مطابق واقع ہوتا ہے، کہیں خلاف۔ عرفی کہتا ہے:

روح را! ناشتا فرستادی

یعنی روح کو تو نے بھوکا بھیجا۔ 'ناشتا' اس کو کہتے ہیں جس نے کچھ کھایا نہ ہو، ہندی اس کی نہار منہ۔ تم لکھتے ہو:

کہ عجب ناشتا فرستادی

یعنی غذائے صبح، جیسا کہ ہندی میں مشہور ہے۔ اس نے ناشتہ بھی کیا ہے یا نہیں۔

واقف کہتا ہے:

نے محرمِ قفس، نہ بہ دام آشنا شدیم
تفریق کنیم ساعتِ پرواز خویش را

۱- مطابق ۳۰ جمادی الاول ۱۲۶۸ھ۔

۲- فاروقی صفحہ ۱۵؛ مجتبائی صفحہ ۱۹، مجیدی صفحہ ۱۰۱، مبارک علی صفحہ ۳۵۸، مہیش صفحہ ۹۸، مہر صفحہ ۲۰۲۔

یہ بھی ہندی کی فارسی ہے بری گھڑی اور سُب گھڑی ۔ اہل زبان ایسے موقع پر 'طالع' لکھتے ہیں :

نفریں کنم طالع پرواز خویش را

قتیل کہتا ہے :

یک وجب جائے بکوئی تو ز خون پاک نبود
کشتہ بسر کشتہ تپان بود دگر خاک نبود

یہاں 'ہیچ نہ بود' کا محل ہے ۔ ہندی میں 'کچھ نہیں' کی جگہ 'خاک نہیں' بولتے ہیں اور پھر صاحب برہان قاطع' کا کیا ذکر کرتے ہو ؟ وہ تو ہر لغت کو تین حرکتوں سے لکھتا ہے ۔ زیر زبر پیش کا تفرقہ منظور نہیں رکھتا ہے ۔ لکھتا ہے کہ یوں بھی آیا ہے اور یوں بھی دیکھا ہے ۔ جس لغت کو کاف عربی سے لکھے گا، کاف فارسی سے بھی بیان کرے گا ۔ جس لفظ کو طاے حطی سے لائے گا، تاے فرشت سے بھی ضرور لکھے گا ۔ فضلائے کلکتہ کے حاشیے دیکھو کہ وہ اس کی کیا تحمیق کرتے ہیں ۔ 'نبیا' نبوت کے مشتقات میں سے ہرگز نہیں ۔ 'امامن' امام کے مشتقات میں سے زنہار نہیں ۔ نبی بخش کا مخفف نبیا ۔ اور 'امام' کا متعلق اگر مذکر ہے تو 'امامی' اور اگر مونث ہے تو 'امامن' ۔ طغرا[1] نے ہندی لغت کے لانے کا التزام کیا ہے :

وقت آن آمد کہ مینا راگ ہندی سر کند

اور اساتذہ کو اس کا التزام منظور نہیں مگر کیا کریں ؟ گڑگانواں نام ہے ایک گانوں کا، اس کو کیوں کر بدلیں ؟ ہاں 'گر' بہ رائے فرشت کہیں گے ۔ 'لکھنئو' نام ہے ایک شہر کا، وہ لکھنئو بغیر ہائے مخلوط کے کہیں گے ۔ فی زمانہ 'چھاپے' کو چاپ بولتے ہیں

۱- طغرا مشہدی عہد شاہ جہاں کا نامور نثر نگار ادیب ہے جس کے رسائل مدتوں برصغیر کے نصاب درس میں شامل رہے ۔
(سرو آزاد ، غلام علی بلگرامی، صفحہ ۱۲۴)

عرفی 'جھکڑ' کو 'جکر' بولتا ہے :

آں باد کہ در ہند گر آید جکر آید

رائے ثقیلہ بائے مخلوطہ ، تشدید ، یہ تینوں ثقالتیں مٹا دیں - صاحب 'برہان قاطع' اس لفظ کو فارسی بتاتا ہے اور زبانِ علمی اہل ہند میں بھی اس کو مشترک جانتا ہے ، اپنے کو رسوا اور خلق کو گم راہ کرتا ہے :

برزہ مشتاب و پئے جادہ شناساں بردار

اے کہ در راہ سخن چوں تو ہزار آمد و رفت

اہلِ ہند میں سوائے خسرو دہلوی کے کوئی مسلم الثبوت نہیں - میاں فیضی کی بھی کہیں کہیں ٹھیک نکل جاتی ہے - فرہنگ لکھنے والوں کا مدار قیاس پر ہے ، جو اپنے نزدیک صحیح سمجھا وہ لکھ دیا - نظامی و سعدی وغیرہ کی لکھی ہوئی فرہنگ ہو تو ہم اس کو مانیں ، ہندیوں کو کیوں کر مسلم الثبوت جانیں - گائے کا بچہ بہ زور سحر آدمی کی طرح کلام کرنے لگا ، بنی اسرائیل اس کو خدا سمجھے ، یہ جھگڑے قصے جانے دو - دو باتیں سنو :

ایک تو یہ کہ ارغنون کو بغین مضموم میں نے سہو سے لکھا - در اصل 'ارغنون' بغین مفتوح اور مخفف اس کا 'ارغن' اور مبدل منہ 'ارگن' ہے - دوسرے یہ کہ جب 'موسوی' خاں نے 'ایوائے' کو 'ایوا'

۱- میر معز الدین محمد موسوی خاں فطرت : عہد عالم گیری میں ہندوستان آیا اور بڑی شہرت و عزت پائی - سرخوش کا معاصر تھا - اس نے کلمات الشعرا میں بعض پر لطف واقعات لکھے ہیں - وہ کہتا ہے کہ میر موسوی نے اپنی تاریخ ولادت "افضل اہل زمانہ" بتائی تو میں نے کہا یہی میرا سنہ ولادت ہے - ۱۱۰۱ھ میں انتقال کیا - کلمات الشعرا صفحہ ۸ ، طبع لاہور - نگارستان فارس

(باقی حاشیہ صفحہ ۸۸۷ پر)

لکھا تو اس لفظ کی صحت میں کچھ تامل نہ رہا۔

رام پور سے اپریل مہینے کا روپیہ اور تعزیت و تہنیت کے خط کا جواب آ گیا، آیندہ جو خدا چاہے۔ نجات کا طالب غالب

یک شنبہ ۱۴ مئی سنہ ۱۸۶۵ع[1]

[۴] ایضاً (۹۳)

بھائی[2]!

یہ مصرع جو تم کو بہم پہنچا ہے، فنِ تاریخ گوئی میں اس کو 'کرامت' اور 'اعجاز' کہتے ہیں۔ یہ مصرع سلمان[3] ساوجی و ظہیر[4] کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۶)

صفحہ ۲۰۳ طبع سوم، لاہور۔ سرو آزاد از غلام علی بلگرامی صفحہ ۱۲۶، ۱۲۷) شمع سخن میں ایک اور فطرت کا نام میرابوتراب مشہدی متوفی ۱۰۶۰ھ لکھا ہے (کتاب مذکور صفحہ ۳۷۵)۔

۱- دیکھیے خط نمبر ۲۴—۱۴ مئی ۱۸۶۵ع مطابق ۱۸ ذی حجہ ۱۲۸۱ھ۔

۲- فاروقی صفحہ ۱۶، مجتبائی صفحہ ۲۱، مجیدی صفحہ ۱۰۳، مبارک علی صفحہ ۳۵، مہیش صفحہ ۲، مہوا صفحہ ۱۲۰۔

۳- سلمان ساوجی کا نام خواجہ جمال الدین سلمان بن خواجہ علاء الدین محمد۔ آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں پیدا ہوا۔ ساوہ میں ولادت ہوئی اس لیے ساوجی کہلاتا ہے۔ جلائر خاندان کا مداح رہا اور بڑے بڑے انعامات پائے۔ وہ اول درجہ کا قصیدہ گو شاعر ہے۔ اکثر اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ اس کا کلیات کئی مرتبہ چھپ چکا ہے۔ آخری عمر گوشہ نشینی میں بسر کرکے ۷۷۸ھ میں ساوہ میں رحلت کی (تاریخ ادبیات ایران، شفق، طبع ۱۳۴۲ھ شمسی تہران صفحہ ۳۲۴) جناب مہر نے سنہ وفات ۷۶۳ھ لکھا ہے۔

۴- ابوالفضل طاہر بن محمد ظہیر الدین: بلخ کے قصبہ فاریاب میں

(باقی حاشیہ صفحہ ۸۸۸ پر)

سا ہے - چار لفظ اور چاروں واقعے کے مناسب یہ مصرع کہہ کر اور مصرع کی فکر کرنی کس واسطے ؟ واہ واہ ! سبحان اللہ !

اور یہ جو تم کو 'فر' کے لفظ میں تردد ہوا اور ایک سوکھا سہا شعر ظہوری کا لکھا ، بڑا تعجب ہے - یہ لفظ میرے ہاں 'پنج آہنگ' میں دس' ہزار جگہ آیا ہوگا - 'فر' اور 'فرہ' لفظ فارسی ہے ، مرادف 'جاہ' کے - پس 'جاہ' کو اور اس کو کس نے کہا ہے کہ بغیر ترکیب دیے نہ لکھیے ؟ 'عالی جاہ' اور 'سکندر جاہ' اور 'مظفر فر' اور 'فریدوں فر' یوں بھی درست اور صرف 'جاہ' اور 'فر' یوں بھی درست -

اور ایک بات تم کو معلوم رہے کہ اس پورے خطاب کو 'خطاب بہادری' کہنا بہت بے جا ہے - سنو ! خطاب کے مراتب میں پہلے تو 'خانی' کا خطاب ہے اور یہ بہت ضعیف ہے اور بہت کم ہے - مثلاً ایک شخص کا نام ہے 'میر محمد علی یا شیخ محمد علی یا محمد علی بیگ'

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۷)

پیدا ہوا - نیشا پور ، مازندران ، آذربائیجان وغیرہ کی سیاحت کی - امراء اور سلاطین کی مدح کی - قصائد میں اعلیٰ درجہ کا استاد مانا جاتا ہے - ۹۵۸ھ میں تبریز میں رحلت کی (تاریخ ادبیات ایران ، شفق ، صفحہ ۱۸۹) -

۱- نہ معلوم حالی یا مجروح نے حاشیہ میں لکھا ہے : ''دس ہزار کا لفظ محض ظرافتاً لکھا ہے ، یعنی تم ہمارے قدیم شاگرد اور ہمارے کلام کے درد رکھنے والے اور پھر تم کو یہ خبر نہیں کہ ہماری فارسی نثر میں یہ لفظ متعدد طور پر اور متعدد جگہ استعمال ہوا ہے - پس تمہاری غفلت کی مثال ایسی ہے کہ جو چیز دس ہزار بار دیکھی جائے وہ یاد نہ رہے -'' ڈاکٹر عبدالستار صاحب نے نہ معلوم کس بنا پر غالب کی تحریر فرض کر لیا - مالک رام نے اسے حالی کی عبارت مانا ہے -

اور اس کو خاندانی بھی 'خانی' نہیں حاصل - پس جب اس کو بادشاہ وقت 'محمد علی خاں' کہہ دے تو گویا اس کو 'خانی' کا خطاب ملا - اور جو شخص کہ اس کا نام اصلی 'محمد علی خاں' ہے، یا تو وہ قوم افغان [سے] ہے یا خانی اس کی خاندانی ہے - بادشاہ نے اس کو 'محمد علی خاں بہادر' کہا - پس یہ خطاب 'بہادری' کا ہے، اس کو بہادری کا خطاب کہتے ہیں - اس سے بڑھ کر خطاب 'دولگی' کا ہے یعنی مثلاً 'محمد علی خاں بہادر' اس کو 'منیر الدولہ محمد علی خاں بہادر' کہا اب یہ خطاب دولگی کا ہوا، اس کو 'بہادری' کا خطاب نہیں کہتے - اب اس خطاب پر افزائش 'جنگ' کی ہوتی ہے 'منیر الدولہ محمد علی خاں بہادر شوکت جنگ' ابھی خطاب پورا نہیں، پورا جب ہوگا کہ جب 'ملک' بھی ہو - پس پورے خطاب کو خطاب بہادری لکھنا غلط ہے - یہ واسطے تمہارے معلوم رہنے کے لکھا گیا ہے -

اب آپ اس سات بیت کے قطعے کو اپنے دیوان میں داخل اور شامل کر دیجیے، یعنی قطعوں میں لکھ دیجیے - جب تمہارا دیوان چھاپا جاوے گا، یہ قطعہ بھی چھپ جاوے گا - مگر ہاں، منشی[1] صاحب کے سامنے اس کو پڑھیے اور ان سے استدعا کیجیے کہ اس کو آگرے بھیجیے تاکہ چھاپا ہو جاوے 'اسعد الاخبار'[2] میں اور 'زبدۃ الاخبار' میں - یقین ہے کہ وہ تمہارے کہنے سے عمل میں لاویں گے - مجھ کو کیا ضرور

۱- ان فقروں سے معلوم ہوتا ہے کہ منشی نبی بخش حقیر، غالب کی نظر میں کیا مرتبہ رکھتے تھے اور غالب انھیں استاد مانتے تھے - فاضل عفی عنہ -

۲- قمر الدین نے ۱۸۴۷ع میں آگرے سے 'اسعد الاخبار' جاری کیا جو کئی سال تک نکلتا رہا -
'زبدۃ الاخبار' منشی واجد علی خاں کی ادارت میں نکلتا تھا -

ہے کہ لکھوں ؟ میں نے یہاں 'صادق الاخبار'[1] میں چھپوا دیا ہے۔
[اگست[2] ۱۸۵۰ع]

[۵] ایضاً (۹۴)

صاحب[2] !

دو زبانوں سے مرکب ہے یہ فارسی۔ متعارف ؛ ایک فارسی ، ایک عربی - ہرچند اس منطق[4] میں لغاتِ ترکی بھی آجاتے ہیں مگر کم تر- میں عربی کا عالم نہیں ، مگر نرا جاہل بھی نہیں - بس اتنی بات ہے کہ اس زبان کے لغات کا محقق نہیں ہوں - علماء سے پوچھنے کا محتاج اور سند کا طلب گار رہتا ہوں - فارسی میں مبداء فیاض سے مجھے وہ دست گاہ ملی ہے کہ اس زبان کے قواعد و ضوابط میری ضمیر میں اس طرح جاگزیں ہیں جیسے فولاد میں جوہر - اہلِ پارس میں اور مجھ میں دو طرح کے تفاوت ہیں ؛ ایک تو یہ کہ ان کا مولد ایران اور

۱- ''صادق الاخبار'' ایک فارسی اخبار تھا جو ۱۸۴۴ع سے ۱۸۴۷ع تک چلا ، پھر اسے اردو میں منتقل کر دیا گیا اور ۱۸۵۰ع میں بند ہو گیا - دوسرا اخبار ۱۸۵۳ع میں مصطفیٰ خاں کے اہتمام سے چلا - پھر ۱۸۵۴ع میں اس اخبار کے ایڈیٹر سید جمیل الدین خاں ہوئے - چوتھا صادق الاخبار شیخ خدا بخش نے ۱۸۵۶ع جاری میں کیا - (''صحافت پاکستان و ہند میں'' - طبع مجلس ترقی ادب لاہور ، نیز دیکھیے صوبہ شمالی و مغربی کے اخبارات و رسائل طبع ہند صفحہ ۱۱۳) ہو سکتا ہے کہ یہ ایک ہی اخبار ہو جو چار مرتبہ نکلا اور بند ہوا -

۲- یہ تاریخ مہیش پرشاد نے لکھی ہے مگر خط نمبر ۶ کے مقابلے سے یہ تاریخ مشتبہ ہو جاتی ہے -

۳- فاروقی صفحہ ۱۷ ، مجتبائی صفحہ ۲۲ ، مجیدی صفحہ ۱۰۴ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۰ ، مہیش صفحہ ۸۳ ، مہر صفحہ ۱۹۰ -

۴- منطق سے مراد یہاں زبان یا بولی ہے - ۱۲ (حالی ؟)

میرا مولد ہندوستان - دوسرے یہ کہ وہ لوگ آگے پیچھے سو دو سو، چار سو، آٹھ سو برس پہلے پیدا ہوئے ہیں -

'جود' لغت عربی ہے یعنی بخشش -'جواد' صیغہ ہے صفتِ مشبّہ کا بے تشدید - اس وزن پر صیغہ فاعل میری سماعت میں جو نہیں آیا تو میں اس کو خود نہ لکھوں گا، مگر جب کہ نظیری شعر میں لایا اور وہ فارسی کا مالک اور عربی کا عالم تھا تو میں نے مانا -

کیا ہنسی آتی ہے کہ تم مانند اور شاعروں کے مجھ کو بھی یہ سمجھے ہو کہ اُستاد کی غزل یا قصیدہ سامنے رکھ لیا یا اُس کے قوافی لکھ لیے اور ان قافیوں پر لفظ جوڑنے لگے- لا حول و لا قوۃ الا باللہ - بچپن میں جب میں ریختہ لکھنے لگا ہوں، لعنت ہے مجھ پر اگر میں نے کوئی ریختہ یا اس کے قوافی پیش نظر رکھ لیے ہوں - صرف بحر اور ردیف قافیہ دیکھ لیا اور اُس زمین میں غزل قصیدہ لکھنے لگا- تم کہتے ہو نظیری کا دیوان وقتِ تحریرِ قصیدہ پیشِ نظر ہوگا اور جو اُس کے قافیہ کا شعر دیکھا ہوگا اُس پر لکھا ہوگا- واللہ، اگر تمہارے اس[1] خط کے دیکھنے سے پہلے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس زمین میں نظیری کا قصیدہ بھی ہے، چہ جائے آنکہ وہ شعر - بھائی! شاعری معنی آفرینی ہے، قافیہ پیمائی نہیں ہے -

'زمان' لفظ عربی 'ازمنہ' جمع - دونوں طرح فارسی میں مستعمل - 'زمانے'، 'یک زماں'، 'ہر زمان' 'زمان زماں' 'دریں زماں'، 'دراں زماں' سب صحیح اور فصیح - جو اس کو غلط کہے وہ گدھا - بلکہ اہلِ فارس نے مثل 'موج' و 'موجہ' یہاں بھی 'ہے' بڑھا کر 'زمانہ' استعمال کیا ہے - 'یک زمان' کو میں نے کبھی غلط نہ کہا ہوگا - سعدی کے شعر لکھنے کی کیا حاجت -

---

۱- یہ فقرہ اردوے معلیٰ طبع مبارک علی میں رہ گیا ہے -

سنو میاں ! میرے ہم وطن یعنی ہندی لوگ جو وادیِ فارسی دانی میں دم مارتے ہیں ؛ وہ اپنے قیاس کو دخل دے کر ضوابط ایجاد کرتے ہیں ، جیسا وہ گھاِ گھس آلو ، عبدالواسع ہانسوی لفظ 'نامراد' کو غلط کہتا[1] ہے - اور یہ آلو کا پٹھا قتیل 'صفوتکدہ' و 'شفقکدہ' و 'نشتر کدہ' کو ، اور 'ہمہ عالم' و 'ہمہ جا' کو غلط کہتا[2] ہے -

---

۱- رسالۂ عبدالواسع کی عبارت یہ ہے :

''قاعدہ : فرق درمیان نفی بہ کلمۂ 'نا' و 'بے' آن ست کہ در اول 'نا' موصوفی واقع می شود کہ آں صفت بہ طریق مواطات محمول تواند شد - 'حاصل آں' ایں چیز آں چیز نیست، می شود و ایں در جائے راست آید کہ ایں چیز آں چیز می تواند شد، تا نفی بہ جا باشد - چنانچہ 'نا عاقل' و 'ناخرد مند' بہ ایں معنی کہ آن شخص عاقل و خرد مند نیست و ثانی 'نا' در جائے کہ صفت محمول بہ مواطات نہ تواند شد و حاصل آں ، ایں چیز ندارد ، می شود- چنانچہ بے عقل و بے خرد ، یعنی آن شخص عقل و خرد ندارد - پس بہ حسب تحقیق لفظ 'نامراد' و بے نوکر' کہ در عرف عوام شہرت دارد غلط محض است -'' گویا ملا صاحب نے 'نا' اور 'بے' کو عربی کے 'ما' اور 'لا' کا مرادف مان کر منطقی اصطلاح میں اس کے حمل بالمواطات وغیرہ کی بحث میں الجھ کر لغت و محاورہ سے دور ہو گئے - (دیکھیے ضمیمہ عود ہندی ، طبع مجلس ترقی ادب لاہور ، صفحہ ۴۸۰)

۲- محمد حسن قتیل متوفی ۱۲۳۳ھ 'سہر الفصاحت' طبع لکھنؤ صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں : ''دیگر کدہ بہ معنی خانہ باشد ، باپنج لفظ ملحق شدہ ، سوائے آں مسموع نیست - بت کدہ و غم کدہ و آتش کدہ و مے کدہ و گلشن کدہ و غیر آں — چوں ، آب کدہ نمی دانم کہ درست است یا نا درست - ف : یعنی ایں ہا اصول اند و

(باقی حاشیہ صفحہ ۸۹۳ پر)

کیا میں بھی ویسا ہی ہوں جو 'یک زمان' کو غلط کہوں گا ؟ فارسی کی میزان یعنی ترازو میرے ہاتھ میں ہے - للہ الحمد و للہ الشکر -

چہار شنبہ ۲۷ ماہ اگست[1] سنہ ۱۸۶۲ع

[۶] ایضاً (۹۵)

میاں[2] !

تمہارے انتقالاتِ ذہن نے مارا - میں نے کب کہا تھا کہ تمہارا کلام اچھا نہیں ؟ میں نے کب کہا تھا کہ دنیا میں کوئی سخن فہم و قدر دان نہ ہو گا ؟ مگر بات یہ ہے کہ تم مشقِ سخن کر رہے ہو اور میں مشقِ فنا میں مستغرق ہوں - بو علی سینا کے علم کو اور نظیری کے شعر کو ضایع اور بے فائدہ اور موہوم جانتا ہوں -

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۲)

سوائے ایں پنج انچہ در کلام اساتذہ یافتہ باشد فروع ایں ہا باشد ، حصر مقصود نیست ، و فروع دراصل داخل ست چوں 'حیرت کدہ' 'سنبل کدہ' ، 'ویراں کدہ' ، و 'حسرت کدہ' ، و 'ماتم کدہ' و 'راحت کدہ' و 'تغافل کدہ' و 'جہنم کدہ' و 'بہشت کدہ' - و ہر دو در 'گلشن کدہ' داخل است چرا کہ 'گلشن' جائے گل معنی بود - و 'ماتم کدہ' و 'عشرت کدہ' در تحت 'غم کدہ' داخل اند - اول مرادف بہ معنی دویم بہ سبب ضد بودن نظر بر نظیر است'' — قتیل کا اصل مقصد 'آب کدہ' کو غلط بتانا ہے - وہ اس لاحقہ کے تمام مستعملات کو قلم بند نہیں کرتے - غالب نے مخالفت کے جوش میں عبارت پر غور نہیں کیا - (دیکھیے عود ہندی ، ضمیمہ صفحہ ۴۸۰) -

۱- مطابق ۳۰ محرم ۱۲۷۹ع -

۲- فاروقی صفحہ ۱۸ ، مجتبائی صفحہ ۲۴ ، مجیدی صفحہ ۱۰۵ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۱ ، مہیش صفحہ ۶۸ ، مہر صفحہ ۱۷۶ -

زیست بسر کرنے کو کچھ تھوڑی سی راحت درکار ہے اور باقی حکمت اور سلطنت اور شاعری اور ساحری سب خرافات ہے - ہندوؤں میں اگر کوئی اوتار ہوا تو کیا اور مسلمانوں میں نبی بنا تو کیا ؟ دنیا میں نام آور ہوئے تو کیا اور گم نام جیے تو کیا ؟ کچھ وجہ معاش ہو اور کچھ صحتِ جسمانی ، باقی سب وہم ہے اے یارِ جانی ! ہر چند وہ بھی وہم ہے ، مگر میں ابھی اسی پایہ پر ہوں - شاید آگے بڑھ کر یہ پردہ بھی اٹھ جائے اور وجہ معیشت اور صحت و راحت سے بھی گذر جاؤں ، عالمِ بے رنگی میں گذر پاؤں - جس سنائے میں ہوں ، وہاں تمام عالم بلکہ دونوں عالم کا پتہ نہیں - ہر کسی کا جواب مطابق سوال کے دیے جاتا ہوں اور جس سے جو معاملہ ہے اس کو ویسا ہی برت رہا ہوں - لیکن سب کو وہم جانتا ہوں - یہ دریا نہیں ہے ، سراب ہے ، ہستی نہیں ہے ، پندار ہے - ہم تم دونوں اچھے خاصے شاعر ہیں ، مانا کہ سعدی و حافظ کے برابر مشہور رہیں گے ، اُن کو شہرت سے کیا حاصل ہوا کہ ہم کو تم کو ہوگا ؟

قطعاتِ تاریخ آگرہ کیونکر بھیجوں، پھر تمھارے پاس بھیجتا ہوں۔

'خالق معنی بے معنی' صحیح اور مسلّم اور جائز - لیکن جس طرح 'اللہ' میں مشدد لام کو دو لام کے قائم مقام قرار دیا ہے ، 'الٰہ اور' 'الٰہی' میں الف ممدودہ کو دوسرا الف کیوں کر سمجھیں ؟ قیاس کام نہیں آتا ، اتفاقِ سلف شرط ہے - جب اور کسی نے الٰہی میں دو الف نہیں مانے تو ہم کیوں کر نہ مانیں ؟

'دویم' بر وزن 'جویم' غلط ، 'دوم' ہے بغیر تحتانی - بالفرض تحتانی بھی لکھیں ، تو 'دیم' پڑھیں گے ، اگرچہ لکھیں گے دویم - واؤ کا اعلان ٹکسال باہر ہے - ہاں ، 'دوسی' درست ہے ، مگر نہ

۱- مہیش 'اور' ندارد

بہ حذف تحتانی' ، مثل 'زمی' بہ حذف نون ، بلکہ بہ طریق قلب بعض 'دویم' کا 'دومی' ہو گیا ۔

کنویں کی تاریخ کو بے تامل بھیج دو اور تاریخ وفات کا اور مادہ سوچو ، کس واسطے کہ جب 'الٰہی' میں سے ایک الف لیا تو ایک عدد کم ہو جائے گا ۔ والدعا

از غالب

روز وردِ نامہ بلکہ وقتِ وردِ نامہ ، بعد خواندن نوشتہ شد ۔

[یک شنبہ ۱۸۵۹ء[2]]

[۷] ایضاً (۹۶)

بھائی[3] !

تمھارے ذہن نے خوب انتقال کیا ۔ میں نے جس وقت یہ شعر پڑھا :

بہ ہند آمدندے ز ایراں دیار

'آمدند' کی جگہ 'آمدندی' بصیغۂ استمرار ٹکسال باہر معلوم ہوا ۔

رسیدند در ہند ز ایران دیار

۱- اردوے معلیٰ : ''نہ بہ حذف تحتانی مثل زمیں نہ بہ حذف نون ۔'' متن مطابق مہیش ۔

۲- خط نمبر ۵ کے مقابلے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط اس سے پہلے لکھا گیا ہے یعنی اگست ۱۸۵۰ء سے پہلے ۔ مگر خط کے داخلی مطالب سے سنہ ۱۸۵۷ء تا ۱۸۶۰ء کا اندازہ ہوتا ہے ۔ مہیش پرشاد کے خیال میں جون ۱۸۵۹ء اور اکتوبر ۱۸۵۹ء کے درمیانی زمانے کا خط ہے ۔ اس کے خلاف کوئی ثبوت ملے تو ان کے خیال کو رد کیا جائے ۔

۳- فاروق صفحہ ۱۹ ، مجتبائی صفحہ ۲۵ ، مجیدی صفحہ ۱۰۶ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۲ ، مہیش صفحہ ۶۹ ، مہر صفحہ ۱۷۷ ۔

اس کی جگہ لکھ دیا - واقعی پوستین کا بیچنا راہ میں واقع ہوا - پھر 'رسیدند دو ہند' بیجا تمھارا تصرف مستحسن ، جس طرح تم نے لکھا ہے اسی طرح رہنے دو -

صاحب ! 'سنبلستان' سے کیوں گھبراتے ہو ؟ میں تمھارے گھبرانے سے گھبراتا ہوں - 'رخ' کو گل 'زلف' کو 'سنبل' فرض کرتے ہیں - 'سنبلستان' میں کیا عیب ہے ؟ اور اگر نہیں پسند تو یہ قصہ ہی جانے دو -

اس وقت کہ اکتوبر کی آٹھویں ، ہفتے کا دن ، تیسرے پہر کا وقت ہے ، میر قاسم علی صاحب تشریف نہیں لائے - ہاترس کے منصف اور دلی کے نامنصف ہیں - ۱۲ -

از غالب

روز شنبہ[2] ، ہشتم اکتوبر سنہ ۱۸۵۹ع ، آخر روز

[۸] ایضاً (۹۷)

میاں[3] سنو ! اس قصیدے کا ممدوح شعر کے فن سے ایسا بیگانہ ہے ، جیسے ہم تم اپنے مسائلِ دینی سے ، بلکہ ہم تم باوجود عدم واقفیت امورِ دینی[4] سے نفور نہیں اور وہ شخص اس فن سے بیزار ہے - علاوہ اس کے وہ اتالیق کہاں ؟ وہاں سے نکالے گئے - دلی میں اپنے

۱- 'سنبلستان' شاید جواب 'بوستاں' ہو ، نول کشور سے چھپ چکی ہے -

۲- مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ

۳- فاروقی صفحہ ۲۰ ، مجتبائی صفحہ ۲۶ ، مجیدی صفحہ ۱۰۶ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۳ ، مہیش صفحہ ۱۰۲ ، مہر صفحہ ۱۱۷ - میرا خیال ہے کہ اس ممدوح سے مراد امین الدین خاں یا ضیاء الدین خاں ہیں - دیکھیے خط نمبر ۲۱ -

۴- بعض نسخوں میں 'امور دین' ہے ، لیکن طبع اول اور مہیش میں 'دینی' ہی درج ہے -

گھر بیٹھے ہوے ہیں - جب سے آئے ہیں ایک بار میرے پاس نہیں آئے، نہ میں ان کے پاس گیا - یہ لوگ اس لائق بھی نہیں کہ ان کا نام لیجیے ، چہ جائے آں کہ مدح کیجیے - ہائے انوری :

اے دریغا ! نیست ممدوحے سزاوار مدیح
اے دریغا ! نیست معشوقے سزاوار غزل

غالب

['۱۸۶۱ء']

[۹] ایضاً (۹۸)

'انگشتری'[۲] اور 'خاتم' دونوں ایک ہیں - تم نے 'خاتم' بہ معنی 'نگین' باندھا ، یہ غلط -

'جنس وفائے کس مخر' کیا ترکیب ہے ؟ 'جنس کس مخر وفا' البتہ[۳] درست ہے - نظر اول میں بہ سبب تکدر حواس اور کثرتِ درد و ورمِ پا کے میں نے خیال نہ کیا ہوگا - ۱۲

یہ خط لکھ کر بند [کر[۴]] رکھا تھا کہ کل صبح روانہ کروں گا - چشم بد دور آج اسی وقت کہ دو گھڑی دن ہے ، آپ کا نوازش نامہ

۱- مہیش نے یہ خط ۲۸ نومبر ۱۸۶۵ء سے پہلے اور مئی ۱۸۶۵ء کے بعد رکھا ہے - لیکن خط نمبر ۲۱ سے میں اسے ۱۸۶۱ء کا فرض کرتا ہوں - نیز دیکھیے خط بنام تفتہ مورخہ نہم ستمبر ۱۸۶۱ء ، خطوط غالب از مہیش پرشاد طبع الہ آباد صفحہ ۸۰ -

۲- فاروقی صفحہ ۲۰ ، مجتبائی صفحہ ۲۶ ، مجیدی صفحہ ۱۰۶ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۳ ، مہیش صفحہ ۹۰ ، مہر صفحہ ۱۹۵ — یہ عبارت مرسلہ اشعار کے صفحہ سے نقل کی گئی ہے اور اصلاحی ہدایات پر مشتمل ہے -

۳- یعنی کسی کی جنس وفا نہ خریدو — ''جنس وفائے کس مخر'' غلط و بے لطف ہے ''جنس کس مخر ، وفا'' - وہ وفا جسے کوئی نہ خریدے اور نہ پوچھے ، بہتر ہے -

۴- اردوے معلیٰ ندارد ، اضافہ از مہیش -

پہنچا - وہ سرا جو میں نے خالی چھوڑ دیا ہے اس کو کتر کر یہ سطریں لکھ کر پھر بند کرتا ہوں -

سبحان اللہ : ع

دیگر نتواں گفت آنچہ او را گفتہ اند ایں

اس کا وزن کب درست ہے ؟ کیا فرماتے ہو ؟ غور کرو ، بعد غور کے آپ کی ناموزونی کا خود اقرار کروگے -

شرف' قزوینی کے مطلع میں 'ساغر غم در کشیدہ ایم' 'ودم در کشیدہ ایم' دوسرے شعر میں 'پیمانۂ زہر ستم در کشیدہ ایم' در کشیدن' کو ربط پیمانہ کے ساتھ ہے یا زہر کے ساتھ ؟ اگر 'زہر در کشیدن' جائز ہوتا تو وہ 'سم' کے قافیہ کو کیوں چھوڑتا ؟

تیسرے شعر میں 'قلم در کشیدن' ہے - چوتھے شعر میں 'آب در کشیدن' ہے - پانچویں شعر میں 'سر در کشیدن' ہے - کیا زہر پانی ہے ؟ اگر بمثل زہرآب ہوتا تو روا تھا -

سبحان اللہ ! یہ عبارت 'جائیکہ شرف قزوینی ساغر و پیمانہ و زہر در کشید' - اے برادر ! 'شرف زہر کجا در کشید ؟ بلکہ پیمانۂ زہر درکشید - شما ہم ساغر سم در کشید - سم درکشیدن کجا و پیمانۂ غم در کشیدن کجا ؟ ہم نے تو تم کو اجازت دی ہے ، خیر رہنے دو - ہند میں اس کو کون سمجھے گا ؟ چاہو یوں کر دو :

دانی من و دل انچہ بہم در کشیدہ ایم
در یک نفس دو ساغر سم در کشیدہ ایم غالب ۱۲ -

۱- شرف جہاں قزوینی خاندانی اعتبار سے امرا و سلاطین سے عزت یافتہ تھے - شاہ طہماسپ کے دربار میں بڑا عروج پایا - قزوین میں ایک نہر بنوائی تھی جو ان کے نام سے مدتوں مشہور رہی - ان کی غزل صفوی عہد میں سعدی کی یاد دلاتی ہے -
(آتش کدہ چاپ بمبئی صفحہ ۳۱۴ - صنادید عجم ، مہدی حسن ناصری ، طبع ۱۹۴۱ء الہ آباد صفحہ ۲۵۷) -

سبحان اللہ ! تم جانتے ہو کہ میں اب دو مصرع موزوں کرنے پر قادر ہوں جو مجھ سے مطلع مانگتے ہو ؟

گمان زیست بود بر منت ز بیدردی
بدست مرگ ولے بد تر از گمان تو نیست

خیر شرف قزوینی کی سند پر وہ مطلع رہنے دو - ۱۲ غالب ۱۲

میں ایسا جانتا ہوں کہ 'دراعہ' بہ تشدید ہے اور وہ درع بوزن زرع اور لغت ہے - ۱۲

صاحب ! یہ قصیدہ تم نے ایسا لکھا ہے کہ میرا دل جانتا ہے ، کیا کہنا ہے - ایک خیال رکھا کرو کہ شعر اخیر میں کوئی بات ایسی آ جائے کہ جس سے اختتام کے معنی پیدا ہوا کریں -

ایک قصیدہ اصلاح دے کر بھیج چکا ہوں اور اسی ورق پر فلانے صاحب کے باب میں تم کو ایک نصیحت کر چکا ہوں - ادھر کے جواب کا ہرگز خیال نہ رکھو اور ادھر سے اگر قصیدے کے ارسال میں دیر ہوا کرے تو گھبرایا نہ کرو - اب میرے پاس دو قصیدے ہیں ، ایک 'لشکر برآورم' اور ایک کل آیا ہے 'بر جا ماند' و 'دریا ماند' - خوب کہی کہ مضمون سے پہلے ممدوح ڈھونڈنا پڑتا ہے - اگر میں تم کو ممدوح بنا سکتا تو قصیدہ اس کے نام کا تم سے منگوا چکا ہوتا اور اس ممدوح تک پہنچا چکا ہوتا - بھائی ! ایک دقیقہ ہے کہ لکھنے کے قابل نہیں - ہاں ، ملاقات ہونے پر کہہ سکتا ہوں - ع 'اللہ اللہ' !

['۱۸۶۳ء']

۱- تمام مطبوعہ نسخوں میں 'اللہ اللہ' ہے - یہاں کرنا ہوں کہ کاتب کی غلطی ہے کہ ''اسد اللہ'' کو اللہ اللہ لکھ دیا -

۲- دیکھیے خط نمبر ۲۱ - ۲۵ - اگرچہ ایک خفیف سا شبہ ان سب خطوں کے بارے میں ۱۸۶۱ء کا بھی ہے -

[۱۰] ایضاً (۹۹)

صاحب'! 'گوہر را' 'خاور را' یہ قصیدہ بہت اصلاح طلب تھا، ہم نے اصلاح دے کر تمھارے پاس بھیج دیا ہے۔ جب تم صاف کر کے بھیجو گے، ہم تمھارے ممدوح کو دے دیں گے۔ کل تمھارا یہ قصیدہ پہنچا، ہم نے دو پہر کو دیکھ کر درست کیا، آج پنجشنبہ ۱۲[۲] ستمبر کو ڈاک میں بھجوا دیا۔

صاحب! آج میر بادشاہ آئے، تمھاری خیر و عافیت اُن کی زبانی معلوم ہوئی۔ اللہ تمھیں خوش رکھے اور مجھ کو تمھارے خوش رکھنے کی توفیق دے۔ ممدوح کا نام کیا لکھوں؟ بات اسی قدر ہے کہ رام پور میں کوئی صورت کوئی کسی طرح بنتی نظر نہیں آتی، ورنہ کیا تمھارا قصیدہ وہاں نہ بھجواتا؟ ۱۲

'دراعہ' کو یہ نہ کہو کہ تشدید نہیں ہے۔ اصل لغت مشدد ہے، شعرا اس کو مخفف بھی باندھتے ہیں۔ سعدی کے مصرعہ سے اتنا مقصود حاصل ہوا کہ 'دراعہ' بے تشدید بھی جائز ہے۔ یاد رہے 'جادہ' اور 'دراعہ' دونوں عربی لغت ہیں۔ وہ دال کی تشدید سے اور یہ رے کی تشدید سے مگر خیر 'جادہ' اور 'دراعہ' بھی لکھتے ہیں۔ یہ نہ کہو کہ 'دراعہ' ہرگز نہیں ہے۔ یہ کہو کہ 'دراعہ' بے تشدید بھی جائز ہے۔

غالب ۱۲

[۱۸۶۳ع[۳]]

۱- فاروقی صفحہ ۲۱، مجتبائی صفحہ ۲۷، مجیدی صفحہ ۱۰۸، مبارک علی صفحہ ۳۶۴، مہیش صفحہ ۹۱، مہر ۱۹۶۔

۲- مہیش پرشاد نے ۱۰ ستمبر ۱۸۶۳ع لکھا ہے جو تقویم کے مطابق ہے۔ لیکن اردوے معلیٰ کے نسخوں میں '۱۲ ستمبر' ہی ہے۔

۳- دیکھیے خط نمبر ۲۱، نیز خط نمبر ۲۵۔

[۱۱] ایضاً (۱۰۰)

صاحب[1] ! دیباچہ و تقریظ کا لکھنا اتنا آسان نہیں ہے کہ جیسا تم کو دیوان کا لکھ لینا۔ کیوں روپیہ خراب کرتے ہو اور کیوں چھپواتے ہو ؟ اور اگر یوں ہی جی چاہتا ہے تو ابھی کہے جاؤ، آگے چل کر دیکھ لینا۔ اب یہ دیوان چھپوا کر اور تیسرے دیوان کی فکر میں پڑو گے۔ تم تو دو چار برس میں ایک دیوان کہہ لوگے، میں کہاں تک دیباچہ لکھا کروں گا۔ مدعا یہ ہے کہ اس دیوان کو اس دیوان کے برابر ہو لینے دو۔ اب کچھ قصیدہ و رباعی کی فکر کیا کرو۔ دو چار برس میں اس قسم سے جو کچھ فراہم ہو جائے، دوسرے دیوان میں اس کو بھی درج کرو۔

صاحب ! جہاں تقطیع میں الف نہ سمائے، وہاں کیوں لکھو۔

اسد

[۱۸۵۴ء[2]]

[۱۲] ایضاً (۱۰۱)

'دید' 'مست' یہ لفظ نیا بنایا ہے۔ مقصود تمہارا میں نے تو سمجھ لیا مگر زنہار اور کوئی نہ سمجھے گا۔ 'المعنی فی بطن القائل' کے

۱- فاروقی صفحہ ۲۲ ، مجتبائی صفحہ ۲۸ ، مجیدی صفحہ ۱۰۸ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۵ ، مہیش صفحہ ۲۷ ، مہر صفحہ ۱۴۳ ۔

۲- مہیش صاحب نے یہ خط جولائی ۱۸۵۵ء اور ۱۸۵۷ء سے پہلے لکھا ہے، تاریخ کا تعین نہیں کیا۔ آفاق صاحب مئی ۱۸۵۵ء اور مہر صاحب ۱۸۵۵ء تجویز کرتے ہیں۔ میں قرائن سے ۱۸۵۴ء فرض کرتا ہوں۔

۳. فاروقی صفحہ ۲۲ ، مجتبائی صفحہ ۲۸ ، مجیدی صفحہ ۱۰۸ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۵ ، مہیش صفحہ ۲۴ ، مہر صفحہ ۱۴۱ ۔

یہی معنی ہیں -

'چشمان پر خمار' و 'چشمان بے حیا' ان دونوں ترکیبوں میں سے ایک لکھ لو - ان سب اشعار میں نہ عیب ، نہ لطف -

دیکھو صاحب[1] ! خط میں تم پھر وہی 'بیش' و 'بیشتر' کا قصہ لائے ہو - 'چہ جرم' و 'چہ سبب' و 'چہ گناہ' پر جو سند لاتے ہو : مصرع[2]

عشق است و صد ہزار تمنا مرا چہ جرم

اس کی حاجت کیا ہے ؟

'جاناں مددے' 'یاراں مددے' یہ تمام غزل اسی طرح کی ہے - اگر یہ ترکیب درست نہ ہوتی تو میں ساری غزل کیوں نہ کاٹ ڈالتا ؟ دیکھو رفیع السودا کہتا ہے :

نہ ضرر کفر کو ، نہ دین کو نقصاں مجھ سے
باعثِ دشمنی ، اے گبر و مسلماں مجھ سے؟

غالب کہتا ہے :

مجھ تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دور جام ؟
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں !

یعنی اب جو دور مجھ تک آیا ہے تو میں ڈرتا ہوں - یہ جملہ سارا مقدر ہے - میرا فارسی کا دیوان جو دیکھے گا ، وہ جانے گا کہ جملے کے جملے مقدر چھوڑ جاتا ہوں مگر :

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد

یہ فرق البتہ وجدانی ہے بیانی نہیں :

۱- بیش و بیشتر کے لیے دیکھیے حصہ دوم کا خط نمبر ۲ -
۲- غالب مصرع کی جگہ بھی ساٹھ روپے کا رقمی ہندسہ لکھتے ہیں - لیکن نسخۂ مبارک علی میں "مصرع" ہے -

اگـر دریافتی ، بـر دانشت بوس
وگر غافل شدی، افسوس افسوس

از اسد اللہ
روز جمعہ ، ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۵۴ع

[۱۳] ایضاً (۱۰۲)

صاحب' !

یہ قصیدہ تم نے بہت خوب لکھا ہے - حق تعالیٰ شانہ اس کا تمھیں صلہ دے - نواب مصطفیٰ خاں صاحب کے ہاں سے قصیدے کی رسید آ گئی ، یقین ہے کہ تم کو بھی وہ خط لکھیں - درینولا یہاں آیا چاہتے ہیں اور مجھ کو یہ لکھا تھا کہ قصیدہ پہنچا ، کیا کہنا ہے ، ایسا ہے اور ایسا ہے - میں چند روز میں وہاں آتا ہوں - عندالملاقات اس قصیدے کے باب میں باتیں ہوں گی - ضیاء الدین خاں صاحب کا بھی مقدمہ[۲] آج کل فیصل ہوا چاہتا ہے - وہ قصیدہ جو

۱- فاروقی صفحہ ۲۲ ، مجتبائی صفحہ ۲۹ ، مجیدی صفحہ ۱۰۹ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۶ ، مہیش صفحہ ۸۲ ، مہر صفحہ ۱۸۸ -

۲- مہر صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۸۵۸ع میں امین الدین خاں اور ضیاء الدین خاں میں انتظام ریاست پر اختلاف ہوا تھا ، اس کے آخری فیصلے کا ذکر ہوگا - لیکن میرے خیال میں جاگیر کی ضبطی بہ سلسلہ غدر اور بحالی ۱۸۵۸ع مراد ہے - اگر یہ مقدمہ مراد لیا جائے تو خط ۱۸۵۸ع کا قرار پاتا ہے - مشکل یہ ہے کہ ان دنوں مصطفیٰ خاں ماخوذ تھے - وہ جنوری ۱۸۵۹ع میں چھوٹے تھے - خط کا اسلوب اسے ۱۸۶۳ع کا بتاتا ہے - ۱۸۶۲ع اور ۱۸۶۳ع میں قصیدوں کا ذکر مسلسل ہے -

میرے پاس امانت ہے ، اُن کو دیا جائے گا ۔ انشاء اللہ العلی العظیم :

[مصرع]

از من فراغ برد بریدم من از فراغ

'بریدم من از فراغ' یعنی قطع نظر کردم از فراغ ، نومید شدم از فراغ - ۱۲

['۱۸۶۱ع']

[۱۴] ایضاً (۱۰۳)

بھائی[۲] !

'ریمیا' و 'ہیمیا' خرافات ہے - اگر ان کی کچھ اصل ہوتی تو ارسطو اور افلاطون اور بو علی یہ بھی کچھ اس باب میں لکھتے - 'کیمیا' اور 'سیمیا' دو علم شریف ہیں - جو اشیاء کی تالیف سے تعلق رکھے وہ 'کیمیا' اور جو اسماء سے متعلق ہو ، وہ 'سیمیا' [شعر[۳]]

جاں غم 'سیمیا' نہ خورد گہے
دل سوے 'کیمیا' نیاوردم

شعر با معنی ہو گیا - یہ نہ سمجھا کرو کہ اگلے جو لکھ گئے ہیں وہ حق ہے - کیا آگے احمق آدمی نہیں پیدا ہوتے تھے؟

'زمان و زمانہ' کو میں پاگل ہوں جو غلط کہوں گا ؟ ہزار جگہ میں نے نظم و نثر میں 'زمان و زمانہ' لکھا ہوگا -

وہ شعر کس واسطے کاٹا گیا ؟ سمجھو پہلا مصرع لغو ، دوسرے مصرع میں 'نبرد' کا فاعل معدوم -

---

۱- دیکھیے خط نمبر ۲۱ -

۲- فاروقی صفحہ ۲۳ ، مجتبائی صفحہ ۲۹ ، مجیدی صفحہ ۱۰۹ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۶ ، مہیش صفحہ ۸۳ ، مہر صفحہ ۱۸۹ -

۳- اضافہ — گویا یہ بحث شعر ذیل ہی کے بارے میں ہے -

حلقہ 'زا' کی زے ، پر نقطہ نہ تھا ، میں نے غصہ میں لکھا کہ نہ حلقہ را درست نہ حلقہ زا درست ، مگر یہ فارسی 'بیدلانہ' ہے - خیر رہنے دو ، مرتا ہوں مجھے سمجھاتے ہو کہ 'صد جا در کلام اہل زبان خواہند یافت' مگر میں بانی کلام اہل زبان نہیں : [مصرع]

گردشِ چرخ استخوان سائید

اس سے یہ بہتر ہے :

سودہ شد استخواں ز گردش چرخ

باقی اور مصرعے سب اچھے بنائے ہیں -

غالب ۱۲

[۱۸۶۳ء]

[۱۵] ایضاً (۱۰۴)

حضرت[1] ! پرسوں صبح تمہارے سب کواغذ ایک[2] لفافہ میں بند کر کے ڈاک گھر بھجوا دیے - سمجھا کہ اب چند روز کو جان بچی ، آسی دن شام کو ایک خط آپ کا اور پہنچا ، آس کو بھی روانہ کرتا ہوں - اپنا حال پرسوں کے خط میں مفصل لکھ چکا ہوں - ادنیٰ بات یہ ہے کہ جو کچھ لکھتا ہوں ، وہ لیٹے لیٹے لکھتا ہوں - مزے کی بات ہے کہ میرا لکھا ہوا میرا حال باور نہیں اور کسی نے جو کہہ دیا کہ 'غالب' کے پانوں کا ورم اچھا ہو گیا اور اب وہ شراب دن کو بھی پیتا ہے تو حضور نے ان باتوں کو یقین جانا - بیس برس آگے یہ بات تھی کہ ابر و باراں میں یا پیش از طعامِ چاشت یا قریب شام تین گلاس پی لیتا تھا اور شراب شبانہ' معمولی میں مجرا نہ لیتا تھا - اس بیس برس میں بیس برساتیں ہوئیں ، بڑے بڑے مینہ برسے ، پینا ایک طرف ، دل میں بھی خیال

۱- فاروقی صفحہ ۲۳ ، مجتبائی صفحہ ۳۰ ، مجیدی صفحہ ۱۱۰ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۷ ، مہیش صفحہ ۸۷ ، مہر صفحہ ۱۹۳ -

۲- دیکھیے خط نمبر ۱۸ حصہ دوم -

نہ گزرا ، بلکہ رات کی شراب کی مقدار کم ہوگئی ہے۔ پانوں کا ورم حد سے زیادہ گذر گیا ، مادہ تحلیل کے قابل نہ نکلا ۔ کھولن شروع ہوگئی ۔ حکماء جو دو تین یہاں ہیں اُن کی رائے کے مطابق کل سے سنیب کا بھرتا بندھے گا۔ وہ پکا لائے گا ، تب اُس کے پھوڑنے کی تدبیر کی جائے گی ۔ تلوا زخمی ، پنڈلی زخمی، اگر وہ نامرد ، بےدرد، جھوٹا ہے تو اُس پر ہزار لعنت اور اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر سو ہزار لعنت ۔ ۱۲

[۵ جولائی ۱۸۶۳ع]

[۱۶] ایضاً (۱۰۵)

مرزا تفتہ

یہ غلطی تمھارے کلام میں کبھی نہیں دیکھی تھی کہ شعر نا موزوں ہو ۔ بڑی قباحت یہ کہ 'اعم' بہ تشدید لفظ عربی ہے :

[مصرع]

دیگر نتواں گفت اخص را کہ اعم است

مگر بحر اور ہو جاتی ہے ۔ مانا کہ فارسی نویسان عجم نے یوں بھی لکھا ہو۔ کاف کے اسقاط کی کیا توجیہ کرو گے ؟ اور پھر اس صورت میں بھی تو بحر بدل جاتی ہے ؟ ناچار اُس شعر کو نکال ڈالو ۔ ہمیں نے تمھیں قصائد لکھنے کو کہا تھا۔ اب ہم منع کرتے ہیں کہ عاشقانہ قصائد نہ لکھا کرو ۔ مدح بہ شرط ضرورت لکھو ، مگر بہ فکر و غور ۔ ۱۲

غالب

۱۶ جولائی[3] ۱۸۶۳ع

۱۔ دیکھیے خط نمبر ۱۸ جس کی روشنی میں تاریخ ، مہینہ اور سنہ میں نے متعین کیا ہے ۔

۲۔ فاروقی صفحہ ۲۴ ، مجتبائی صفحہ ۳۱ ، مجیدی صفحہ ۱۱۰ ، مہیش صفحہ ۸۸ ، مہر صفحہ ۱۹۴ ۔

۳۔ یہ تاریخ اردوے معلیٰ اور مہیش میں موجود ہے مگر مہر میں ندارد ۔ نیز دیکھیے خط نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۰، ۲۲، ۲۵

[۱۷] ایضاً (۱۰۶)

صاحب[۱] ! 'کشیدن' کی طرح 'در کشیدن، و 'بر کشیدن' بلکہ 'بر کشیدن' کی جگہ 'در کشیدن' نہ چاہیے - 'بر آمدن' و 'در آمدن' کا استعمال بعض متاخرین نے عام کر دیا ہے یعنی 'درآید' سے 'برآید' کے معنی لیے ہیں - لیکن 'در کشیدن' اور ہے اور 'کشیدن' اور -

میں قریب بہ مرگ ہوں - پاؤں کے ورم نے اور ہاتھ کے پھوڑے نے مار ڈالا ہے - باور کرنا اور میرے سب آدمی بلکہ بعض دوست جو روز آتے ہیں ، وہ بھی گواہ ہیں کہ میں صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک پڑا رہتا ہوں - خطوط کی تحریر لیٹے لیٹے ہوتی ہے - اشعار اصلاح کو بہت جگہ سے آتے تھے، سب کو منع کر دیا - ایک رئیس رام پور اور ایک تم ، ان کی اصلاح رہ گئی -

[۱۸۶۳ء]

[۱۸] ایضاً (۱۰۷)

حضرت[۲] ! آپ کے سب خط پہنچے ، سب قصیدے پہنچے ، بعد اصلاح بھیج دیے گئے - ستر برس کی عمر ، آرامِ روحانی نہ میں کہوں

۱- فاروقی صفحہ ۲۴ ، مجتبائی صفحہ ۳۱ ، مجیدی صفحہ ۱۱۱ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۸ ، مہیش صفحہ ۹۲ ، مہر صفحہ ۱۹۷ : "بھائی صاحب" بجائے "صاحب" -

۲- خط نمبر ۱۵ اور ۱۸ میں اس کا حوالہ دیا گیا ہے - اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے بھی جون یا جولائی کا ہونا چاہیے - مہیش صاحب نے اسے نومبر سے پہلے جگہ دی ہے جو میرے نزدیک غلط ہے - دیکھیے خط نمبر ۲۳ -

۳- فاروقی صفحہ ۲۴ ، مجتبائی صفحہ ۳۱ ، مجیدی صفحہ ۱۱۱ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۸ ، مہیش صفحہ ۸۸ ، مہر صفحہ ۱۹۴ -

نہ کوئی باور کرے ۔ امراض جسمانی میں کیا کلام ہے ؟ بائیں پاؤں میں مہینہ بھر سے ورم ہے ، کھڑے ہونے میں رگیں پھٹنے لگتی ہیں ۔ افعالِ دماغ ناقص ہو گئے ، حافظہ گویا کبھی تھا ہی نہیں ۔ قصہ مختصر ایک قصیدہ سابق کا اور ایک کل کا آیا ہوا ، یہ دونوں ایک لفافہ میں آج روانہ کرتا ہوں ۔

جمعہ ۳ جولائی [۱۸۶۳ع]

[۱۹] ایضاً (۱۰۸)

حضرت[۲] ! اس قصیدے کی جتنی تعریف کروں کم ہے ۔ کیا کیا شعر نکالے ہیں ۔ لیکن افسوس کہ بے محل اور بے جا ہے ۔ اس مدح اور ممدوح کا بعینہ وہ حال ہے کہ ایک مزبلہ پر سیب یا بہی کا درخت اُگ جائے ۔

خدا تم کو سلامت رکھے ، دوکان بے رونق کے خریدار ہو ۔ ۱۲

[۱۸۶۸ع[۳]]

۱۔ دیکھیے خط نمبر ۱۵ اور ۱۷ — مہر صاحب فرماتے ہیں : ”جس خط کا حوالہ ان فقروں میں دیا گیا ہے بظر بہ ظاہر وہ ضائع ہو گیا ۔

جنتری میں جمعہ ۳ جولائی ۱۸۶۳ع مطابق ۱۵ محرم ۱۲۸۰ھ ۔

۲۔ فاروقی صفحہ ۲۵ ، مجتبائی صفحہ ۳۲ ، مجیدی صفحہ ۱۱ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۸ ، مہیش صفحہ ۱۰۴ ، مہر صفحہ ۲۰۷ ۔ غالباً مولانا حالی نے اس خط پر نوٹ لکھا ہے کہ ”یہ قصیدہ غالباً مرزا تفتہ نے خود مرزا صاحب مرحوم کی مدح میں لکھ کر بھیجا تھا — ۱۲“ نیز دیکھیے خط نمبر ۲۳ ۔

۳۔ شاید آخری زمانے کا خط ہو ، لیکن ۱۸۶۳ع کا ماننا بھی بعید از قیاس نہیں ۔ مہیش پرشاد صاحب نے اسے آخری خط سے پہلے لکھا ہے ۔

[۲۰] ایضاً (۱۰۹)

لو[1] صاحب ! ہم نے لفٹننٹ گورنر کی ملازمت اور خلعت پر قناعت کر کے انبالہ کا جانا موقوف کیا اور بڑے گورنر کا دربار اور خلعت وقت پر موقوف رکھا - بیمار ہوں ، ہاتھ پر ایک زخم ، زخم کیا ایک غار ہو گیا ہے - دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے -

غالب - ۱۲

[اپریل[2] ۱۸۶۳ع]

[۲۱] ایضاً (۱۱۰)

تم[3] کو معلوم رہے کہ ایک ممدوح تمہارے یہاں آئے ہیں - ان کو میں نے تمہاری فکر اور تلاش کا مداح پایا ہے - جنوری ۱۸۶۲ع میں کچھ تمہاری خدمت میں بھیجیں گے ، تم کو قبول کرنا ہوگا -

سمجھے ، یہ کون ؟ یعنی نواب مصطفیٰ خاں صاحب اور دوسرے ممدوح ، یعنی نواب ضیاء الدین خاں - وہ آخر دسمبر سنہ ۱۸۶۱ع میں یا اوائل جنوری سنہ ۱۸۶۲ع میں حاضر ہوں گے -

[دسمبر[4] ۱۸۶۱ع]

۱- فاروقی صفحہ ۲۵ ، مجتبائی صفحہ ۳۲ ، مجیدی صفحہ ۱۱۱ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۸ ، مہیش صفحہ ۸۷ ، مہر صفحہ ۱۹۳ -

۲- غالب نے ۳۱ مارچ ۱۸۶۳ع کو خلعت پایا ، اس واسطے یہ خط اپریل کا قرار پاتا ہے - کسی نے تاریخ معین نہیں کی ، صرف مہیش پرشاد نے سنہ لکھا ہے -

۳- فاروقی صفحہ ۲۵ ، مجتبائی صفحہ ۳۲ ، مجیدی صفحہ ۱۱۲ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۸ ، مہیش صفحہ ۸۲ ، مہر صفحہ ۱۸۹ -

۴- مہیش و مہر میں تاریخ نہیں ہے - مہر میں لفظ "غالب" کا اضافہ ہے - (نیز دیکھیے خط نمبر ۸ ، ۹ ، ۱۰ ، ۲۵)

[۲۲] ایضاً (۱۱۱)

لا حول' و لا قوۃ — کس ملعون نے بہ سبب ذوقِ شعر اشعار کی اصلاح منظور رکھی - اگر میں شعر سے بیزار نہ ہوں ، تو میرا خدا مجھ سے بیزار - میں نے تو بہ طریق "قہر درویش بہ جان درویش" لکھا تھا - جیسی اچھی جورو برے خاوند کے ساتھ مرنا بھرنا اختیار کرتی ہے ، میرا تمھارے ساتھ وہ معاملہ ہے - ۱۲

[۱۸۶۳ع'۲]

[۲۳] ایضاً (۱۱۲)

میرزا[۳] تفتہ ! کیا کہنا ہے ! نہ ظہیر کا پتہ ، نہ غالب کا - مداح شایستۂ صد ہزار آفریں ، ممدوح سزاوار صد نفرین - ۱۲

[۱۸۶۸ع]

۱- فاروقی صفحہ ۲۵ ، مجتبائی صفحہ ۳۲ ، مجیدی صفحہ ۱۱۲ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۹ ، مہیش صفحہ ۹۲ ، مہر صفحہ ۱۹۷ - لفظ 'غالب' کا اضافہ ہے -

۲- یہ تاریخ بھی کسی نے نہیں لکھی - مہیش نے ۲۴ نومبر ۱۸۶۳ع سے پہلے اسے درج کیا ہے - نیز دیکھیے خط نمبر ۱۷ -

۳- فاروقی صفحہ ۲۵ ، مجتبائی صفحہ ۳۲ ، مجیدی صفحہ ۱۱۲ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۹ ، مہیش صفحہ ۱۰۴ ، تفتہ کے نام آخری خط ، مہر صفحہ ۲۰۷ ، فاروق و مجیدی وغیرہ میں حاشیہ ہے : "یہ رقعہ بھی غالباً کسی مدحیہ قصیدے کے جواب میں لکھا ہے جو خود مرزا غالب مرحوم کی مدح میں لکھا گیا تھا ۔" ۱۲ نیز دیکھیے خط نمبر ۱۹ -

[۲۴] ایضاً (۱۱۳)

صاحب[1] !

تم نے 'تن تن' کا ذکر کیوں کیا ؟ میں نے اس باب میں کچھ لکھا نہ تھا ۔ 'تن تن' اور 'تننا' اصوات ہیں تار کے ۔ ہندی و فارسی میں مشترک ۔ 'نبیا' اور 'امامن' کے لکھنے کو میں نے منع ہرگز نہیں کیا ، شوق سے لکھو ۔ یہ تم کو سمجھایا تھا کہ 'نبیا' مخفف نبی بخش اور 'امامن' متعلق بہ امام ہے ۔ مشتقات میں سے اس کو تصور نہ کرو ۔ قاعدہ دانانِ اشتقاق تم پر ہنسیں گے ۔ ۱۲

'ایوائے' کے جتنے شعر تم نے لکھے ہیں، سب مانع ہیں 'ایوا' کے اور سند 'ایوائے' کی موسوی خان نے بہ حسبِ ضرورت شعر 'ایوا' لکھا ہے ۔ 'تہمتن' بر وزن 'قلمزن' ہے ۔ فردوسی نے سو جگہ شاہ نامہ میں 'تہمتن' بہ سکون ہائے ہوز لکھا ہے ۔ پس کیا اس لغت کی دو صورتیں قرار پا گئیں ؟ لاحول و لا قوۃ ! لغت وہی بہ حرکت ہائے ہوز ہے ۔ ۱۲

میں نے کس قدر کلام کو طول دیا ۔ صائب کے شعر کی حقیقت شرح و بسط سے لکھی، تم نے ہرگز اعتنا نہ کیا ۔ 'ایوا' کو الگ سمجھے، نرا 'مصیبتاہ' کو جدا سمجھے ۔ بھلا میرے قول کو گوزِ شتر سمجھتے ہو؟ نرا 'مصیبتاہ' یا 'حسرتاہ' "برہان قاطع" میں یا "بہار عجم" میں ہم کو دکھا دو ۔ وہی 'وائے' ہے کہ جب اس کے بعد 'مصیبتا' یا 'حسرتا' یا 'ویلا' آتا ہے تو تحتانی کو حذف کر کے 'واویلا' وغیرہ لکھتے ہیں ۔ چاہو ، 'اے واویلا' لکھو ، چاہو 'واویلا' لکھو ، چاہو آخر میں ہائے ہوز لکھو ، جیسا کہ 'وا مصیبتاہ' ، چاہو بے ہائے ہوز 'وامصیبتا'

۱۔ فاروقی صفحہ ۲۵ ، مجتبائی صفحہ ۳۳ ، مجیدی صفحہ ۱۱۲ ، مبارک علی صفحہ ۳۶۹ ، مہیش صفحہ ۱۰۱ ، مہر صفحہ ۲۰۳ ۔

اور یہی حال ہے 'حسرت' و 'درد' و 'اسف' و 'دریغ' کا - جہاں 'اے' کے ساتھ 'وامصیبتا' پاؤ ، وہاں 'اے' کو حرفِ ندا اور منادی یعنی ہم نشین اور ہم دم کو مقدر سمجھو - فرہنگ لکھنے والوں نے اشعارِ قدما میں ترکیبیں دیکھیں ، اپنا قیاس دوڑا کر اُس کی حقیقت ٹھہرا لی - کہیں اُن کا قیاس غلط ، کہیں صحیح - سو اُن میں یہ دکنی ایسا کج فہم ہے کہ اُس کا قیاس سو لغت میں شاید دس جگہ صحیح ہو - میں نے تو صاف لکھ دیا تھا کہ موسوی خان کے شعر کی سند پر 'ایوا' کو رہنے دو مگر صائب کے شعر میں 'ایوا' کو الگ اور 'مصیبتاہ' کو جدا نہ سمجھو - تمھارے قیاس نے پھر تمھیں کہیں کا کہیں پھینکا اور تم نے بھی کہا کہ صائب نے 'ایوا' لکھا ہے -

نجات کا طالب غالب ۱۲

[مئی'] ۱۸۶۵ع]

[۲۵] ایضاً (۱۱۴)

سچ ہے ، اگر آپ اُستاد کا مصرع نہ لکھتے تو میں 'بہ روے استادنِ رنگ' کو کہاں سے سمجھتا ؟

بہ از من نصیحت گری بایدت
ندانم پس از من چہ پیش آیدت

میں نے جو لکھا کہ میں اچھا ہوں ، اس کو آپ [سچ] سمجھ کر خدا کا شکر بجا لائے - وہ جو میں نے لکھا تھا کہ 'شدتِ مرض کا بیان مبالغۂ شاعرانہ ہے' اس کو بھی آپ نے سچ جانا ہوگا ؟ حال آنکہ

۱- دیکھیے خط نمبر ۳ ، مورخہ ۱۴ مئی ۱۸۶۵ع -
۲- فاروقی صفحہ ۲۶ ، مجتبائی صفحہ ۳۴ ، مجیدی صفحہ ۱۱۳ ، مبارک علی صفحہ ۳۷۰ ، مہیش صفحہ ۸۹ ، مہر صفحہ ۱۹۴ -

یہ دونوں کلمے از راہِ طنز تھے۔ میں جھوٹ سے بیزار ہوں اور جھوٹے کو ملعون جانتا ہوں، کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ جب تم نے کسی طرح بیان واقعی کو باور نہ کیا، تو میں نے تمھیں لکھ بھیجا کہ اچھا ہوں۔ اور یہ کلمہ تمھیں میں نے جب لکھا ہے کہ عہد کر لیا ہے کہ جب تک دم میں دم اور ہاتھ میں جنبش قلم ہے، جب تک موقع اصلاح خیال میں آ سکتا ہے، آج جو تمھارا دفتر پہنچے گا، اس کو کل روانہ کر دیا کروں گا۔

مجملاً حال میرا یہ ہے کہ قریب بہ مرگ ہوں۔ دونوں ہاتھوں میں پھوڑے، پاؤں میں ورم، نہ وہ اچھے ہوتے ہیں، نہ یہ رفع ہوتا ہے۔ بیٹھ نہیں سکتا، لیٹے لیٹے لکھتا ہوں۔ کل تمھارا دو ورقہ آیا، آج صبح کو لیٹے لیٹے اس کو دیکھ کر تمھیں بھجوایا۔ زنہار تم مجھے تندرست سمجھے جاؤ اور دفتر کے دفتر بھیجتے رہو۔ ایک دن سے زیادہ توقف نہ کروں گا، قریب مرگ ہوں تو بلا سے۔

غالب

صبح پنج شنبہ[1] ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۶۳ع

[۲۶] ایضاً (۱۱۵)

صاحب[2]! قصیدہ پر قصیدہ لکھا اور خوب لکھا۔ آفرین ہے! پھ آستاد کے شعر تضمین کیوں کرتے ہو؟ نہ اس کی کچھ حاجت، نہ اس میں کوئی افزائش حسن۔ تمھارے ایک شعر کو ایک شعر کے بعد رکھ دیا ہے تاکہ مقطع کلام ہو جائے۔

۱- دیکھیے خط نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۰، ۲۲ — پنجشنبہ ۲۳ جولائی ۱۸۶۳ع مطابق ۶ صفر ۱۲۷۹ھ۔

۲- فاروق صفحہ ۲۷، مجتبائی صفحہ ۳۴، مجیدی صفحہ ۱۱۴، مبارک علی، صفحہ ۳۷۰، مہیش صفحہ ۸۱، مہر صفحہ ۱۸۷۔

پہلا قصیدہ تمہارا 'برآورم ، برآورم' کی ردیف کا سست ہے ، اس کو ہم نے نامنظور کیا ۔ مگر نظرِ ثانی میں جو شعر قابل رکھنے کے ہوں گے ، وہ لکھ کر تم کو بھیج دیں گے ۔ بالفعل ایک شعر کی قباحت تم پر ظاہر کرتے ہیں تاکہ آیندہ اس پا لغز سے احتراز کرو :[مصرع]

نور سعادت از جبہۂ قاصدم چکد

یہ کیا ترکیب ہے ؟ 'جبہہ' بروزن چشمہ ہے یعنی دو ہائے ہوز ہیں 'جبہ' قاصد' ایک ہائے ہوز کہاں گئی ؟ [مصرع]

ہر کجا چشمۂ بود شیریں

'چشمہ' جگہ کی 'چشہ' لکھتے ہو ؟ یہ بات ہمیشہ کو یاد رہے ۔ اتنے بڑے مشاق سے ایسی غلطی ؟ بہت تعجب کی بات ہے ۔ ۱۲

میاں ! [مصرع] برگ دنیا[1] نہ ساز دینش بود

یہ کوئی لغت نہیں ، ایک لفظ نہیں کہ کسی فرہنگ میں سے نکل آئے ۔ یہ طرزِ تحریر ہی کس کو یاد ہے کہ 'اس کا نظیر کہاں موجود ہے' ۔ اس امر سے قطع نظر ، وہ شخص ایسا کہاں کا فارسی دان اور عالم ہے کہ میں لڑکوں کی طرح بیت بحثی کروں ۔ دو جوتیاں آپ لگا دیں ، ایک جوتی تم سے لگوا دی ۔ اب قطع نظر کرو اور سکوت اختیار فرماؤ ۔

میں 'برہان' کا خاکہ آڑا رہا ہوں ۔ 'چار شربت'[2] اور 'غیاث اللغات' کو حیض کا لتہ سمجھتا ہوں ۔ ایسے گم نام چھوکروں سے کیا مقابلہ

۱- یہ مصرع مثنوی 'باد مخالف' میں ہے ، پورا شعر ہے :

برگ دنیا نہ ساز دینش بود
ننگ دہلی و سر زمینش بود

(کلیات، جلد ۱ ، صفحہ ۲۸۹) غالباً "ساز دین" پر کسی نے کوئی اعتراض کیا ہے ۔

۲- "چار شربت" محمد حسن قتیل کی بہت عمدہ تالیف ہے ، جس میں

(باقی حاشیہ صفحہ ۹۱۵ پر)

کروں گا۔ 'برہان قاطع' کے اغلاط بہت نکالے ہیں ، دس جزو کا ایک رسالہ لکھا ہے۔ اُس کا نام 'قاطع برہان' رکھا ہے۔ اب اس کے چھاپے کی فکر ہے۔ اگر یہ مدعا حاصل ہو گیا تو ایک جلد چھاپے کی تم کو بھیج دوں گا۔ ورنہ کاتب سے نقل کروا کر قلمی ایک جلد بھیج' دوں گا۔ بہت سودمند نسخہ ہے۔ ۱۲

اس قصیدۂ متبرکہ کو موافق اصلاح کے اس کاغذ سے اور کاغذ پر نقل کرکے اور جو مطالب کہ اس کاغذ پر مرقوم ہیں ، ان کو حافظہ کے سپرد کرکے اس ورق کو پھاڑ ڈالو اور اس قصیدہ پر ناز کیا کرو ، یہ قصیدہ تمہارا ہم کو بہت پسند آیا ہے۔

غالب

جمعہ ۳ اکتوبر سنہ ۱۸۶۱ع

[۲۷] ایضاً (۱۱۶)

صاحب[۳] ! تمہارے یہ اوراق سکندر آباد سے دلی اور دلی سے رام پور پہنچے۔ یقین ہے کہ رام پور سے میرے بھیجے ہوئے سکندر آباد پہنچے ہوں گے۔ سوائے ایک مصرعہ کے مجھے اور جگہ کی اصلاح یاد نہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱۴)

عروض و قافیہ ، اصطلاحات اہل زبان ، اداب و اصول نثر نگاری ، رقعات و مکاتیب ہیں۔ میرے پاس اس کا بہت عمدہ نسخہ چاپ لکھنئو ۱۲۶۱ھ موجود ہے۔

غیاث اللغات : ملا غیاث الدین رام پوری کا مشہور لغت نامہ جس میں درسیات قدیم پر بہت اچھا مواد موجود ہے۔

۱- قاطع برہان : مئی ۱۸۶۲ع میں چھپی ہے۔ اس خط سے تاریخ تکمیل کتاب معلوم ہوتی ہے۔

۲- مطابق ۲۸ ربیع الاول ۱۲۷۸ھ۔

۳- فاروقی صفحہ ۲۸ ، مجتبائی صفحہ ۳۵ ، مجیدی صفحہ ۱۱۴ ، مبارک علی صفحہ ۳۷۱ ، مہیش صفحہ ۷۲ ، مہر صفحہ ۱۸۰۔

تم جو اپنے فرزند کو ناشناسائے مزاج روزگار کہتے ہو، خود اس میں اس سے کیا کم ہو۔ پہلے یہ تو بتاؤ کہ رام پور میں مجھے کون نہیں جانتا۔ کہاں مولوی وجیہ الزمان صاحب، کہاں میں؟ ان کا مسکن میرے مسکن سے دور۔ پھر درِ دولتِ رئیس کہاں اور میں کہاں؟ چار دن والیِ شہر نے اپنی کوٹھی میں اتارا۔ میں نے مکان جدا گانہ مانگا، دو تین حویلیاں برابر مجھ کو عطا ہوئیں۔ اب اس میں رہتا ہوں۔ بہ حسبِ اتفاق ڈاک گھر مسکن کے پاس' ہے۔ ڈاک منشی آشنا ہوگیا ہے۔ برابر دلی سے خط چلے آتے ہیں۔ صرف رام پور کا نام اور میرا نام، محلہ کی اور عرف کی حاجت نہیں، بلکہ درِ دولت اور مولوی صاحب کے نشان سے شاید خط تلف ہو جائے۔

دوسری بات جو تم نے لکھی ہے وہ بھی مطابق واقع و مناسبِ حال نہیں۔ اگر اقامت قرار پائی تو تم کو بلا لوں گا۔

غالب - ۱۲

[فروری ۱۸۶۰ء][2]

[۲۸] ایضاً (۱۱۷)

صاحب[3]! واقعی 'سداب[4]' کا ذکر کتبِ طبی میں بھی ہے اور

۱- ۲۱ فروری ۱۹۴۴ء کو کرنل بشیر حسین صاحب زیدی نے اس مکان کو یادگار میں منتقل کیا اور نواب رضا علی خاں مرحوم آف رام پور نے اس کے یادگاری پتھر کی نقاب کشائی فرمائی۔ (دیکھیے 'مکاتیب غالب' طبع ۱۹۴۹ء صفحہ ۹۷)۔

۲- مہیش پرشاد نے صرف سنہ لکھا ہے جو مہر صاحب نے نقل کر دیا ہے۔

۳- فاروقی صفحہ ۲۸، مجتبائی صفحہ ۳۶، مجیدی صفحہ ۱۱۵، مبارک علی صفحہ ۳۷۲، مہیش صفحہ ۹۸، مہر صفحہ ۲۰۱۔

۴- سداب: جالول، ساتری۔ 'الفاظ الادویہ' اور 'میزان الادویہ'

(باقی حاشیہ صفحہ ۹۱۷ پر)

عرفی کے ہاں بھی ہے - تمھارے ہاں اچھا نہیں بندھا تھا ، اس واسطے کاٹ دیا -

' قراب ' کون سا لفظ غریب ہے جس کو اس طرح پوچھتے ہو؟ خاقانی کے کلام میں اور اساتذہ کے کلام میں ہزار جگہ آیا ہے -

'قراب' اور 'سداب' دونوں لغت عربی الاصل صحیح ہیں -

غالب - ۱۲

[؟ ۱۸۶۵ع]

[۲۹] ایضاً (۱۱۸)

دل[۲] بسے داغ دار بود و نماند
در نظر ہا بہار بود و نماند

اگر 'بود' کے آگے کے واؤ کو موقوف اور محذوف کردو گے تو ہمارے نزدیک کلام سراسر بلیغ ہو جائے گا -

میری جان ! جو خجالت کہ مجھ کو تم سے ہے ، شاید یہ سبب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱۶)

میں ہے : ''بہ ہندی ساتول و ساتھی و ستری گویند'' - مرحوم ڈاکٹر محمد معین اپنے وقیع مقالہ ''بلنیاس حکیم'' مجلہ دانش ، (تہران - بہمن ۱۳۲۸ شمسی) صفحہ ۵۳۳ پر لکھتے ہیں :

''سداب : تخم گیاہی ست کہ برائے دفع جادو بہ عقیدۂ پیشینیان سودمند بودہ ۔ نظامی :

بہ فرمود کارند لختی سداب
بر آں آرزہا رد چو بر آتش آب

۱- تاریخ کے لیے کوئی قرینہ نہیں ہے ، اس لیے مہیش پرشاد صاحب کے تخمینے پر بنا کی گئی ہے -

۲- فاروقی صفحہ ۲۸ ، مجتبائی صفحہ ۳۶ ، مجیدی صفحہ ۱۱۵ ، مبارک علی صفحہ ۳۷۲ ، مہیش صفحہ ۱۰۲ ، مہر صفحہ ۳۰۲ -

عبادت نہ کرنے کے قیامت میں خدا سے بھی نہ ہوگی اور یہ سبب خلافِ شرع کرنے کے پیمبر سے بھی نہ ہوگی ، مگر خدا ہی جانتا ہے جو میرا حال ہے۔

مرگِ ناگاہ کا طالب غالب
[۱۸۶۳ء ؟]

[۳۰] ایضاً (۱۱۹)

مرزا تفتہ صاحب !

اس قصیدے کے باب میں بہت باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنی ہیں۔

پہلے تو یہ کہ 'خنجر را' و 'گوہر را' کو تم نے از قسم تنافر سمجھا اور اس پر اشعارِ اساتذہ سند لائے۔ یہ خدشہ نہیں پیدا ہوتا مگر لڑکوں کے اور مبتدیوں کے دل میں۔

سلیم

شراب نقل نخواہد بگیر ساغر را
کہ احتیاج شکر نیست شیرِ مادر را

یہ غزل شاہ جہاں کے عہد کی طرحی ہے۔ صائب و قدسی و شعرائے ہند نے اس پر غزلیں لکھی ہیں۔

۱- اگر یہ شعر جانی بانکی لال رند پر مرثیہ کا شعر ہے تو چونکہ رند کا انتقال ۱۸۵۵/۵۶ء میں ہوا ہے اس لیے خط دس سال پہلے کا قرار پائے گا۔ یہ بھی قوی امکان ہے، غالب کا حال ۱۸۶۳ء میں بیماری اور زخموں کی وجہ سے بہت خراب تھا ، مرگ ناگاہ کی طلب شاید اسی وجہ سے ہو۔ مہیش پرشاد صاحب نے کوئی سند تجویز نہیں کیا ہے۔

۲- فاروقی صفحہ ۲۸ ، مجتبائی صفحہ ۳۶ ، مجیدی صفحہ ۱۱۵ ، مبارک علی صفحہ ۳۷۲ ، مہیش صفحہ ۸۰ ، مہر صفحہ ۱۸۶ ۔

دوسرے یہ کہ ممدوح کا پورا نام بےتکلف آئے ہوئے خالی کیوں آڑا دو ؟ ضیاء الدین احمد خاں نام ہے ، ہندی میں 'رخشاں' تخلص ، فارسی میں 'تیر' تخلص :

بہ از تیرِ رخشاں ضیاء الدین احمد خاں

دیکھو تو کیا پاکیزہ مصرع ہے - یہ نہ کہنا کہ شعراء ممدوح کا نام ننگا لکھ جاتے ہیں ، وہ بہ حسبِ ضرورتِ شعر ہے - جس بحر میں پورا نام نہ آئے اس میں شوق سے لکھو - جائز ، روا ، مستحسن - جس بحر میں نام ممدوح کا درست آئے اس میں فروگزاشت کیوں کرو ؟

دو شنبہ ، نہم ستمبر[1] ۱۸۶۱ء

[۳۱] ایضاً (۱۲۰)

میں[2] تم کو خط بھیج چکا ہوں ، پہنچا ہوگا - کل ایک رقعہ میرے پاس آیا - کوئی صاحب ہیں عطاء اللہ خاں اور نامی تخلص کرتے ہیں - خدا جانے کہاں ہیں اور کون ہیں - ایک دوست نے وہ رقعہ میرے پاس بھیجا ، میں نے اس کا جواب لکھ کر اسی دوست کے پاس بھیج دیا - رقعہ تم کو بھیجتا ہوں ، پڑھ کر حال معلوم کرو گے - تمہارے شعر میں جو تردد تھا اس کا جواب میں نے یہ لکھا ہے - تم کو بھی معلوم رہے :

رفت آنچہ بہ منصور ، شنیدی تو و من ہم
اے دل ! سخنے ہست ، نگہ دار زباں را

تردد یہ کہ : 'آنچہ بہ منصور رفت' نہیں دیکھا - 'آنچہ بر منصور رفت' درست ہے ؟ جواب : بائے موحدہ 'علیٰ' کے معنی بھی دیتی ہے -

---

۱۔ اس تاریخ سے خط نمبر ۱۰ کی تاریخ معین ہوتی ہے - دیکھیے خط نمبر ۲۱—۹ ستمبر ۱۸۶۱ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۲۷۸ھ -

۲۔ فاروقی صفحہ ۲۹ ، مجتبائی صفحہ ۳۷ ، مجیدی صفحہ ۱۱۶ ، مبارک علی صفحہ ۳۷ ، مہیش صفحہ ۴ ، مہر صفحہ ۱۲۲ -

پس جو کچھ 'بر' سے مراد تھی وہ بائے موحدہ سے حاصل ہو گئی۔ اور اگر بائے موحدہ کے معنی معیت کے لیں تو بھی درست ہے۔ نظیری کہتا ہے:

شادی کہ غبن مے کشی و دم نمے زنی
در شہر ایں معاملہ با ہر گدا رود

اگر کوئی یہ کہے کہ یہاں 'معاملہ' ہے اور اس شعر میں 'معاملہ' کا لفظ نہیں، جواب اس کا یہ ہے کہ سراسر دونوں شعروں کی صورت ایک ہے۔ نظیری کے ہاں 'معاملہ' مذکور ہے اور تفتہ کے ہاں مقدر ہے۔ 'رفت' کا صلہ اور تعدیہ بائے موحدہ کے ساتھ دونوں جگہ ہے۔ والسلام

اسد اللہ

[سنہ ۱۸۵۱ء]

[۳۲] ایضاً (۱۲۱)

صاحب[۲]! دیکھو پھر تم دنگا کرتے ہو۔ وہی 'بیش' و 'بیشتر' کا قصہ نکالا۔ غلطی میں جمہور کی پیروی کیا فرض ہے؟ یاد رکھو یائے تحتانی تین طرح پر ہے۔ جزو کلمہ:

[مصرع] ہمائے بر سر مرغان ازاں شرف دارد
[مصرع] اے سر نامۂ نام تو عقل گرہ کشائی را

یہ ساری غزل اور مثل اس کے جہاں یائے تحتانی ہے، جزوِ کلمہ ہے۔ اس پر ہمزہ لکھنا گویا عقل کو گالی دینا ہے۔

۱۔ آفاق حسین صاحب تمہید 'نادرات غالب' صفحہ ۸ پر اس کی تاریخ اکتوبر ۱۸۵۲ء تجویز کرتے ہیں۔

۲۔ فاروقی صفحہ ۲۹، مجتبائی صفحہ ۳۸، مجیدی صفحہ ۱۱۶، مبارک علی صفحہ ۳۷۳، مہیش صفحہ ۲۳، مہر صفحہ ۱۴۰۔

دوسرے تحتانی مضاف ہے - صرف اضافت کا کسرہ ہے ، ہمزہ وہاں بھی مخل ہے - جیسے 'آسیائے چرخ' یا 'آشنائے قدیم' توصیفی ، اضافی ، بیانی کسی طرح کا کسرہ ہو ، ہمزہ نہیں چاہتا - 'فدائے تو شوم' 'رہنمائے تو شوم' یہ بھی اسی قبیل سے ہے -

تیسری دو طرح پر ہے : یائے مصدری اور وہ معروف ہوگی - دوسری طرح ، توحید و تنکیر ، وہ مجہول ہو گی - مثلاً مصدری 'آشنائی' یہاں ہمزہ ضرور بلکہ ہمزہ نہ لکھنا عقل کا قصور - توحیدی 'آشنائی' یعنی ایک آشنا یا کوئی آشنا - یہاں جب تک ہمزہ نہ لکھو گے دانا نہ کہاؤ گے ۱۲ -

'نیم گناہ' و 'نیم نگاہ' و 'نیم ناز' ، یہ روزمرہ اہل زبان ہے - نیم بہ معنے اندک ، ورنہ 'گناہ کا آدھا' اور 'نگاہ کی ادھواڑ' اور 'ناز آدھا' یہ مہملات میں ہے - ان چیزوں کا مناصفہ کیا ؟ اگر تم کو 'نیم گناہ' پسند نہیں 'تازہ گناہ' رہنے دو - ۱۲

خستہ ، بستہ ، تازہ ، غازہ ، خانہ ، دانہ ، آوارہ ، بیچارہ ، روزہ بوزہ ، ہزار لفظ ہیں کہ ان کے آگے جب یائے توحید آتی ہے تو اس کی علامت کے واسطے ہمزہ لکھ دیتے ہیں - زرہ ، گرہ ، کلاہ ، شاہ ، آگاہ ، آگہہ ، صبح گاہ ، صبح گہ ، ایسے الفاظ کے آگے اگر تحتانی آتی ہے تو زرہی ، گرہی ، کلاہی ، شاہی ، آگاہی ، آگہی ، گاہے ، گہے لکھ دیتے ہیں - ۱۲

غالب

['۱۸۵۲ع']

۱- مہیش صاحب نے اسے ۱۸۵۴ع یا ۱۸۵۳ع کے خطوں میں شمار کیا ہے - حالانکہ خط نمبر ۲ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۵۲ع کا مطالعہ اسے اپریل مئی ۱۸۵۲ع کا قرار دیتا ہے -

[۳۴] ایضاً (۱۲۲)

صاحب !

دوسرا پارسل ، جس کو تم نے بہ تکلف خط بنا کر بھیجا ہے ، پہنچا ۔ نہ اصلاح کو جگہ ، نہ تحریرِ سطور کا پیچ و تاب سمجھ میں آتا ہے ۔ تم نے الگ الگ دو ورقے پر کیوں نہ لکھا اور چھدرا چھدرا کیوں نہ لکھا ؟ ایک آدھ دو ورقہ زیادہ ہو جاتا ، تو ہو جاتا ۔ بہر حال اب مجھے چننے پڑے ہیں سوالات ۔ اگر کوئی سوال میری نظر نہ چڑھے اور رہ جائے تو سطور کی موڑ توڑ کا گناہ سمجھنا میرا قصور نہ جاننا ۔

'بلا ربائے' اس میں تامل کیا ہے ؟ لفظ صحیح اور پورا تو یہی ہے ۔ 'ربا' اس کا مخفف ہے ۔ ۱۲

"خارہا در راہش افشانم کہ چوں خواہد شدن"

بہت خوب اور معقول ۱۲ ۔ میں اس وقت جانے کس خیال میں تھا ۔ 'چوں خواہد شدن' و 'کنوں خواہد شدن' ردیف و قافیہ سمجھا تھا ۔ لفظ 'بے پیر' تورانی بچہ ہائے ہندی نژاد کا تراشا ہوا ہے ۔ جب میں اشعارِ اردو میں اپنے شاگردوں کو نہیں باندھنے دیتا ، تو تم کو شعرِ فارسی میں کیوں کر اجازت دوں گا ؟ میرزا جلال اسیر علیہ الرحمہ مختار ہیں اور ان کا کلام سند ہے ۔ میری کیا مجال ہے کہ ان کے باندھے ہوئے لفظ کو غلط کہوں ؟ لیکن تعجب ہے کہ امیر زادۂ ایران ایسا لفظ لکھے ۔ ۱۲

'شست بستن' جب ظہوری کے ہاں ہے ، تو باندھیے ۔ یہ روزمرہ ہے اور ہم روزمرہ میں آن کے پیرو ہیں ۔ 'بے پیر' ایک لفظ ٹکسال باہر ہے ورنہ صاحبِ زبان ہونے میں اسیر بھی ظہوری سے کم نہیں ۔ ۱۲

[شعر]: زاہدا ایں سخنت برزہ کہ گفتی چہ شدی
حق غفور ست گناہے شدہ ام تا چہ شود

پہلے زاہد سے یہ سوال غلط کہ 'چہ شدی'۔ 'ترا چہ شد' سوال ہو سکتا ہے۔ پھر 'گناہے شدہ ام' یہ جواب مہمل۔ 'گناہے کردہ ام' جواب ہو سکتا ہے۔ یہاں تم کہو گے کہ 'ہمہ تن گناہ' یا 'سراپا گناہ' یا 'سراسر گناہ شدہ ام' یہ جواب اس جواب سے سراسر بے ربط ہے۔ جب تک 'ہمہ تن گناہ' نہ ہو معنی نہیں بنتے ہرگز ہرگز۔ اصلاح دیے ہوئے شعر میں مضمون تمہارا ہی رہا اور ٹکسال کے موافق ہو گیا۔ عجب ہے تم سے کہ صرف شدہ ام اور تا چہ شود کے پیوند میں آلجھ کر حقیقتِ معنی سے غافل رہے: [شعر]

باز آر دلِ خود از چنیں کار
آزار چہ میکنی دلم را

اہلی نے زبردستی کی ہے۔ مگر ہاں اس نے ایک وجہ ٹھہرا لی ہے۔ یعنی آزردن مصدر اور آزارد مضارع اور آزار امر۔ امر بہ معنی اسم جامد آتا ہے اور اسم جامد 'کردن' کے ساتھ پیوند پاتا ہے۔ خیر رہنے دو: [مصرع]

کنداں آہوئے وحشی ز برم فردارم

یہ شعر مؤید میرے کلام کا ہے۔ 'بر دارم' و 'زر دارم' و 'سر دارم' و 'فردارم'، یہ سب الفاظ ایک طرح کے ہیں۔ الف ممدودہ کہیں نہیں۔ ہاں 'بو دارد' و 'رو دارد' و 'فرود آرد' تمہارے عقیدہ کی تائید کرتا ہے مگر یہ شعر استاد کا نہیں۔ مشایخ میں سے ایک بزرگ تھے مولانا علاؤ الدین: [مصرع]

ما مقیمان کوئے دلداریم

یہ ترجیع بند انھیں کا ہے۔ ان کو فقر و فنا و سیر و سلوک میں سمجھنا چاہیے، نہ انداز کلام میں: [مصرع]

پرِ مورست شمشیرے کہ بر موئے میاں دارد

بھائی ! خدا کی قسم یہ مصرع تلوار کی نازکی کی سند نہیں ہو سکتا ۔ یہ تو ، ایک مضمون ہے کمر ، مور و تلوار ۔ پرِ مور وجہِ تشبیہ علاقۂ پرِ مور با مور ، مانندِ علاقۂ شمشیر با میان ۔ نزاکت وجہ تشبیہ کبھی نہیں ۔ انصاف شرط ہے ۔ تلوار کی خوبی 'تیزی' ہے یا 'نازکی' ؟ یہ دھوکا نہ کھاؤ اور تلوار کو نازک نہ باندھو ۔ 'خو' میں اور 'تلوار' میں مناسبت نہیں پائی جاتی ۔ جانے دو ، شعر سے ہاتھ آٹھاؤ ۔ ۱۲

میاں ! 'خمیدن' بھی صحیح اور 'چمیدن' بھی صحیح ۔ اس میں کس کو تردد ہے ؟ مگر لغت اور محاورے اور اصطلاح میں قیاس پیش نہیں جاتا ۔ ہندوستان کے باتونی لوگوں کو 'خم و چم' بولتے سنا ہے ۔ آج تک کسی نظم و نثرِ فارسی میں یہ لفظ نہیں دیکھا ۔ لفظ پیارا ، مجھ کو بھی پسند ، مگر کیا کروں ؟ جو اپنے پیشواؤں سے نہ سنا ہو ، اس کو کیوں کر صحیح جانوں ؟ 'چمید' صیغہ ماضی کا ہے 'چمیدن' سے اور 'چمیدن' ایک مصدر ہے صحیح اور مسلّم ، 'چمد' مضارع ، 'چم' امر ۔ اس میں کیا گفتگو ہے ؟ کلام 'خم و چم' میں ہے ۔

سوالات ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اُن کا جواب لکھ دیا ۔ اب اشعار کو دیکھتا ہوں ۔ خدا کرے مجھ سے کوئی سوال باقی نہ رہ گیا ہو اور تم بھی جب ان اوراقِ طلسمی کو دیکھو تو کوئی اصلاح کا اشارہ تم سے باقی نہ رہ جائے ۔ غرض یہ ہے کہ اب پھر اس طرح کبھی نہ لکھنا ، میں بہت گھبراتا ہوں ۔

'خمیدست' و 'ترسیدست' میں 'نزنی دست' یہ قافیہ درست ہے مگر 'است' کا الف سب جگہ اڑا دو ۔ اور یاد رہے کہ صرف

'سین' ، 'تے' کافی ہے ، الف ضرور نہیں - ۱۲

غالب

[۱۸۶۱ء]

[۳۴] ایضاً (۱۲۳)

حضرت[۲] ! اس غزل میں 'پروانہ' و 'پیمانہ' و 'بت خانہ' تین قافیے اصلی ہیں - 'دیوانہ' چونکہ علم قرار پا کر ایک لغت جداگانہ مشخص ہو گیا ہے ، اس کو بھی قافیہ اصلی سمجھ لیجیے - باقی 'غلامانہ' و 'مستانہ' و 'مردانہ' و 'ترکانہ' و 'دلیرانہ' و 'شکرانہ' سب ناجائز و نامستحسن : ایطا اور ایطا بھی قبیح - مجھے بہت تعجب ہے کہ انھیں قافیوں میں ایطا کا حال تم کو لکھ چکا ہوں اور پھر تم نے غزل مبنی انھیں قوافی پر رکھی - 'کاشانہ' و 'شانہ' و 'افسانہ' و 'جانانہ' و 'فرزانہ' ، یہ قافیے کیوں ترک کیے ؟ یاد رہے ، ساری غزل میں 'مردانہ' یا 'مستانہ' یا ان کے نظائر میں سے ایک جگہ آوے ، دوسری بیت میں - زنہار نہ آوے - یہ غزل نظری ہو گئی اور غزل لکھ کر بھیجو تا اصلاح دی جائے - ۱۲

عفو کا طالب غالب

[۱۸۶۵ء[۳]]

۱- مہیش صاحب نے اس خط کو ۱۸۵۳ء کے بعد اور ۱۸۵۴ء سے پہلے جگہ دی لیکن اسداللہ۔اسداللہ کے درمیان غالب بتاتا ہے کہ خط اس عہد کا نہیں معلوم ہوتا ، اس لیے ۱۸۶۱ء کا خط فرض کرتا ہوں -

۲- فاروقی صفحہ ۳۲ ، مجتبائی صفحہ ۴۱ ، مجیدی صفحہ ۱۱۹ ، مبارک علی صفحہ ۳۷۶ ، مہیش صفحہ ۹۸ ، مہر صفحہ ۲۰۱ -

۳- مہیش پرشاد کا اندازہ ہے - خط کا خاتمہ جس فقرے پر ہوا ہے اس سے بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ ۱۸۶۱ء کے بعد کا خط ہے - اردوے معلیٰ میں ۱۲۲ خط مرزا تفتہ کے نام ہیں -

[۳۵] به نام' ماسٹر پیارے لال (۴)

یک الف[۲] بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز
چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا

پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ 'آئینہ' عبارت فولاد کے آئینہ سے ہے، ورنہ حلبی آئینوں میں جوہر کہاں اور ان کو صیقل کون کرتا ہے؟ فولاد کی جس چیز کو صیقل کرو گے، بے شبہہ پہلے ایک لکیر پڑے گی - اس کو الف صیقل کہتے ہیں - جب یہ مقدمہ معلوم، تو اب اس مفہوم کو سمجھیے: [مصرع]

چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا

یعنی ابتدائے سنِ تمیز سے مشقِ جنوں ہے، اب تک کمالِ فن نہیں حاصل ہوا - آئینہ تمام صاف نہیں ہو گیا، بس وہی ایک لکیر صیقل کی جو ہے، سو ہے -

چاک کی صورت الف کی سی ہوتی ہے اور چاکِ جیب، آثارِ جنوں میں سے ہے - ۱۲

غالب

[۱۸۶۶ء[۳]؟]

۱- حصۂ اول میں تین خط موجود ہیں، دیکھیے خط نمبر ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵ - ان میں پہلا خط ۳۰ اپریل ۱۸۶۶ء دوسرا بلا تاریخ، تیسرا ۳۰ جنوری ۱۸۶۸ء کا ہے -

۲- غالب نے خود اپنے شعر کی شرح لکھی ہے اور بڑی خوبصورت عبارت میں ہے -

۳- غالباً ۱۸۶۶ء ہی کا خط ہے -

[۳۶] بہ نام منشی حبیب اللہ المتخلص بہ ذکا (۱۱)

بندہ پرور' !

آپ کا مہربانی نامہ پہنچا - تمہاری اور صاحب زادے کی خیر و عافیت معلوم ہونے سے دل خوش ہوا - جو آپ کی عبارت سے سمجھ لیا ہوں ، اس کا جواب لیجیے اور جو نہیں سمجھا وہ مطابق میری التماس کے مجھے سمجھا دیجیے - 'عماد'، 'عمائد' شعرائے قدیم میں سے ہے - اسی کی پان سات بیت کی ایک غزل ہے جس کا مطلع یہ ہے :

پائے سر تا نشود راہِ تو رفتن نتواں
جز بہ جاروبِ مژہ کوے تو رفتن نتواں

پہلے مصرع میں رے مفتوح اور دوسرے مصرع میں مضموم - باقی اشعار میں 'گفتن، و 'سفتن' وغیرہ قافیے ہیں - آستاد دو مصرعوں میں حرکت ماقبل روی مختلف لایا - اگر میں نے پچاس شعر کے قصیدے میں ایک شعر ایسا لکھا تو کیا غضب ہوا ؟ آیا معترض صاحب استناد بہ مثل و نظیر کو نہیں جانتے یا جانتے ہیں اور نہیں مانتے ؟ یہ دستور میرا نکالا ہوا نہیں ، قدیم سے ہے -

بندہ نواز ! میں نے لکھا[۲] کہ 'مؤید برہان' میرے پاس آ گئی ہے

۱- فاروقی صفحہ ۳۳ ، مجتبائی صفحہ ۳۲ ، مجیدی صفحہ ۳۷ ، مبارک علی صفحہ ۳۷ ، مہیش ندارد ، مہر صفحہ ۳۶۵ — اس سے پہلے جلد اول خط نمبر ۱۴ کے حاشیہ میں سوانح ذکا لکھے جا چکے ہیں -

۲- عماد فقیہ کا انتقال سنہ ۷۳۳ھ میں ہوا - (دیکھیے تاریخ ادبیات ایران ، شفق ، صفحہ ۳۳۵) -

۳- دیکھیے جلد اول ، خط نمبر ۴۶ ، مورخہ ۱۴ مارچ ۱۸۶۷ء -

اور میں اُس کے اعتراضات کے جواب بہ نشان صفحہ و سطر ایک تختہ' کاغذ پر لکھ رہا ہوں ۔ بعد اتمام نگارش تمھارے پاس اس مراد سے بھیجوں گا کہ تم از راہ عنایت 'مؤید' کا جواب لکھو ۔ میری نگارش جو پسند آئے اس کو بھی جا بجا درج کر دو۔ تم نے اس درخواست کا جواب ہاں ، نا کچھ نہ لکھا ۔ اب عنایت فرما کر ان تینوں باتوں کا جواب لکھیے اور ضرور لکھیے ۔ میاں محمد میراں کو دعا ۔

۱۸' مارچ ۱۸۶۷ع

[۳۷] ایضاً (۱۲)

اے' عنایت بہ عنایت ہم شکل !

آپ کا خط حاوی حلِ شبہات جس دن پہنچا اُس کے دوسرے دن جواب لکھ کر بھیج دیا ۔ دو مصرعوں میں دو لفظ بدلے گئے۔ دو شعروں کے باب میں کچھ تقریر درج ہوئی ، دو تین شعروں میں تمھاری رائے مسلّم رہی ۔ باوجود فقدانِ حافظہ و استیلائے نسیان ، ایک مصرع کا بدلا ہوا لفظ یاد ہے :

[مصرع] چہ غرہ ، غرۂ پیشانی سمند عمر

[بدل ، مصرع] چہ غرہ ، غرۂ پیشانی تگاور عمر

دوسرا تبدل اسی قدر یاد رہ گیا ہے کہ 'شبگرد گراں رکاب' کچھ اسی طرح کے دو لفظ تھے ، بے واو عاطفہ ، کچھ تقدم و تاخر ہو گیا ہے۔ ۱۲ صبح شنبہ ، ۳ ذی الحجہ [۱۲۸۲ھ] مطابق یکم مئی سال حال [۱۸۶۶ع]۔ ۱۲

غالب

۱- مطابق دو شنبہ ۱۱ ذی قعدہ ۱۲۸۲ھ ۔

۲- فاروقی صفحہ ۳۳ ، مجتبائی صفحہ ۳۴، مجیدی صفحہ ۲۷ ، مبارک علی صفحہ ۳۷۷ ، مہر صفحہ ۳۶۰ ۔

[۳۸] ایضاً (۱۳)

حضرتِ[1] مولوی صاحب !

میں برس دن سے بیمار اور تین مہینے سے صاحبِ فراش ہوں۔ اٹھنے بیٹھنے کی طاقت مفقود ، پھوڑوں سے بدن لالہ زار ، پوست سے ہڈیاں نمودار۔ پھوڑے ایسے جیسے انگارے سلگتے ہیں۔ اعضاء پر دس جگہ پھائے لگتے ہیں۔ ضعف و ناتوانی علاوہ ، سوزِ غم ہائے نہانی علاوہ۔ صنعتِ سہلِ ممتنع میں ، میں نے نواب مختار الملک[2] کو قصیدہ بھیجا ، کچھ قدردانی نہ فرمائی۔

ردِ فرقۂ وہابیہ میں ایک مثنوی[3] جو سابق میں لکھی تھی ،

۱- فاروقی صفحہ ۳۴ ، مجتبائی صفحہ ۴۳ ، مجیدی صفحہ ۳۸ ، مبارک علی صفحہ ۳۷۹ ، مہر صفحہ ۴۵۴۔

۲- مختار الملک سر سالار جنگ اول میر تراب علی خان وزیر اعظم حیدر آباد دکن کے عظیم مدبر و منتظم بزرگ تھے۔ آپ کی ولادت ۲۴ جمادی الثانیہ ۱۲۴۴ھ اور وفات ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ مطابق ۸ فروری ۱۸۸۳ع میں ہوئی۔ سید مظہر علی سندیلوی نے لکھا ہے کہ وبائی عارضہ میں رحلت کی (روزنامچہ یادگار مظہری طبع لکھنؤ ۱۹۵۴ع ، صفحہ ۹۷۔ قاموس المشاہیر)۔
غالب نے ان کی مدح میں جو قصیدہ لکھا تھا ، اس کا مطلع ہے :

در مدح سخن چساں نہ گویم
شرطست کہ داستاں نہ گویم

(دیکھیے کلیات ، جلد دوم ، قصیدہ نمبر ۶۳ ، صفحہ ۳۶۱ ، طبع مجلس ترقی ادب ، لاہور)۔

۳- اس مثنوی کا نام ہے "بیان نموداری شان نبوت و ولایت کہ در حقیقت پرتو نور الانوار حضرت الوہیت ست" (کلیات جلد اول صفحہ ۲۹۳ ، طبع مجلس ترقی ادب لاہور)۔

وہ محی الدولہ کو بھیجی ، رسید بھی نہ آئی ۔ اب سنتا ہوں کہ مولوی غلام[1] امام شہید شاگرد قتیل وہاں کوس 'انا و لا غیری' بجا رہے ہیں اور سخن ناشناسوں کو اپنا زورِ طبع دکھا رہے ہیں ۔ ایک کم ستر برس کی میری عمر ہوئی ، سوائے شہرتِ خشک کے فنِ شعر کا کچھ پھل نہ پایا ۔ فرماندہانِ عصر معتقد ہو گئے مگر کچھ بات نہ آیا ۔ 'احسنت' و 'مرحبا' کا شور سامعہ فرسا ہوا ۔ خیر ، ستایش کا حق ستایش سے ادا ہوا ، مختار الملک نے یہ بھی نہ کیا ۔ نہ مدح کی داد دی ، نہ مدح کا صلہ دیا ۔ حیران ہوں کہ نواب صاحب مجھے کیا سمجھے ۔ محی الدولہ سے اور کچھ نہیں کہتا ، مگر یہ کہ خدا سمجھے ۔ ۱۲

کل سے پلنگ پر لیٹا لیٹا غزل کو دیکھ رہا ہوں اور لیٹے لیٹے یہ سطریں لکھتا ہوں :

دیدیم گل و لالہ چہا رنگ بر آورد

غیر کے نزدیک 'دیدیم' زائد ، اگر یوں ہو تو بہتر ہے [مصرع]

ہر یک ز گل و لالہ[2] الخ

۱- مظہر علی سندیلوی اپنے روزنامچے (طبع ۱۹۵۴ع) میں لکھتے ہیں :
"غلام علی امام شہید متوطن الہ آباد نے ۲ اکتوبر ۱۸۷۹ع میں الہ آباد میں وفات پائی ۔ آپ کی عمر ۷۵ سال تھی ، مولود بہت اچھا پڑھتے تھے ، گراں گوشی کی وجہ سے قرنا لگا کر سنا کرتے تھے ۔ آواز اچھی نہ تھی ۔ حیدر آباد اور رام پور سے کچھ وظیفہ ان کے واسطے مقرر تھا ۔ (کتاب مذکور ، صفحہ ۲۸ و ۳۱)
غلام غوث خاں بے خبر نے تاریخ لکھی :

"وائے امام شعرا شد شہید"

۱۲۹۳ھ

۲- پورا شعر یہ ہے :

ہر یک ز گل و لالہ چہا رنگ بر آورد
رخسار تو زیں ہر دو جدا رنگ بر آورد

باشد شفقے کاں بلبِ لعل تو ماند
گر چرخ بکامِ دلِ ما رنگ بر آورد

'باشد' مخل معنی ہے - اگر اس کی جگہ 'آرد' ہو تو بہتر مگر 'آرد' صیغہ مستقبل کا اور 'آورد' ماضی کا اور فاعل دونوں فعلوں کا چرخ - ہر چند استاتذہ نے یوں بھی لکھا ہے ، مگر فارسی گویانِ ہند نہ مانیں گے - پس اس شعر کو یوں لکھنا چاہیے : [شعر]

حاشا کہ شفق مثلِ لبِ لعل تو باشد
کے چرخ بکامِ دلِ ما رنگ برآورد

[مصرع] : خون[1] شد دلِ غم دیدۂ الخ

یہ شعر ہموار ہے ، نہ صاد کے قابل ، نہ اصلاح کا محتاج - ۴[2] اور ۵ یہ دو شعر ، واہ کیا کہنا ہے -

[مصرع] : اے[3] اہل ورع الخ

یہ بھی ہموار ہے ، نہ صاد چاہتا ہے نہ اصلاح : [شعر]

گوئی کہ زباں در دہنم برگِ حنا بود
تا بوسہ زدم آں کفِ پا ، رنگ برآورد

۱- پورا شعر یہ ہے .

خون شد دل غم دیدہ و از دیدہ فرو ریخت
دیدی کہ جفایت چہ بلا رنگ برآورد

۲- 'خاش خماش' میں یہ دونوں شعر اس طرح ہیں :

تا بند کشائیم ہر انگشت حنائی ست
از عکس تنت بسکہ حنا رنگ برآورد
خون کرد جگر حسرت اظہار تمنا
لب بستن من ہم چو حنا رنگ برآورد

۳- پورا شعر یوں ہے :

اے اہل ورع چوں نہ تواں داشت عزیزش
مے سرخ تر از خون شہا رنگ برآورد

مولوی صاحب ! یہ بات تو کچھ نہیں ، زبان چاٹنے کا آلہ ہے ، نہ چوسنے کا ۔ زبان برگِ حنا بن گئی تو بوسہ سے کفِ پا کیوں حنائی ہو جائے [شعر]

گوئی دہنم لب ز رگِ برگ حنا داشت
تا بوسہ زدم آں کف پا رنگ برآورد

مقطع اور اس کے اوپر کا شعر ، دونوں اچھے ۔

اب آپ اس خط کی رسید لکھیے اور اس میں غلام امام شہید کا حال مفصل لکھیے کہ ان کی وہاں کیا صورت ہے ۔ ایک شخص مجھ سے یوں کہتا تھا کہ مختار الملک نے منہ نہ لگایا ، مگر محی الدولہ نے چار سو روپیہ مہینہ سرکار جناب عالی سے مقرر کروا دیا ہے ۔

روز چہار شنبہ ، ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۹ھ[1]
مطابق ۲۶ اگست سنہ ۱۸۶۳ع

[۳۹] ایضاً (۱۴)

صبح[2] سہ شنبہ ، ۱۳ صفر سال غفر [۱۲۸۰ھ]

صاحب ! میں تم کو اخوان الصفا میں گنتا ہوں ۔ اپنا نور نظر و لخت جگر جانتا ہوں ۔ دیکھو ! تم پر مجھ کو کیا اعتماد ہے کہ خود ضبطِ راز نہیں کر سکتا اور تم سے راز داری اور امانت میں استواری چاہتا ہوں ۔ ۱۲

قصیدہ و غزل میں حیلہ و تحسین بہ اقتضا بخت و قسمت ہے ، نہ باندازۂ ارزش کلام ۔ ۱۲

۱۔ اردوے معلیٰ طبع مجتبائی و فاروقی ’۱۲۶۹ھ‘ جو غلط ہے ، ۱۲۷۹ھ ہونا چاہیے ۔

۲۔ فاروقی صفحہ ۳۵ ، مجتبائی صفحہ ۴۴ ، مجیدی صفحہ ۳۹ ، مبارک علی صفحہ ۳۷۹ ، مہر صفحہ ۴۵۳ ۔ ۱۳ صفر مطابق ۳۰ جولائی ۱۸۶۳ع ۔

ممدوح سخن فہم ہوتا تو مجھ کو متوسط کے تساہل کا وہم ہوتا۔ اغنیا کو نہ مذاقِ شعر سے نسبت ، نہ مطالعۂ اشعار کی فرصت ۔ متوسط نے بقدرِ وسع[1] سلسلہ جنبانی کی ، لیکن مرجع نے نہ قدردانی کی ۔ ۱۲

مولوی غلام غوث خاں بے خبر میر منشی لفٹنٹ گورنر مخلص خالص الاخلاص ہیں ، ہرگز[2] ان کو مدعی سے تلمذ نہیں ۔ البتہ اس کو خوش گو جانتے ہیں اور یہ کبھی نہ ہوگا کہ وہ میرا مقابلہ کریں اور 'قاطع برہان' کا جواب لکھیں :

باطل ست آنچہ مدعی گوید

مدعی اپنے زعم میں مجھ کو اپنا ہم فن جان کر حسد کرتا ہے ۔ میں امیر علی شیر[3] جیسا محتسب اور مولوی جامی جیسا مفتی کہاں سے لاؤں جو نیاؤ[4] کرے اور کاذب کو سزا دے ۔ شکر ہے خدا کا کہ

۱- اردوے معلیٰ طبع فاروقی و مجتبائی میں 'بہ قدر وسع' صاف لکھا ہے ، لیکن 'خطوط غالب' طبع اول و دوم و سوم میں بریکٹ لگا کر 'ہمت' اور سوالیہ نشان لکھا گیا ہے (ہمت ؟) ۔

۲- اس سلسلے میں بے خبر کو غالب سے شکایت پیدا ہو گئی ۔ چنانچہ مرزا نے ان کو خط لکھے اور مسئلہ صاف کیا ۔ (عود ہندی ، طبع مجلس ترقی ادب لاہور ، صفحہ ۳۲۳ بہ بعد) ۔

۳- میر علی شیر نوائی : سلطان حسین بایقرا کا مشہور وزیر جس نے ۱۲ جمادی الثانیہ ۹۰۶ھ کو ہرات میں وفات پائی ('جامی' ، از حکمت) ترکی : چغتائی کا شاعر ہے ۔ عروض میں 'میزان الاوزان' اور شعر میں ضخیم کلیات ترکی یادگار ہے ۔ 'مجالس النفائس' بھی ترکی چغتائی میں ہے جس کا فارسی ترجمہ مشہور ہے ۔ سلطان حسین کا بچپنے سے دوست تھا اور مولانا جامی (متوفی ۸۹۸ھ ہرات) کا مرید تھا ۔

۴- نیاؤ : انصاف ۔

تم سخن ور اور سخن دان ہو اور یقین ہے کہ قلمروِ ہند میں اور بھی ایسے آدمی ہوں گے کہ میرے اور مدعی کے رتبہ کو ممیز ہو سکیں گے۔

[مصرع] عیدست بادہ شد فلک و ساغر آفتاب

خالصاً للہ، فلک ظرف اور آفتاب مظروف ہے۔ یہ شخص ظرف کو مظروف اور مظروف کو ظرف ٹھہراتا ہے۔ اس کو کون مسلّم رکھے گا۔ اس سے بڑھ کر ایک اور خدشہ ہے، یعنی مشبہ اور مشبہ بہ میں وجہِ شبہ شرط ہے۔ آفتاب و ساغر میں تدویر وجہِ شبہ ہے۔ شراب اور فلک میں وجہِ تشبیہ کہاں۔ ۱۲

میں اپنے کو ایسا نہیں جانتا کہ تمہارے کلام کو اصلاح دوں۔ قدر دانی کیوں کر کہوں، قدر افزائی کرتے ہو۔ دوستانہ، نہ استادانہ جو خیال میں آئے گا، کہا جائے گا۔ اگر آپ نے اس روش کا یعنی استصلاح کا التزام کیا ہے تو جب تک کاغذ اشعار میرے پاس سے واپس نہ جایا کرے، ما کتب فیہ شہرت نہ پایا کرے۔ مجموعۂ کلام سابق اگر بھیج دوگے، میں بہ کمال طیبِ خاطر اس کو دیکھ کر بھیج دوں گا[1]، استجازت[2] کیا ضرور؟۔ ۱۲

نجات کا طالب غالب

[۴۰] ایضاً (۱۵)

صاحب[3] پہلے مطلع میں لطف نہیں۔ ہاں مضمون لطیف ہے، وہ فرد میں خوب آ گیا ہے۔ مطلع بہ سبب تعقیدات کے مہمل رہ گیا۔

۱۔ چنانچہ ذکا نے اپنا دیوان بھیجا اور غالب نے اسے دیکھ کر ایک سند بھی لکھی تھی۔ دیکھیے دیباچۂ دیوان ذکا، مورخہ ۱۲۸۱ھ۔

۲۔ دیکھیے خط بنام بے خبر، عود ہندی، طبع مجلس ترقی ادب، لاہور، صفحہ ۳۲۷۔

۳۔ فاروقی صفحہ ۳۶، مجتبائی صفحہ ۳۶، مجیدی صفحہ ۴۰، مبارک علی صفحہ ۳۸۰، مہر صفحہ ۳۵۷۔

'ورنہ' کا قافیہ اور شعر میں اور طرح سے بندھ گیا۔

تیسرا شعر الفاظ بدلنے سے بہت اچھا ہوگیا - جو شعر بے تصرف بہ دستور رہا اس کا ذکر کچھ ضرور نہیں۔

[مصرع] ساقی ابھی چھنّی الخ

'چھنّی' لفظ غریب ہے، نہ اہل دہلی کے زبان زد، نہ کوش زد۔ 'غربال' کو چھانی کہتے ہیں جس کی فارسی 'پرویزن' ہے، اور جس کپڑے میں 'سائلات' کو چھانیں، فارسی اس کی 'لائے بالا' اور اردو 'صافی' ہے بہ یائے معروف۔

'برابر نہ ہوا تھا' یہ قافیہ دو طرح سے درست ہوا ہے، جس طرح چاہو رہنے دو۔

"مرنے کا مرے وقت مقرر نہ ہوا تھا"

تقررِ وقت مرگ کا انکار حشو بلکہ مہمل ہے - مگر ہاں، تقرر کا وقت ازل کو قرار دیا جائے۔

مقطع میری پسند نہیں - میرے سر کی قسم اس کو نہ رکھو، اور مقطع لکھ لو - ۱۲

غالب

شنبہ، ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۶۳ع

۱- مطابق ۲ جمادی الثانی ۱۲۸۰ھ

[۴۱] به نام[1] منشی میاں داد خان المخاطب به سیف الحق المتخلص به سیاح (۳۱)

منشی[2] صاحب ! سعادت و اقبال نشاں ، سیف الحق میاں داد خاں سیاح کو دعا ۔

صاحب ! وہم اور چیز ہے اور احتیاط اور چیز ہے ۔ کارپردازان ڈاک میرے خطوط کے ٹکٹ کبھی نہ دبائیں گے اور میرے خطوط کبھی نہ تلف ہوں گے ۔ آدھ آنے کی جگہ دوست کا ایک آنہ کیوں کھوؤں ؟

'گلشن' بعض کے نزدیک مؤنث اور بعض کے نزدیک مذکر ہے ۔ 'قلم' ، 'دہی' ، 'خلعت' ان کا بھی یہی حال ہے ۔ کوئی مؤنث ، کوئی مذکر بولتا ہے ۔ میرے نزدیک 'دہی' اور 'خلعت' مذکر ہے اور 'قلم' مشترک چاہو مذکر کہو ، چاہو مؤنث ۔ 'گلشن' البتہ مذکر مناسب ہے ۔ 'رکھتہ[3] ہے' ——

بھائی جہاں الف دبتا ہے ، میرے کلیجے میں ایک تیر لگتا ہے ۔ 'رکھتا ہے گلشن بھی' یہ الف دیتا ہوا دیکھ کر میں نے 'رکھتی ہے' بنا دیا ، مگر 'گلشن' مذکر مناسب ہے ۔ 'پھلکی' یا 'پھلکا' تنہا

۱۔ حصہ اول کے آغاز میں سیاح پر ایک نوٹ اور ان کے نام تیس خط گزر چکے ہیں ۔ دیکھیے خط نمبر مسلسل ۳۴ بہ بعد ۔

۲۔ فاروقی صفحہ ۲۶ ، مجتبائی صفحہ ۴۶ ، مجیدی صفحہ ۲۵ ، مبارک علی صفحہ ۳۸۰ ، مہر صفحہ ۴۳۳ ۔

۳۔ سیاح کے اصلاح طلب اشعار کے ایک مصرع میں ایک فقرہ تھا ''رکھتا ہے گلشن بھی'' غالب نے ''رکھتہ ہے'' لکھ کر کہا : ''بھائی جہاں الف دبتا ہے الخ'' اردوے معلیٰ حصہ دوم طبع اول مجتبائی میں ''رکھتہ ہے'' درج ہے ۔ طبع فاروقی اور خطوط غالب مہر و نیرہ میں اسے ''رکھتا ہے'' لکھا گیا ہے ۔

بے معنی' محض ہے - 'ہلکی پھلکی' یا 'ہلکا پھلکا' یوں آئے تو درست ، ورنہ لغو - اور یہ جو 'پھلکا' پتلی چپاتی کو کہتے ہیں ، یہ دوسرا لغت ہے - 'پھلکے' کبھی کوئی نہ بولے گا - 'پانی وانی' 'حقہ وقہ' یوں کہیں گے - نرا 'وانی' اور نرا 'وقہ' نہ کہیں گے - 'ہلکا پھلکا' 'ہلکی پھلکی' کہیں گے سبک چیز کو ، نرا 'پھلکا' یا نری 'پھلکی' نہ کہیں گے -

تذکیر و تانیث کے باب میں مرزا رجب علی بیگ سے مشورہ کر لیا کرو اور دبتے ہوئے حروف بھی آن سے پوچھ لیا کرو[2] - ۱۲

غالب

[فروری ۱۸۶۱ء]

[۴۲] ایضاً (۳۲)

بھائی[3] ! ہم نے تم کو یہ نہیں کہا کہ تم مرزا رجب علی بیگ[4] کے شاگرد ہو جاؤ اور اپنا کلام ان کو دکھاؤ - ہم نے یہ کہا ہے کہ تذکیر و تانیث کو آن سے پوچھ لیا کرو - دکھن ، بنگالے کے رہنے والوں کو اس امر خاص میں دلی ، لکھنئو کے رہنے والوں کا تتبع ضرور ہے - ۱۲

ایک قاعدہ تم کو معلوم رہے : 'عین' کا حرف فارسی میں نہیں آتا -

---

۱- اردوے معلیٰ حصہ دوم طبع مجتبائی و فاروقی میں "بمعنی" ہے جس سے مطلب واضح نہیں ہوتا -

۲- سیاح ، دسمبر ۱۸۶۰ء میں بنارس پہنچے ہیں اور رجب علی بیگ راجہ بنارس کے یہاں ملازم ہیں - (دیکھیے خط نمبر ۱۱ حصہ اول اور اس کے بعد کا خط) -

۳- فاروقی صفحہ ۳۷ ، مجتبائی صفحہ ۴۷ ، مجیدی صفحہ ۲۶ ، مبارک علی صفحہ ۳۸۱ ، مہر صفحہ ۴۳۴ -

۴- دیکھیے خط نمبر ۴۰ حصہ دوم -

جس لغت میں عین ہو اس کو سمجھنا کہ عربی ہے - بعد معلوم ہونے اس قاعدے کے یہ سمجھو کہ 'غربال' عین نقطہ دار مکسور اور رائے قرشت اور بائے موحدہ اور [الف] اور لام یہ لغت فارسی' ہے - ہندی اس کی 'چھلنی' اور مرادف اس کی 'پرویزن' یعنی فارسی میں چھلنی کو 'غربال' اور 'پرویزن' کہتے ہیں اور چھلنی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کو کوئی نہ جانے - رہا 'عریال' ، عریال عین سعفص اور یائے تحتانی سے فصیح و غیر فصیح کیا ، بلکہ غلط محض و محض غلط ہے - ہاں ، اگر عربی میں چھلنی کو عریال کہتے ہوں تو فارسی غربال اور عربی عریال - مگر میں ایسا گمان کرتا ہوں کہ 'غربال' کا عربی میں کچھ اور اسم ہوگا ، 'عریال' نہ کہتے ہوں گے -

اب تم سنو ، فنِ لغت میں ایک امر ہے کہ اس کو 'تصحیف' کہتے ہیں ، یعنی لفظ کی صورت ایک ہو اور نقطوں[۲] میں فرق ، جیسا کہ سعدی 'بوستان'[۳] میں کہتا ہے :

مرا بوسہ گفتا بہ تصحیف دہ
کہ درویش را توشہ از بوسہ بہ

'توشہ' و 'بوسہ' و 'نوشہ' ، یہ تین لفظ مصحّف ہم دگر ہیں - حال آں کہ معانی میں وہ فرق کہ جیسا زمین و آسمان میں - 'توشہ' ترجمہ زاد کا ، 'بوسہ' ترجمہ قُبلہ کا ، 'نوشہ'[۴] ، اسم 'دولہ' کا -

---

۱- عربی میں 'غربل یغربل غربلۃ' کا استعمال عام ہے - 'غربال' لغات عرب موجود ہے ، 'عریال' موجود نہیں -

۲- مجتبائی 'لفظوں' فاروقی 'نقطوں' -

۳- یہ شعر 'بوستان سعدی' میں مجھے نہیں ملا -

۴- نوشہ : بہ فتح ، بادشاہ نو - شاہ جوان ، نو داماد - مختصر 'انوشہ' یعنی شاد و خرم (فرہنگ آموزگار) -

صاحبانِ فرہنگ میں 'برہان قاطع' والا تصحیف میں بہت مبتلا ہے۔ 'گزر' اور 'کزر' 'خربزہ' اور 'خربزہ' کہتا ہے کہ 'صدا' بہ سین سعفص لفظ فارسی ہے اور صدا بہ صاد تعریب ہے۔ جو لغات تے میں لکھے ہیں، انھیں لغات کو طوئے میں لکھتا ہے، حال آں کہ جس طرح عین فارسی میں نہیں ہے، طوئے بھی نہیں ہے، مثلاً 'تشت' لغت فارسی الاصل ہے، املا اس کی طوئے سے غلط ہے۔ 'برہان قاطع' والا اس کو تے سے بھی لایا ہے اور طوئے سے بھی۔ محققین جانتے ہیں کہ 'صدا' بہ معنے آواز لغت عربی الاصل ہے نہ معرب اور سدا سین سے ہرگز فارسی میں آواز کو نہیں کہتے، ہاں اردو کے محاورہ میں بہ معنی ہمیشہ کے مستعمل ہے۔ قصہ کوتاہ 'غربال' بہ معنی چھلنی کے لفظ فارسی الاصل صحیح اور فصیح ہے اور 'عربال' اگر کسی اور فرہنگِ عربی میں مثل 'قاموس' اور 'صراح' وغیرہ کے بہ معنی چھلنی کے نکلے تو اس کو مانو، ورنہ یہ 'برہان قاطع' والے کی خرافات میں سے ہے۔

نجات کا طالب غالب۔ ۱۲

۲۷ فروری [۱۸۶۱ء]

[۴۳] ایضاً (۳۳)

منشی[۲] صاحب!

تمھارے خط پہنچنے کی تم کو اطلاع دیتا ہوں اور مطالبِ مستفسرہ کا جواب لکھتا ہوں اور اپنے دوست روحانی مرزا رجب علی بیگ سرور کو سلام کہتا ہوں۔ کہہ دیجیے گا، بلکہ یہ رقعہ دکھا دیجیے گا۔ ۱۲

بعض لوگ 'آن ہان' بولتے ہیں مگر فقیر کے نزدیک 'آن تان'

۱- اردوے معلیٰ میں سنہ موجود نہیں ہے۔

۲- فاروقی صفحہ ۳۸، مجتبائی صفحہ ۳۵، مجیدی صفحہ ۲۷، مبارک علی صفحہ ۳۸۲، مہر صفحہ ۳۲۔

صحیح ہے اور یہی فصیح ہے - ۱۲

'پر' بہ معنی لیکن لفظ مشہور ہے اور 'پہ' اس کا مخفف ہے ، اس میں شاید کسی کو کلام نہ ہو - کوئی اور لکھے یا نہ لکھے ، میرے اردو کے دیوان میں سو دو سو جگہ یہ لفظ آیا ہو گا - ۱۲

مجھ کو بنگالہ سے آئے ۳۲' - ۳۳ برس ہوئے - بہت احباب مر گئے ، بہت متفرق ہو گئے - اب ایسا وہاں کوئی نہیں جس سے ارسالِ رسائل کی رسم و راہ ہو - ۱۲

صاحب ! وہ شعر جس کو تم نے پوچھا ہے ، یہ ہے :

واعظ ! نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو
کیا بات ہے تمھاری شرابِ طہور کی

دو شعر اس غزل کے اور یاد آ گئے ہیں ، وہ دوسرے صفحہ پر لکھتا ہوں :

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی

گو واں نہیں ، پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں
کعبہ سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی

دیکھو یہ 'پر' کا مخفف 'پہ' ہے بہ معنی لیکن - ۱۲

بنارس کا کیا کہنا ہے ، ایسا شہر کہاں پیدا ہوتا ہے - انتہائے جوانی میں میرا وہاں جانا ہوا - اگر اس موسم میں جوان ہوتا تو وہیں رہ جاتا اور ادھر کو نہ آتا :

عبادت[۲] خانۂ ناقوسیان است
ہمانا کعبۂ ہندوستان ست

۱- غالب ۲۸ نومبر ۱۸۲۹ء کو کلکتے سے دہلی واپس پہنچے تھے -
۲- یہ شعر بنارس کی تعریف میں ہے - (دیکھیے مثنوی چراغ دیر ، 'کلیات غالب' جلد اول صفحہ ۲۶۱) -

جس بحر میں کوئی اسم یا کوئی لفظ نہ آسکے ، اس کی تدبیر فردوسی و خاقانی سے بھی نہ ہوگی ، میں کیا کروں گا ؛ نام تمہارا آسکتا ہے ، لیکن الف دبتا رہتا ہے ۔ خدا کے واسطے اس کی تدبیر سرور صاحب سے بھی ضرور پوچھنا ۔

نجات کا طالب غالب ۔ ۱۲
سہ شنبہ ۱۲ فروری سنہ ۱۸۶۱ع

[۴۴] ایضاً (۳۴)

بھائی[۲] ! تمہارا خط کل پہنچا ، آج جواب لکھتا ہوں ۔ پہلے یہ پوچھتا ہوں کہ میری طرف سے جو اعتذار چھپا ہے ، وہ تمہاری نظر سے گزرا ہے یا نہیں ؟ نہ گزرا ہو تو 'اکمل الاخبار' ماہ شوال کے چاروں ہفتے کے دو ورقے دیکھ لو ، ایک ہفتے میں نکل آئے گا ۔ ۱۲

واقعی اعتراض کے جواب ایک مولوی نے لکھے ہیں ، اس ہفتے کے 'اکمل الاخبار' میں دیکھ لو ۔ جو تم سے کلام کرے ، اسی انداز سے تم بھی کلام کرو ۔ ۱۲

نجات کا طالب غالب

۲۹ اپریل سنہ ۱۸۶۷ع[۳]

[۴۵] یضاً (۳۵)

بھائی[۴] ! تمہاری جان کی اور اپنے ایمان کی قسم کہ میں فن تاریخ گوئی و معما سے بیگانہ محض ہوں ۔ اردو زبان میں کوئی تاریخ میری نہ سنی

۱- مطابق یکم شعبان ۱۲۷۷ھ ۔
۲- فاروقی صفحہ ۳۹ ، مجتبائی صفحہ ۴۹ ، مجیدی صفحہ ۲۸ ، مبارک علی صفحہ ۳۸۳ ، مہر صفحہ ۴۴۸ ۔
۳- مطابق دو شنبہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۲۸۳ھ ۔
۴- فاروقی صفحہ ۳۹ ، مجتبائی صفحہ ۴۹ ، مجیدی صفحہ ۲۸ ، مبارک علی صفحہ ۳۸۳ ، مہر صفحہ ۴۳۰ ۔

maablib.org

ہوگی - فارسی دیوان میں دو چار تاریخیں ہیں - ان کا حال یہ ہے کہ مادہ اوروں کا ہے اور اشعار میرے ہیں - تم سمجھے کہ میں کیا کہتا ہوں ؟ حساب سے میرا جی گھبراتا ہے اور مجھ کو جوڑ لگانا نہیں آتا ہے - جب کوئی مادہ بناؤں گا ، حساب درست نہ پاؤں گا - دو ایک دوست ایسے تھے کہ اگر حاجت ہوتی تو مادۂ تاریخ وہ مجھے ڈھونڈھ لا دیتے ، موزوں میں کرتا - اور اگر آپ میں نے مادہ کی فکر کی ہے اور یہی حساب جمل منظور رکھا ہے ، تو ایسے ایسے تعمیے و تخرجے آ گئے ہیں کہ وہ تاریخ ہنسی کے قابل ہو گئی ہے -

کلکتہ میں قاضی القضات سراج الدین علی خاں مرحوم کی قبر پر مسجد بنی ہے - ان کے بھتیجے مولوی ولایت حسین خاں نے استدعائے تاریخ کی ، میں نے لکھی - چنانچہ وہ فارسی دیوان میں موجود ہے :

مفتیِ عقل از پئے تاریخِ ایں بنا
انما یسوے من زرہ احترام کرد
گفتم بہ وے بدیہہ "خوشا خانۂ خدا"
شد خشمگیں دمے کہ نظر در کلام کرد
خشاک رفت و پاے ادب در شکنجہ ریخت
ایہام را بہ تخرجہ معنی تمام کرد

واسطے خدا کے غور کرو 'خوشا خانۂ خدا' مادہ ، پھر اس میں سے 'خاشاک' کے عدد دور کرو ، نو سو اکیس کا تخرجہ ، پھر بھی دو اور زیادہ رہے - 'پاے ادب' توڑا ، بھلا یہ کوئی تاریخ ہے ، مگر ہاں حساب کے قاعدے سے باہر کچھ معنی سگالی کے طور پر میرا ایجاد ہے اور وہ لطف رکھتا ہے - ایک شخص سنہ ۱۲۴۸ھ میں مرا ، اس کی

۱- کلیات جلد اول ، طبع مجلس ترقی ادب لاہور ، صفحہ ۲۲۴ -

تاریخ میں نے لکھی :

زْ سـل واقـعـہ میرزا مسیتا بیگ
مـآت راسـت شـمار ائمـہ امجـاد
صحیفہ ہائے سماوی مبیّن از عشرات
حدیقہ ہائے بہشتی مشخص از آحاد

ائمہ بارہ یعنی 'بارہ سو'، پھر کتبِ سماوی 'چار' دہا کے چار یعنی چالیس، بہشت آٹھ، چالیس اور آٹھ اڑتالیس - بارہ سو اڑتالیس -

دوسری تاریخ بارہ سو ستر کی :

از[۲] بروج سپہر جوئی مآت
عشرات از کواکبِ سیار

برج بارہ، سات دہا کے ستر -

یہ جو لکھتے ہو کہ سید غلام بابا کسی بحر میں نہیں آتا، کیوں نہیں آتا ؟

جب کہ سید غلام بابا نے
مسندِ عیش پر جگہ پائی
ایسی رونق ہوئی برات کی رات
کہ کواکب ہوئے تماشائی

دوسری بحر سنو :

ہزار شکر کہ 'سید غلام بابا' نے
فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی
زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات
کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی

۱- کلیات جلد اول، طبع مجلس ترقی ادب لاہور، صفحہ ۲۲۵ -
۲- قطعۂ تاریخ وفات تفضل حسین خاں کا شعر ہے (کلیات جلد اول، صفحہ ۲۲۸) -

اس بحر میں سماتا ہوا کوئی مادہ بہم پہنچاؤ، تاریخ کہہ لو۔ وہ دوست جو مادہ ڈھونڈھ دیتے تھے، وہ جنت کو سدھارے۔ میں جیسا کہ اوپر لکھ آیا ہوں، معذور اور مجبور ہوں۔

غالب

سہ شنبہ، ۱۱ محرم [۱۲۷۶ھ] ۳۱ جولائی سال حال [۱۸۶۰ع]

MAAB 1431
maablib.org

[۴۶] بہ نام شہزادہ بشیرالدین (۴)

پیر' و مرشد سلامت !

اعضا فرسودہ اور بودے ہو گئے ، روح ان میں دوڑتی نہیں پھرتی مگر ابھی مفارقت نہیں کر گئی - خدا جانے کس مکمن میں ہے - اعضا نکمے ہو گئے ، اب وہ کام جو آن سے متعلق تھے بند ہو گئے - آپ کا حکم ماننا اور آپ کی خدمت بجا لانی دل سے تعلق رکھتی ہے - وہ لطیفۂ غیبی یعنی روح کے کام ہیں - جب تک وہ باقی ہے ، سرانجام پاتے جائیں گے -

'خاکم بدہن' واسطے اقوال کے ہے - جب کوئی کلمہ مکروہِ طبع کہتے ہیں تو خاکم بدہن' کہہ لیتے ہیں - عمر خیام[۲] :

بر خاک بہ ریختی مے ناب مرا
خاکم بدہن' مکر تو مستی زبی

اور 'خاکم بسر' اور 'خاکم بہ فرق' عام ہے ، جیسا کہ میں ایک شہزادہ[۳] کے مرثیہ میں کہتا ہوں :

۱- فاروقی صفحہ ۴۱ ، مجتبائی صفحہ ۵۱ ، مجیدی صفحہ ۱۴۵ ، مبارک علی صفحہ ۳۸۵ ، سہر صفحہ ۵۶۴ - شہزادہ صاحب کے بارے میں ایک مختصر سا تعارف حصہ اول کے خط نمبر ۱۴۱ کے ذیل میں ہے -

۲- دیکھیے 'احوال و شرح رباعیات خیام' از فاضل ، طبع شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۵ء ، صفحہ ۳۱۴ -

۳- دیکھیے مرثیہ فرخندہ شاہ ابن بہادر شاہ (کلیات غالب ، جلد اول صفحہ ۵۹۰) -

اے اہل شہر مدفنِ ایں دودماں کجاست ؟
خاکم بہ فرق خواب گہِ خسروان کجاست ؟

استاد[1] :

خاکم بسر کہ عاشق کار آزمودہ ام
دانم کہ با رقیب بہ خلوت چہا رود

آپ کے ہاں اور مولوی روم کے ہاں 'خاکم بدہن' کا موقع نہیں ، جیسا کہ مولوی معنوی نے [نہ] لکھا ، حضرت بھی اپنے ہاں نہ لکھیں ۔

فرق است درمیانہ کہ بسیار نازک ست
نجات کا طالب غالب
[۱۸۶۷ء][2]

۱- مولانا حالی نے حاشیہ' اردوے معلیٰ طبع اول مطبع فاروقی میں لکھا ہے :

"یہ شعر نواب غفران مآب محمد مصطفیٰ خاں حسرتی تخلص کا ہے ۔ ان کے نام کی جگہ استاد کا لفظ یا تو اس لیے لکھا ہے کہ اس وقت یاد نہیں رہا کہ کس کا شعر ہے یا اس خوف سے لکھا ہے کہ ہندی شاعر کا نام لکھنے سے مخاطب کے دل میں کچھ سند کی وقعت نہ ہو ۱۲ ۔ چنانچہ 'کلیات شیفتہ' طبع نظامی بدایوں صفحہ ۶۳ پر موجود ہے ۔

۲- اردوے معلیٰ میں تاریخ موجود نہیں ہے ۔

MAAB 1431
maablib.org

[۴۷] بہ نام عبدالغفور، سرور (۱)

بندہ[۲] پرور!

مہربانی نامہ آیا، سر پر رکھا اور آنکھوں سے لگایا۔ فارسی کی تکمیل کے واسطے اصل الاصول مناسبت طبیعت کی ہے، پھر تتبع کلام اہل زبان۔ لیکن نہ اشعار قتیل[۳] و واقف و شعرائے ہندوستان کہ یہ اشعار سوائے اس کے کہ ان کو موزونیِ طبع کا نتیجہ کہیے، اور کسی

۱- یہ خط اردوئے معلی میں شہزادہ بشیر الدین میسوری کے نام غلطی سے درج ہو گیا ہے۔ چنانچہ جناب مہر نے بھی اسے محسوس کیا، پھر بھی اصلاح رہ گئی۔ (دیکھیے 'خطوط غالب' طبع دوم، صفحہ ۵۶۵، طبع سوم، صفحہ ۵۷۳۔ نیز دیکھیے حواشی 'عود ہندی' طبع مجلس ترقی ادب صفحہ ۱۸)۔

۲- فاروقی صفحہ ۴۲، مجتبائی صفحہ ۵۲، مجیدی صفحہ ۱۴۵، مبارک علی صفحہ ۳۸۶، مہر صفحہ ۵۶۵، عود ہندی صفحہ ۱۸۔

۳- قتیل: محمد حسن بٹالوی ثم لکھنوی۔ مولود ۱۱۷۲ھ، متوفی ۲۳ ربیع الاول ۱۲۳۳ھ لکھنؤ۔ واقف: نورالعین بن قاضی امانت اللہ، بٹالہ ضلع گورداس پور مشرقی پنجاب وطن تھا۔ ادب و شعر کے ذوق نے دہلی، لکھنؤ، فیض آباد، بنارس، کابل تک دوڑایا۔ معصوم بھکری، مرزا فاخر مکین، شیخ علی حزیں اور آرزو سے ملاقاتیں کیں۔ بہاول پور کے دربار میں ملازم ہو گئے تھے اور وہیں ۱۱۹۰ھ میں رحلت کی۔ مولانا آزاد کے پاس ان کا خطی دیوان تھا ('نگارستان سخن' طبع لاہور ۱۹۵۷ء، صفحہ ۲۷۵۔ 'سفینہ' خوش گو' طبع پٹنہ ۱۹۵۹ء صفحہ ۲۷۵۔ بھگوان داس: 'سفینہ' ہندی' طبع پٹنہ ۱۹۵۸ء، صفحہ ۱۲۳۱)۔

تعریف کے شایاں نہیں ہیں - نہ ترکیب فارسی ، نہ معنی نازک - ہاں الفاظِ فرسودہ ، عامیانہ جو اطفالِ دبستان جانتے ہیں اور جو متصدی نثر میں درج کرتے ہیں ، وہ الفاظِ فارسی یہ لوگ نظم میں صرف کرتے ہیں - جب رودکی[1] و عنصری و خاقانی و رشید وطواط اور ان کے

۱۔ رودکی : ابو عبداللہ جعفر بن محمد ، متوفٰی ۳۲۹ھ کے بارے میں فروری ۱۹۵۷ء کے خبر نامۂ اردو "سویت یونین" میں یہ خبر چھپی تھی جو ابھی تک رودکی کے بارے میں لکھی ہوئی پرانی کتابوں کے مسائل پر نئی روشنی ڈالتی ہے :

"وسط ایشیا کے بہت سے شہروں اور گاؤں کے باشندے اپنے علاقے کو عظیم شاعر اور موسیقار عبداللہ ابو جعفر رودکی کا وطن بتانے کے لیے مدتوں سے بحث کرتے آئے ہیں - رودکی کا ایک صد سالہ یوم پیدائش تھوڑے ہی دنوں میں منایا جانے والا ہے - ابھی کچھ عرصہ پہلے تک اس شاعر کی جائے ولادت و وفات کا تعین نہیں کیا جا سکا تھا اور نہ کوئی ٹھیک طور سے اس کا حلیہ اور اس کی شباہت بیان کر سکتا تھا - اسلام کسی انسان کی شبیہہ بنانے کو ممنوع قرار دیتا ہے اور اس لیے ہمیں رودکی کی شکل و شباہت کا اندازہ کسی قدر ان اشعار سے ہو سکتا تھا جن میں شاعر نے خود اپنا ذکر کیا ہے -

صدر الدین عینی نے بعض عربی کتابوں کے مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ رودکی کی ولادت اور وفات پنج رود کے علاقے میں ہوئی تھی جو پنج قند (علاقہ لینن آباد ، تاجکستان) سے ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے - انھوں نے پنج رود کے گاؤں میں رودکی کی قبر کا بھی تعین کر دیا تھا -

ابھی تھوڑے دن ہوئے تاریخی علوم اور سوویت علم الاقوام کے ماہر پروفیسر گراسیموف نے وہ قبر دیکھی جس میں روایت کے مطابق رودکی مدفون تھا - قبر میں ایک ڈھانچا ملا -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۹ پر)

امثال و نظائر کا کلام بہ استیفا دیکھا جائے اور ان کی ترکیبوں سے آشنائی بہم پہنچے اور ذہن اعوجاج کی طرف نہ لے جائے، تب آدمی جانتا ہے کہ ہاں فارسی یہ ہے۔

'منکہ باشم' الخ - اس کی جو شرح چھاپہ میں لکھی ہے اس کو ملاحظہ کیجیے اور معانی میرے خاطر نشان کیجیے تو میں سلام کروں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۸)

پروفیسر گراسمیوف کا کہنا ہے۔ ''ہمارے سامنے صرف یہی کام تھا کہ ہم رودکی کی شبیہ بنالیں، بلکہ اس بات کو بھی پایہ یقین تک پہنچانا تھا کہ ہمیں جو ڈھانچہ ملا ہے وہ رودکی ہی کا ہے؟ ہمیں روایتوں اور خود شاعر کے کلام سے یہ معلوم تھا کہ رودکی نابینا تھا اور اس کے دانت نہیں تھے۔ قبر میں جو کھوپڑی ملی ہے، اس میں بھی دانت نہیں تھے۔ پشت سر کی ہڈی کی مخصوص امتیازی ساخت یہ بتاتی ہے کہ یہ کھوپڑی ایک نابینا انسان کی ہے۔ اب ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم نے رودکی کی قبر پا لی۔

جدید ترین سواد کے مطالعہ سے اس روایت کی تصدیق ہوجاتی ہے کہ رودکی نے ۸۷-۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی''۔

نیز دیکھیے 'رودکی' تالیف سعید نفیسی - حواشی چہار مقالہ، تصحیح محمد بن عبدالوہاب قزوینی و ڈاکٹر محمد معین، طبع ایران۔

عنصری : ابوالقاسم حسن بن احمد بلخی متوفی ۴۳۱ھ۔

خاقانی : افضل الدین بدیل بن علی شروانی متوفی تقریباً ۵۹۵ھ (دیکھیے شرح مراثی مدائن : مشمولہ 'احوال و شرح رباعیات خیام' تالیف مرتضیٰ حسین فاضل، طبع غلام علی اینڈ سنز لاہور۔ 'تاریخ ادبیات ایران' از شفق، صفحہ ۲۰۵ ببعد)

رشید الدین وطواط : سنہ ۴۸۰ھ کے قریب بلخ میں پیدا ہوا اور ۵۷۸ھ میں فوت ہوا (شفق : تاریخ ادبیات ایران، صنادید عجم صفحہ ۱۳۶ ببعد)۔

پہلے نظر یہاں لڑنی چاہیے کہ 'از اوج بیان انداختہ' کا فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے ؟ اگر 'عقل کل' کو 'انداختہ' کا مفعول اور 'منکہ' کے کاف کو کدامیہ ٹھہراؤ گے تو بے شبہ 'انداختہ' کے فاعل دو ٹھہریں گے ۔ ایک 'ناوک انداز ادب' اور ایک 'مرغ اوصاف تو' ایک فعل اور دو فاعل یہ کیا طریق اور کیسی تحقیق ہے ؟

اب فقیر سے اس کے معنی سنیے :

'من' 'انداختہ' کا مفعول 'را' مقدر 'منکہ' کا کاف توصیفی 'ناوک انداز ادب' ادب آموز یعنی آستاد ، مرغ توصیف تو فاعل ۔

مجھ کو کہ عقل کا استاد ہوں ، تیرے مرغ توصیف نے اوج بیان سے گرا دیا ، عقل کل تک کہ وہ علویوں میں اعلیٰ ہے ، اس کا ناوک پہنچ سکتا تھا مگر مرغ اوصاف اس مقام پر ہے کہ جہاں اس ناوک انداز کو ناوک کے پہنچانے کی گنجایش نہیں ۔ اوجِ بیان سے گرنا عاجز آجانا ہے ۔ قدرت وہ کہ عقلِ کل سے بھی زیادہ اور عجز یہ کہ اوجِ بیان سے گر گیا ۔ کیا اچھا مبالغہ ہے مرغ اوصاف کی بلندی کا اور خوب مضمون ہے اظہارِ عجز باوجود دعویٰ قدرت ۱۲ : مصرع

ایثار تو بر دوختہ چشم و دہن آموز

اس کے تو معنی وہی ہیں جو چھاپے میں لکھے' ہیں ۔ مصرع ثانی کی شرح میں گم راہ ہو گیا ۔

احساں تو بر قطرہ دریا بشگافت تابہم بقید حساب نیامد' ۔ یہ بیچمدان اس معنی کے معنی نہیں سمجھا ۔ سیدھی بات ہے ، مگر خیال

۱- متداول قصائد عرفی طبع قدیم و نول کشور میں ہے ''دہن حرص و آز اپناشتن کمالی دارد و معنی مصرع دوم آنکہ احسان تو بر قطرۂ دریا شگافتہ تابہم بہ قید حساب نیامدہ'' ۔

میں جب آئے گی کہ اساتذہ کے مسلمات معلوم ہوں۔ کمال ایثار و عطا میں مروارید و یاقوت و بحر و معدن کی کم بختی آتی ہے۔ لعل و دُر کا معدوم ہو جانا اور بحر و کان کا خالی رہ جانا، نئی نئی طرح باندھنا ہے۔ چنانچہ میں نے کسی زمانے میں اسی زمین میں ایک قصیدہ لکھ کر وزیرالدولہ[1] والی ٹونک کو بھیجا تھا، اس میں کے دو شعر آپ کو لکھتا ہوں [شعر]:

ناموس نکہ دلشتی از جود بگیتی
جز پردگیان حرم معدن و یم را
وقت است کہ این قوم بہ ہر کوچہ و بازار
پرسند ز ہم منشاء رسوائی ہم را

'پردگیان حرم معدن و یم'، لعل و گوہر جو کثرت ایثار سے کوچہ و بازار میں خاک آلودہ پڑے ہوئے ہیں، وہ باہم دگر دردمندانہ یہ گفتگو کرتے ہیں کہ اس شخص نے سب کی حرمتیں رکھ لیں اور سب کی آبروئیں بچائیں۔ ہم کو اس قدر بے حرمت اور ذلیل کیونکر رکھا ہے؟ ۱۲

'قطرۂ دریا' کا حساب کے واسطے چیرنا بے حساب ہے۔
مقولہ عرفی کا یہ ہے کہ جتنے موقع دریا میں ہاتھ آئے، وہ بخش دے اور بخشش کا ذوق باقی رہا۔ چونکہ قطرہ میں بالقوہ استعداد 'موتی ہو جانے کی'[2] ہے، تو اس احتمال سے ہر قطرۂ دریا کو چیر ڈالا کہ اگر موتی ہاتھ آئیں تو وہ سائلوں کو دیے جاویں۔ ۱۳ مصرع

۱- وزیر محمد خاں، نواب ٹونک متوفی ۱۸۶۵ء۔ (قصیدے کے لیے دیکھیے کلیات جلد دوم صفحہ ۳۴۱ نیز حاشیہ قصیدۂ مذکور)۔
۲- اردوے معلیٰ طبع مجتبائی و فاروقی میں "ہو جانے کا ہے" صحیح "کی" ہے۔

میں حرص کا سیر کر دینا موافق مسلماتِ شعراء کے ممتنع اور اس کا وقوع میں آنا اغراق ، دوسرے مصرع میں یہ احتمال استعداد بالقوہ قطرے کو چیر ڈالنا اور پھر اس طرح کہ ہر قطرے کو ، یہ اغراق سے گزر کر تبلغ و غلو ہے - ۱۲

داد کا طالب'
غالب
[۱۸۵۸ء]

---

۱۰ عود ہندی میں یہ خط بہت طویل ہے ، یعنی 'تبلیغ و غلو ہے' کے بعد سے "یہاں سے خطاب حضرت صاحب عالم کی طرف ہے.." شروع ہوتا ہے - اردوے معلیٰ میں 'داد کا طالب غالب' زائد ہے - 'عود ہندی' میں یہ فقرہ نہیں ہے - سنہ کا اضافہ بھی میں نے کیا ہے - (دیکھیے حواشی عود ہندی صفحہ ۳۰) -

MAAB 1431
maablib.org

[۴۸] به نام منشی کیول رام[1] قوم کایتھ ، المتخلص به هشیار (۱)

غالب[2] خاکسار کہتا ہے کہ شعراء ایران کلہم اجمعین مسلّم الثبوت ہیں اور ان کا کلام سند ہے - سخن وران ہند میں امیر خسرو[3] دہلوی بھی ایسے ہی ہیں - اہل ایران میں رودکی و فردوسی سے لے کر جامی تک اور جامی سے صائب و کلیم تک کسی نے لغت کی کوئی کتاب لکھی ہو ، کوئی فرہنگ جمع کی ہو ، تو ہمیں دکھاؤ - اس کو اگر میں نہ مانوں اور سند نہ جانوں تو میں گنہگار - ۱۲

جتنی فرہنگیں اب موجود ہیں ، نام ان کے کہاں تک لوں - مشہور و غیر مشہور کچھ کم سو رسالے ہوں گے - ان سب رسالوں کے جامع بندی[4] ہیں ، کوئی اہل زبان نہیں ہے ۱۲ - اشعار اساتذۂ

۱- کیول رام بن بخشی سلطان سنگھ دہلوی - بیگم سمرو فوج میں بخشی تھے - ہوشیار نے یہاں سے استعفیٰ دے کر تعلیم و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا اور یو پی کی ڈپٹی انسپکٹری سے ریٹائرڈ ہو کر چاند پور میں سکونت اختیار کر لی - اردو، فارسی ، عربی ، میں چھوٹی بڑی اسّی کتابیں لکھیں - دیوان ، نول کشور پریس سے سنہ ۱۸۷۷ع میں چھپا - ('تلامذۂ غالب' صفحہ ۳۰)-

۲- فاروقی صفحہ ۴۴ ، مجتبائی صفحہ ۵۴ ، مجیدی صفحہ ۱۴۱ ، مبارک علی صفحہ ۳۸۷ ، مہر صفحہ ۵۷۳ -

۳- امیر خسرو ابن امیر سیف الدین محمود دہلوی - برصغیر کا وہ شاعر جس کا مرتبہ ایران میں بھی بہت بلند ہے - متوفی ۷۲۵ھ (ڈاکٹر وحید مرزا ، دی لائف اینڈ ورک آف امیر خسرو) -

۴- فرہنگ قطران ، تالیف ابو منصور علی بن احمد - فرہنگ سغدی تالیف ابو حفص - صحاح الفرس وغیرہ غالب کے زمانے میں ناپید تھیں -

ایران کو ماخذ ٹھہرا کر جو لغات ان کی نظم میں دیکھے ، بہ مناسبت مقام ان لغات کے معنی لکھ دیے ۔ استنباط معنی کا مدار قیاس پر ۔ یہ میں نہیں کہتا کہ قیاس ان کا سراسر غلط ، میرا قول یہ ہے کہ کم تر صحیح اور بیشتر غلط ہے ۔ ۱۲

ان سب فرہنگ لکھنے والوں میں یہ دکن کا آدمی یعنی جامع 'برہان قاطع' احمق اور غلط فہم اور معوج الذہن ہے ، مگر قسمت کا اچھا ہے ۔ مسلمان اس کے قول کو آیت اور حدیث جانتے ہیں اور ہندو اس کے بیان کو مطالب مندرجۂ وید کے برابر مانتے ہیں ۔ ۱۲

'گیا' اور 'گیاہ' بہ کاف فارسی مکسور ، سبز گھانس کو کہتے ہیں ۔ 'گیا' بہ کاف فارسی مکسور یا مفتوح کوئی لغت فارسی نہیں ہے ، ہرگز نہیں ہے ۔ مولوی روم اور حکیم سنائی کے ہات کے لکھے ہوئے شعر کس نے دیکھے ہیں کہ انھوں نے اپنے ہاتھ سے کاف پر دو مرکز اور فتحہ بنایا ہو ۔ فرہنگ نویسوں کی رائے کی تباہی اور قیاس کی غلطی ہے جو ایسا سمجھے ہیں ۔ نہ گیا بمعنی وہ ہے نہ گیا بمعنی مقدم وہ ہے نہ 'گیا' بہ معنی پہلوان ہے ، نہ 'کار گیا' کوئی لفظ ہے ، نہ کوئی لغت ہے ۔ ۱۲

'کے' بہ کاف عربی مفتوح بر وزن مے ، ایک لغت فارسی ہے ، ذو معنیین ، یعنی دو معنی دیتا ہے ۔ ایک تو 'کب' یعنی 'کس وقت' اور دوسرے معنی اس کے ہیں حاکم اور مالک کے ۔ الف جو اس کے آگے آتا ہے ، وہ کثرت کے معنی دیتا ہے ۔ جیسے 'خوشا' بہت خوش ، 'بدا' بہت بد ۔ 'کیا' بڑا حاکم ۔ [شعر]

عشق آں بگزیں کہ جملہ اولیا
یافتند از عشق او ، کار کیا

یعنی بہ سببِ عشق کار بزرگ یافتند ۔ [شعر]

سر فرو بردیم تا بر سروراں سرور شدیم
چاکری کردیم تا کار کیائی یافتیم

یہاں بھی وہ کارِ بزرگ یعنی بڑا کام - پس یائے تحتانی اگر 'مجہول' ہے تو 'تعظیمی' ہے، اگر 'معروف' ہے تو 'مصدری' ہے، یعنی بزرگی کا کام، حکومت کا کام - وہ 'کیا' مضاف اور مضاف الیہ مقلوب ہے - یعنی کیائے دہ اور 'حاکم دہ' - 'کار کیا' مثلہ یعنی 'کیائے کار' و 'مالک کار' - جہاں ما قبل اس کے واے مکسور لائیں گے، وہاں 'کار' موصوف اور 'کیا' صفت ہے - نہایت تحقیق و اصلِ حقیقت یہ ہے - فقیر نے جہاں 'کیا' کے لفظ پر خط مستطیل کھینچا ہے، وہ علامتِ فتحہ ہے - دوسرا مرکز نہیں جو کافِ فارسی سمجھا جائے - ۱۲

داد کا طالب، داد خواہ[1]، غالب

[۱۸۶۰ء[2]]

۱- نسخۂ مجتبائی میں ہے: "داد کا طالب، داد خواہ غالب"۔ نسخۂ فاروق میں "داد خواہ" ندارد۔
۲- صرف ایک تخمینہ ہے۔

MAAB 1431
maablib.org

[۴۹] به نام مولوی کرامت علی[1] صاحب (۱)

فقیر[2] امداللہ جناب مخدومی مولوی کرامت علی صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ کی تحریر کے دیکھنے سے یاد آیا کہ آپ یہاں آئے ہیں اور آپ کی ملاقات سے حظ اٹھایا ہے۔ حلِ معنیِ اشعار کی یہ صورت ہے کہ ہندی کے شعر میرے نہیں، شعرائے لکھنئو میں سے کسی کے ہیں، بلکہ اغلب ہے کہ ناسخ کے ہوں۔ اشعارِ فارسی البتہ میرے ہیں [شعر]

[3]خواست کز ما رنجد و تقریب رنجیدن نداشت
جرم غیر از دوست پرسیدیم و پرسیدن نداشت

'داشتن' بہ معنی 'رکھنے' کے ہے لیکن اہلِ زبان بہ معنی 'بایستن' بھی استعمال کرتے ہیں۔ ظہوری: [شعر]

گر اسیرِ زلف و کاکل گفتہ باشم خویش را
گفتہ باشم ایں قدر بر خویش پیچیدن نداشت

میرے شعر میں پہلے مصرعے کا 'داشت' بہ معنی 'رکھنے' کے اور دوسرے مصرعے کا داشت بہ معنی 'بایست' ہے۔ مفہوم شعر یہ کہ دوست حیلہ ڈھونڈھتا تھا کہ اس کے ذریعہ سے مجھ پر خفا ہو۔ چاہتا تھا کہ آزردہ ہو مگر سبب نہیں پاتا تھا۔ قضا را کچھ دنوں کے بعد رقیب سے معشوق کو ملال ہوا میری جو شامت آئی، میں نے دوست سے

۱- مہر صاحب فرماتے ہیں کہ کرامت علی بٹالہ میں ملازم تھے۔
۲- فاروقی صفحہ ۴۶، مجتبائی صفحہ ۵۵، مجیدی صفحہ ۳۴۲، مبارک علی صفحہ ۳۸۹، مہر صفحہ ۵۷۵۔
۳- غزل ۸۳، کلیات غالب، جلد سوم، طبع مجلس ترقی ادب لاہور، صفحہ ۹۳۔

پوچھا کہ ''رقیب نے کیا گناہ کیا جو راندۂ درگاہ ہوا ؟'' مشوق اسی گستاخی کو بہانۂ عتاب ٹھہرا کر آزردہ ہو گیا ۔ اب شاعر افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے ہائے ''پرسیدن نداشت'' ، یعنی ''پوچھنا نہ چاہیے تھا'' ۔ [شعر]

دیر خواندی سوے خویش و زود فہمیدم دریغ
پیش ازیں پایم ز گرد راہ پیچیدن نداشت

عاشق ایک عمر تک منتظر رہا کہ یار مجھ کو بلاوے ، مگر اس عیار نے نہ بلایا ۔ رفتہ رفتہ میں اپنے غم سے ایسا زار و ناتواں ہو گیا کہ طاقتِ رفتار نہ رہی اور گردِ راہ سے میرے پاؤں الجھنے لگے ۔ جب اس نے یہ جانا کہ اب نہ آ سکے گا ، تب بلایا ۔ عاشق کہتا ہے کہ تو نے میرے بلانے میں دیر کی اور میں اس کی وجہ جلد سمجھ گیا کہ تو نے میرے بلانے میں اس واسطے دیر کی کہ اس سے پہلے میں ایسا ضعیف نہ تھا کہ تو بلائے اور میں نہ آؤں ۔ 'دریغ' کو یہ نہ سمجھا جائے کہ 'زود فہمیدن' پر ہے یا پہلے سے بیمار نہ ہونے پر ہے ۔ دریغ ہے دوست کی بے وفائی اور بے سبب آزار دینے اور اپنی عمر کے تلف ہونے پر [شعر]

'من بوفا مردم و رقیب بدر زد
نیمہ لبش انگبیں و نیمہ تبرزد

'انگبیں' شہد کو کہتے ہیں اور 'تبرزد' مصری کو کہتے ہیں ۔ ان معنوں میں کہ یہ مانند قند اور بتاشوں کے جلد ٹوٹنے والی نہیں ۔ جب تک اس کو تبر سے نہ توڑو ، مدعا حاصل نہیں ہوتا ۔ 'بدر زدن' : اگرچہ لغوی معنی اس کے ہیں 'باہر مارنا' یعنی 'بدر' باہر اور 'زدن' مارنا ، لیکن روزمرہ میں اس کا ترجمہ ہے نکل جانا ۔ اب

۱- کلیات غالب ، جلد سوم ، طبع مجلس ترقی ادب لاہور ، صفحہ ۱۹۳ غزل نمبر ۱۷۴ ۔

جب یہ معلوم ہو گیا تو یوں سمجھیے کہ معشوق کے ہونٹوں کو میٹھا کہتے ہیں اور قند اور مصری اور شہد سے نسبت دیتے ہیں، اور البتہ مکھی مٹھاس کی عاشق ہے۔ پس جو مکھی کہ مصری پر بیٹھی وہ جب چاہے، بے تکلف اڑ جائے، اور جو مکھی کہ شہد پر بیٹھے گی، جب وہ اڑانے کا قصد کرے گی، پر و بال اس کے شہد میں لپٹ جائیں گے اور وہ مر کر رہ جائے گی۔ پس اب یہ کہتا ہے کہ میرے معشوق کے ہونٹ شیرینی میں میرے واسطے شہد ہو گئے اور رقیب کے واسطے مصری۔ یعنی وہ چاٹ کر، لطف اٹھا کر، صحیح و سالم چلا گیا اور میں پھنس کر وہیں مر کر رہ گیا [شعر]

در نمکش بین و اعتماد نفوذش
گر بہ مے افگند، ہم بہ زخم جگر زد

'زدن' لازمی بھی ہے اور متعدی بھی۔ لازمی کے معنی ہندی میں 'لگ جانا' اور متعدی کے معنی 'مارنا'۔ یہاں 'زد' لازمی ہے۔ اب یہ سمجھا چاہیے کہ نمک شراب کو بگاڑتا ہے، یعنی اگر شراب میں نون ڈال کر ایک آدھ دن دھوپ میں رکھیں تو اس میں نشہ جاتا رہتا ہے اور وہ سرکہ ہو جاتا ہے، اور زخم پر اگر ڈالیں تو وہ کٹاؤ کرتا ہے اور زخم کو بڑھاتا ہے۔ مقصود شاعر کا یہ کہ تو میرے معشوق کے نمک کو دیکھ اور دیکھ کہ اس کو[1] اس نمک کے نفوذ پر کتنا بھروسا ہے۔ اگر وہ اس نمک کو شراب میں ڈال دیتا ہے تو وہ شراب میں نہیں ملتا اور[2] زخم جگر پر جا لگتا ہے۔ یعنی اگر بے محل بھی کرشمہ کرتا ہے، تو بھی وہ اپنا کام کرتا رہتا ہے [شعر]

۱- خطوط غالب نسخۂ مہر: "کہ اسے نمک"۔
۲- خطوط غالب نسخۂ مہر: "اور" ندارد۔

کیست دریں خانہ ، کز خطوطِ شعاعی
مہر نفس ریزہا بہ روزنِ در زد

یہ خیال ہے ' یعنی ایک گھر میں اس کا محبوب لیٹا ہوا ہے اور اس نے جان لیا ہے کہ کون ہے ، مگر بطریق تجاہل بھولا بن کر پوچھتا ہے کہ آیا اس گھر میں ایسا کون ہے کہ مہر یعنی آفتاب نے اپنی سانس کے ٹکڑے فرطِ شوق سے دروازے کے روزن پر پھینک دیے ہیں ؟ آفتاب کے خطوطِ شعاعی کا روزنوں میں پڑنا اور ان خطوطِ شعاعی کا یعنی سورج کی کرن کا بہ صورت سانس کے ٹکڑوں کے ہونا ظاہر ہے - [شعر]

دعویٔ او را بود دلیل بدیہی
خندۂ دنداں نما بہ حسن گہر زد

'خندۂ دنداں نما' اس ہنسی کو کہتے ہیں جو تبسم سے بڑھ کر ہو اور اس میں دانت ہنسنے والے کے دکھائی دیں - معشوق موتیوں کے حسن پر ہنسا ، اور ہنستا کوئی اسی چیز پر ہے جس کو اپنے نزدیک ذلیل سمجھ لیتا ہے - حاصل' معنی یہ کہ میرا معشوق موتیوں کے حسن پر ہنسا ، گویا اس نے یہ دعویٰ کیا کہ موتی کچھ اچھی چیز نہیں - اب دعوے کے واسطے دلیل ضرور ہے - سو شاعر یہ کہتا ہے کہ میرے معشوق کے دعوے پر دلیل بدیہی ہے ، یعنی ہنسنے میں اس کے دانت نظر آئے - معلوم ہوا کہ وہ حسن جو لوگ موتی میں گمان کرتے تھے وہ لغو ہے - حسن یہ ہے کہ جو معشوق کے دانتوں میں ہے پس اس[2] دلیل کو سب نے دیکھ لیا اور چونکہ بدیہی تھی ، مان لیا - [شعر]

۱- خطوط غالب نسخۂ مہر : 'اصل معنی'۔
۲- خطوط غالب نسخۂ مہر : 'پس اسی دلیل نے سب کو دیکھ لیا'۔

غیرت پروانہ ہم بروز مبارک
نالہ چہ آتش ببال مرغ سحر زد

پروانے کی غیرت دن کو بھی مبارک سمجھنی چاہیے- پروانے کی غیرت وہ غیرت نہیں کہ جو پروانے میں ہو یا پروانے کو ہو بلکہ وہ غیرت کہ جو اور کو آتی ہو پروانے پر یعنی رشک -

حاصلِ معنی یہ کہ میں تو دن رات عشق میں جلتا ہوں - رات کو جو پروانہ کو جلتا ہوا دیکھتا تھا تو مجھ کو اس پر رشک آتا تھا - دن کو' ایسا کوئی نہ تھا کہ مجھ کو اس پر رشک آوے، لو اب وہی غیرت اور وہی رشک جو پروانے پر شب کو تھا، اب دن کو بھی مبارک ہو - یعنی میرے صبح کے نالوں سے مرغ سحر کے پروں میں آگ لگ گئی اور میں اپنی مستی اور بے خودی میں یہ نہیں جانتا کہ یہ میرے نالے کے سبب سے ہے - مجھ کو وہ رنج اور غصہ تازہ ہو گیا جو رات کو پروانے کو دیکھ کر کھاتا تھا - اب مرغ سحر کو جلتے ہوئے دیکھ کر جلتا ہوں کہ ہائے یہ کون ہے جو میری طرح جلتا ہے[۲] - [شعر]

لشکر ہوشم بزور مے نہ شکستی
غمزۂ ساقی نخست راہ نظر زد

نظر 'فکر' کو بھی کہتے ہیں اور 'نگاہ' کو بھی - یہاں نگاہ کے معنی ہیں - شاعر کہتا ہے کہ میں ایسا نہ تھا کہ شراب کی تاب نہ لاتا اور شراب پی کر بے ہوش ہو جاتا، مگر کیا کروں کہ پہلے غمزۂ ساقی نے نگاہ کو خیرہ اور مغلوب کر دیا، پھر اس پر شراب پی گئی - بے خودی کا استعداد تو بہم پہنچ ہی گیا تھا، ناچار ہوش جاتے رہے - [شعر]

۱- نسخۂ سہر: "دن کو . . . . لو اب" ندارد -
۲- نسخۂ فاروقی: "جل رہا ہے"-

زاں بتِ نازک چہ جائے دعویِ خون است
دستِ وے و دامنے کہ او بکمر زد

اس شعر کا لطف وجدانی ہے ، بیانی نہیں ہے - معنی اس کے یہ ہیں کہ اس معشوق سے کہ وہ بہت نازک ہے - خون کا دعویٰ کیا کریں ، کہ اس کے وقتِ عزم قتل ، دامن گردانتے وقت وہ صدمہ پہنچا ہے کہ اس کا ہات ہے اور وہ دامن کہ جو انھوں نے گردان کر کمر پر باندھا تھا ، ایسا لچکا کمر کو پہنچا ہے کہ وہ آپ اپنے دامن پر داد خواہ ہو رہا ہے - پس کوئی اس سے خون کا کیا دعویٰ کرے گا - قطعہ :

برگ طرب ساختیم و بادہ گرفتیم
ہرچہ ز طبع زمانہ بیہدہ سرزد
شاخ چہ بالد ، گر ارمغان گل آورد
تاک چہ نازد اگر صلائے ثمر زد

شاعر کہتا ہے کہ یہ روئیدگیاں بمقتضائے طینت خاک ، ہر طرف ظاہر ہوا کرتی ہیں ، مثلاً گنا - اب کچھ خاک کو اور ہوا کو یہی منظور نہیں کہ اس کا رس نکلے اور اس کا قند بنے - یہ آدمی کی دانش مندی ہے کہ اس نے اس گھاس میں سے یہ بات پیدا کی - پس اسی طرح انگور ہیں اور گلاب کے پھول ہیں - شاخ گل کیا جانے کہ پھول میں کیا خوبی ہے اور تاک کیا جانے کہ میرے پھل میں کیا ہنر ہے ؟ ہم نے اپنے زور عقل سے انگور کی شراب بنائی اور پھولوں کو ہر ہر رنگ سے اپنے کام میں لائے - [شعر]

کام نہ بخشیدۂ ، گنہ چہ شماری
غالب مسکین بہ التفات نیرزد

یہ گستاخانہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے کہ جب اس عالم میں تو نے

میری داد نہ دی اور میری خواہشیں پوری نہ کیں ، تو بس اب معلوم ہوا کہ میں لائقِ التفات کے نہ تھا - پس جب میں لائق توجہ کے نہیں تو اب عالم عقبیٰ میں میرے گناہوں کا مواخذہ کیا ضرور ہے ؟ جب ہمارے مطالب آپ نے ہم کو نہ دیے تو ہمارے معاصی کا بھی شمار نہ کیجیے - جانے دیجیے ، ہم میں التفات کی ارزش نہیں ہے - ۱۲

غالب

[؟ ۱۸۶۰ء]

MAAB 1431

maablib.org

۱- تاریخ کے لیے میں گمان کرتا ہوں کہ ۱۸۶۰ء کے بعد کی تحریر ہے - لیکن یقینی طور سے معلوم نہیں -

[۵۰] به نام[1] منشی جواهر سنگھ جوہر (۳)

برخوردار[2] !

تمھارے خطوں سے تمھارا پہنچنا اور چھاپے کے قصیدہ کا پہنچنا اور ہیرا سنگھ کا ادھر روانہ ہونا معلوم ہوا -

ہاں ، [3]لالہ چھجمل اکثر بیمار رہتے ہیں - ان دنوں میں خصوصاً اس شدت سے نزلہ چھاتی پر گرا کہ وہ گھبرا گئے اور زیست کی توقع جاتی رہی - بارے کچھ فرصت ہو گئی ہے - بھائی ! یہ آفتاب سرکوہ ہیں ، 'ہیرا' کا ان کے پاس رہنا اچھا ہے ، تم سے جو ہو سکے گا تم اس کے مصارف کے واسطے مقرر کر دو گے -

غزل تمھاری ہم کو پسند آئی ، اصلاح دے کر بھیج دی گئی - اس کا تم خیال رکھا کرو کہ کس لفظ کو کس معنی کے ساتھ پیوند ہے - [مصرع]

چرا نہ یاس بجان امیدوار افتد

یہاں ''افتد'' مہمل ہے - ''یاس بدل افتادن'' و ''یاس بجان افتادن'' روزمرہ نہیں ، اور بھی کئی ''افتد'' ایسے ہی ہیں [شعر]

سیاہ بختم اگر بر سرم گزار افتد
بسان سایہ بہا نیز سوگوار افتد

سوگوار ہونا سایے کا بہ اعتبار سیاہی رنگ ہے - اب یہاں دونوں

۱- حالات کے لیے دیکھیے خط نمبر ۴۷۶ حصہ اول - اردوے معلیٰ طبع فاروقی میں منشی نہیں ہے - میں نے مجتبائی سے نقل کیا ہے -
۲- فاروقی صفحہ ۵۰ ، مجتبائی صفحہ ۶۰ ، مجیدی صفحہ ۳۴۶ ، مبارک علی صفحہ ۳۹۳ ، مہر صفحہ ۵۶۹ ، مہیش صفحہ ۱۰۵ -
۳- رائے چھج مل متوفی سنہ ۶۱ - ۱۸۶۰ع/۱۲۷۷ھ -

"افتد" ٹھیک ہیں ۔"گزار افتادن" روزمرہ اور دوسرا "افتد" بہ معنی واقع شود ۔ [شعر]

شنیدہ ام ، بجفائے تو مبتلا مت عدو
چرا نہ شور بجانِ امیدوار افتد

"شور افتادن" روزمرہ ہے اور "یاس افتادن" غلط ۔ [شعر]

بہ حیرتم کہ ز دوزخ کسان دوزخ را
کجا برند چو آہم شرارہ بار افتد

یہاں "افتد" بہ معنی واقع شود ٹھیک ۔ [شعر]

نہ گبرم و نہ مسلماں ، بحیرتم کہ مرا
سوائے دوزخ و مینو کجا گزار افتد

یہ شعر تمہارا بہت خوب ہے ، آفرین ۔ [شعر]

قرار در وطن افسردہ مے کند دل را
خوشا غریب کہ دور از دیار و یار افتد

یہاں بھی "افتد" صحیح وبا معنی ۔ [شعر]

نیم رقیب کہ رسوائیم خجل نکند
خوش است پیشم اگر یار پردہ دار افتد

یہاں بھی "افتد" بہ معنی "واقع شود" ۔ [شعر]

ترا کہ شیوہ دگر گون کنی بہ زعم بتاں
خوش است گر ز جفا بر وفا قرار افتد

"افتد" یہاں بھی ٹھیک ہے ۔ بات اتنی ہی تھی کہ "بود" گدلا لفظ تھا "کنی" صاف ہے[1] ۔ [شعر]

۱۔ یعنی "ترا کہ شیوہ دگرگوں بود بہ زعم بتاں" ۔ "کنی نہ زعم بتاں" بہتر ہے ۔

خط رخ تو بہ دل دادہ خط آزادی
خوشم کہ در شکن زلف تابدار افتد

وہ صورت اچھی نہ تھی ، یہ طرز خوب ہوگئی - معنی کا معیار کامل ہوگیا [شعر]

چکد ز خامۂ جوہر سخن چنانکہ مگر
بہ زور موج در از بحر بر کنار افتد

دولت و اقبالِ روز افزوں روزی باد -

از اسدالله

نگاشتۂ شنبہ[1] ، نہم اپریل ۱۸۵۳ع

۱- نسخۂ فاروق "شنبہ" ندارد . یہ تاریخ مطابق ہے ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۲۶۹ھ کے .

MAAB 1431
صغیر
مرکز احیاء آثار تراث
maablib.org

[۵۱] به نام منشی[1] هیرا سنگھ (۲)

فرزند[2] دلبند سعادت‌مند ، منشی ہیرا سنگھ کے حق میں میری دعائیں قبول ہوں اور ان کے جتنے مطالب ومآرب ہیں ، وہ عنایتِ الٰہی سے پورے ہوں ۔ بھائی ! "لبِ ساحل" کی سند پر یہ شعر ہے طالب آملی کا :

مدتے آں گدائے خونیں دل
بود تبخالۂ لبِ ساحل

"لبِ بام" ، "لبِ فرش" ، "لبِ چاہ" ، "لبِ دریا" ، "لبِ ساحل" ، بہ معنی کنارے کے ہے مستعمل اہل ایران ۔

"لبِ بام" اس مقام کو کہتے ہیں کہ جہاں ایک قدم آگے بڑھائیے تو دھم سے انگنائی میں آئیے ۔ پس "لبِ دریا" اسے سمجھیے جہاں سے قدم بڑھائیے تو پانی میں جائیے ۔ "لبِ ساحل" وہ ہوا جہاں سے آگے بڑھیے تو دریا میں گرے ۔ "لبِ دریا" سے پانؤ دریا پر[3] رکھا جاتا ہے ، جیسا نہانے کے واسطے اور "لبِ ساحل" سے دریا میں کودتے ہیں ۔ جس طرح سلطان جی کی باولی میں "لبِ بام" سے تیراک کودتے ہیں ، اسی طرح تیراک جہاں دریا کا پانی نشیب میں ہوتا ہے ، وہاں کڑاڑے کے کنارے پر سے کودتے ہیں ۔ کڑاڑا "ساحل" اور کڑاڑے کا کنارا "لبِ ساحل" ۔ جو صاحب کہ لبِ ساحل کو صحیح نہیں جانتے ، کیا وہ طالب آملی کو بھی نہیں مانیں گے ؟ اور

۱- دیکھیے حاشیۂ خط نمبر ۴۷۸ ، حصہ اول ۔

۲- فاروقی صفحہ ۵۲ ، مجتبائی صفحہ ۶۲ ، مجیدی صفحہ ۳۴۹ ، مبارک علی صفحہ ۳۹۴ ، مہر صفحہ ۵۷۱ ۔

۳- نسخۂ مہر : "دریا میں" ۔

اس لفظ پر اعتراض کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان بیچاروں نے سوائے گلستاں ، بوستاں کے کوئی فارسی کی کتاب نہیں دیکھی ۔ اگر مدت تک قدما کی تصنیفات نظر میں رکھیں گے ، تو یقین ہے کہ دیکھ لیں گے ۔ فقط

نجات کا طالب غالب

['۱۸۶۸ع]

۱- پہلے حصے میں ایک خط ہے جو ۱۴ جنوری ۱۸۶۸ع کو لکھا گیا ہے ۔ غالباً یہ اس کے کچھ ماہ بعد کا خط ہے ۔

MAAB 1431
maablib.org

[۵۲] به نام میر مہدی' صاحب (۴۳)

آئیے' جناب میر مہدی صاحب دہلوی ! بہت دنوں میں آئے ، کہاں تھے ؟ بارے آپ کا مزاج خوش ہے ؟ میر سرفراز حسین صاحب اچھی طرح ہیں ؟ میرن صاحب خوش ہیں ؟ [شعر]

ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے
یاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے

پہلے یہ سمجھو کہ قسم کیا چیز ہے ، قد اس کا کتنا لمبا ہے ، ہات پاؤں کیسے ہیں ، رنگ کیسا ہے۔ جب یہ نہ بتا سکو گے تو جانو گے کہ قسم جسم و جسمانیات میں سے نہیں ، ایک اعتبار محض ہے۔ وجود اس کا صرف تعقل میں ہے ، سیمرغ کا سا اس کا وجود ہے۔ یعنی کہنے کو ہے ، دیکھنے کو نہیں۔ پس شاعر کہتا ہے کہ جب ہم آپ اپنی قسم ہو گئے تو گویا اس صورت میں ہمارا ہونا ہمارے نہ ہونے کی دلیل ہے۔ ۱۲

می خواہم از خدا و نمی خواہم از خدا
دیدن حبیب را و ندیدن رقیب را

لف و نشر مرتب ہے۔ می خواہم از خدا، دیدن حبیب را۔ نمی خواہم از خدا ، ندیدن رقیب را۔

'خوار و زار و خستہ و سوگوار' ، معنی تو اس میں موجود ہیں مگر بول چال ٹکسال باہر ہے۔ ایک جملے کا جملہ مقدر چھوڑ دیا ہے اور پھر اس بھونڈی طرح سے کہ جس کو 'المعنی فی بطن الشاعر'

۱۔ سوانحی نوٹ کے لیے دیکھیے حاشیہ خط نمبر ۱۶۶ حصہ اول۔ جلد اول۔ صفحہ ۳۰۳۔

۲۔ فاروقی صفحہ ۵۳ ، مجتبائی صفحہ ۶۳ ، مجیدی صفحہ ۲۲۱ ، مبارک علی صفحہ ۳۹۴ ، مہیش صفحہ ۳۸۶ ، مہر صفحہ ۳۰۸۔

کہتے ہیں - یہ شعر اساتذۂ مسلم الثبوت میں سے کسی کا نہیں ہے - کوئی صاحب ہوں گے کہ انھوں نے لوگوں کے حیران کرنے کے واسطے یہ شعر کہہ دیا ، اور کسی استاد کا نام لے دیا کہ یہ اُن کا ہے -

تذکیر و تانیث کا کوئی قاعدہ منضبط نہیں کہ جس پر حکم کیا جائے - جو جس کے کانوں کو لگے ، جس کو جس کا دل قبول کرے ، اس طرح کہے - ''رتھ'' میرے نزدیک مذکر ہے ، یعنی ''رتھ آیا'' - لیکن جمع میں کیا کروں گا ؟ ناچار مؤنث بولنا پڑے گا ، یعنی ''رتھیں' آئیں'' - خبر مؤنث ہے بہ اتفاق ، مگر ''کاغذ اخبار'' اس کو خود سمجھ لو کہ تمھارا دل کیا قبول کرتا ہے - میں تو مذکر کہوں گا ، یعنی ''اخبار آیا'' - ''پیر ہوئی یا ہوا'' یہ منطق عوام کا ہے - ہمیں اس سے کچھ کام نہیں - ہم کہیں گے کہ ''دو شنبہ ہوا'' ، ''پیر کا دن ہوا'' - نری ''پیر ہوئی'' یا ''پیر ہوا'' ہم کیوں بولیں گے ؟ ۱۲

۱- مولانا حالی نے حاشیے میں لکھا ہے :

''شاید اُن کا یہ مطلب ہے کہ 'رتھ' کی تذکیر و تانیث میں جو اختلاف ہے وہ صرف اِفراد کی حالت میں ہے - یعنی کوئی 'رتھ' آیا اور کوئی ''رتھ آئی'' کہتا ہے - لیکن جمع کی حالت میں بالاتفاق سب ''رتھیں آئیں'' بولتے ہیں - پس ناچار مؤنث ماننا پڑا - لیکن فی الواقع ایسا نہیں ہے - جو 'رتھ آیا' بولتے ہیں وہ جمع کی حالت میں رتھ آئے بولتے ہیں ، جیسے یار آئے ، دوست آئے ، آدمی آئے ، جانور آئے اور یار آیا ، دوست آیا ، آدمی آیا ، جانور آیا'' - ۱۲

۲- مرزا صاحب نے صاف صاف تحریر نہیں فرمایا کہ اگر کوئی شخص بہ حسب ضرورت صرف 'پیر ہوا' بولے تو یہ درست ہے یا نہیں - بلکہ بے شک 'پیر ہوا' مذکر کے ساتھ بولنا درست ہے -

(باقی حاشیہ صفحہ ۹۷۲ پر)

"بلبل" میرے نزدیک مؤنث ہے، جمع اس کی "بلبلیں"۔ "طوطی بولتا ہے" "بلبل بولتی ہے" ۱۲ - بھائی اس امر میں میں مفتی و مجتہد بن نہیں سکتا، اپنا عندیہ لکھتا ہوں - جو چاہے مانے جو چاہے نہ مانے - ۱۲

نجات کا طالب غالب

سہ شنبہ' ۸ دسمبر ۱۸۶۳ع

[۵۳] ایضاً (۴۴)

بھائی'! کیا پوچھتے ہو، کیا لکھوں؟

[تم تو لڑکوں کی سی باتیں کرتے ہو - جو ماجرا میں نے سنا تھا، وہ البتہ موجبِ تشویش تھا - تمھاری تحریر سے وہ تشویش رفع ہوگئی، پھر تم کیوں ہائے واویلا کرتے ہو؟ اوپر کا حاکم موافق ہے، ماتحت کا حاکم جو مخالف تھا سو گیا - پھر کیا قصہ ہے؟]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷۱)

تمام زن و مرد و خاص و عام اسی طرح بولتے ہیں - مرزا صاحب مرحوم کے زمانے میں شاید کچھ خاص اور اہل علم 'دوشنبہ' کی جگہ صرف 'پیر' کا لفظ نہ بولتے ہوں لیکن اب وہ لوگ جنت کو سدھارے - ۱۲ (حالی)

۱- مطابق ۲۷ جمادی الثانی ۱۲۸۰ھ -

۲- فاروق پریس دہلی صفحہ ۵۴، مجتبائی دہلی ۱۸۹۹ع صفحہ ۶۳، مجیدی پریس کان پور سنہ ۱۹۲۲ع بار اول صفحہ ۲۲۲، مبارک علی لاہور ۱۹۲۳ع صفحہ ۳۹۵، خطوط غالب تالیف مہر طبع شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور سنہ ۱۸۵۶ع بار دوم صفحہ ۳۸۵، خطوط غالب تالیف مہیش پرشاد طبع اول الہ آباد

(باقی حاشیہ صفحہ ۹۷۳ پر)

"قاطع برہان" کے مسودے سب میں نے پھاڑ ڈالے ، اس واسطے کہ ہر نظر میں اُس کی صورت بدلتی گئی، وہ تحریر بالکل مغشوش ہوگئی۔ ہاں ، اس کی نقلیں صاف کہ جس میں کسی طرح کی غلطی نہیں ، نواب[1] صاحب نے کر لی ہیں : ایک میرے واسطے ، ایک [بھائی] ضیاء الدین خاں کے واسطے ۔ میری ملک کی جو کتاب ہے ، اُس کی جلد بندھ جائے تو بہ طریق مستعار بھیج دوں گا ۔ تم اس کی نقل لے کر میری کتاب مجھ کو پھیر دینا ، اور یہ امر بعد محرم واقع ہوگا ۔ مگر یہ یاد رہے کہ جو صاحب اس کو دیکھیں گے ، وہ ہرگز نہ سمجھیں گے ، صرف "برہان قاطع" کے نام پر جان دیں گے ۔ کئی باتیں جس شخص میں جمع ہوں گی وہ اُس کو مانے گا : پہلے تو عالم ہو ، دوسرے فن لغت کو جانتا ہو ، تیسرے فارسی کا علم خوب ہو اور اس زبان سے اُس کو لگاؤ ہو ، اساتذۂ سلف کا کلام بہت کچھ دیکھا ہو اور کچھ یاد بھی ہو ۔ چوتھے منصف ہو ، ہٹ دھرم نہ ہو ۔ پانچویں طبع سلیم و ذہن مستقیم رکھتا ہو ، معوج الذہن اور کج فہم نہ ہو ۔ نہ یہ پانچ باتیں کسی میں جمع ہوں گی اور نہ کوئی میری محنت کی داد دے گا ۔ ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷۲)

سنہ ۱۹۴۱ء صفحہ ۲۵۳ ، انشائے اردو مطبع سرکاری لاہور سنہ ۱۸۷۲ء صفحہ ۴۲ ۔ آخر الذکر ماخذ میں خط کا آغاز یوں ہے :
"بھائی ! تم تو لڑکوں کی سی باتیں ... پھر کیا قصہ ہے؟"
یہی آغاز اُس "انتخاب" میں ہے جو قلمی شکل میں عبد الستار صاحب کے پاس ہے ۔ اردوے معلیٰ حصہ دوم میں خط کا آغاز یوں ہے : "بھائی کیا پوچھتے ہو ، کیا لکھوں ، قاطع برہا کے ن مسودے"۔ ہم نے نسخۂ مہیش کی زائد عبارت کو کہنی دار بریکٹ '[ ]' سے ممتاز کر دیا ہے ۔

۱۔ شاید نواب صاحب سے مراد نواب مصطفیٰ خاں ہوں ۔

"فہمائش" کا لفظ میاں بدھا ولد میاں جما اور لالہ گنیشی داس ولد لالہ بھیرون ناتھ کا گھڑا ہوا ہے - میری زبان سے کبھی تم نے سنا ہے ؟ اب تفصیل سنو : امر کے صیغے کے آگے شین آتا ہے تو وہ امر معنیِ مصدری دیتا ہے اور اس کو حاصل بالمصدر کہتے ہیں - "سوختن" مصدر، "سوزد" مضارع، "سوز" امر، "سوزش" حاصل بالمصدر- اسی طرح ہیں : "خواہش" و "کاہش" و "گزارش" و "گدازش" و "آرائش" و "پیرائش" و "فرمائش"- "فہمیدن" فارسی الاصل نہیں ہے، مصدر جعلی ہے - "فہم" لفظ عربی الاصل ہے - "طلب" لفظ عربی الاصل ہے - ان کو موافقِ قاعدۂ تفریس "فہمیدن" و "طلبیدن" کر لیا ہے - اور اس قاعدہ میں یہ کلیہ ہے کہ لغت اصلی عربی آخر کو امر بن جاتا ہے - "فہم" یعنی "بفہم" "سمجھ" - "طلب" یعنی "بطلب"، "مانگ"- "فہمد" مضارع بنا، "طلبد" مضارع بنا، خیر یہ فرض کیجیے کہ جب ہم نے مصدر اور مضارع اور امر بنایا تو اب حاصل بالمصدر کیوں نہ بنا لیں - سنو، حاصل بالمصدر "فہمش" اور "طلبش" ہونا چاہیے - "فہم" تھا صیغۂ امر، "فہمد" سے نکلا تھا، الف اور 'ے' کہاں سے لایا ؟ "فہمائے" تو نہیں، جو "فہمایش" درست ہو - کہیں "فرمایش" کو اس کا نظیر گمان نہ کرنا، وہ مصدر اصلی فارسی "فرمودن" ہے، 'فرماید' مضارع، "فرمائے" امر، حاصل مصدر "فرمائش" [زیادہ زیادہ'] - ۱۲

پہلے حکیم میر اشرف علی کو دعا اور بیٹا پیدا ہونے کی مبارک باد - میاں ! میں نے رات کو اپنے عالمِ سرخوشی میں تاریخی نام کا

۱- 'انشائے اردو' میں اور 'انتخاب' قلمی میں یہ اضافہ ہے ؛ اردوے معلیٰ میں دونوں لفظیں موجود نہیں ہیں -

خیال کیا - "میر کاظم دین" کے بارہ سو چھتر ہوتے ہیں - لیکن یہ اسم بھی مانندِ لفظِ 'فہمایش' ٹکسال سے باہر ہے -

غالب[1]

[جولائی[2] ۱۸۵۹ء]

۱- ختم صفحہ ۵۵ اردوے معلیٰ حصہ دوم طبع سطبع فاروقی بازار بلی ماراں، دہلی - ختم کتاب اردوے معلیٰ طبع سطبع مجتبائی دہلی، صفحہ ۶۴ - اردوے معلیٰ طبع مبارک علی لاہور میں یہ خط صفحہ ۳۹۶ پر ختم ہوتا ہے اور صفحہ ۳۹۷ سے ضمیمہ بنام "مکتوبات غالب" شروع ہوتا ہے -

۲- خط میں محرم اور سنہ ۱۲۷۵ھ کا تذکرہ موجود ہے - تقویم میں ۱۲۷۵ھ، ۳۱ جولائی ۱۸۵۹ء کو ختم ہوتا ہے - یکم محرم ۱۲۷۶ھ مطابق یکم اگست ۱۸۵۹ء ہے لہٰذا یہ خط محرم سے کچھ پہلے اور جولائی کے آخر کا ہے -

مرتضیٰ حسین فاضل

۱۹ دسمبر ۱۹۶۶ء

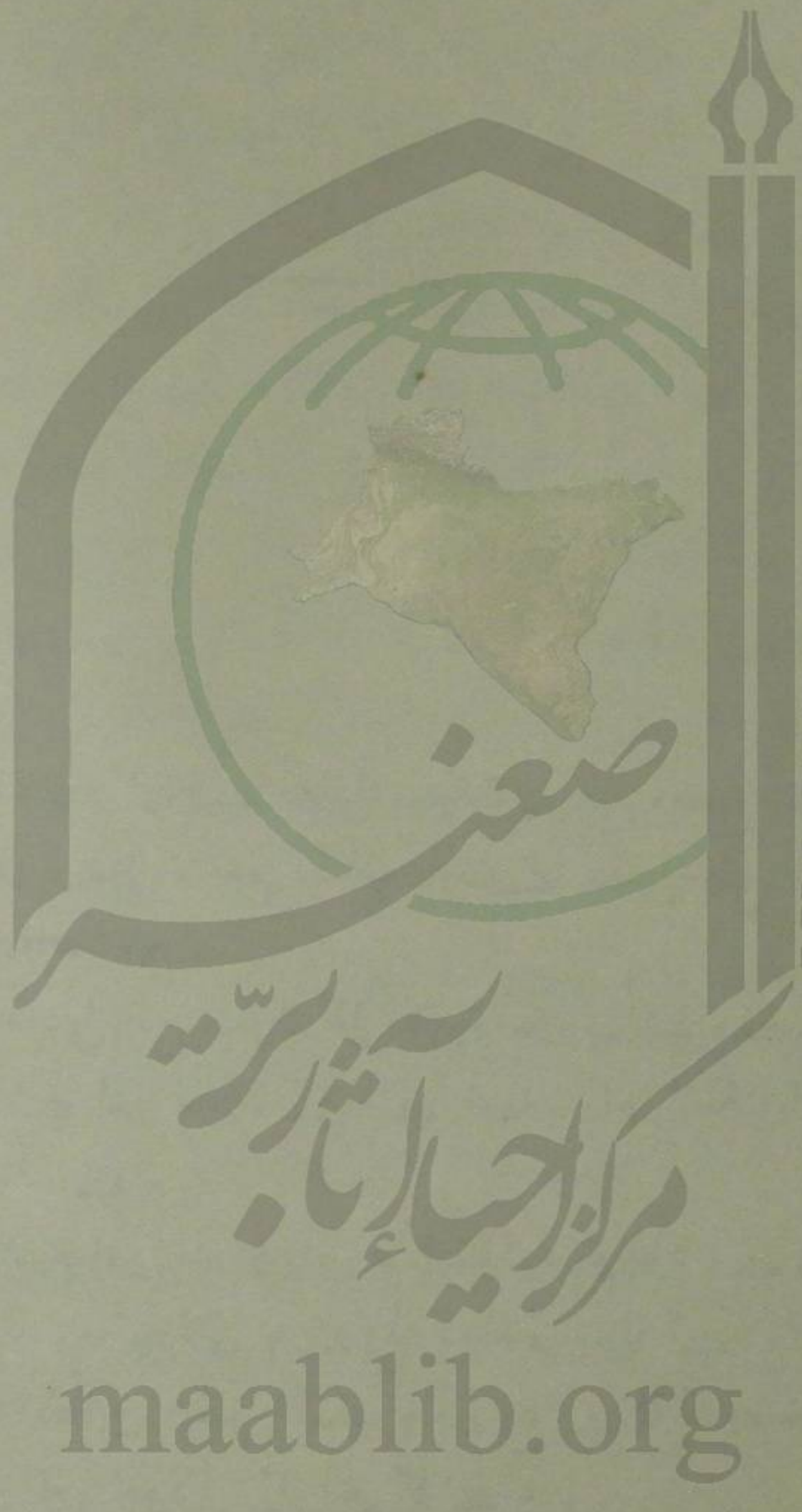
MAAB 1431
maablib.org

ابتدائیہ

''اردوے معلیٰ'' حصہ سوم یعنی نواسی تحریروں کا مجموعہ میرے طویل مطالعے کی یادگار ہے۔ اس کے بہت سے خطوط لوگوں نے اپنے اپنے مجموعوں میں چھاپ دیے ہیں لیکن بہ حیثیت مجموعی فراہمی و تنقیحِ متن و تصحیح و تعین تاریخ اور حواشی کے ساتھ با حوالہ پہلی مرتبہ پیش کیے جا رہے ہیں۔ تفصیل حصہ اول کے مقدمے میں عرض کر چکا ہوں۔

سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی

MAAB 1431
صغیر
مرکز احیاء آثار
maablib.org

MAAB 1431

maablib.org

اردوے معلیٰ

حصۂ سوم

MAAB 1431

maablib.org

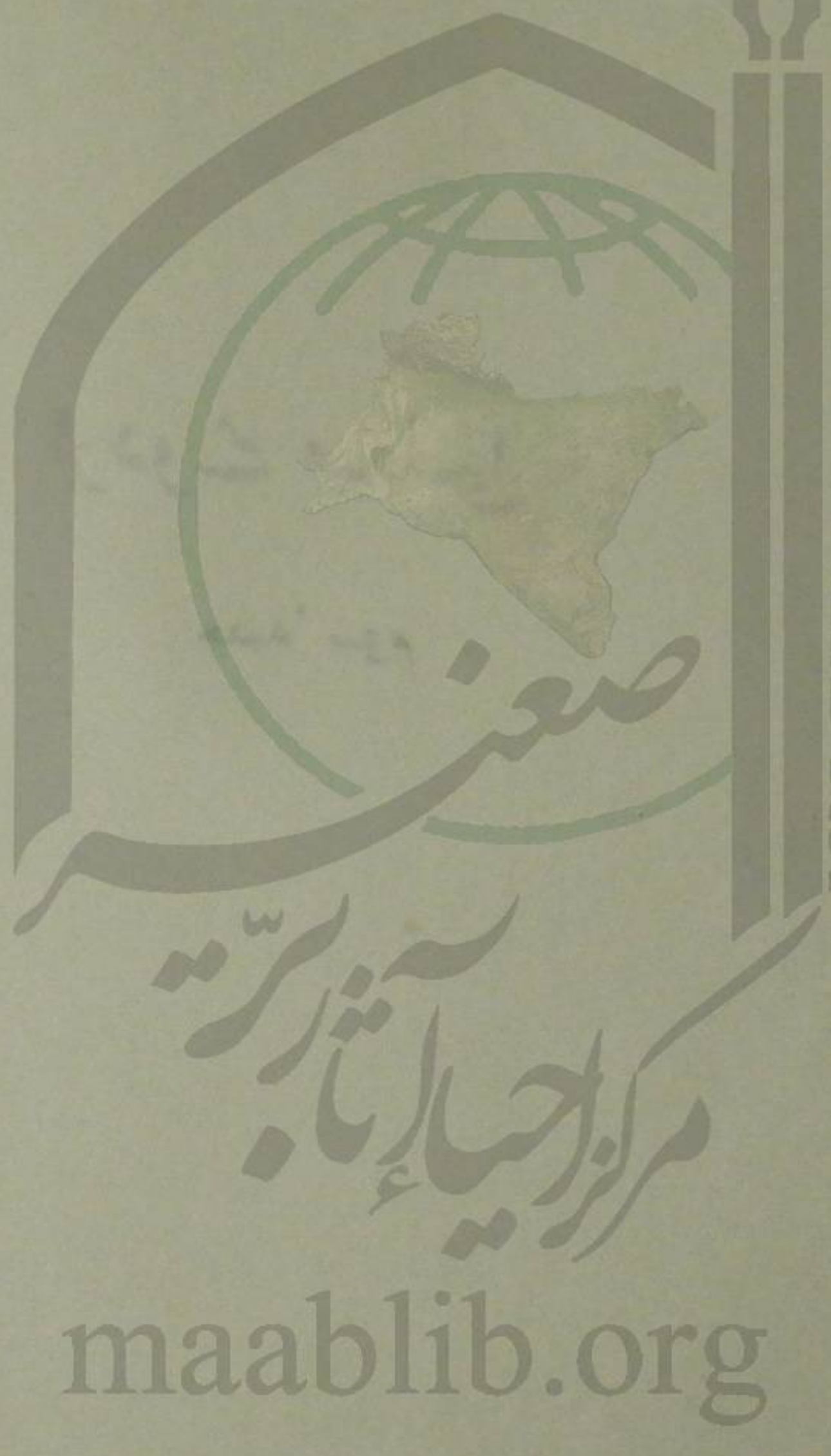

MAAB 1431

maablib.org

[۱] به نام حکیم غلام نجف خان (۱)

جناب عالی ! یہ خط فتح پور سے آپ کے نام آیا ہے - میں اس وقت حاضر نہ ہو سکا - خط پہنچتا ہے ، اس کو ملاحظہ کر کے جب اس کا جواب مجھ کو دیجیے گا تو میں فتح پور کو روانہ کروں گا -

شادی[۲] بادشاہ کے فرزند ارجمند کی اور بزم گاہ دیوان خاص کے رقعے لکھے جائیں گے صمصام الدولہ[۳] کی طرف سے - صمصام الدولہ

۱- یہ خط رسالہ اردو اپریل ۱۹۳۲ء میں بنام عبدالحق بلا حوالہ چھپا تھا - وہیں سے میں نے نقل کیا اور جناب مہر نے خطوط غالب صفحہ ۶۰۱ پر بے نام لکھا - خلیق انجم صاحب نے بھی عبدالحق کے نام سے (غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۳۱) چھاپا - لیکن شبہے کے ساتھ مالک رام صاحب نے آج کل فروری ۱۹۶۵ء صفحہ ۸ پر بتایا کہ یہ خط حکیم غلام نجف خاں کے نام ہے - دیکھیے حصہ اول خط نمبر مسلسل ۲۳۷ بعد - اس خط کا عکس نقوش خطوط نمبر صفحہ ۱۷ پر چھپا ہے ، میں نے اس خط کو اُسی کے مطابق کیا ہے - اسی سے یہ خیال ہوا ہے کہ یہ خط نجف علی خاں (جھجر والے؟) کے نام ہے - لیکن بظاہر نجف علی نہ تو کاتب تھے نہ غالب سے ان سے مراسم رسمی اور ملاقات ظاہری -

۲- شاید غلام نجف خاں نے جو متوسلین دربار سے تھے ، شہزادہ جواں بخت کی شادی کے موقعہ پر دعوت نامہ لکھنے کے لیے غالب کو تکلیف دی ہو اور یہ خط اسی سلسلے میں لکھا گیا ہو - اگر یہ خیال درست ہے تو اسے قبل مارچ ۱۸۵۲ء کا مکتوب قرار دینا چاہیے -

۳- صمصام الدولہ نواب احمد قلی خاں خسر بہادر شاہ ظفر (والد نواب زینت محل) متوفی ۱۸۵۷ء -

امیر ہیں اور امرا باہم دگر طریقہ فروتنی کا مسلوک رکھتے ہیں۔ یعنی 'تشریف لائیے، اور ہم کو ممنون کیجیے'۔ پس اب میں رقعہ کی عبارت میں کیا الفاظ صرف کروں؟ 'تشریف شریف' اور 'قدوم میمنت لزوم' کو دیوان خاص سے مباعدت محض اور پھر داعی صمصام الدولہ۔ اگر شاہزادہ اور دیوان خاص کے لائق الفاظ لکھے جاویں تو حضرات مکتوب الیہ برا مانیں گے کہ ہم کو صمصام الدولہ نے کیا لکھا ہے۔ اور اگر متواضعانہ عبارت لکھی جاوے تو کسرِ شانِ سلطنت ہے۔ اب آپ مجھ کو ہدایت کیجیے کہ نگارش کا کیا انداز ہو۔ والسلام

اسد اللہ

[فروری ۱۸۵۲ء]

۱۔ جوان بخت کی شادی مارچ ۱۸۵۲ء میں ہوئی ہے

MAAB 1431
صغر
مرکز احیاء آثار تراث
maablib.org

[۲] به نام نجف علی خاں (۱)

لو 'صاحب! یہ پندرہ بیتیں ہیں، تقسیم اس کی اسی طرح رکھنا کہ پہلے ایک سیدھی سطر میں صاحب اجنٹ کا نام مع اجزائے خطابی بخطِ نستعلیق لکھا جاوے، اور پھر ترچھی پانچ پانچ بیتیں تین بار لکھی جاویں، اور آخر کو یہی سطر جو میں نے اپنے نام کی مع خطاب و تخلص لکھ دی ہے، جس طرح کہ ہے اسی طرح لکھی جاوے۔ کاغذ البتہ بڑا ہوگا اور تقسیم اچھی طرح کیا جاوے گا۔ ان دو سطروں اور پندرہ شعر پر تو صورت بہت اچھی ہو گی۔ یہ ایک نمونہ ہے، مگر نمونہ اچھا ہے۔ تم کسو شخص سے اس کی نقل کرواؤ اور کاتبِ خوش نویس یعنی مرزا عباد اللہ بیگ سے لکھواؤ۔ اب آپ اس

۱۔ غالب نے تھیافلس مٹکاف متوفی ۳ نومبر ۱۸۵۳ع کو اُس کے کسی بچے کی ولادت پر مبارک باد کا قطعہ پیش کرنا چاہا ہے۔ قطعہ کا پہلا شعر ہے:

امین ملک و ممالک، معظم الدولہ
امیر شاہ نشان و کریم ابر نوال

(دیکھیے کلیات غالب جلد اول صفحہ ۲۱۰) یہ خط پہلی مرتبہ مالک رام صاحب نے 'آج کل' دہلی فروری ۱۹۶۵ع صفحہ ۶ پر شائع کیا جہاں سے میں نقل کر رہا ہوں۔ نیز عکس مشمولہ نقوش (خطوط نمبر) صفحہ ۱۱۱۔ مالک رام اسے غلام نجف خاں اور عابدی صاحب اسے نجف علی خاں کے نام مانتے ہیں۔

۲۔ مرزا عباد اللہ بیگ خلف عبداللہ بیگ میر محمد امیر پنجہ کش کے شاگرد۔ 'زمرد رقم' خطاب اور 'اعجاز رقم' مشہور لقب تھا۔ ۱۸۵۷ع کے بعد پٹیالے چلے گئے تھے۔ (مالک رام: آج کل، فروری ۱۹۶۵ع، صفحہ ۶)۔

کو جلد تیار کروائیے - اور[1] ..... آپ کو اب کے پانچ روپے ہی میں ملے گا -

والسلام ....

[قبل از[2] ۱۸۵۳ع]

۱- یہ حصہ یعنی آخری دو سطریں مغشوش ہیں -
۲- مالک رام صاحب کہتے ہیں کہ ۱۶ دسمبر ۱۸۴۵ع کے بعد اور ۳ نومبر ۱۸۵۳ع سے پہلے کا خط ہے -

MAAB 1431
مرکز احیاء تاریخ
maablib.org

جب تک سلامت رہیں غنیمت ہے ، لیکن وہ میرا مدعا کہ غسل صحت کریں اور نذریں لیں اور میں رخصت ہوں اور بسہیل ڈاک بانده کو جاؤں ، دیکھیے کب تک حاصل ہو ۔ ڈاک کا لطف آدھا رہ گیا یعنی وہ آم کہاں اور برسات کہاں ۔ مگر خیر کول میں بھائی کا ملنا اور بچوں کا دیکھنا اور بانده میں بھائیوں کا ملنا اور بچوں کا دیکھنا یہ دیکھا ، چاہیے کب میسر ہو ۔ اس بوڑھی ڈاڑھی پر اپنے فرزند کو کیا دم دوں گا ۔ بھائی خدا کی قسم یہ سفر میرے دل خواہ اور موافق مزاج تھا اور ہے مگر غور کرو کہ کیا اتفاق ہوا ۔ اگر اور صورت بھی ہو جاتی تو بھی میں اب تک تمھارے پاس ہو کر باندے کو روانہ ہو جاتا ۔ کیا کروں ، اس صورت میں رخصت نہیں مانگی جاتی اور رخصت لیے بغیر جانا نہیں ہو سکتا ۔ عرفت ربی بفسخ العزائم ۔

تفصیل پھر لکھوں گا ۔ بچوں کو دعا ۔

اسد اللہ فقط

۲۱ اگست ۱۸۵۳ء

۱۔ مطابق یکشنبہ ۱۵ ذی قعدہ ۱۲۶۹ھ ۔

maablib.org

[۳] منشی نبی بخش کے نام (۱)

پیر و مرشد! غلام کی کیا طاقت کہ آپ سے خفا ہو۔ آپ کو معلوم ہے کہ جہاں آپ کا خط نہ آیا میں نے شکوہ لکھنا شروع کیا۔ ہاں، پوچھا چاہیے کہ اب تک گلہ کی نگارش کیوں ملتوی رہی؟

سنیے! مرزا یوسف علی خاں ابن مرزا نجف علی خاں علی گڑھ سے آئے۔ ان سے پوچھا گیا: "ہمارے بھائی صاحب سے ملے تھے؟" انھوں نے کہا کہ "صاحب نہ وہ وہاں ہیں، نہ منشی عبداللطیف، یعنی دونوں صاحب دورہ میں صاحب مجسٹریٹ کے ساتھ ہاتھرس گئے ہیں"۔ اب آپ ہی کہیے کہ میں خط کس کو لکھتا اور کہاں بھیجتا؟ منتظر تھا کہ آپ کا خط آئے تو اس کا جواب لکھوں۔ کل حضرت کا نوازش نامہ آیا، آج جواب لکھا۔ آپ ہی فرمائیے کہ میں آپ سے خفا ہوں یا نہیں؟

بادشاہ[۲] کا حال کیا پوچھتے ہو؟ اور اگر تم نے پوچھا ہے تو میں کیا لکھوں؟ دست موقوف ہو گئے مگر کبھی کبھی آ جاتے ہیں۔ تپ جاتی رہی مگر گاہ گاہ حرارت ہو جاتی ہے۔ ہچکی اس شدت کی نہ رہی، گاہ گاہ چھاتی جلتی رہتی ہے اور ڈکار سی آتی ہے۔ ہوادار پلنگ کے برابر لگا دیتے ہیں اور حضرت کو پلنگ پر سے ہوادار پر بٹھا دیتے ہیں۔ اس ہیئت سے برآمد بھی ہوتے ہیں۔ قلعہ ہی قلعہ میں پھر کر محل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ یوں تصور کیجیے اور مشہور بھی یونہی ہے کہ مرض جاتا رہا اور ضعف باقی ہے۔ بہر حال

۱۔ ماہ نو، کراچی۔

۲۔ بہادر شاہ کی خطرناک بیماری کی تفصیل بہت اہم ہے۔

[۴] بہ نام' محمود مرزا (۱)

برخوردار[۲] ، اقبال نشان محمود میرزا کو دعا پہنچے - بھائی میں تمہارا خط دیکھ کر بہت خوش ہوا - خط تمہارا اچھا ہے ، خدا کرے خط سرنوشت بھی اچھا ہو - خدا کی قسم تمہارے سہرے کے دیکھنے کی بہت خوشی تھی مگر نہ آ سکا - اگر جیتا رہا اور اسباب نے مساعدت کی تو اکتوبر نومبر ، یعنی جاڑوں میں آؤں گا اور تم لوگوں کو دیکھوں گا - ۱۲

پھوڑا اب اچھا ہو گیا ہے ، خاطر جمع رکھو - چھ مہینے کے دن رات کی ٹیس نے جو روح تحلیل کی ہے ، اب بڑھاپے میں وہ پھر کہاں سے آئے - بیٹا تیرے سر کی قسم ! اگر میں لنگ باندھے ہوئے ننگا بیٹھا ہوں تو میری شکل آکھ کی بڑھیا کی سی ہوگی ، شاید ہوا کے جھوکے سے اڑ جاؤں - جب مجھ کو دیکھو گے تب جانو گے کہ کیا حال ہے - ۱۲

تمہارے چچا اللہ میاں کے مست خود پرست بندے ہیں - بات ہے کچھ ، سمجھتے ہیں کچھ - نہ اخبار کا مطلب سمجھے ، نہ میرا حال ، نہ میرا مقدمہ ، نہ جو کچھ واقع ہوا اس کو سمجھے - اب میں نے ان کو ایک خط جدا گانہ لکھا ہے - اپنی طرف سے اظہار حال میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا - خدا کرے سمجھ جائیں ، لیکن مجھے توقع نہیں کہ سمجھیں - ۱۲

۱- شاید محمود مرزا سے مراد مرزا عاشور بیگ (خواہر زادۂ غالب) کے صاحب زادے ہوں -

۲- ماہ نامہ 'خیاباں' لکھنئو میں یہ خط چھپا تھا اور اب تک غالب کے کسی مجموعۂ خطوط میں شائع نہیں ہوا - میں نے عکس خط سے تصحیح کی ہے -

maablib.org

تم نے اپنی والدہ کی اور اپنی بھاوج کی اور خداداد[1] اور رفیع الدین کی خیر و عافیت نہ لکھی ۔ اب جو اس خط کا جواب لکھو تو ان سب کی خیر و عافیتیں لکھو ۔

غالب

سہ شنبہ ۲۳ ذی قعدہ ، مئی سال حال [۱۲۷۹ھ - ۱۸۶۳ع]

۱۔ خداداد بیگ بقول ناظمہ پروین ، محمود بیگ کے چھوٹے بھائی اور غالب کے پوتے ہوتے ہیں ۔(احوال غالب ، صفحہ ۲۹۵)۔

MAAB 1431
مرکز احیاء آثار صغیر
maablib.org

[۵] بہ نام ہرگوپال تفتہ ، تفتہ

شفیق میرے لالہ ہرگوپال تفتہ !

میرا قصور معاف کریں اور مجھ کو اپنا نیاز مند تصور فرماویں۔ آپ کا پارسل اور آپ کا خط و عنایت نامہ حال پہنچا ۔ جواب نہ لکھنے کی دو وجہ : ایک تو یہ کہ میں بیمار ، چار مہینے سے تپِ لرزہ میں گرفتار ، دم لینے کی طاقت نہیں ، خط لکھنا کیسا ۔ بارے اب فرصت ہے ۔

دوسری وجہ یہ کہ ’کول‘ تو معلوم ، مگر مکان آپ کا نہیں معلوم ۔ خط لکھوں تو کس پتے سے لکھوں ؟

ہاں ، آپ نے سرنامہ پر ’’چاہ گرمابہ‘‘ لکھا ہے ۔ اسماء و اعلام کا ترجمہ فارسی میں کرنا ، یہ خلاف دستور تحریر ہے ۔ بھلا اس شہر میں ایک محلہ ’’بلی ماروں‘‘ کا ہے ۔ ہم اس کو ’’گربہ کشاں‘‘ کیوں کر لکھیں ؟ یا ’املی کے محلہ‘ کو ’’محلہ تمرہندی‘‘ کس طرح لکھیں ؟ بہ ہرحال ناچار تمھاری خاطر سے احمق بننا قبول کیا اور دو ہی لفظ مہمل لکھ کر خط بھیج دیا ہے ۔ جواب یہ ہے کہ بھائی ! میرا دل اب شعر و سخن و امارت و ریاست و دین و دنیا و مرگ و زیست و کفر و اسلام سے سرد ہو گیا ہے ، مگر تمھاری خاطر ، سو یہ خوب یاد رہے کہ جتنی دیر میں تم ایک نئی غزل لکھ سکتے ہو ، مجھ سے اتنے عرصے میں آپ کی ایک غزل کو اصلاح نہیں دی جاتی ۔ جلدی نہ کرو اور میرے طور پر رہنے دو ۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس قدر تمھاری جو کہ

۱۔ نقوش ، سالنامہ ۱۹۶۳ء صفحہ ۹ ، نوادر غالب ، نثاراحمد فاروقی ۔ نسخۂ مہر و انجم ندارد ۔

از قسم غزلیات ہیں ، وہ سب دیکھ کر بھیج دوں گا ۔ نصف دیوان سابق دیکھ چکا ہوں ، نصف باقی ہے ، مگر اب خدا کے واسطے جب تک یہ آپ کا کلام نہ پہنچے آور کلام نہ بھیجیے کہ میں گھبرایا جاتا ہوں ۔ فقط

'اسد اللہ خاں

[جون' ۱۸۵۴ع]

۱- نشان سہر ۔

۲- نثار احمد صاحب نے یہی تاریخ لکھی ہے اور سبب یہ بتایا ہے کہ غالب ۲۶ فروری کو تپ لرزہ میں مبتلا ہوے ۔ اس خط میں چار مہینہ کا حوالہ ہے اس لیے تقریباً جون کا مہینہ قرار پاتا ہے ۔

MAAB 1431
maablib.org

[٦] منشی شیو نرائن آرام کے نام

گمانِ[1] زیست بود بر منت ز بیدردی
بد است مرگ ولے بدتر از گمان تو نیست

مجھے زندہ سمجھتے ہو جو نثرِ فارسی کی فرمائش کرتے ہو؟ غنیمت نہیں جانتے جو مردہ لکھ بھیجتا ہے۔ پنشن[2] اگرچہ ملے گا، پر دیکھیے کب ملے گا، اس کے ملنے تک کیا ہو گا؟ اور اس کے ملنے سے میرا کیا کام نکلے گا؟ قطع نظر ان امور سے اس وجہِ قلیل کو کس بستی میں بیٹھ کر کھاؤں گا۔ یہ شہر اب شہر نہیں قہر ہے، قصیدے کے اشعار ابھی کیوں بھیجو، جب زیبِ انطباع پا چکے، تب ایک لمبر[2] مجھ کو بھی بھیج دینا۔

میں نے بعد توطیہ و تمہید آغاز مئی ۱۸۵۷ء سے اپنی سرگذشت لکھی ہے اور بہ حیثیت اقتضائے مقام وقائع بھی اس میں درج کیے ہیں، شیوۂ لزوم ما لا یلزم مرعی رکھا ہے، یعنی عبارتِ فارسی بے آمیزشِ لفظِ عربی لکھی ہے، اور فارسی بھی وہ فارسیِ قدیم کہ جس کا پارس کے بلاد میں بھی نشان نہیں، تا بہ ہندوستان چہ رسد۔ چالیس صفحے لکھ چکا ہوں، اتمام میں انتظار یہی ہے کہ پنشن کا مقدمہ طے ہوچکے، ملے یا جواب ملے۔ اور میں بہر حال کسی جگہ اقامت گزیں ہو لوں۔ ہاں اس کے وقوع تک جو کچھ قابل تحریر جوانب اجانب سے معلوم

۱- دیگر حضرات نے اسے ''نامعلوم مکتوب الیہ'' کے نام فرض کیا ہے۔

۲- پنشن کو مرزا صاحب ہمیشہ ''پنسن'' اور نمبر کو ''لمبر'' ہی لکھتے ہیں۔ پنشن کی تذکیر و تانیث میں پابند نہیں ہیں۔ کبھی مذکر لکھ دیا کبھی مؤنث۔

ہو گا ، وہ ناچار لکھ دوں گا۔
جہاں کوئی چھاپہ خانہ نہیں ہے ، اگر اجازت دو گے تو بعد اختتام
ان اوراق کو تمہارے پاس بھیج دوں گا ، تاکہ ہزار جلد منطبع ہو کر
اجڑے ہوئے قلمرو ہند میں پھیل جائیں :

فکر صاحب دلے روزے بہ زحمت
بکنی دعائے
بشد در حق ایں مسکیں

شہر زماں حال اپنے باپ کی رہائی کی فکر میں مبتلا ہو گئے ہیں ،
کسی واسطے کہ وہ ضرب جان کی حوالات میں ہے تعطیلات کے لیے وہاں
بھیجا گیا۔

غالب کے نوا'
یکشنبہ ۱۸ جولائی ۱۸۵۸ء

۱۔ یہ خط مکاتیب غالب کے طور پر تو بہ عنوان
"مفید خلائق" شائع ہوا ہے۔ در اصل رسالہ "تصویر جذبات" کے
ایڈیٹر سید احمد عزیز حسین نے اپنے رسالے (فروری ۱۹۲۳ء) میں
یہ خط شائع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مکتوب الیہ ان کے
پڑ نانا کے بھائی تھے۔
مگر میری رائے میں [illegible] ہے
کہ اس کے مکتوب الیہ [illegible] ترائن آرام اکبر آبادی
مالک مطبع مفید خلائق تھے۔ منشی ہرشاد صاحب کے مجموعے میں
آرام کے نام [illegible] اور بے تاریخ خط سے شروع
ہوتے ہیں۔ یہ خط مجموعہ میں سب سے مقدم نظر آتا ہے۔
مرقعہ [illegible] منشی ہرشاد صفحہ ۳۷۴ ، نظر
مہر [illegible] صاحب نے اپنے
مجموعہ میں منشی ہرشاد صاحب کے نوٹ ہی کے ساتھ نقل
کر لیا اور بیان کردہ نکتے سے غافل رہے۔
خط کے آغاز میں جس اخبار کے نمبر کا ذکر ہے اس سے مراد
"مفید خلائق" ہو گا۔

[۷] شیو نرائن کے نام' (۳۴)

بھائی! میں تم کو اطلاع دیتا ہوں کہ آج میرے پاس لکھنؤ کے پارسل کی رسید آ گئی، دوسرا بھی بخیر پہنچ گیا ہو گا، خاطر جمع رکھو۔

جناب آرنلڈ صاحب بہادر آج تشریف لے گئے۔ سنتا ہوں کہ کلکتہ جائیں گے، وہیں سے ولایت بھیج کر پھر آئیں گے۔ مجھ سے وہ سلوک کر گئے ہیں اور مجھ پر وہ احسان کر گئے ہیں کہ قیامت تک ان کا شکر گزار رہوں گا۔

مرزا حاتم علی صاحب مہر اگر آ جائیں تو ان کو میرا سلام کہنا، مرزا تفتہ کو اگر کبھی خط لکھو تو میری دعا لکھنا۔

مورخہ دوشنبہ پنجدہم جنوری سنہ ۱۸۵۹ع

از غالب

(اردوے معلیٰ جلد ۲، ۳۱۰ صفحہ پر) میں بحوالہ ذخیرۂ سہیش پرشاد شائع کیا ہے۔ [illegible] کے [illegible] خطوط غالب طبع اول میں ۱۵ جنوری کے [illegible] جس پر "آرنلڈ" سے دو ملاقاتوں اور ان کی روانگی کے [illegible] ۱۶ تاریخ، نیز لکھنؤ کے دو پارسلوں کی رسید نہ ملنے پر تشویش کا اظہار کیا تھا۔ آرنلڈ ۱۶ کے بجائے ستر [illegible] اس لیے ۱۰ کو یہ خط لکھا گیا۔ یہ مکتوب ابھی تک کسی مجموعے میں شریک اشاعت نہیں ہو سکا تھا، ہم جناب گوپی چند صاحب کے شکر گزار ہیں کہ ان کی بدولت یہ خط حاصل ہوا۔

سوانحی نوٹ کے لیے دیکھیے خط نمبر ۱۷۲، حصہ اول، جلد دوم، صفحہ ۶۶۲۔

maablib.org

[۸] بہ نام نجف' علی (۱)

نہ بھائی ! یہ نہ سمجھو ''سلطان'' بہ معنی مصدر آتا ہے - سلطنتہ اگرچہ من حیث القیاس صحیح ہے لیکن ٹکسال باہر ہے - 'خلد اللہ ملکہ و سلطانہ' لکھتے ہیں - منشیان ایرانِ و روم و ہند سب یو ں ہی لکھتے آئے ہیں - 'ضمان' بھی بہ معنی ضامن اور بھی بہ معنی ضمانت 'سلطان' بھی بہ معنی بادشاہ اور بھی بہ معنی سلطنت ، اس میں کچھ تامل نہ کرو - کس کی مجال ہے جو اس پر ہنس سکے ، لیکن 'ملکہ و سلطانہ' علامتِ تذکیر ہے - اگر ''ملکہا و سلطانہا' بن جائے تو بہتر ہے ورنہ خیر ، یونہی رہنے دو - ہم سے کوئی پوچھے گا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ برعایتِ شکوہِ سلطنت ہم نے تانیث کی رعایت نہ کی - اور سچ تو یوں ہے کہ اگر کاتب سگھڑ ہو تو ہائے ہوز کا شوشہ مٹا دینا اور الف بنا دینا دشوار نہیں ہے ، بن سکے تو بنوا دو -

---

۱- یہ خط رسالہ' 'اردو' ۱۹۴۲ع ، خطوط غالب مہر صفحہ ۵۹۹' غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۹۴ پر عبدالحق کے نام سے چھپا ہے - مالک رام صاحب اسے غلام نجف خاں کے نام مانتے ہیں (آج کل فروری ۱۹۶۵ع) اس مکتوب کا عکس نقوش خطوط نمبر صفحہ ۱۹ پر ہے اور صفحہ ۱۸ پر نجف علی کا خط ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نجف علی صاحب نے ''سلطانہا یا سلطانہ'' کا سوال اٹھایا ہے ، غالب نے اس کے جواب میں یہ رقعہ لکھا ہے -

دوسری بات یہ ہے کہ ''خلد اللہ ملکہ و سلطانہ'' دستنبو طبع اول مفید خلائق میں چھپا ہے - چھپنے کے بعد غالب کو متوجہ کیا گیا ، بظاہر یہ بات شیو نرائن ہی سے کہی جا سکتی ہے -

اور 'سلطانہ' کو خدا کے واسطے مت بدلنا ، یہ بلغائے عرب و عجم کا قرار داد ہے - بعد اس سب تقریر کے یہ عرض ہے کہ پرسوں پنجشنبہ[1] کو عرضی لکھی ہوئی میرے پاس آ جائے - ۱۲

غالب ۱۲
[نومبر[2] ۱۸۵۸ع]

۱- پنجشنبہ سے تاریخ و ماہ کا تعین نہیں ہوتا -
۲- 'دستنبو' نومبر ۱۸۵۸ع کے پہلے ہفتے میں چھپ گئی، اور قصیدہ پوری کتاب کی کتابت کے بعد بھیجا تھا ، اس لیے ممکن ہے کہ نومبر کے ابتدائی دنوں میں یہ خط لکھا گیا ہو - نومبر ۱۸۵۸ع میں (پرسوں) منگل کے دن دو ، نو ، سولہ اور تیئیس اور تیس پڑتی ہے -

[۹] بنام بہاری لال[1] مشتاق (۳)

میاں !

وہ عرضی کا کاغذ افشاں کیا ہوا اور عرضی کا مسودہ میں نے لالہ جگل کشور[2] کو پرسوں دے دیا ہے - تم نے بھی دیکھا ہوگا اور یقین ہے کہ وہ اپنے گھر میں اس کو لکھ رہے ہوں گے - اگر

۱- خطوط غالب طبع الہ آباد صفحہ ۴۰۸ ، طبع دہلی صفحہ ۴۴۸ اور طبع لاہور صفحہ ۶۰۱ پر یہ خط بلاعنوان درج ہے - عبدالستار صدیقی صاحب نے حاشیے میں اس کی تاریخ ۱۸۵۴ء تجویز کرتے ہوئے لکھا ہے : ''جن صاحب سے اس رقعے سے نقل ملی ہے ان کا بیان ہے کہ کوئی منشی صاحب خوش نویس دہلوی تھے۔'' اب یہ نہیں معلوم کہ تاریخ اصل تحریر میں کیا تھی ؟ لیکن اگر تاریخ صحیح ہے تو ہوسکتا ہے کہ جے پور کے راجا کو درخواست لکھی ہو - مگر میرے نزدیک یہ رقعہ بہاری لال کے نام ہے کیونکہ وہ منشی بھی تھے اور خوش نویس بھی - ہو سکتا ہے کہ حکیم غلام نجف خاں کے نام ہو - اب عرضی سے مراد یا تو راجہ صاحب بیکانیر کے نام درخواست ہے جو اسی مجموعے میں آگے آ رہی ہے اور اس کی تاریخ ۵ جنوری ۱۸۵۹ء ہے یا 'دستنبو' کے ساتھ بھیجی جانے والی کوئی عرضی لکھوانا چاہتے ہیں - خواہ وہ ملکہ وکٹوریہ کے نام ہو یا کسی اور حاکم ہند کے نام ، اسی لیے میں ۱۸۵۴ء کے بجائے ۱۸۵۸ء تجویز کرتا ہوں - سلسلے کے لیے دیکھیے خط نمبر ۴۸۰ حصہ اول جلد دوم ، صفحہ ۸۴۱ -

۲- لالہ جگل کشور کون صاحب ہیں ؟ محمد عتیق صدیقی اپنی کتاب ''صوبۂ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات'' صفحہ ۱۵۲ کے

(باقی حاشیہ صفحہ ۹۹۳ پر)

تمھارے پاس آ جائیں تو اُن کو کہہ دینا کہ جلدی کریں اور نقشہ تحریر کا کاغذِ سادہ پر مجھ کو اور تم کو دکھلا لیں۔ پھر اس کے موافق اور اس کو افشانی کاغذ پر لکھیں۔ زیادہ، زیادہ۔

غالب

[؟ ۱۸۵۸ع]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۵)

حاشیے پر اسعدالاخبار آگرہ دسمبر ۱۸۴۸ع سے ایک اشتہار نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”جناب حشمت انتساب رائے جگل کشور صاحب وکیل محکمۂ عالیہ صدر دیوانی نے دیوان تفتہ کی بیس جلدیں خریدیں۔“ ممکن ہے سنہ ۱۸۵۷ع کے بعد جگل کشور صاحب دہلی آ گئے ہوں اور غالب نے ان سے کسی درخواست کا انگریزی میں ترجمہ کرایا ہو۔

[۱۰] بہ نام نعیم الحق آزاد[1] (۱)

بندہ پرور!

آج میں نے وہ انگریزی عرضی روانہ کر دی اور صبح کو آپ کا کہار مسودہ اور میرے محسن کا رقعہ آپ کے نام کا مجھ کو دے گیا۔ اس عنایت کے شکر میں کیا خدمت بجا لاتا، بارے ایک رباعی بھیجتا ہوں، اس کو پڑھ کر اور لطف اٹھا کر راجہ صاحب[2] کی خدمت میں بھجوا دیجیے۔

'امید' بہ تشدید میم و تخفیف میم دونوں طرح مستعمل ہے۔ ایسا

۱۔ جناب مختار الدین آرزو نے 'نقوش' مکاتیب نمبر میں یہ خط شائع کرایا لیکن مکتوب الیہ اور تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔ ابھی نقوش کے خطوط نمبر صفحہ ۴۲۱ سے معلوم ہوا کہ یہ خط نعیم الحق آزاد صاحب کے نام ہے۔ محمد سیف الحق صاحب شمیم کہتے ہیں کہ ''حضرت شیخ الشیوخ صوفی مولانا، علامہ مولوی محمد نعیم الحق صاحب مرحوم ہندوستان کے ان مشاہیر ادبا میں سے ہیں کہ جنھوں نے قوم و وطن کی خدمت کی۔'' (نقوش، خطوط نمبر صفحہ ۴۲۰) سری رام نے خم خانۂ جاوید جلد اول صفحہ ۵۱ پر لکھا ہے: ''مولوی نعیم الحق شیخوپوری علمی استعداد معقول اور حضرت امیر مینائی کے خرمن فیض سے بہرہ اندوز ..... کلام ''فتنہ'' میں اکثر نظر سے گزرتا ہے۔''

۲۔ شاید راجا صاحب سے مراد سردار سنگھ ہوں جن کے نام عرضی آگے آ رہی ہے۔

نہ ہو کہ جناب ممدوح اس کو زحاف سمجھیں - پہلے اور دوسرے مصرع میں بہ تخفیف میم ہے ، تیسرے مصرع کا میم مشدد ہے -

غالب

[۱۸۵۹ء]

MAAB 1431
صغرا
مرکز احیاء آثار تراث
maablib.org

۱- ایک اندازہ ، دیکھیے عرضی بہ نام راجا بیکانیر -

[۱۱] پیارے لال آشوب[1] کے نام (۴)

جناب بابو صاحب ، جمیل المناقب عمیم الاحسان سلامت !

نیاز مہر کیشانہ و دعائے درویشانہ قبول فرمائیں - ایک دن پہلے تفقد نامہ اور دوسرے دن نسخہ' 'اعجاز ہنگامہ' پہنچا - نظر اس تقدیم و تاخیر پر خط کو پھول اور کتاب کو پھل سمجھا - پھول سے نشاطِ تازہ اور پھل سے لذتِ بے اندازہ پائی - جام جم جہاں نما ہوگا مگر کیا جانیے کیا ہوگا ، بلکہ اسی میں تردد ہے کہ نہ ہوگا یا ہوگا - "جام جہاں نما" یہ کتاب ہے جس سے ہر دیدہ ور بہرہ یاب ہے ، یہاں تو میں مدح میں قاصر رہا ، یہ میں نے کیا کہا جس طرح ہر دیدہ ور پڑھ کر حظ اٹھا سکتا ہے ، نابینا بھی سن کر لطف پا سکتا ہے ، فیض اس کتاب کا عام ہے ، 'جام جہاں نما' اس کا سچا نام ہے - اسسٹنٹ[2] کمشنر صاحب بہادر کی خدمت گزاری اور اشاعت علم میں مددگاری ذریعۂ عز و افتخار ہے ، مگر فقیر میں تین عیب ہیں :

۱- منشی پیارے لال آشوب کے نام چار خط پائے جاتے ہیں - زیر نظر خط مجھے "انشائے اردو" (مولفہ کریم الدین پانی پتی طبع مطبع سرکاری لاہور ۱۸۷۲ء) کے صفحہ ۴۰ سے ملا ہے - اس کتاب میں غالب کے گیارہ خط ہیں - دس میر مہدی مجروح کے نام جو کسی قدر اختلاف کے ساتھ چھپ چکے ہیں - یہ خط پہلی مرتبہ میں نے آج کل دہلی مارچ ۱۹۵۱ء میں شائع کیا تھا - مہر صاحب نے اسے تقریظ "جام جہاں نما" کے عنوان سے نقل کیا ہے (دیکھیے خطوط غالب صفحہ ۶۴۰) بابو صاحب سے بظاہر پیارے لال آشوب سکریٹری دہلی سوسائٹی مراد ہیں - سلسلے کے لیے دیکھیے خط نمبر ۴۷۵، حصہ اول جلد دوم صفحہ ۸۳۴ -

۲- اسسٹنٹ کمشنر میک ماہن صدر سوسائٹی مراد ہیں (دیکھیے علی گڑھ میگزین ، غالب نمبر ، صفحہ ۵۵) -

ستر برس کی عمر ، کانوں سے بہرا ، ہمیشہ بیمار ، آمد و رفت دوام میں قاصر رہے گا - یہ نہیں ہے کہ نہ جاؤں گا مگر حسب الطلب یا حسب ضرورت کارگذار و فرماں بردار رہوں گا - بہر صورت تعجب ہے کہ صاحب اسسٹنٹ بہادر نے مجھے کیوں نہ کہا ؟ بلا کیوں نہ لیا؟ یقین ہے کہ جب آپ یہ خط اپنے نام کا حضرت کی خدمت میں بھجوا دیں گے تو وہ مجھے بے تکلف بلالیں گے - فقط

عنایت کا طالب غالب

[اگست' ۱۸۶۵ء]

---

۱۰ چنانچہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء کے جلسے میں تباہی دہلی اور اپنے تعارف کے بارے میں ایک مضمون غالب نے پڑھا - (علی گڑھ میگزین ، غالب نمبر ، صفحہ ۵۸) -

maablib.org

[۱۲] بہ نام میرزا یوسف علی خان[1] (۲)

سعادت و اقبال نشاں میرزا یوسف علی خاں کو بعد دعا کے دل نشیں ہو کہ تذکیر و تانیث ہرگز متفق علیہ جمہور نہیں۔ اے لو! 'لفظ' اس ملک کے لوگوں کے نزدیک مذکر ہے، اہل پورب اس کو مؤنث بولتے ہیں۔ خیر، جو میری زبان پر ہے وہ میں لکھ دیتا ہوں۔ اس باب میں کسی کا کلام حجت اور برہان نہیں ہے۔ ایک گروہ نے کچھ مان لیا، ایک جماعت نے کچھ جان لیا۔ اس کا قاعدہ منضبط نہیں۔

الف مذکر۔ ب، ت، ث، مؤنث۔ ج مذکر۔ ح، خ مؤنث۔ دال، ذال مؤنث۔ رے، زے مؤنث۔ سین، شین مذکر۔ ص، ض، ط، ظ مونث۔ عین، غین مذکر۔ ف مؤنث۔ قاف، کاف، لام، میم، نون مذکر۔ واو، ہے، ے مؤنث۔ ہمزہ مذکر۔ لام الف حروفِ مفردہ میں نہیں مگر بولنے میں مذکر بولا جائے گا۔ مثلاً 'لام الف کیا خوب لکھا ہے" کہیں گے، "کیا خوب لکھی ہے" نہ کہیں گے۔

"خزادہ" "خداوند زادہ" کا مخفف، لیکن فارسی، عربی نہیں۔ اردو کا روز مرہ تھا۔ "خزادہ" اور "خزادی" مرادفِ صاحبزادہ، صاحبزادی ہے مگر فی زماننا متروک ہے۔

۱- سید فرخ حیدر صاحب بی اے ایل ایل بی علیگ نے یہ خط پہلے "ادب" الہ آباد دسمبر ۱۹۳۱ء میں شائع کیا جس سے میں نے نقل کیا۔ پھر رسالہ اردو اورنگ آباد دکن جنوری ۳۲، صفحہ ۱۷۱، مہیش صفحہ ۱۷۲، مہر صفحہ ۵۸۴، تسنیم آگرہ۔ میں نے خط کا متن رسالہ اردو کے مطابق رکھا ہے۔ ایڈیٹر اردو کو یہ رقعہ سید فرخ حیدر صاحب علیگ شمس آباد ضلع فرخ آباد سے ملا تھا۔ سلسلے کے لیے دیکھیے خط نمبر ۲۱۵ حصہ اول جلد اول صفحہ ۳۹۹۔

"فق" فارسی لغت نہیں ہو سکتا، عربی بھی نہیں، روزمرۂ اردو ہے، جیسا کہ میر حسن کہتا ہے:

کہ رشم جسے دیکھ رہ جائے فق

شعرائے حال کے کلام میں نظر نہیں آتا۔ "کلید" عربی الاصل، فارسی اردو میں مستعمل۔

"تکیہ" لفظ عربی الاصل ہے، فارسی و اردو میں مستعمل، دونوں زبانوں میں، ہم بہ معنی "مکان فقیر" آتا ہے، ایران میں "تکیۂ مرزا صائب" مشہور ہے۔ "گل تکیہ" لفظ مرکب ہے۔ ہندی اور فارسی سے۔ "گل" مخفف "گال" کا اور "تکیہ" بمعنی "بالش"۔ وہ چھوٹا گول تکیہ جو رخسار کے تلے رکھیں، "گل تکیہ" کہلاتا ہے۔ "گل" بمعنی پھانسی انگریزی" لغت ہے۔ انگریزی زبان سے بنگالے میں سو برس سے، اور دلی اکبر آباد میں ساٹھ برس سے رواج پایا ہے۔ "گل تکیہ" وضع کیا ہوا نورجہان بیگم کا ہے جہانگیر کے عہد میں۔ اہل ہند کیا جانتے تھے کہ "گل" کیا چیز ہے۔

"معنی مفرد بہ لفظ جمع"، اس جملے کو میں اچھی طرح نہیں سمجھا۔ "معنی" مفرد "معانی" جمع، اور یہ جو اردو کے محاورے میں تقریر کرتے ہیں کہ "اس شعر کے معنی کیا ہیں" یا "اس شعر کے معنی کیا خوب ہیں" اس میں دخل نہیں کیا جاتا۔ خاص و عام کی زبان پر یوں ہی ہے۔ 'معانی' کی جگہ 'معنی' بولتے ہیں۔

maablib.org

"رت" لفظ ہندی الاصل "رتھ" ہے بہ ہائے مضمرہ ، بعض مذکر بولتے ہیں بعض مؤنث -
شعر بہت اچھا ہے ، صاف و ہموار -

راقم غالب
[۱۸۶۰ء کے بعد]

MAAB 1431
صغیر
مرکز احیاء آثار تراث
maablib.org

۱- مہیش صاحب نے اس خط کو ۱۸۵۶ء کا فرض کیا ہے - میرے خیال میں 'اسد' کے بجائے 'غالب' کا استعمال اسے بعد کا مکتوب بتاتا ہے -

[۱۳] به نام نواب سید سجاد میرزا' صاحب مرحوم سجاد (۱)

قرۃ العین سجاد ابن حسین سلمہ اللہ تعالیٰ

خوبیِ دین و دنیا تم کو ارزانی - تمہارے خط کے دیکھنے سے آنکھیں روشن ہو گئیں ، دل کو چین آ گیا - چشم بد دور خط اچھا - عبارت اچھی ، اردو میں مطلب نویس اچھے ہو - حق تعالیٰ تم کو عمر و دولت عطا کرے -

---

۱- میں نے اصل خط محترمی آغا محمد باقر صاحب کے پاس دیکھا تھا اور موصوف ہی نے اس کا عکس مجھے مرحمت فرمایا ہے جو شریک اشاعت ہے - اردوے معلیٰ طبع مبارک علی صفحہ ۳۴۲ میں پہلی مرتبہ شائع ہوا تھا اور جناب آغا محمد باقر صاحب مرحوم نے عنوان لکھا تھا :''بنام جد امجد نواب سید سجاد میرزا صاحب مرحوم'' کیونکہ مولانا آزاد سے اور سجاد میرزا صاحب سے سسرالی قرابت تھی - خطوط غالب مہر طبع سوم صفحہ ۳۱۸ ، اول و آخر سے ناقص ہے - آغاز میں ''قرۃ العین'' اور ''سلمہ اللہ تعالیٰ'' ندارد - آخر سے ''اکبر میرزا کو دعا کہنا'' حذف ہے - پھر مارچ ہے ، پندرہ تاریخ نہیں ہے -(دیکھیے طبع اول دوم و سوم) - ناظر حسین مرزا متوفیٰ ۶ رمضان ۱۳۰۷ھ ، ۲۶ اپریل ۱۸۹۰ع کے بڑے فرزند کا نام سجاد مرزا اور چھوٹے اکبر مرزا تھے - سجاد مرزا نے جوانی میں وفات پائی - ان کا قطعۂ تاریخ نواب ضیاء الدین احمد خاں نے بڑے درد انگیز طریقے سے لکھا ہے - بیس شعروں میں سے پانچ شعر ملاحظہ کریں -(جلوہ صحیفہ زریں ، صفحہ ۱۵۹) -

رفتی بجوانی ، اے دریغا سجاد
از گرم روانی ، اے دریغا سجاد

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۰۰۲ پر)

اپنے والد ماجد کو سلام کہنا ، اپنے بھائی مظفر میرزا کو دعا کہنا ، اکبر میرزا کو دعا کہنا ۔ زیادہ زیادہ

نجات کا طالب غالب ۱۲

۱۵ مارچ ۱۸۶۵ع روز چہار شنبہ

[۱۴] بنام' نواب سید سجاد میرزا صاحب مرحوم سجاد (۲)

زبدۂ آل رسول سجاد میرزا خاں کو فقیر غالب علی شاہ کی دعا۔

دلنواز نامہ پہنچا :

حیران اطوار خودم در ماندۂ کار خودم
ہر لحظہ دارم نیتی چوں قرعۂ رمالہا

تمہارے یار باقر[۲] میرزا تحصیل داری تحصیل داری پکارتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰۱)

چوں گنج مروت و محبت بودی
در خاک نہانی ، اے دریغا سجاد
یک حرف زدن بہ طفلگاں نتوانی
با آں ہمہ دانی ، اے دریغا سجاد
فارغ دلی از ما و مگر رنج پدر
دانم کہ نہ دانی ، اے دریغا سجاد
نسّیر ، سن فوت ہم بہ طرز نوحہ
باید کہ بخوانی ، اے دریغا سجاد

۱۲۹۴ھ

۱- اردوے معلیٰ طبع مبارک علی صفحہ ۳۴۲ ، ''بنام جد امجد . . .'' خطوط غالب مہر ، طبع ۳ صفحہ ۳۱۸ -

۲- باقر میرزا سے باقر علی خاں مراد نہیں ہیں جیسا کہ مہر صاحب نے تحریر فرمایا ہے بلکہ یہ باقر میرزا ، سجاد مرزا صاحب کے عزیز دار تھے ۔

یہاں معلوم ہوا کہ تمام قلمرو[1] میں چھ تحصیل داریاں اور چھ تھانہ داریاں ہیں ، ساتواں علاقہ کہاں سے پیدا کیا جائے ؟ رہی مصاحبت ، اس کو پہلے تسنن اور پھر علوم رسمیہ سے آگہی ، پھر زبان آوری ، پھر قسمت کی یاوری شرط ہے - باقر علی خاں[2] کو تین شرطیں درکار : پہلی شرط موجود ، تم کو پہلی شرط ازلاً و ابداً مفقود - بعدِ جشن[3] وقتِ رخصت ان دونوں لڑکوں کے باب میں ، ناظر جی اور مظفر[4] میرزا اور تمہارے باب میں ، محمد میرزا ابن سیف الدولہ اور میاں زکی الدین اور میاں عبدالسلام کے باب میں کلام کروں گا :

تا بنگرید خواستۂ کردگار چیست

[آغاز دسمبر ۱۸۶۵ء]

۱- 'قلمرو' سے رام پور مراد ہے جہاں سے یہ خط لکھا گیا ہے ۔
۲- عارف کے بیٹے جو نواب صاحب کے یہاں غالب کی سفارش سے ملازم ہو گئے تھے -
۳- جشن تخت نشینی نواب کلب علی خاں جو دسمبر کی پہلی سے تقریباً ایک ہفتے تک رہا -
۴- اردوے معلیٰ اور خطوط غالب میں تاریخ ندارد -

MAAB 1431
maablib.org

[۱۵] بنام زکی دهلوی[1] (۱)

بندہ پرور !

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ از روے شرافتِ نسبی و لیاقتِ حسبی آفتاب و ماہتاب ہیں ، آپ کا کیا کہنا ہے۔ اس عمر میں علم و فضل میں پایۂ بلند حاصل کیا ہے کہ دوسرے کو یہاں تک پہنچنا مشکل ہے ۔ مثنوی کے اشعار میں نے دیکھے اور پسند کیے ، بطریق سہل ممتنع ہیں ۔ اردو فصیح ، عبارت سلیس ، الفاظ نہایت سنجیدہ و متین ، حرف حرف شستہ و رفتہ ۔ جو خوبیاں نظم میں چاہییں وہ سب موجود۔ مگر میری مدح میں اتنا مبالغہ کیوں کیا ؟ میں تو اقلیمِ سخن کا گدائے خاک نشین ہوں ، شہنشاہ کہاں سے ہو گیا ؟ خیر آپ کی ارادت میرے لیے موجبِ سعادت ہے ۔

جو صاحب شعر میں خود ستائی کو برا جانتے ہیں ، کیا انھوں نے ''یجوز للشاعر ما لا یجوز لغیرہ'' نہیں سنا ہے ، یا اساتذۂ مستند الکمال کا فخریہ کلام ان کی نظر سے نہیں گزرا ؟ اللہ اللہ ! اس امرِ خاص میں کیا کیا بلند پروازی اور اپنے کلام کی کیسی کیسی مدح طرازی کی ہے؟ شیدائے عالم گیری کہتا ہے :

۱- نقوش مکاتیب نمبر ۱۰۶، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۸۶ ۔ سید محمد زکریا خاں دہلوی ۱۸۳۹ء دہلی میں پیدا ہوے ، علوم متداولہ میں کمال حاصل کیا ۔ ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے بعد یو ۔ پی کے محکمۂ تعلیم میں ملازم ہو کر ڈپٹی انسپکٹری سے ریٹائر ہوئے، بدایوں میں سکونت اختیار کر لی اور یہیں ۱۹۰۳ء میں رحلت کی ۔ غالب نے ان کے دیوان پر سارٹی فکٹ بھی لکھا تھا ، ہو میں نے پہلی مرتبہ معلوم کر کے شائع کیا ۔

چیست دانی بادۂ گلگوں ، مصفا جوہرے ؟
حسن را پروردگارے ، عشق را پیغمبرے

تین شعر، میں تین شاعروں کے بہ سبیل تمونہ یہاں لکھتا ہوں ، باقی فائدۂ کلام اہل سخن پر حوالے کرتا ہوں ۔ ایک شاعر کہتا ہے :

بہ اقلیم معنی رسول امینم
ستائی و فردوسی از استانم

دوسرا اس سے بھی بڑھ کر کہتا ہے :

بہ ملک سخن آں خدائے قدیرم
کہ معنی یکے باشد از بندگانم

تیسرا کچھ اور ہی راگ گاتا ہے :

حوض کوثر کہ مشرب الروح ست
ناودانے ز پارگین من ست

"ناودان" بمعنی موری اور "پارگین" اس گڑھے کو کہتے ہیں جس میں مطبخ اور حمام وغیرہ کا پانی جمع ہوتا ہو ۔ "نعوذ باللہ من شطحیات الشعرا" ۔ میر صاحب ! میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں ، اس پر امراضِ متضادہ مزمنہ میں گرفتار ، قویٰ بالکل مضمحل ۔ اٹھنا بیٹھنا ، لکھنا پڑھنا سب مشکل ۔ احیاناً اگر تحریرِ جواب میں تاخیر ہوجائے ، معاف رہوں ۔ والسلام مع الوف[1] الاحترام ۔ فقط

دعائے خیر کا طالب فقیر غالب

۹ جنوری ۱۸۶۸ء بروز چہار شنبہ

۱۔ نقوش "الوفا" یہی خلیق انجم صاحب نے نقل کر دیا ۔

[۱۶] سارٹیفکٹ بہ نام محمد زکریا خاں زکی

سبحان اللہ ! سارٹیفکٹ کے لکھنے کا کس وقت میں اتفاق ہوا ہے کہ میں نیم جان چند روز کا مہمان ہوں ۔ مہینا بھر سے غذا بالکل مفقود صرف گوشت کے پانی پر مدار ہے ۔ اگر اٹھوں تو دورانِ سر سے گر پڑوں ۔

سید محمد زکریا خاں نسب میں سید امیر زادۂ عالی دودمان ، ان کے بزرگ وزارت کا منصب پا چکے ہیں ۔ جاگیر اب تک تھی ، پھر بعوض جاگیر پنشن مقرر ہوا[۲] ۔ معہذا یہ شخص بذات خود نیک اور صاحب علم اور متواضع اور دانش مند اور نیک طینت اور رنگین طبع ۔ معنی سے طبیعت کو علاقہ اچھا ہے ، شعر کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں ، اس فن میں میرے شاگرد رشید ہیں ۔

اسد اللہ خاں غالب

مہر : [۳]محمد اسد اللہ خاں

[۱۸۶۸ء] ۱۲۷۸ھ

۱- یہ عبارت میں نے 'آج کل' دہلی مارچ ۱۹۵۱ء میں شائع کی تھی ۔ غالب کی نادر تحریریں ، صفحہ ۱۱۲ ۔

۲- مہر صاحب طبع اول و دوم و سوم صفحہ ۶۲۰ "ہوئی" ۔

۳- اس وقت جو نقل میرے پاس ہے ، وہ مشتبہ ہے ، شاید "اسد اللہ" ۱۲۷۸ھ ہو ۔

[۱۷] بہ نام شاہ عالم[1] (۳)

مخدوم زادۂ مرتضوی نژاد کو فقیر غالب علی شاہ کی دعائے (کذا) پہنچے - میں ۱۳[2] اکتوبر ۱۸۶۵ء یعنی [سنہ] حال کو رام پور میں پہنچا ہوں اور دسمبر تک اقامت کا ارادہ ہے - آپ جو اب خط لکھیں تو 'رام پور افغاناں اندرون قلعہ' سرنامے پر پتا لکھیں - کل حضرت کا خط پہنچا ، آج اس کا جواب لکھتا ہوں - میر محمد علی خوش نویس کے نام سے میرے کان آشنا نہیں ، مگر ہاں میر نیاز علی صاحب کو جانتا ہوں - خدا کرے وہی ہوں جو میرے خیال میں آئے ہیں - یہاں سے میں اس باب میں کچھ نہیں لکھ سکتا ، بہ شرط حیات دلی پہنچ کر [معلوم] کروں گا اور جو کچھ معلوم ہو جائے گا وہ آپ کو لکھوں گا -

حضرت ! میرے پاس میری تصنیفات سے کچھ نہیں - کلیات فارسی مطبع اودھ اخبار لکھنئو میں اور کلیات اردو مطبع کان پور میں اور دستنبو مطبع رہیل کھنڈ بریلی میں موجود ہیں - جو صاحب جس کے مشتاق ہیں ، اس مطبع سے منگوا لیں اور اگر مجھ کو یہ خدمت بجا لانی چاہیے تو بہ شرط حیات ہر جگہ سے ہر چیز منگوا کر بھیج دوں گا -

پیر و مرشد کی خدمت میں میری بندگی عرض کرو اور کہو کہ آپ کو خدا ہمیشہ سلامت با کرامت رکھے - آپ اتنے ہیں کہ

۱- احسن مارہروی کہتے ہیں : ''یہ خط حضرت سید شاہ عالم صاحب خلف اوسط حضرت صاحب مبرور کے نام رام پور سے آیا تھا -'' فصیح الملک جلد ۲ نمبر ۹ و ۱۰ - مہر صفحہ ۶۵۴ - سلسلے کے لیے دیکھیے خط نمبر ۲۱۱ ، حصہ اول ، جلد اول صفحہ ۳۸۸ -

۲- مہر ۳ اکتوبر -

اگر امید و صال نہ ہو تو روح کو جسم سے باہر کر سکتے ہیں فقیر (؟)
بہ قول غالب علیہ الرحمہ :

در کشا کش ضعفم نگسلد رواں از تن'
این کہ من نمی میرم ہم ز ناتوانیہاست

رام پور آیا ہوں اور قلعہ میں زیر سایۂ کاخِ والیِ شہر اترا ہوں اور اپنا یہ مقطع پڑھ رہا ہوں :

اتفاق سفر افتاد بہ پیری غالب
انچہ از دست نیامد ز عصا می‌آید

ظاہراً دسمبر تک یہیں رہوں گا۔
چودھری عبدالغفور صاحب کو کچھ نہ کہیے گا۔ اگر آپ ان کے آگے میرا نام لیجیے گا تو وہ خفا ہو جائیں گے، خبر شرط ہے۔

جواب کا طالب غالب

دوشنبہ ۶ نومبر سنہ ۱۸۶۵ع مطابق[2] جمادی الاخر ۱۲۸۲ھ

۱۔ حضرت صاحب مارہروی کا مرزا صاحب کو ایک خط گیا تھا جس کے عنوان میں یہ رباعی لکھی تھی :

دل زاں تو شد و گرنہ پر خوں کنمش
در دیدۂ توئی و گرنہ جیحوں کنمش
امید وصال تست جاں را ورنہ
از تن بہ ہزار حیلہ بیروں کنمش

اس رباعی کے جواب میں مرزا صاحب نے یہ فقرات اور شعر لکھا ہے : اڈیٹر
منقول از 'فصیح الملک' نمبر ۹ و ۱۰ جلد ۲ صفحہ ۳۳۔

۲۔ مطابق ۱۶ جمادی الاخر ۱۲۸۲ھ۔

[۱۸] به نام صاحب عالم' صاحب (۳)

دیگر از خویشم خبر نبود تکلف بر طرف
ایں قدر دانم کہ غالب نام یارے داشتم

ہجومِ غم سے فراغ نہیں ، عبارت آرائی کا دماغ نہیں ۔ اگرچہ گوشہ نشین و خانماں خراب ہوں ، بحسب رابطہ [ازلی۲] کثیرالاحباب ہوں ۔ اطراف جوانب سے خطوط آتے ہیں ، ادھر سے بھی ان کے جواب لکھے جاتے ہیں ۔ جو اشعار واسطے اصلاح کے آتے ہیں ، بعدِ اصلاح بھیجے جاتے ہیں ۔ ان صاحبوں میں اکثر ایسے ہیں کہ نہ میں نے انھیں اور نہ آنھوں نے مجھے دیکھا ہے ۔ محبتِ دلی و نسبتِ روحانی سہی لیکن صاحبانِ بلادِ دور دست کیا جانیں کہ میرا کیا حال ہے ۔

۱۔ یہ خط میں نے رسالہ 'فصیح الملک' شمارہ ۹ ، ۱۰ (جلد دوم) کے صفحہ ۳۳ سے نقل کیا تھا ۔ اس خط کے ساتھ دو خط اور ابھی تھے جو اس مجموعے میں درج ہو رہے ہیں ۔
لیکن مولوی عبدالحق صاحب نے بحوالہ صفدر مرزا پوری رسالہ اُردو ۱۹۲۹ع صفحہ ۱۷۷ پر یہ خط بہ عنوان ''مرزا نوشہ غالب کا آخری خط'' چھاپا تھا ۔ مرقع ادب حصہ دوم میں یہ نوٹ ہے کہ ''یہ خط سید مقبول حسین بلگرامی سے ملا ، لفافہ نہ تھا جس سے مکتوب الیہ کا پتا چلتا ۔'' خلیق انجم نے ''غالب کی نادر تحریریں'' صفحہ ۸۳ پر بنام نامعلوم درج کیا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ مدیر 'فصیح الملک' اور صفدر صاحب نے اصل خط کی قرأت میں اختلاف کیا ہے ۔ مہر صاحب خطوط غالب ، صفحہ ۶۱۰ ۔ (سلسلے کے لیے دیکھیے حصہ اول جلد اول صفحہ ۳۹۳) ۔

۲۔ اردو ، اورنگ آباد ، دکن و مرقع ادب حصہ دوم میں ہے لیکن فصیح الملک ندارد ۔

ہفتاد و یک سالہ عمر کی کتاب میں سے فصلِ اخیر کی حقیقت یہ ہے کہ :

دس پندرہ برس سے ضعفِ سامعہ اور قلتِ اشتہا میں مبتلا ہوا اور یہ دونوں علتیں روز افزوں ہیں - حسِ حافظہ کا بطلان علاوہ - جوں جوں عمر بڑھتی گئی، یہ امراض بھی بڑھتے گئے - قصہ مختصر اب سامعہ[1] کا یہ حال ہے کہ ایک تختۂ کاغذ مع دوات و قلم سامنے دھرا رہتا ہے - جو دوست آتے ہیں ، پرسشِ مزاج کے سوا جو کچھ کہنا ہوتا ہے ، وہ لکھ دیتے ہیں ، میں ان کی تحریر کا جواب زبانی دیتا ہوں -

[2]غذا کی حقیقت یہ ہے کہ صبح کو آٹھ دس بادام کا شیرہ ، دوپہر کو سیر بھر گوشت کا پانی ، دو گھڑی دن رہے دو یا تین تلے ہوئے کباب - نسیان حد سے گذر گیا ، رعشہ ، دوران [سر] و ضعف بصر ، یہ یارانِ نوآمدہ میں سے ہیں - میر تقی مرحوم کا مطلع ورد زبان ہے :

مشہور ہیں عالم میں مگر ہوں بھی کہیں ہم
القصہ نہ درپے ہو ہمارے کہ نہیں ہم

خط بکس میں یا کتاب میں رکھ دیتا ہوں اور بھول جاتا ہوں - آگے میں بھی خط لکھتا تھا ، اب رعشہ یوں بھی لکھنے نہیں دیتا - صاحب 'اکمل الاخبار' و صاحب 'اشرف الاخبار' جو ہمیشہ مجھ سے ملتے رہتے ہیں اور میرا حال جانتے ہیں ، از روئے مشاہدہ میرے کلام کی تصدیق کر کے اس اعتذار کو اپنے اخبار میں چھاپا[3] ہے'

۱- اردو ، مرقع ادب : ''سامعہ کا حال یہ ہے'' -
۲- فصیح الملک : ''اب غذا کی حقیقت سنیے'' لیکن صفدر مرزا پوری نے ''غذا کی حقیقت یہ ہے'' لکھا ہے - اُردو ، اور مرقع ادب -
۳- فصیح الملک : ''اخبار میں چھاپیں'' متن مطابق مرقع ادب و رسالۂ اردو -

اور مجموع صاحبان مطابع و راقمان اخبار بھی اگر اسی عبارت کو اپنے اخبار کے اوراق میں درج کریں گے تو فقیر ان کا احسان مند ہو گا۔ اس نگارش کی شہرت سے مقصود یہ ہے کہ میرے احباب[1] میرے حال پر اطلاع پائیں۔ اگر خط کا جواب یا اصلاحی غزل دیر میں پہنچے تو تقاضا اور اگر نہ پہنچے تو شکایت نہ فرمائیں۔ میں دوستوں کی خدمت گزاری میں کبھی قاصر نہیں رہا اور خوشی و خوشنودی سے کام کرتا رہا۔ جب بالکل نکما ہو گیا، نہ حواس باقی، نہ طاقت، پھر اب کیا کروں؟ بہ قول خواجہ میر درد[2]:

میں وفا کرتا ہوں لیکن دل وفا کرتا نہیں

متوقع ہوں، اگر کسی احباب کو میری طرف سے کچھ رنج و ملال ہو تو خالصاً للہ معاف فرمائیں۔ اگر جوان ہوتا تو احباب سے دعائے صحت کا طلب گار ہوتا، اب جو بوڑھا ہوں تو دعائے مغفرت کا خواہاں ہوں۔

راقم[3] اسد اللہ خاں غالب

[۱۴ اگست ۱۸۶۶ء]

۱۔ فصیح الملک: ''احبا میرے''۔

۲۔ فصیح الملک: ''میر درد'' لیکن صفدر مرزا پوری نے ''خواجہ وزیر'' پڑھا ہے جو غلط ہے۔ شعر دیوان میردرد طبع مجلس ترقی ادب لاہور میں یوں ہے:

نزع میں تو ہوں، ولے تیرا گلہ کرتا نہیں
دل میں ہے وہ ہی وفا، پر جی وفا کرتا نہیں

۳۔ رسالۂ اردو اور مرقع ادب میں فقط ''غالب'' درج ہے۔ یہ پورا فقرہ فصیح الملک سے ماخوذ ہے۔

۴۔ رسالۂ فصیح الملک میں ''راقم اسداللہ خاں غالب'' ہے، تاریخ نہیں

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۰۱۴ پر)

[۱۹] ایضاً (۴)

حضرت' صاحب قبلہ و کعبہ ، جناب صاحب عالم کو فقیر اسد اللہ کی بندگی !

دیباچے کا عظیم آباد کو روانہ ہونا معلوم ہوا ، مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ لخت جگر و نور بصر مولوی سید فرزند احمد کو وہ دیباچہ پسند آیا یا نہیں ؟ ہاتھ رعشہ دار ، آنکھیں ضعیف البصر ، حواس مسلوب ہیں ؛ قصہ مختصر من کل الوجوہ وہاں غالب مغلوب ہیں ۔

دو مہینے ہوئے کہ منشی ہر گوپال تفتہ بہ سواری ریل یہاں آئے ، ایک شب رہے ، صبح کو تشریف لے گئے ۔

مخدوم زادہ ، شاہ عالم کو سلام اور یہ پیام کہ بطلان حس حافظہ کے سبب آپ کے اخوان کے نام بھول گیا ہوں ۔ ان سب صاحبوں کی خدمت میں اور میاں برکات حسن صاحب اور چودھری عبدالغفور صاحب [کو] سلام پہنچائیں ۔ اور یہ بھی لکھ دیں کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۳)

ہے ۔ رسالہ اردو اور مرقع ادب میں نہ تاریخ ہے نہ نام ۔ میں نے تاریخ کی تعیین میں داخلی اور خارجی قرائن پر بنیاد رکھی ہے ۔ اسی خط میں اپنی عمر اکہتر سال لکھی ہے جو رجب ۱۲۸۳ھ یعنی نومبر ۱۸۶۶ء سے اکتوبر ۱۸۶۷ء پر ختم ہوتی ہے ۔ غالب نے اپنا یہ حال شوال ۱۲۸۲ھ مارچ ۱۸۶۶ء میں شائع کیا ۔ سیاح کے نام خط مورخہ ۲۵ اگست ۱۸۶۷ء میں یہی حال لکھا ہے اس لیے میں اس مکتوب کو نومبر ۱۸۶۶ء یا اس کے کچھ بعد کا مانتا ہوں ۔ نیز دیکھیے اس کے بعد آنے والا خط ۔

۱۔ مختار الدین ، از بیاض صاحب عالم ، علی گڑھ میگزین ، صفحہ ۹۷ ۔ غالب کی نادر تحریریں ، صفحہ ۶۶ ۔

مولوی غلام غموث خاں میرمنشی نے آپ کا دیباچہ اور میرا مجموعہ[1] نثر مرتب کر کے منشی ممتاز علی خاں [کو] بھیج[1] دیا ہے، اب چھپوانے میں ان کو اختیار ہے۔

اسد - ۱۲

۲۶ اگست ۱۸۶۶ع

[۲۰] ایضاً (۵)

ایک[2] شعر میں نے بہت دن سے کہہ رکھا ہے، اس خیال سے کہ میرے بعد کوئی میرا دوست میرا مرثیہ لکھے اور اس شعر کو بند قرار دے کر ترتیب رقم کرے۔ وہ شعر یہ ہے:

رشکِ[3] عرفی و فخرِ طالب مُرد
اسد اللہ خان غالب مُرد

۱- اس خط سے عود ہندی، مہر صفحہ ۵۰۸ اور "رشحات صفیر" کے ساتھ ساتھ عود ہندی کی تقریظ نمبر۴ کی تاریخ بھی متعین ہوتی ہے۔

۲- رسالہ 'فصیح الملک' جلد ۲، نمبر ۹ و ۱۰، صفحہ ۳۳ پر احسن مارہروی نے تین خط چھاپے تھے۔ ان میں سے اس خط کا سرنامہ یہ لکھا ہے: "یہ رقعہ جناب حضرت شاہ مقبول عالم صاحب خلف اصغر حضرت صاحب کے ہمراہ شوال ۱۲۸۲ھ میں دہلی سے بھیجا گیا"۔ میں نے دوسرے نوادر کے ساتھ یہ خط جناب مہر صاحب کو دیا تھا۔ موصوف نے حواشی و حوالہجات نظر انداز کر دیے، بلکہ اس خط کا مکتوب الیہ مقبول عالم صاحب کو قرار دیا۔ دیکھیے مہر صفحہ ۶۵۴۔ غالب کی نادر تحریریں ندارد۔

۳- غالب کے بعد اس شعر پر بہت سے لوگوں نے مرثیے لکھے جن میں سب سے بڑا مرثیہ ہرگوپال تفتہ کا ہے۔ دیکھیے نقوش، غالب نمبر صفحہ ۶۷۶۔ چونکہ صاحب عالم ۲۴ مارچ ۱۸۷۱ع میں فوت ہوے اس لیے ممکن ہے کہ انھوں نے بھی کوئی قطعہ لکھا ہو۔

دو صاحبوں کو اس کام کے واسطے اپنے ذہن میں ٹھہرایا ؛ ایک تو نواب مصطفیٰ خان ، سو انھوں نے شعر کہنے سے توبہ کی ۔ دوسرے نواب ضیاء الدین خاں ، وہ اکثر بیمار رہتے ہیں اور شعر کم کہتے ہیں ۔ پس اب میں اپنے پیر و مرشد صاحب عالم صاحب سے اس عنایت کا امیدوار ہوں کہ یہ کاغذ اپنے پاس رہنے دیں اور وقت پر ترکیب بند لکھیں ۔ اللہ ، اللہ ، اللہ !

[شوال سنہ ۱۲۸۲ھ - دسمبر ۱۸۶۶ع]

MAAB 1431
maablib.org

[۲۱] به نام چودھری عبدالغفور[1] سرور (۱۸)

جناب چودھری صاحب !

[2]میں تو خدمت بجا لایا ، مگر اس کے صلے میں تین باتیں چاہتا ہوں : ایک تو یہ کہ "آرے" میں مولوی سید فرزند احمد کے مکان کا پتا مجھے بھیجو تا کہ میں ان کو تہنیت لکھوں - دوسرے یہ کہ تمھارا خط تم کو واپس بھیجتا ہوں - حضرت صاحب کی دستخطی عبارت کو حرف بہ حرف اپنے ہاتھ سے لکھو اور مجھ کو بھیجو تاکہ میں ان کو تہنیت میں خط لکھوں - واللہ ، ہرگز مجھ سے پڑھا نہیں گیا ، تشویش و تشویر میں ہوں کہ کیا کروں - تم یہ بوجھ مجھ پر سے اٹھا لو - تیسری بات یہ کہ یہ معاملہ حضرت صاحب پر ظاہر نہ ہو اور میرے اس خط کا جواب جلد آئے -

غالب

۲۵ ستمبر[3] ۱۸۶۶ء

۱- یہ خط پہلی مرتبہ مختار الدین احمد آرزو صاحب نے :(رسالہ آج کل، دہلی ، فروری ۱۹۵۵ء ، صفحہ ۶) شائع کیا ہے - نقوش مکاتیب نمبر ، صفحہ ۱۰۵ - (خط نمبر ۱ تا ۱۶ مع سوانحی نوٹ حصہ اول جلد اول صفحہ ۲۶۰ تا ۲۹۷ - خط نمبر ۱۷ کے لیے دیکھیے اسی جلد کا صفحہ ۹۴۷) -

۲- یعنی قطعات تاریخ ولادت فرزند صغیر کی اصلاح - دیکھیے عکس تحریر و قطعات طبع 'آج کل' دہلی -

۳- 'آج کل' میں تاریخ ۲۵ دسمبر چھپی ہے جبکہ عکس تحریر میں ۲۵ ستمبر ہے - مختار الدین و خلیق انجم ۲۵ دسمبر -
۲۵ ستمبر ۱۸۶۶ء مطابق سہ شنبہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۳ھ
اور ۲۵ دسمبر ۱۸۶۶ء مطابق سہ شنبہ ۱۷ شعبان ۱۲۸۳ھ ہے -

[۲۲] به نام صفیر بلگرامی[1] (۱)

مخدومِ مکرم سید فرزند احمد صاحب کو سلام پہنچے - مجھ کو حضرت برجیس فطرت جناب حضرت صاحب عالم سے نسبت اویسی ہے۔ غائبان حاضر کی فہرست میں پہلے میرا نام مرقوم ہے - آپ کی طرزِ نگارش نظماً و نثراً، درخشندگیِ جوہرِ طبع سے خبر دیتی ہے - اگر آپ کی طرف سے استصلاح کا کلمہ درمیان نہ آتا تو میں فضولی نہ کرتا۔ باوجودِ خواہش خدمت کیوں نہ بجا لاؤں ؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ میری معلومات آپ پر مجہول نہ رہیں - مجموع ایک ورق میں کیوں کر گنجائش پائیں - ناگزیر جو اس نظم و نثر میں ہے ، اس کو عرض کرتا ہوں -

"بسر در آوردن" مخل معنی ، 'در آوردن' کافی - 'شور در سر انگیختن' ٹکسال باہر 'از سر انگیختن' مناسب - 'نہ بر انگیزد' و 'نہ برخیزد' فارسیِ ہند - 'بر نہ خیزد' و 'برنینگیزد' فارسیِ عجم - 'بر' لفظ زائد اور نون مفیدِ[2] معنیِ نفی - لفظ زائد 'نا'[3] قبل کلمہ چاہیے - 'نالہہا کہ

۱- صفیر بلگرامی (مولود ۱۲۴۹ھ ، متوفیٰ ۱۳۰۷ھ) ۱۲۸۰ھ میں مارہرے گئے تو وہاں غالب کا چرچا سن کر اپنا کلام بھی اصلاح کے لیے بھیجا ، جس کا غالب نے یہ جواب لکھا - اسے صفیر نے جلوۂ خضر اور مرقع فیض میں شائع کیا ، وہاں سے مختار الدین احمد صاحب اور قاضی عبدالودود صاحب نے نقل کیا - دیکھیے آج کل ، دہلی ، ماہ اگست ۱۹۵۲ء ، صفحہ ۱۳ - غالب کی نادر تحریریں ، صفحہ ۵۱ - نگار ، جولائی ۱۹۵۲ء - سہر ، صفحہ ۶۴۹ -

۲- آج کل "مفید" ندارد -

۳- آج کل "زائد ماقبل" -

از دل سر بر زده‌اند' یعنی چہ؟ غیر ذوی الروح بلکہ غیر ذوی العقول کی جمع کی خبر بصیغۂ مفرد رسم ہے۔

''پریستان''[1] اصل لغت ، مخفف اس کا بہ[2] حذف تحتانی ''پرستان''۔ 'پری استھان' توہم محض ۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ آدم الشعرا رودکی سے فخر المتاخرین شیخ علی حزیں تک کسی کے کلام میں 'پریستان' یا 'پرستان' دیکھا نہیں ۔

حضرت صاحب عالم قبلہ کی جناب میں میرا سلام عرض کیجیے اور کہیے کہ آپ کا عطوفت نامہ اور ساتھ اس کے چودھری صاحب کا مودت نامہ پہنچا ۔ دونوں نگارشیں جواب طلب نہ تھیں ۔ کل میں نے ایک چھاپے کی کتاب کا پارسل جس کا عنوان سید فرزند احمد صاحب کے نام کا ہے ، ارسال کیا ہے ۔ آپ بھی بہ نظر اصلاح مشاہدہ کیجیے گا۔

ہاں پیر و مرشد ! فارسی کے کلیات کو بھی کبھی آپ دیکھتے ہیں یا نہیں ؟ بہ قول انشاء اللہ خاں :

یہ مری عمر بھر کی پونجی ہے

جناب فرزند[3] احمد صاحب سے التماس ہے کہ حضرت صاحب کو سلام و پیام پہنچا کر حضرت شاہ عالم صاحب کو اور ان کے اخوان کو اور حضرت مقبول عالم کو میرا سلام کہیے گا ، اور جناب چودھری عبدالغفور صاحب کو سلام کہہ کر یہ فرمائیے گا کہ وہ اپنے عم نامدار اور استاد عالی مقدار کو میرا سلام کہیں ۔ زحمت

۱- صفیر نے لکھا تھا کہ ''پرسیدنی ہم دارم و آں لفظ پرستان است بعضی گویند کہ ایں لفظ ہندی است'' الخ۔جس کتاب کے پارسل کا ذکر آگے آ رہا ہے ، اس سے 'ابر گہر بار' مراد ہے ۔

۲- آج کل ''بہ'' ندارد ۔

۳- 'آج کل' میں نام منقوش ہے ''صفیرزند احمد''۔

تبلیغِ سلام و پیام ، تقدیمِ خدمتِ اصلاح کا دست مزد ہے - والسلام۔
نجات کا طالب غالب - ۱۲
یوم الخمیس ['پنجم] ذی الحجہ و ۱۲ مئی سال حال
(۱۲۸۰ھ - ۱۸۶۴ء)

[۲۳] ایضاً (۲)

مخدوم[۲] زادۂ مرتضوی دودمان ، سعادت و اقبال توامان مولوی سید فرزند احمد صاحب کو فقیر غالب کی دعا پہنچے -
میں نے جو استصلاحِ اشعار میں امتثال[۳] امر کیا ہے ، تو اس

۱- خط میں ''پنجم'' موجود نہیں ، لیکن ''۱۲ مئی جمعرات کے دن ۵ ذی الحجہ'' کے مطابق ہے - مہر صاحب نے ''۱۲ ذی حجہ'' لکھا ہے ، دیکھیے خطوط صفحہ ۶۵۰ - خطوط صفیر کے آخر میں جو تاریخیں چھپی ہیں وہ بہت مشتبہ ہیں اس لیے احتیاط ضروری ہے -
۲- 'نگار' جولائی ۱۹۵۲ء - 'آج کل' اگست ۱۹۵۲ء - غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۳۹ - مہر صفحہ ۶۵۰ -
۳- قاضی عبدالودود صاحب کہتے ہیں کہ غالب کی 'ابر گہر بار' کی رسید میں صفیر نے مثنوی 'صبح امید' بھیجی جسے اصلاح دے کر غالب نے یہ خط لکھا - صفیر کے شعر اور غالب کی اصلاح یوں ہے:

صباحی کہ مست وی اند اہل ہوش
بہ دنبال او خور صبوحی ''بہ دوش''
فروش
چو ابری کہ از وی شب زلف ماہ
کزو روز گیسو سیاہ
زصبح بنا گوش ، شد پردہ خواہ
باج خواہ
نویسد ہم او در ہماں مثنوی
بہ ہنجار جادو بیان قوی
زبانش پر از منطق پہلوی
(آئینہ غالب ، صفحہ ۹۵)

واقعہ کو یوں سمجھ لیا ہے کہ میں امیر المومنین کا بوڑھا غلام ہوں۔ امیر نے اپنی اولاد میں سے ایک صاحب زادہ میرے سپرد کیا ہے ['اور حکم دیا ہے] کہ تو اس کے کلام کو دیکھ لیا کر ورنہ میں کہاں اور یہ ریاضت کہاں۔ ۱۲ غالب[۲]

اپنے نانا صاحب کی خدمت میں میری بندگی عرض کیجیے گا۔ اگرچہ حضرت میرے ہم عمر[۳] ہیں مگر ان کے ابوالاباء کا غلام ہو کر سلام کیا لکھوں، مجھ کو ارادت میں آن سے نسبت اویسی ہے اور محبت بھی بے تکلف ویسی ہے جیسی اس معنوی نسبت میں چاہیے۔

نجات کا طالب غالب - ۱۲

یوم الخمیس[۴]، پنجم ذی الحجہ ۱۲۷۸ھ

[بست و پنجم ذی الحجہ سی ام جون ۱۸۶۴ع]

۱- آج کل، قادر تحریروں میں "اور حکم دیا ہے" ندارد۔ قاضی صاحب نے اس فقرے کو بین القوسین لکھا ہے۔

۲- قاضی صاحب نے "غالب ۱۲" نہیں لکھا، جلوۂ خضر میں ہے۔

۳- آج کل، ہم عصر اور آئینۂ غالب صفحہ ۹۴ میں یہ پیرا گراف بین القوسین ہے اور 'ابوالابا' کے بجائے "ابو آباء" ہے۔

۴- جلوۂ خضر و فیض صفیر میں یہی تاریخ درج ہے جو تقویم کی رو سے بھی غلط ہے اور واقعۂ شاگردی کی رو سے بھی۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں: "۱۰ ذی الحجہ کو پہلا خط غالب کا پہنچا اور یہ دوسرا ہے اس لیے سنہ ۱۲۸۰ھ کا ماننا قرین قیاس"۔ اس میں صرف اتنا اضافہ اور چاہیے کہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ کو جمعہ کا دن تھا۔ دیکھیے خط بنام علائی، خطوط غالب مہیش، صفحہ ۳۵۸۔ لیکن قریب ترین امکان وہی ہے جو میں نے لکھا ہے۔ "بست و پنجم ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ" مانا جائے یا بست و ششم۔

[۲۴] ایضاً (۳)

نور[1] چشم ، لخت جگر ، زبدۂ اولاد پیغمبر ، حضرت مولوی سید فرزند احمد [صاحب] زاد مجدہ اس درویش گوشہ نشین کی دعا قبول فرمائیں !

بوستان خیال کے ترجمے[2] کا عزم اور دو جلدوں کا منطبع ہوجانا مبارک ۔ حضرت ! یہ آپ کا احسان عظیم ہے مجھ پر خصوصاً اور جمیع بالغ نظران ہند پر عموماً ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (کذا) ۔

جناب[3] میر ولایت علی صاحب سے بعد ارسال قیمت و محصول دو جلدیں مانگی ہیں ۔ خدا کرے وہ یہ پارسل پہلے بھیجیں اور یہ رقعہ تمہارے پاس بعد ۔

(مُہر) غالب ۱۲۷۸ھ

۸ ذی قعدہ ۱۲۸۱ ہجری

[۴۵ اپریل ۱۸۶۵ع]

۱۔ نگار ، جولائی ۱۹۵۲ع ، صفحہ ۲۶ ۔
آج کل اگست ۱۹۵۲ع صفحہ ۱۴ ، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۵۵ ، مہر صفحہ ۶۵۱ ۔

۲۔ صفیر نے جلوۂ خضر جلد اول صفحہ ۲۲۲ پر لکھا ہے : ''جب میں نے بوستان خیال اردو کرکے مطبع عظیم المطابع پٹنہ میں چھپوائی اور اس کا اشتہار بذریعہ اودھ اخبار مشتہر ہوا ۔ حضرت غالب نے ایک خط مع اس کی قیمت کے میرے پاس پٹنہ میں بھیجا ، میں نے ایک جلد بھیج دی ۔'' (حواشی آثار غالب ، مشمولہ علی گڑھ میگزین ، غالب نمبر ، صفحہ ۴۴) ۔

۳۔ جناب قاضی صاحب نے یہ عبارت بریکٹ میں لکھی ہے ۔ دیکھیے ولایت علی کے نام غالب کا خط ۔ صفحہ ۱۰۲۷

۴۔ مہر صاحب ۴ اپریل لکھتے ہیں ۔ میں نے جنتری پنجاہ سالہ مع ضمیمہ ، طبع فیض الکریم حیدر آباد دکن سے یہ تاریخ مطابق کی ہے ۔ آئینۂ غالب صفحہ ۹۶ پر آٹھ موجود نہیں ۔

[۲۵] ایضاً (۴)

بہ[1] علاقۂ مہر و محبت ، نور چشم و سرور دل و بہ رعایتِ سیادت ، مخدوم و مطاع مولوی سید فرزند احمد ، طال بقاءہ و زاد علاءہ اس مصرع سے میرا مکنونِ ضمیر[2] دریافت فرمائیں :

بندۂ شاہ شمائیم و ثنا خوان شما

یارب ! وہ کون بزرگ ہیں کہ سودائی کو معمائی سمجھتے ہیں ؟ اصلِ فطرت میں میرا ذہن تاریخ و معما کے ملائم [و مناسب] نہیں پڑا ہے۔ جوانی میں از راہِ شوخیِ طبع گنتی کے تین عامیانہ معمے لکھے [ہیں] ، وہ مبادی کلیات فارسی میں موجود[3] ہیں ۔ تاریخیں اگر ہیں تو مادے اوروں کے ہیں اور نظم فقیر کی ہے ۔ یہ کلام نہ بہ طریق کسر نفسی[4] ہے ، نہ بہ سبیل اغراق ، سچ کہتا ہوں اور سچ لکھتا ہوں . . . .؟

۱- نگار صفحہ ۲۷ ، آج کل صفحہ ۱۵ - مہر صاحب نے اس خط کے دو ٹکڑے کر دیے ہیں : پہلا ٹکڑا آغاز خط سے ''قیمت لکھ بھیجیں'' تک اور ''اشعار گہربار'' سے دوسرا خط جس پر یہ عبارت خدا جانے کہاں سے درج کی ہے : ''بہ علاقۂ مہر و محبت نورچشم و سرور دل و بہ رعایت سیادت مخدوم ، مولوی سید فرزند احمد طول عمرہ ۔'' دیکھیے خطوط غالب صفحہ ۵۹۹ - خط کا دوسرا حصہ مع تاریخ صفحہ ۶۵۱ ، خط کا پہلا حصہ مع تاریخ ــ خلیق انجم ، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۵۶ -

۲- 'مکنون ضمیر' سے مراد عقیدہ و عقیدت ہے کہ ''شاہ'' سے مراد شاہ ولایت حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے ، اگرچہ شبہ شاہ عالم کا بھی ہو سکتا ہے -

۳- قاضی عبدالودود صاحب نے بعض خطی نسخوں سے نقل کر کے پہلی مرتبہ ''آثار غالب'' میں شائع کیے تھے - پھر میں نے کلیات طبع مجلس ترقی ادب لاہور میں شریک اشاعت کیے - دیکھیے کلیات نظم فارسی ، جلد ۳ ، صفحہ ۴۱۱ -

۴- بعض نسخوں میں ''کسر نفس'' ہے -

اس نامۂ مہر افزا کو دیکھ کر مبادیِ 'پرستان خیال' کی عبارت یاد آئی ۔ افسوس ہے کہ اس ہیچ میرز کے اجزائے خطابی آس مسودے کی تسوید کے وقت تک آپ نے نہیں سنے تھے ورنہ اس کے کیا معنی کہ خط میں لکھے جائیں اور کتاب میں اندراج نہ پائیں ۔ محمد رضا برق کا خطاب معلوم تھا تو آپ نے لکھا ہے ، حکایت ہے شکایت[1] نہیں ۔ پہلی جلد جس کا نام "افق الخیال" ہے اس کے دیکھنے کا بہت مشتاق ہوں ۔ جناب میر ولایت علی صاحب کو تاکید[2] رہے کہ جب اس کا چھاپہ تمام ہو ، بے طلب بھیج دیں اور معاً قیمت لکھ بھیجیں ۔

اشعار گہربار دیکھ کر دل بہت خوش ہوا ، سب اچھے ہیں مگر جو میرے دل میں اتر گئے ہیں ، وہ تم کو لکھتا ہوں :

ہائے وہ لب ہلا کے رہ جانا
ابھی کچھ بات کر نہیں آتی

کیوں حضرت! "ابھی کچھ" کی تحتانی کا دبنا غیر فصیح نہیں ؟

کچھ ابھی بات کر نہیں آتی

کیا اس کا نعم البدل نہیں ؟

ورق ہیں جوششِ مضمونِ گریہ سے بادل
بسانِ ژالہ ہے ہر نقطۂ کتاب میں آب

درِ قائل[3] :

کبھی ہوں گرم کبھی سرد حسب موقع و وقت
صفیر آگ میں ہوں آگ ، اور آب میں آب

۱- صفیر نے جواب میں لکھا "اجزائے خطابی کا مبادی بوستان خیال(؟) میں نہ لکھنا بخدا سہواً تھا نہ عمداً" ۔ صحیفہ ، غالب نمبر ۳ ۔

۲- مہر : "تاکید ہے" ۔

۳- 'در قال' مہر ندارد — آج کل "در قائل" ۔ نگار "در قال" صحیح "لله در من قال" ۔

عارفانہ و موحدانہ مضمون اور بالغانہ الفاظ ۔

تم سلامت رہو قیامت تک
صحت و لطف طبع روز افزوں
نجات کا طالب غالب ۔ ۱۲
شنبہ ۲۵ ذی القعدہ ۱۲۸۱ھ
[۲۲ اپریل ۱۸۶۵ع]

[۲۶] ایضاً (۵)

نور الابصار[۲] ، ممتاز روزگار ، زکی و ارشد ، مولوی سید فرزند احمد طال بقاءہ و زاد علاءہ ۔ اس پیر ہفتاد سالہ کی دعا پہنچے . . . . (کرم خوردہ) . . . آج میں نے لیٹے لیٹے حساب کیا کہ یہ سترواں برس مجھے جاتا ہے ۔ ہائے :

۱۔ انجم صاحب نے "مارچ ۱۸۸۳ع" لکھا ہے جو مسامحہ ہے ۔ آج کل میں "۲۵" نہیں ہے ۔ جنتری میں ۲۵ ذی قعدہ ہفتہ کے دن ۲۲ اپریل ۱۸۶۵ع ہے ۔

۲۔ ۱۹۳۵ع میں وصی احمد بلگرامی نے 'ندیم' میں شایع کیا ۔ آج کل دہلی صفحہ ۱۶ میں قاضی عبدالودود صاحب نے تردید کے لیے چھاپا ۔ مہر صاحب 'خطوط غالب' صفحہ ۵۹۸ ۔ غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۱۰۴ ۔ رسا ہمدانی صفحہ ۵۷ ۔ مشفق خواجہ صاحب نے "انشائے مبد گل" ، "مرقع فیض" اور "جلوۂ خضر" وغیرہ کے تفصیلی مطالعے کے بعد "صفیر بلگرامی اور غالب" کے موضوع پر مقالہ لکھا ہے جس میں یہ خط "انشائے مبد گل" سے نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اب تک یہ خط مخلوط شایع ہوتا رہا ہے ۔

سنین عمر کے ستر ہوئے شمار برس[1]
بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس

"محبت افزا کو دیکھ کر آنکھوں میں نور، دل میں سرور آیا اور "سروش سخن[2]" اس کے دوسرے دن پہنچا . . . [3] "ابھی کچھ کمر نہیں آئی ؟" کا جواب با صواب[4] پایا :

۱- صفیر کی بیاض میں پانچ شعروں کا قطعہ ہے جس میں اس شعر کا جواب دیا ہے - مشفق خواجہ صاحب نے تین شعر نقل کیے ہیں۔ (صحیفہ، غالب نمبر ۳) :

بہار آئی ہے، اے ابر نوبہار ! برس
میں بار بار ہوں روتا تو بار بار برس
سنا صفیر ! یہ کہتے ہیں حضرت غالب
بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس
مگر یہ پہلے سے اعداد غین کی ہے دعا
خدا کرے مرا غالب جیے ہزار برس

خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ اس سلسلے کے دو خط غالباً تلف ہو گئے ہیں۔

۲- فخرالدین حسین سخن نے رجب علی بیگ سرور کے 'فسانہ' عجائب' کا جواب 'سروش سخن' کے نام سے لکھا - شاید صفیر بلگرامی نے اسے کانٹ چھانٹ اور اصلاح دے کر قلمی صورت میں غالب کو بھیجا ہو جس کا خط میں ذکر ہے - سروش سخن ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۶۰ء میں تمام ہوا اور ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۴ء میں نول کشور پریس لکھنؤ سے شایع ہوا -

۳- ایک لفظ ضایع ہو گیا -

۴- صفیر نے اس سے پہلے خط میں لکھا تھا :
"پہلے شعر مطبوعہ خاطر اقدس پر جو اصلاح ہوئی کہ :

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۰۲۷ پر)

تم سلامت رہو قیامت تک
صحت و زور طبع روز افزوں

مگر ایسی باتوں سے بچنا مناسب ، گو مجھی سے ہو . . . (کرم خوردہ) . . . شاعر پابند قواعد . . . (کرم خوردہ) کچھ قواعد حسب خواہش شاعر نہیں کہلاتا ۔ الحمد للہ تم وقوف سے خالی نہیں . . . (کذا) . . . قصہ دیکھا ، آپ کی جوہر طبع کی لمعانی اور نیر فکر کی درخشانی ،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۶)

کچھ ابھی بات کر نہیں آتی

درست ہے مگر زبان دانان لکھنؤ کے یہاں حروف علت آخر لفظ بندی کا گرانا ، دبانا جائز ہے اور غیر زبان کے لفظ کا ناجائز ۔ مخصوص حروف علت میں الف اور یائے تحتانی پر تو ہمیشہ مار رہتی ہے ۔ ہاں فصحا بہ ضرورت اور حسب موقع دباتے ہیں اور کبھی الف اور یائے تحتانی کے بعد اگر نون بھی ہو ، اصلی لفظ یا جمع کے حروف میں بھی دب جاتا ہے ۔ آتش :

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا

'میں' اور 'ہوں' کے حروف دوم اور سوم دب گئے ۔ ناسخ :

خوں رلاتا اسے ناسور بنا کر گردوں
زخم بھی گر مرے تن پر کبھی خنداں ہوتا

"کبھی خنداں" بر وزن . . . یائے تحتانی کبھی کی دب گئی ۔ اسی طرح "ابھی کچھ بات" . . . (کرم خوردہ) فعلاتن (؟) زیادہ مثالیں نہ لکھیں کہ . . . (کرم خوردہ) سے واضح ہوں گی ، اور (کرم خوردہ) بھی اس سے خالی ہیں ۔ خیال آتا ہے کہ مطلع حضور کا ہے ، دیوان آپ کا اس وقت موجود نہیں :

گھر ہمارا جو نہ روتے بھی تو ویراں ہوتا
بحر اگر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا

"بھی تو ویراں" فعلاتن کے وزن پر ہے ۔ " الخ

بہت جگہ پر پسند آئی ۔ اگرچہ وہ قصہ تو نہیں ، بچوں کے سلانے کی کہانی ہے مگر محنت کی گئی ہے ۔ ہاں ، اگر ''فسانۂ عجائب'' کا مقابلہ کیا ہے تو کیا کہوں کہ کیا کیا ہے؟ ابھی دیکھتا ہوں ، آیندہ اس کی کیفیت سے اطلاع دی جائے گی ۔ الفاظ کی غلطی بہت پائی جاتی ہے ۔ جا بجا 'لاچار' لکھا ہے اور 'لاچار' غلط ہے ۔ کس لیے کہ 'چار' لفظ فارسی ہے اور جیم فارسی اس کی دلیل ہے ، اگرچہ 'لا' کا حرف نفی ہے مگر فارسی کا حرف نفی ہوتے کہ حرف 'نا' ہے 'لا' کا لگانا کاتب کی جہالت ہے ۔

یہ قصہ آپ کے خط سے نہیں معلوم ہوتا ۔ شاید کسی کاتب سے لکھوایا ہے ۔ ہائے ، خدا کی مار کاتبانِ ناہنجار پر ، میرا دیوان اور ''پنج آہنگ'' اور ''مہر نیم روز'' ستیاناس کر کے چھوڑ دیا ۔

غزلیات فارسی اصلاح ہو کر جاتی ہیں ۔

لو ، بس اب میں نواب ضیاء الدین خاں سے باتیں کر رہا[1] ہوں اور وہ بھی تم کو سلام اشتیاق آمیز پہنچاتے ہیں اور منشی صاحب بہت بہت بندگی کہتے ہیں[2] ۔

[۱۸۶۵ء]

[۲۷] ایضاً (۶)

نور چشم[3] و سرورِ دل فرزانہ ، مرتضوی گہر ، مولوی سید

۱- آج کل میں ہے ''باتیں کر رہا ہوں ، تمہارے خط کے جواب نے اتنی دیر تک ان کو چپکا بٹھا رکھا اور وہ بھی'' ۔

۲- مہر صاحب نے ۲۸ نومبر ۱۸۶۳ء تاریخ لکھی ہے اور حاشیے میں ۱۸۶۴ء پر دلیل دی ہے ۔ قاضی صاحب اس خط کو جعلی کہتے ہیں ، لیکن مشفق خواجہ نے معاصر ماخذ سے نقل کیا ہے ۔ دیکھیے صحیفہ ، غالب نمبر ۳ ۔

۳- نگار ، جولائی ۱۹۵۲ء ۔ آج کل ، اگست ۱۹۵۲ء ۔ غالب کی نادر تحریریں ، صفحہ ۵۸ ۔ مہر ندارد ۔

فرزند احمد صاحب زاد مجدہ ! اس نسبتِ عام سے کہ ہم اور آپ مومن ہیں ، سلام - اور اس نسبتِ خاص سے کہ آپ میرے دوستِ روحانی کے فرزند ہیں ، دعا - اور اس نسبتِ اخص سے کہ آپ میرے خداوند کی اولاد میں سے ہیں ، بندگی :

میں قائلِ خدا و نبی و امام ہوں
بندہ خدا کا اور علی کا غلام ہوں

آپ کے دو خطوں کا جواب بہ سبیل ایجاز لکھا جاتا ہے ؛ دہائی خدا کی ! مجھے ولایت کی اپیل کی تاب نہیں - نہ تم اپیلانٹ بنو ، نہ مجھے رسپانڈنٹ بناؤ - لکھ بھیجو کہ ''صبح بہار'' کی عبارت فارسی ہے یا اردو ، اور ماکتب فیہ اس کا کیا ہے -

نجات کا طالب غالب

چہار' شنبہ ہفتم ذی الحجہ ۱۲۸۱ھ
[۳ مئی ۱۸۶۵ع]

۱- تقویم میں چہار شنبہ ۷ ذی حجہ ۱۲۸۱ھ ، ۳ مئی ۱۸۶۵ع کے مطابق ہے - یوسف انجم ''اپریل ۱۸۸۳ع'' لکھتے ہیں -

AAB 1431
مرکز احیاء آثار تبریز
maablib.org

[۲۸] بہ نام 'میر ولایت علی (۱)

. . . . . شفیق و مکرم میر ولایت علی صاحب کو خدائے جہاں آفرین . . . . . [تندر]ست رکھے - از روئے اودھ اخبار لکھنئو بوستان خیال کا ترجمہ مسمی بہ پرستان [خیال] آپ کے مطبع میں آمادہ انطباع بلکہ دو جلدوں کا منطبع ہو جانا اور دونوں نسخوں کا بہ قیمت ایک [۲] روپیہ کے بہ شرط ارسال محصول ڈاک ہاتھ آنا معلوم [ہوا] ۳ ٹکٹ . . . . . مالیت دو روپے کے بھیجتا ہوں ، پونے دو روپے قیمت کے اور چار آنے از روئے قیاس محصول کے . . . . (کذا) فقیر کو آج یہ حال معلوم ہوا ، آج ہی خط مع محصول روانہ کیا - آپ سے مستدعی بلکہ متقاضی ہوں کہ اسی طرح آپ بھی عجلت کو کام فرمائیے اور جس دن میرا خط پہنچے اس کے دوسرے دن پارسل روانہ کیجیے - صورتِ تعجیل میں شکر گزار اور صورتِ توقف میں گلہ سنج رہوں گا -

۸ ذی قعدہ[۴] [۱۲۸۱ھ]

[۴ اپریل ۱۸۶۵ع]

[مُہر : محمد اسد اللہ خاں ۱۲۳۸ھ]

۱- میر ولایت علی صاحب مطبع عظیم المطابع ، عظیم آباد کے مہتمم اور صفیر کے اعزا میں تھے - بوستان خیال کا ترجمہ اسی پریس سے چھپا تھا - غالب کے دو خط اسی سلسلے میں ان کے نام محفوظ ہیں - یہ پہلا خط "انشائے سبد گل" مرتبہ صفیر سے جناب مشفق خواجہ نے نقل کیا ہے - دیکھیے صحیفہ غالب نمبر ۳ ، لاہور - ابھی تک یہ خط کسی مجموعے میں شایع نہیں ہوا -

۲- جہاں جہاں نقطے ہیں وہاں کی عبارت کرم خوردہ ہے -

۳- ایک روپیہ اصل میں رقمی ہندسوں میں ہے -

۴- انشائے سبد گل میں صرف "۸ ذی قعدہ" اور مہر ہے - ۸ ذی قعدہ ۱۲۸۱ھ مطابق ہے ۴ اپریل ۱۸۶۵ع یوم سہ شنبہ کے -

[۲۹] ایضاً (۲)

'جناب میر ولایت علی صاحب! واسطے اپنے جد کے میری تقصیر معاف کیجیے در حقیقت میں میرا گناہ نہیں:

پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند

ستر برس کی عمر، حافظہ معدوم[۳]، نسیان مستولی۔ کل آپ کو خط لکھا، لفافہ دیتے وقت ٹکٹ لیپٹنی بھول گیا۔ آج جو بکس کھولا تو ٹکٹ بکس میں پائی۔ ذلیل و خوار و خجل و شرمسار آج لفافۂ جدید میں ملفوف کر کے بھیجتا ہوں، خدا کرے پہنچ جائیں۔

غالب[۴] یکرنگ ۹ ذی قعدہ [۱۲۸۱ھ]

۱۔ یہ خط اب تک فیض صفیر کے حوالے سے چھپتا رہا ہے، دیکھیے زمانہ کان پور، مئی و جون ۱۹۳۹ء۔ آثار غالب صفحہ ۶ مشمولہ غالب نمبر علی گڑھ میگزین۔ خطوط غالب مہر، صفحہ ۶۱۲۔ غالب کا نادر تحریریں صفحہ ۶۲۔ صفیر کی کتاب انشائے سبد گل میں یہ خط سب سے پہلے شامل ہوا۔ زیر نظر متن اسی پر مبنی ہے۔ "فیض صفیر" میں صفیر نے کچھ اضافہ کیا، مثلاً "جناب میر ولایت علی صاحب مہتمم مطبع عظیم المطابع عظیم آباد" اور "کل آپ کو بہ طلب ترجمہ بوستان خیال مترجمہ صفیر بلگرامی خط لکھا" اور "خدا کرے کتاب وہاں سے چلے روانہ ہو اور یہ لفافہ وہاں بعد پہنچے۔"

۲۔ مخزن الاسرار میں پہلا مصرع ہے: "عیب جوانی نہ پذیرفتہ اند" قاضی عبدالودود۔

۳۔ فیض صفیر میں "حافظہ معلوم" نیز اسی کتاب میں ٹکٹ کی تذکیر و تانیث کی سند میں "لیپٹی" اور "پائی" کو "لیپٹنے اور "پائے" لکھا ہے۔ اور آخر میں "نجات کا طالب غالب" ہے۔ نیز "۱۶ اپریل ۱۸۶۵ء" کا اضافہ کیا ہے۔ انشائے سبد گل میں

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۰۳۲ پر)

MAAB 143

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳۱)

"غالب یکرنگ و ذی قعدہ" درج ہے لیکن مہر صاحب نے اسے ۵ اپریل کا مانا ہے جو صحیح ہے - اور شاید اسی خط کا لفافہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے جس کا عنوان یہ ہے :
"در عظیم آباد پٹنہ ، بہ محلہ کشمیری مطبع عظیم المطابع موصول و بخدمت جناب میر ولایت علی صاحب مہتمم مطبع مذکور زاد مجدہ مقبول باد - پیڈ ضروری - جواب طلب" مہر : "غالب ۱۲۷۸ھ"
ایک مہر ہے : "۶ اپریل ۶۵ع دلہائی پی اے PATNA"

[۳۰] بہ نام غلام حسنین' قدر بلگرامی (۱)

ذرہ پرور'!

آپ کے عنایت نامے کے آنے سے تین طرح کی خوشی مجھ کو حاصل ہوئی : ایک تو یہ کہ آپ نے مجھ کو یاد کیا ، دوسرے آپ کی طرز عبارت مجھ کو پسند آئی ، تیسرے یہ کہ آپ حضرت علامہ'

۱- غلام حسنین قدر بلگرامی جمادی الثانیہ ۱۲۴۹ھ/اکتوبر ۱۸۳۳ع قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی (یو - پی) میں پیدا ہوئے ۔ ان کے والد خلف علی صاحب بن سید کرامت علی مقدس بزرگ تھے ۔ قدر نے ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی ، عنفوان شباب میں "کو آتھ" ضلع شاہ آباد (بہار) میں شادی ہو گئی ۔ کچھ دنوں بعد وطن واپس آنے اور پھر لکھنؤ پہنچے ۔ یہاں علوم کی تکمیل ہوئی ۔ امداد علی بحر اور فتح الدولہ برق سے قواعد فن شعر و سخن سیکھے اور شیخ امان علی سحر لکھنوی سے اردو شاعری میں شرف تلمذ حاصل کیا ۔ غالب سے فارسی شعر گوئی میں اصلاح لی ۔

قدر ، قادر الکلام شاعر اور فن پر محققانہ نظر رکھتے تھے ۔ ان کی ادبی کتابوں میں علم عروض و قافیہ پر "قواعد العروض" اردو زبان میں سب سے بڑی کتاب مانی گئی ہے ۔

قدر ، پہلے ہردوئی کے ایک اسکول میں مدرس تھے ، پھر کیننگ کالج لکھنؤ میں عربی و فارسی کے استاد مقرر ہوئے اور ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۲ع میں نظام دکن کے ساتھ کلکتہ سے حیدر آباد چلے گئے ۔ نظام نے چار سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا ، لیکن بیماری نے حملہ کیا اور لکھنؤ واپس آ کر ۲۳ ذی القعدہ ۱۳۰۱ھ/ ۱۴ ستمبر ۱۸۸۴ع کے دن انتقال کیا اور خدا بخش کی کربلا میں

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۰۳۴ پر)

عبدالجلیل اور (کذا) آزاد[1] مغفور کی یادگار ہیں اور میں ان کے حسن کلام کا معتقد ہوں۔ خواہش آپ کی کیا ممکن ہے کہ مقبول نہ ہو؟ جب مزاج میں آئے نظم و نثر بھیج دیں۔ میں دیکھ کر بھیج دیا کروں گا، اور آرائش گفتار یعنی حک و اصلاح میں دریغ نہ ہوگی[2]۔

بارہ برس کی عمر سے نظم و نثر میں کاغذ مانند اپنے نامۂ اعمال کے سیاہ کر رہا ہوں۔ باسٹھ برس کی عمر ہوئی، پچاس برس اس شیوے کی ورزش میں گزرے۔ اب جسم و جاں میں تاب و تواں نہیں۔ نثر فارسی لکھنی یک قلم موقوف، اردو، سو اس میں عبارت آرائی متروک، جو زبان پر آوے وہ قلم سے نکلے۔ پانو رکاب میں ہے اور ہاتھ باگ پر، کیا لکھوں اور کیا کروں[3]؟ یہ شعر اپنا پڑھا کرتا[4] ہوں:

عمر بھر دیکھا کیے[5] مرنے کی راہ
مر گئے پر دیکھیے دکھلائیں کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳۳)
دفن ہوے (مرتضیٰ حسین بلگرامی، سید غلام حسنین قدر بلگرامی طبع ماہ نامہ 'آج کل' دہلی، اکتوبر ۱۹۶۳ء—تلامذۂ غالب، صفحہ ۲۴۸—کلیات قدر بلگرامی، طبع آگرہ ۱۳۰۸ھ، صفحہ ۷۔ ادبی خطوط غالب)۔

۲۔ مبارک علی صفحہ ۴۰۲، مہیش صفحہ ۱۷۷، مہر صفحہ ۵۳۹۔

۱۔ خطوط غالب مہر اور اردوے معلیٰ مبارک میں صرف یہ ہے "آپ حضرت آزاد مغفور" اضافہ از مہیش—آزاد: عبدالجلیل بلگرامی۔ مؤلف تذکرہ ہائے خزانۂ عامرہ و سرو آزاد وغیرہ۔

۲۔ خطوط غالب مہر "دریغ نہ ہوگا"۔

۳۔ خطوط غالب مہر "کیا لکھوں اور کیا کہوں"۔

۴۔ مبارک و مہر "پڑھتا ہوں"۔

۵۔ مبارک و مہر "دیکھا کیا" مہیش "کیے" مرزا نے منشی نبی بخش حقیر کو بھی یہ شعر لکھا ہے اور "دیکھا کیا" کی جگہ "کیے" لکھا ہے۔

آپ ملاحظہ فرمائیں ہم اور آپ کس زمانے میں پیدا ہوئے ؟ اور کی فیض رسانی اور قدردانی کو کیا روئیں ، اپنی تکمیل ہی کی فرصت نہیں - تباہیِ ریاستِ اودھ نے ، با آنکہ بیگانہ محض ہوں ، مجھ کو اور بھی افسردہ دل کر دیا، بلکہ میں کہتا ہوں کہ سخت ناانصاف ہوں گے وہ اہلِ ہند جو افسردہ دل نہ ہوئے ہوں گے - اللہ ہی اللہ ہے !

کل آپ کا خط آیا ، آج میں نے جواب لکھا تا کہ انتظارِ جواب میں آپ کو ملال نہ ہو - والسلام مع الاکرام[2] -

از[3] اسد اللہ

نگاشتہ بست و سوم فروری ۱۸۵۷ء

[۳۱] ایضاً (۲)

حضرت[4] !

میں نے چاہا کہ حکم بجا لاؤں اور عبارت کو اصلاح دوں ، مگر میں کیا کروں ؟ آپ غور کریں کہ اصلاح کی جگہ کہاں ہے ؟ اگر بہ مثل آپ خود نظر ثانی میں کوئی لفظ بدلا چاہیں تو ہرگز جگہ نہ پائیں - جس کاغذ پر اصلاح منظور ہوتی ہے ، تو بین السطور زیادہ چھوڑتے ہیں - جب اس عبارت کو اور کاغذ پر نقل کروں ، تب جا کر حک و اصلاح کا طور بنے - میرا کام اصلاحِ عبارت ہے ، نہ کتابت -

---

۱- فروری ۱۸۵۶ء کو کمپنی نے حضرت واجد علی شاہ مرحوم اعلی اللہ مقامہ کو معزول کر دیا تھا -

۲- مہیش اور مہر کے نسخوں میں "مع الکرام" چھپا ہے -

۳- اردوے معلیٰ میں 'اسد اللہ' پہلے اور تاریخ بعد میں ہے - مہیش و مہر میں تاریخ کے بعد نام ہے -

۴- مہیش پرشاد صفحہ ۱۷۸ ، مبارک علی صفحہ ۳۰۴ ، مہر صاحب صفحہ ۵۳۹ -

'زردشت آتش کدہ' الخ زردشت کو آتش کدہ سے وہ نسبت نہیں ، جو ساقی کو مے خانے سے - زردشت باعتقاد مجوس پیغمبر تھا ، آتش کدہ کے پجاری کو موبد اور ہیربد کہتے ہیں -

'آب حرام اشتیاق' ، 'آب حرام' شراب کو محل مناسب پر کہیں تو کہیں ، ورنہ بادہ و رحیق و مے و راوق کی طرح اسم نہیں - ناچار 'شراب شوق' یا 'بادۂ شوق' لکھنا چاہیے - 'اشتیاق' سے 'شوق' بہتر ہے -

'ما ہم دوسہ جامگی علی التواتر زدہ بودم' - ما زدہ بودم' تمہارا دل اس ترکیب کو قبول کرتا ہے؟ 'من زدہ بودم' یا' ما زدہ بودیم' - اس سے علاوہ 'دو سہ جامگی' بکاف فارسی یعنی چہ ؟ 'جام' معلوم ، کاف تصغیر کا 'جامک' چاہیے - 'جامگ' کیا ؟ مگر یہ پیروی قتیل کی ہے کہ وہ ایرانیوں کی تقریر کے موافق تحریر بناتا ہے - ظہوری ، جلال ، ظہیر ، طاہر وحید ، کسی کے ہاں 'جام' کو 'جامک' نہیں لکھا - 'دو سہ جامگی' کی جگہ 'دو سہ ساغر' یا 'دو سہ قدح' لکھو -

'یا چناری گلستان بر باغبان است و تیاری او بر قدردان' - میں اس فقرے کو نہیں سمجھا ، یعنی 'بر باغبان' کیا ہے ؟ 'تیاری' کیا ہے ؟ 'تیار' بہ معنی 'بیمار داری' و 'غم خواری' ہے - جب یہ لفظ خود افادۂ معنیِ مصدری کرتا ہے تو 'یائے مصدری' کیسی ؟

'تیرہ شبی با بسر آمد' - 'تیرہ شبیہا بسر آمد' ، خیر 'شبے بسر آمد' یعنی چہ ؟

'لیلائے دیدم کہ با ہزار طرۂ طرار' - طرہ ، زلف کو کہتے ہیں ، وہ دو ہوتی ہیں ، نہ کہ ہزار در ہزار -

'جامگی' مکرر دیکھا گیا - معلوم ہوا ، حضرت نے جو کہیں 'جامگی خوار' دیکھا ہے تو اس کو 'جام خوار' بہ معنی 'شراب خوار'

سمجھا ہے - یہ غلط ہے - 'جامگی خوار' اس نوکر کو کہتے ہیں کہ جس کی تنخواہ کچھ نہ ہو، روٹی کپڑے پر اس سے کام لیتے ہوں - نظامی، نوکر حضرت خضر کے، کتنا روزینہ[1] سخن پاتے ہیں جو خضر فرماتے ہیں :

کہ' اے جامگی خوار تدبیرِ من
ز جام سخن چاشنی گیرِ من

'در توبہ باز است و باب رحمت فراز' - معنی اس کے یہ کہ توبہ کا در کھلا ہے اور دروازہ رحمت کا بند ہے، 'فراز' اضداد میں سے نہیں ہے 'باز' کھلا، 'فراز' بند -

'قدر زعفران زار را بوئے گل کرد' - اس کا لطف کچھ میری سمجھ میں نہیں آیا - 'قدر زعفران زار' کیا؟ اور پھر اس کو کس نے 'بوئے گل' کر دیا؟

'سکرر' کدام زبان است؟ عربی یا فارسی؟

'حسب لیاقت خود' کافی است، 'خودم' چہ محل دارد؟ مگر ہاں شیوۂ قتیل - 'بندہ مجبورم'، ہاں سکۂ قتیل -

صاحب بندہ! تحریر میں اساتذہ کی تحریر کا تتبع کرو، نہ مغل کے لہجے کا - لہجے کا تتبع بھانڈوں کا کام ہے، نہ دبیروں اور شاعروں کا، ایسی[2] تقلید کو میرا سلام - فقط زیادہ، زیادہ -

جناب نوروز علی صاحب کی خدمت میں میرا سلام نیاز عرض کیجیے گا - کہیے گا کہ بیرنگ خط کا ایک آنہ دینا پڑے گا - ہر مہینے میں آٹھ خط تک بلکہ سولہ خط تک میں نہ گھبراؤں گا، بھیجیے، رہا جواب کا لکھنا، کاش آپ یہاں ہوتے اور میرا حال دیکھتے تو جانتے: ہر روز صبح کو قلعہ جانا، دوپہر کو آنا، بعد کھانا کھانے

۱- یہ شعر اردوے معلیٰ طبع مبارک علی میں نہیں ہے - مہر صاحب نے "تو اے جامگی خوار" اور مہیش نے "کہ اے" لکھا ہے -
۲- "ایسی تقلید کو میرا سلام - فقط" مہر ندارد -

کے حضرت[1] کے مسودوں کو درست کرنا۔ احباب کو خط لکھنے کی فرصت بہت کم ہاتھ آتی ہے۔ والسلام۔

[مارچ[2] ۱۸۵۷ء]

[۳۲] ایضاً (۳)

[سوال]: یار سے چھیڑ چلی جائے اسد
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

ناسخ: رہن رکھوا کر ترا عمامہ دلوا دوں شراب
زاہدا تجھ کو کروں مرہونِ احساں، تو سہی

اس 'سہی' اور 'تو سہی' کا ترجمہ فارسی لغت میں کیا آیا ہے؟ ۱۲ (قدر)

[جواب]: اسماء کے یا لغات کے واسطے یہ بات ہے کہ عربی میں یہ کہتے ہیں اور فارسی میں یہ اور ہندی میں یہ۔ طرز گفتار ہندی کا[3] فارسی اور فارسی کا ہندی کبھی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً 'چوری کا گڑ میٹھا'، اس کی فارسی نہ پوچھے گا، مگر نادان۔ 'سہی' اور 'تو سہی' کی فارسی کیوں کر بنے؟ یہ روزمرۂ اردو ہے:

۱۔ یعنی بادشاہ دہلی۔

۲۔ پہلا خط ۲۳ فروری کا ہے، اس کے بعد قدر نے اپنا کلام بھیجا ہے، غالب نے اس خط میں وجوہ اصلاح لکھے اس لیے یہ خط مارچ کا معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ مہیش صفحہ ۱۸۰، مبارک علی صفحہ ۱۱۴، مہر صفحہ ۵۴۱۔ اردوے معلیٰ، دیوان اور خطوط غالب مہر میں ہے "چھیڑ خوباں سے چلی جائے"، مہیش "یار سے چھیڑ چلی جائے"۔

۴۔ "طرز گفتار ہندی کی فارسی یا فارسی کی ہندی کبھی نہیں ہو سکتی۔" مہر صاحب نے طرز کو مذکر سے مؤنث کر دیا جو غالب کے استعمال میں تصرف ہے۔

گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

اس مطلب کے مطابق فارسی عبارت یوں ہو سکتی ہے : "وصل اگر نیست حسرت نیز عالمے دارد" ۔

زاہدا تجھ کو کروں مرہونِ احساں ، تو سہی

ایک نوع کی تنبیہ ، ایک قسم کا دعویٰ ہے ۔ 'تا مرد باشم اگر فلاں کار نکنم' 'تا فلاں کار نکنم نیاسایم' ۔ اہل ہند کی فارسی اسی طرح خام اور نا تمام رہی کہ اصول میں انھوں نے فارسی کے قواعد کی تطبیق عربی سے چاہی اور اردو کے خاص روزمرے کی فارسی بنایا کیے۔ ہندی میں "کچھ نہیں" کی جگہ "خاک نہیں" بولتے ہیں ۔ فارسی میں "ہیچ نیست" کی جگہ "خاک نیست" کبھی کوئی نہ کہے گا ۔ قتیل چارون شانے چت گرا ہے :

کشتہ بو کشتہ تپاں بود دگر خاک نبود

یعنی "ہیچ نبود" لاحول و لا قوۃ !

ایک جگہ سے مجھ کو خط آیا ۔ چونکہ میں "بلی ماراں" کے محلے میں رہتا ہوں ، اس نے پتا لکھا کہ "در محلہ گربہ کشاں" ، واہ فارسی ! ۱۲

غالب :

مردم از من داستاں رانند و از دورانِ چرخ
گشت صرفِ طعمۂ زاغ و زغن عنقائے من

['۱۸۵۷ع']

۱- غدر سے پہلے کا خط معلوم ہوتا ہے ۔

[۳۲] ایضاً (۴)

قدر[1] :

کاٹ کر غیروں کے[2] سر لائے جو میری نذر کو
ڈال دوں سونے کا آنڈو پاؤں میں جلاد کے

'آنڈو' بہ دال ہندی یا بہ دال عربی ؟ بھائی واللہ ! یہ لفظ کبھی میری زبان پر نہیں آیا - میں اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں - ہاں سنا ہے کہ فلانا سردار ایسا بہادر و ثابت قدم تھا کہ معرکۂ کار زار میں ہاتھی کے پانو میں 'آنڈو' ڈلوا دیے - ظاہرا کوئی چیز ہو گی کہ ہاتھی کو مانع رفتار ہو - اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بند خاص ہے - استعمال اس لفظ کا محل انعام میں نہ چاہیے - غالب - ۱۲

"آبستن" و "آبست" کے باب میں یہ قول معترض کا غلط ہے کہ "آبست" کو بجائے "آبستن" سمجھتا ہے - "آبست" کوئی لفظ نہیں - "آبستن اصل لفظ اور "آبستنی" مزید علیہ - یہ دونوں صحیح ، بلکہ آبستنی زیادہ فصیح - اگر معترض فیضی کو نہیں مانتا تو آپ معترض کو کیوں مانتے ہیں ؟ فیضی کی سند مقبول اور مسموع - "ارمغان" اور "ارمغانی" "آبستن" و "آبستنی" اے یہ تو فارسی لغت ہیں - فارسی گویوں نے "حضور" کو "حضوری" اور "فضول" کو "فضولی" اور "نقصان" کو "نقصانی" لکھا ہے -

آج تک سنا نہیں کہ 'رب کبریا' کسی نے لکھا ہو - ہاں ، 'کبریائے الٰہی' یعنی خدا کی بزرگی ، اس نظر پر 'رب کبیر' لکھیں گے ، نہ 'رب کبریا' - کبریا ، صفت واقعی ہے لیکن اگر صفت سے موصوف مراد رکھیں تو ممکن ہے ، جیسا کہ 'زید عدل' بجائے 'زید عادل' 'جناب کبریا' بجائے 'جناب الٰہی' جائز - ایک نکتہ دقیق ہے یعنی

۱- مہیش صفحہ ۱۸۱ ، مبارک علی صفحہ ۳۱۰ ، مہر صفحہ ۵۴۲ -
۲- مہر کے مجموعے میں "غیروں کا سر" تحریر ہے -

مذہب حقۂ امامیہ میں مجموع صفات عین ذات ہیں۔ پس اگر ہم نے خدا کو محض قدرت یا محض عظمت کہا تو موافق ہدایت نبی اور ائمہ کے ہمارا قول درست ہے۔

'حال' کی جگہ 'حالات' یا 'احوال' لکھنا قبیح نہیں ہے، خصوصاً 'احوال' کہ یہ بہ معنی واحد مستعمل ہے اور یہ استعمال یہاں تک پہنچا ہے کہ 'احوال' بہ معنی جمع مستعمل نہیں ہوتا جیسے 'حور' کہ بہ معنی 'حوراء' کے ہے، اہل فارس اس کو صیغۂ واحد قرار دے کر الف نون کے ساتھ اس کی جمع لاتے ہیں۔ سعدی کہتا ہے: [شعر]

حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف
از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت است

بلکہ 'حور' کو 'حوری' کہہ کر جمع 'حوریاں' لاتے ہیں۔ حافظ لکھتا ہے: [شعر]

شکرِ ایزد کہ میانِ من و او صلح فتاد
حوریاں رقص کناں ساغرِ شکرانہ زدند

میں نے ایک مقطع میں 'حال' کی جگہ 'احوال' لکھا ہے:

جانِ غالب تاب گفتارے گماں داری ہنوز
سخت بے دردی کہ مے پرسی ز ما احوالِ ما

اخر مجھ کو اور فیضی کو معترض سے زیادہ اساتذۂ عجم کے کلام پر اطلاع ہے۔ وہ 'آبستنی' کیوں لکھتا اور میں 'احوال' کیوں لکھتا؟ صائب کی ایک غزل جس کا ایک مصرع یہ ہے:

ہر لحظہ دارم نیتے، چوں قرعۂ رمالہا

۱- یہ مصرع نسخۂ مہیش میں ہے، نسخۂ مہر ندارد۔

اس غزل میں اسی نے ایک جگہ 'احوالہا' لکھا ہے -

داد' کا طالب غالب

"ملک مغرب بلدۂ دہلی ، کثرۂ رود گراں" یہ کیا لکھا کرتے ہو ؟ شہر کا نام اور میرا نام کافی ہے - محلہ غلط ، ملک زائد - ہندوستان میں دلی کو سب جانتے ہیں اور دلی میں مجھ کو سب پہچانتے ہیں -

انصاف[2] کا طالب غالب

[اپریل[3] ۱۸۵۷ء]

[۳۳] ایضاً (۵)

"تئیں[4]، کا لفظ متروک اور مردود ، قبیح ، غیر فصیح - یہ پنجاب کی بولی ہے - مجھے یاد ہے کہ میرے لڑکپن میں ایک اصیل ہمارے ہاں نوکر رہی تھی ، وہ [تئیں] بولتی تھی تو بی بیاں اور لونڈیاں سب اس پر ہنستی تھیں :

خروش رعد غراں می شود پا در رکاب از بیم
عنان بر سینہ چوں پیچد کُرنگ برق جولانش

یہ شعر ناطق کا ہے اور ناطق قوم کا بلوچ ، سندھ کا رہنے والا ، آس کا منطق کیا اور آس کی زبان کیا ؟ پا در رکاب ہونا عبارت ہے سیر و سفر کے لیے آمادہ و مستعد ہونے سے ، خواہی منشاء عزیمت خوف ہو ، خواہی کوئی اور سبب -

---

۱- مہر : "داد کا طالب غالب" -
۲- مہر بجائے 'انصاف کا طالب' ، 'داد کا طالب' ہے -
۳- ایک اندازہ - مہیش صاحب نے مہینہ کا ذکر نہیں کیا ہے -
۴- مہیش صفحہ ۱۸۳ ، اردوے معلیٰ مبارک علی صفحہ ۴۱۶ ، مہر صفحہ ۵۴۴ -

maablib.org

'عنان بر سینہ پیچیدن' مہمل و محض مہمل - نہ روزمرہ ، نہ محاورہ ، نہ اصطلاح ، نہ مفید معنی درنگ ، نہ مفید معنی شتاب - غالب

'طیار' صیغہ مبالغہ کا ہے لغت عربی - املا اس کی طائے حطی سے - 'طیر' ثلاثی مجرد ، 'طائر' فاعل ، 'طیور' جمع - باز داروں میں اس لفظ نے جنم لیا - حقیقت بدل گئی - طوے تے بن گئی یعنی جب کوئی شکاری جانور شکار کرنے لگا ، بازداروں نے بادشاہ سے عرض کی کہ فلاں باز ، "فلاں شکرہ ، 'طیار' شدہ است و صید مے گیرد -" بہ ہرحال اب تائے قرشت سے یہ لفظ نیا نکل آیا - اس لفظ کو 'مستحدث' اور در اصل آردو اور بہ تائے قرشت اور بہ معنی آمادہ ، اشخاص و اشیاء پر عام تصور کرنا چاہیے اور عبارت فارسی میں استعمال اس کا کبھی جائز نہ ہوگا - غالب

فقیر کے نزدیک 'نقاب' اور 'قلم' اور 'دہی' ترجمہ' جغرات ، یہ تینوں اسم مذکر ہیں - منکر سے مجھے بحث نہیں ، مجیب کا میں احسان مند نہیں - لغت فارسی ہو اور روزمرہ فارسی ہو تو اہل زبان کے کلام سے استناد کریں - منطق فارسی میں تذکیر و تانیث کہاں ؟ پس اس امر کے مالک اور اہل زبان ہم ہیں اور یہ ہم صیغہ' متکلم مع الغیر ہے ، یعنی ہم اور تم اور مجموع شرفا اور شعرائے دہلی و لکھنئو ایسے دس آدمی کا اتفاق سند ہے ، زیادہ جھگڑا بے فائدہ - غالب - ۱۲

بنائیں قدر کی غزلیں جناب **غالب** نے
تمام جوہر تیغ زباں ابھر آئے

غزل کی زے یہاں ساکن ہے لیکن یہ سکون جائز ہے - 'قدم' مفرد 'قدموں' جمع ہے - غالب - ۱۲

'کھو رہا ہوں'- متعدی ہے ، پوربئے اس کو لازمی جانتے ہیں ، لازمی 'کھو گیا ہوں' - ہم کہیں گے 'جاگتے ہیں' ، اہل پورب کہیں گے 'جگتے ہیں'- جان و دل ، دل و جگر یہ صحیح ، 'جان و جگر' ٹکسال باہر - ۱۲

'فریاد' مؤنث ہے، 'فریاد کرنی'' چاہیے، 'فریاد کرنا' انگریزی بولی ہے۔ 'فکر' مؤنث ہے۔

معشوق کو ہم زاد بنانا، ظرفا کو اپنے اوپر ہنسانا ہے۔

لراقمہ: [شعر]

اندیشۂ بلند رو لامکاں نورد
چوں خواست بام جاہ ترا نردباں نہاد
دیدش ہماں بجا چو سپہر از فراز کوہ
بعد از ہزار پایہ کہ بر فرقداں نہاد

پہلے مصرعے میں 'اندیشہ' فاعل ہے 'خواست' کا، جو مصرع ثانی میں [ہے]۔ 'نہاد' بہ معنی مصدری ہے۔ دوسرے شعر میں 'دید' کا اور 'نہاد' کا فاعل وہی 'اندیشہ' ہے۔ اب ایک بات سمجھو کہ جب پہاڑ کے پاس سے آسمان کو دیکھو گے تو یہ معلوم ہو گا کہ اگر ہم پہاڑ پر چڑھ جائیں تو آسمان کو چھو لیں، مگر جب چوٹی پر پہنچو گے تو آسمان کو اتنا ہی دور پاؤ گے جتنا زمین سے نظر آتا تھا۔ 'فرقداں' ایک صورت ہے یا ایک کوکب ہے آٹھویں آسمان پر۔ ہمارے قیاس میں آیا کہ فرقداں پر سے بامِ جاہِ ممدوح نظر آوے گا، بہت قریب۔ ہم فرقداں پر گئے، وہاں بھی قریب نہ پایا۔ فرقداں پر ہزار پائی رکھی، اس پر چڑھ کے دیکھا، تو بامِ ممدوح میں اور اس مقام میں اتنا ہی بُعد ہے جتنا پہاڑ میں اور آسمان میں۔ یہ مبالغہ حد تبلیغ و غلو سے گزر گیا۔ ۱۲

۱۔ اردوے معلیٰ مبارک علی و خطوط غالب مہر: ''فریاد کر لینی چاہیے، فریاد کر لینا''۔ مہیش بحوالۂ رسالۂ اردوے معلیٰ کان پور کہتے ہیں '' کرنی'' صحیح ہے، لیکن رسالۂ اردوے معلیٰ میں 'کر لنی' چھپا ہے۔

۲۔ اضافہ از مہیش۔

'لگا دیتے ہو' اور 'اٹھا دیتے ہو' خطاب جمع حاضر ہے اور تعظیماً مفرد پر آتا ہے یعنی تم - معشوق مجازی کو 'تم' اور 'تو' دونوں طرح یاد کرتے ہیں - خدا کو یا 'تو' کہتے ہیں یا صیغۂ جمع غائب : یعنی صیغہ جمع غائب کا ، نظر بہ قرینہ ، افادہ قضا و قدر کا رکھتا ہے - تمھاری غزل میں دو چار جگہ 'دیتے ہو' ، اس طرح آیا ہے کہ محبوبِ مجازی اس سے مراد کبھی نہیں ہو سکتا :

لا کے دنیا میں ہمیں زہر فنا دیتے ہو
ہائے اس بھول بھلّیاں میں دغا دیتے ہو

کہو کس سے کہتے ہو ؟ سوائے قضا و قدر کے کوئی رنڈی ، کوئی لونڈا ، اس کا مخاطب نہیں ہو سکتا اور علیٰ ھذالقیاس دو ایک شعر اور بھی - ناچار صیغۂ جمع رکھ دیا تاکہ 'خوباں' اور 'بتاں' کی طرف ضمیر راجع ہو ، یا شخص واحد کی طرف 'آپ' کے لفظ کے ساتھ ، یا قضا و قدر کی طرف - اب خطاب معشوقانِ مجازی اور قضا و قدر میں مشترک رہا' - غالب ۱۲

[س] : 'بود' اور 'باشد' کہ دونوں صیغے مضارع کے ہیں ، بہ معنی 'ہست' آتے ہیں یا نہیں ؟ ۱۲ - قدر

[ج] : البتہ آتے ہیں ۱۲ - غالب

[س] : نظم و نثر میں ماضی مطلق کا ماضی استمراری کے معنی پر لکھنا کیسا ہے ؟ قدر

[ج] : بے جا ہے - جب تک علامتِ استمرار نہ ہو ، معنیِ استمراری کیوں کر لیے جائیں گے ؟ ۱۲ - غالب

۱- مطلب یہ ہے کہ "ہو" سے "ہیں" مناسب تر تھا اس لیے بدل دیا چنانچہ کلیات قدر صفحہ ۲۴۰ میں شعر یوں درج ہے :

لا کے دنیا میں ہمیں زہر فنا دیتے ہیں
ہائے اس بھول بھلّیاں میں دغا دیتے ہیں

[س] : فارسی میں مصدر مقتضب اور غیر مقتضب کی کیا شناخت ہے ؟ ۱۲ - قدر

[ج] : خود عربی میں مصدر کی صفت مقتضب نہیں آئی ، فارسی میں کہاں سے ہوگی ؟ مقتضب صفت بحر کی ہے ، نہ صفت مصدر کی۔ ۱۲ - غالب

[س] : کس قسم کے مصدر لازمی سے متعدی بنتا ہے اور کس طور کے مصدر سے نہیں بنتا ہے ؟ ۱۲ - قدر

[ج] : جب لازمی کو متعدی کرنا چاہیں تو مضارع میں سے مصدر بنائیں اور اس میں فقط الف نون یا الف نون اور تحتانی بڑھائیں۔ مثلاً 'گشتن' کو 'گشتاندن' نہ لکھیں گے ، 'گردد' سے مصدر بنائیں گے - 'گردیدن' اور اس کو 'گرداندن' اور 'گردانیدن' کہیں گے - جس مصدر کے ساتھ مضارع نہ ہوگا ، وہ متعدی نہ بنے گا - جیسے 'برشتن' اور 'خستن' - ۱۲ غالب

[س] : 'پناہ' کا ترجمہ لغت اردو میں کیا آیا ہے ؟ قدر

[ج] : اردو مرکب ہے فارسی اور ہندی سے ، یعنی 'پناہ' کا لفظ مشترک ہے اردو میں اور فارسی میں - پناہ کا ترجمہ اردو میں پوچھنا نادانی ہے - ہاں 'پناہ' کی ہندی آسرا ہے - ۱۲ غالب

'بر نہ آنا' فصیح' نہ بر آنا' ٹکسال باہر - قافیہ ہائے اصلی الفیہ سیکڑوں ہیں ، ان کو چھوڑ کر 'نسخہ' اور 'نامہ' اور 'افسانہ' ان الفاظ کو قافیہ کرنا تمہارے نزدیک نامناسب نہیں ؟ ایسا قافیہ غزل بھر میں ایک جگہ لکھو - ۱۲ غالب

['۱۸۵۷ع]

۱- پورا خط اصلاحی ہے - غدر سے پہلے کی تحریر معلوم ہوتی ہے۔

[۳۴] ایضاً (۶)

حضرت !

آپ کے' خط کا کاغذ باریک اور ایک طرف سے سراسر سیاہ ۔ دوسری طرف اگر کچھ لکھا جائے تو میری تحریر ایک طرف ، تم خود اپنی عبارت کو درست نہ پڑھ سکو گے ، ناچار جداگانہ ورق پر سوالات کا جواب لکھتا ہوں ۔

'رنگ' بوزن 'سنگ' ترجمہ' لون اور لفظ فارسی الاصل ہے ۔ جب اس کو اردو میں منصرف یا بقول بعضے متصرف کریں گے تو نون کا تلفظ موہوم سا رہ جائے گا ۔ 'رنگنا' بوزن 'چلنا جا' نہ کہیں گے بلکہ وہ لہجہ اور ہے ، جیسا کہ اس مصرع میں :

ہم نے کپڑے رنگے ہیں شنگرفی

یہ صحیح ہے اور فصیح ہے :

ہم نے رنگے ہیں کپڑے شنگرفی

یہ اعلان نون گنواری بولی اور غیر صحیح اور قبیح ہے ۔

'خرام' کو کون مؤنث بولے گا ، مگر وہ کہ دعوائے فصاحت سے ہاتھ دھو لے گا ؟ 'رفتار' مؤنث اور 'خرام' مذکر ہے ۔ 'رفتار کی تانیث کو 'خرام' کی تانیث کی سند ٹھہرانا قیاس مع الفارق ہے ۔

حرف 'مسروری' جس کو 'ثنائی' بھی کہتے ہیں ، موحدہ سے زائے معجمہ تک الف کی جگہ تحتانی بھی قبول کرتے ہیں ۔ مولوی آل نبی سہارن پوری اور مولوی امام بخش دہلوی میں اس بات پر جھگڑا ہوا ۔ مولوی امام بخش 'با' کو 'بے' کہنا جائز نہیں رکھتے تھے ۔ آخر مولوی آل نبی نے ائمہ فنِ کلام کے کلام سے اس کا جواز ثابت کر دیا ، مگر صرف از روئے تلفظ ، اور اس کی اجازت کا کوئی قاعدۂ خاص

۱۔ مبارک علی صفحہ ۴۰۴ ، مہیش صفحہ ۱۸۶ ، مہر صفحہ ۵۴۷ ۔

اس کے واسطے نہیں ۔ آردو میں طا کو طوے اور ظا کو ظوے کہتے ہیں اور باقی حروف کے آخر میں تحتانی بولتے ہیں ۔ لسانِ عرب و عجم میں موحدہ سے زاے معجمہ تک اواخرِ حروف میں الف بھی لاتے ہیں اور تحتانی بھی ۔ 'طا' 'ظا' کو 'طا' 'ظا' بھی کہیں گے، نہ طوے ظوے ، نہ 'طے' 'ظے' ۔ علیٰ ھذاالقیاس حروفِ باقیہ ۔

راقم ، اسداللہ خاں

انوری :

بعہد جود تو دائم بیک شکم زاید
ز غایت کرم اندر کلام تو "بے" نیست
زمانہ صوتِ سوال و صداے 'آرے' را
باعتقاد تو صد جست نوں منگر 'بے' را

[۱۸۵۷ء]

[۳۵] ایضاً (۷)

حضرت !

کیا فرماتے ہو ؟ 'ہوا بھی ہو' 'قضا بھی ہو' اس ردیف کے ساتھ قافیہ معمولی آ نہیں سکتا ۔ 'بے تابی ہو' 'مہتابی ہو' کیوں کر درست ہوگا ؟ وہاں موحدہ کے مابعد ہاے ہوز ہے ، یہاں موحدہ کے آگے[۳] 'چاپی' کہ ہاے فارسی اور یاے خطی [سے] ہے ، 'چاپی' اور 'کاپی' اور 'راپی' اور 'باپی'[۴] یہ قافیہ ہم دگر ہوسکتے ہیں ۔ 'چاپی' لغت انگریزی ہے ، اس زمانے میں اس اسم کا شعر میں لانا جائز ہے ، بلکہ

۱۔ کوئی قرینہ تعین تاریخ کے لیے موجود نہیں ہے ، مگر ایک قیاس و گمان یہی ہے ۔

۲۔ مبارک علی صفحہ ۴۰۹ ، مہیش صفحہ ۱۸۷ ، مہر صفحہ ۵۴۸ ۔

۳۔ مہر "آگے نہیں" مطلب بدل گیا ۔ مہیش و اردو ندارد ۔

۴۔ شاید "پاپی" ہو ۔

مزا' دیتا ہے ، تار بجلی اور دخانی جہاز کے مضامین میں نے اپنے یاروں کو دیے ہیں ، اوروں نے بھی باندھے ہیں ۔ 'رویکاری' اور 'طلبی' اور 'فوجداری' اور 'سرشتہ داری' خود یہ الفاظ میں نے باندھے ہیں ۔ 'چابی' بہ معنی کلید شوق سے لکھو ، نہ 'چابھی' ۔ ناسخ لکھتا ہے : 'میم صاحب' کے آگے کے الفاظ بھول گیا ہوں ، آخر مصرع یہ ہے :

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں کے
ناز بے جا اٹھاؤں کس کس کے

الٰہی بخش خاں معروف لکھتے ہیں :

نگین دل سوا کھودے تو پھر نیلام ہو جائے

والسلام ۔ غالب[۴]

صاحب ! تم نے مثنوی خوب لکھی ہے ۔ کہیں املا میں ، کہیں انشا میں ، جو اغلاط تھے دور کیے اور ہر اصلاح کی حقیقت اس کے تحت میں لکھ دی ۔ فکر تاریخ مثنوی سے مدۃ العمر معاف رہیوں ۔ ۱۲

غالب

[۱۸۵۸ء ۱۲۷۴ھ]

۱۔ نئے رجحانات اور بدلتی قدریں قبول کرنے کی طرف غالب کا یہ اقدام اُن کی ذہنی کشادگی پر روشنی ڈالتا ہے ۔

۲۔ دیوان ناسخ میں یہ شعر نہیں ملتا ۔

۳۔ مہر میں 'والسلام' اور 'غالب' آخر خط میں ہے ۔ میں نے متن کو مہیش کے مطابق کیا ہے ۔

۴۔ مہیش پرشاد کا اندازہ یا اضافہ ہے ۔

[۳۶] ایضاً (۸)

مشفق میرے !

میں بعد آپ[1] کے جانے کے دلی سے رام پور آیا اور یہاں میں نے آپ کا دوسرا خط پایا - پہلا خط مجھے دلی میں پہنچا تھا ، مگر چونکہ اس خط میں آپ نے مسکن کا پتہ نہیں لکھا تھا ، میں تحریرِ جواب میں قاصر رہا - اب جو یہ خط رام پور میں پہنچا ، اس میں پتہ مرقوم تھا - میں پاسخ نگار ہوا - آپ کے مسودات ایک بکس میں تھے ، وہ بکس وہیں رہا - اب جب تک دلی نہ جاؤں گا اُن کو نہ پاؤں گا - اور ایک آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ جب میں دلی تھا تو ایک خط میاں نوروز علی خاں کا تمھارے نام بہ نشان میرے مقام کے آیا تھا - چونکہ ان دنوں میں مجھ کو آپ کا مسکن معلوم نہ تھا ، میں نے اس پر لکھ دیا کہ وہ بلگرام گئے - خدا جانے تمھارے پاس وہ خط پہنچا یا نہیں ؟

برخوردار میرزا عباس[2] کو دوبارہ تحریر کی حاجت نہیں - اگر

۱- اردوے معلیٰ مبارک علی صفحہ ۴۰۵ ، مہیش صفحہ ۱۸۸ ، مہر صفحہ ۵۴۸ - مرزا محمد عسکری لکھتے ہیں کہ ''قدر ، غدر کے بعد پنجاب چلے گئے اور فوج میں میر منشی ہو گئے تھے مگر جی نہ لگا اور دلی چلے آئے اور مرزا کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مسودات اور کلام کو اصلاح کے لیے پیش کیا اور کچھ دن وہاں رہ کر لکھنؤ آئے - '' (ادبی خطوط غالب طبع انوار بک ڈپو ، ایجوکیشنل پبلشرز کراچی ۱۹۶۲ء صفحہ ۲۸۰) اگر یہ صحیح ہے تو قدر ۱۸۵۴ء کے لگ بھگ پنجاب آئے اور جنوری ۱۸۶۰ء کو دہلی سے لکھنؤ یا بلگرام روانہ ہوئے کیونکہ غالب جنوری کی ۱۸ سے پہلے دہلی سے رام پور روانہ ہوئے تھے -

۲- غالب نے صاحب عالم مارہروی کو لکھا ہے : ''مرزا عباس میرا

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۰۵۱ پر)

وہ سعادت مند ہیں تو وہی ایک خط کافی ہے - اب آپ جو مجھ کو خط بھیجیں تو رام پور بھیجیں - بتا مقام کا کچھ ضرور نہیں - رام پور کا نام اور میرا نام کفایت کرتا ہے -

خوشنودی کا طالب غالب

[جنوری[1] سنہ ۱۸۶۰ء]

[۳۷] ایضاً (۹)

سید[2] صاحب !

تمہارا مہربانی نامہ مع دو غزلوں کے پہنچا - جواب کے لکھنے میں اگر درنگ ہوئی تو آزردہ نہ ہونا - اب غزلوں کو دیکھا، کہیں حک و اصلاح کی حاجت نہ پائی - مدعائے خاص کا جواب یہ ہے کہ اجزائے خطابی یہاں شامل اسم نہیں ہیں ، صرف اسم مبارک خطوط و عرائض پر لکھا جاتا ہے - رہا قصیدہ کا بھیجنا ، زائد محض اور بے فائدہ - اگر میں یہاں رہتا اور تم بھی تکلیف رہروی اٹھاتے اور یہاں آتے اور قصیدہ گزرانتے تو بطریق صلہ کچھ ملنے کا احتمال تھا -

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۰)

بھانجا ، فتنہ و فساد کے زمانے میں بلگرام میں رہا اور اب وہ فرخ آباد میں ڈپٹی کلکٹر ہے۔" (عود ہندی ، صفحہ ۱۶ ، طبع مجلس) یہ لکھنؤ میں رہتے تھے - غالب نے انہی کی فرمائش سے حضرت علی علیہ السلام کی دعائے صباح کا فارسی میں منظوم ترجمہ لکھا تھا - قدر بلگرامی کے کلیات میں عباس بیگ کی وفات ۱۸۷۹ء پر قطعہ تاریخ بھی موجود ہے -

۱- غالب ، ۲۵ جنوری کو رام پور پہنچے تھے (دیکھیے دیباچہ مکاتیب غالب طبع ۱۹۴۹ء صفحہ ۹۵)-

۲- اردوے معلیٰ مبارک علی صفحہ ۴۰۶ ، مہیش صفحہ ۱۸۹ ، سہر صفحہ ۵۴۹ -

یہ طرز کہ تم بھیجو اور میں گزرانوں ، اس سے قطع نظر کہ احتمالِ نفع بھی نہیں رکھتی ، یہ توسط میرے خلاف وضع ہے ۔ مجھ کو معاف رکھیے اور اب جو خط بھیجیے ، دلی کو بھیجیے گا کہ میں اس مہینے میں آدھر کو جاؤں گا ۔ رؤیتِ ہلال ماہ صیام اغلب ہے کہ دلی ہی میں ہو ۔ والسلام مع الاکرام ۔

غالب

سہ شنبہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۶۰ عیسوی

[۴۸] ایضاً (۱۰)

سعادت و اقبال نشان میر غلام حسنین کو غالب گوشہ نشین کی دعا پہنچے ۔

حضرت کشفی کے دیوان کے انطباع کی تاریخ اچھی ہے ، کہیں اصلاح کی حاجت نہیں ، مگر دوسری تاریخ میری سمجھ میں نہیں آئی ۔ اس فن کے قاعدے کے موافق مصرع تاریخ میں سے 'تکلف' کے عدد نکالنے چاہییں ، یعنی پانسو تیس :

کاوخ انداز را پاداش سنگ است

اس مصرع کے اعداد میں اتنی گنجایش کہاں کہ پانسو تیس نکل جائیں اور ۱۲۷۸ بچ رہیں ؟

صاحب ! تم بہت دن سے بیکار ہو ۔ ایک جگہ مساعدت روزگار کی ضرورت ہے ، تم بے تکلف میرا یہ رقعہ مہری لے کر لکھنؤ چلے جاؤ ۔ مطبع اودھ اخبار میں میرے شفیق دلی یعنی منشی نول کشور صاحب سے ملو اور یہ رقعہ ان کو پڑھوا دو ۔ اپنی نظم و نثر ان کو دکھاؤ اور اپنا مبلغِ علم ان پر ظاہر کرو ۔ اگر وہ اپنی مرضی

۱۔ اردوئے معلیٰ مبارک علی صفحہ ۷۰۴ ، مہیش صفحہ ۱۸۹ ، مہر صفحہ ۵۴۹ ۔

کے موافق تم کو کار گزار سمجھیں گے ، تو مطبع کا کام تمھارے سپرد کر دیں گے - مشاہرہ خاطر خواہ تم کو مقرر ہو جائے گا ، معزز و مکرم رہو گے ، زندگی کا لطف اٹھاؤ گے - لیکن شرط یہ ہے کہ جلد چلے جاؤ ، لکھنؤ تم سے نزدیک ہے ، اتنی راہ کا قطع کرنا کچھ دشوار نہیں - اگر نوکر نہ ہو جاؤ گے ، پھر چلے آنا ، سخت آزمائی ہے -

[۱۲۸۷ھ — ۱۸۶۱ع]

[۳۸] ایضاً (۱۱)

بندہ پرور !

آپ کا[1] خط لکھنؤ سے آیا ، حالات معلوم ہوئے - یہ نہ معلوم ہوا کہ کیا کام آپ کے سپرد ہوا ہے ؟ یہ بھی لکھیے - چند روز صبر کرو ، اگر وطن میں ہوتے تو اس بیکاری میں گھر کی خبر کیا لیتے ؟ جس طرح جب گزرتی ، اب بھی گزر جائے گی - بلکہ تمھارا خرچ کم ہو گیا ہے - بہ ہر حال ابھی اضافہ کے واسطے نہ تم کہو ، نہ میں لکھوں - دو چار مہینے کام کرو ، اس میں[2] اگر بلگرام میں چھاپہ خانہ جاری ہو گیا تو استعفا دے کر چلے جائیو - یہاں بعد چند روز کے اضافہ ہونا بھی تو حیّزِ امکان سے باہر نہیں -

[۱۸۶۱ع[3]]

۱- مصرع تاریخ اور اعداد سے اندازہ لگایا گیا ہے -

۲- اردوے معلیٰ مبارک علی صفحہ ۱۰ ، مہیش صفحہ ۱۹۰ ، مہر صفحہ ۵۵۰ -

۳- مہر صاحب نے 'اس' کے بعد 'اثنا' کا اضافہ کیا جو خطوط غالب طبع اول میں بین القوسین تھا - طبع دوم و سوم میں قوسین اڑ گئیں اور اصل خط کی عبارت یہ ہوئی : ''اس اثنا میں اگر بلگرام''۔

۴- خط سابق کی روشنی میں یہی سنہ قرار پاتا ہے -

[۳۹] ایضاً (۱۳)

سید' صاحب سعادت و اقبال نشان میر غلام حسین صاحب کو غالب کی دعا پہنچے -

آپ کا خط آیا اور میں نے اس کا جواب بھجوایا - اس رقعہ کی تحریر سے مراد یہ ہے کہ جناب منشی صاحب سے میرا سلام کہیے اور یہ رقعہ ان کو پڑھا کر عرض کیجیے کہ غالب پوچھتا ہے کہ فارسی کی کلیات کا چھاپا ملتوی ہے یا جاری ہے ؟ ملتوی ہے تو کب تک کھلے گا ؟ جاری ہے تو تصحیح کس طور پر ہے ؟ قصیدہ اور تاریخ کلیات کا مطبع میں پتا لگا ہے یا نہیں ؟ اگر وہ دونوں کاغذ گم ہو گئے ہوں تو مثنیٰ بھیج دوں ؟

یوسف مرزا صاحب بذریعہ میرے خط کے آپ سے مل گئے یا نہیں ؟ 'قاطع برہان' کے اجزا کی جلدیں بندھ گئی ہیں یا نہیں ؟ اگر بندھ گئی ہوں تو جناب منشی صاحب سے کہہ کر وہ جو پچاس جلدیں میں نے لی ہیں ، اُن میں سے ایک جلد لے کر جناب فیض مآب خداوند نعمت آیۂ رحمت قبلہ و کعبہ جناب مجتہدالعصر[۲] کی خدمت میں حاضر ہو ، اور میری طرف سے کورنش عرض کرو اور کتاب نذر کرو اور کہو کہ غلام نے بہت خون جگر کھا کر فارسی کی تحقیق کو اس پائے پر پہنچایا ہے کہ اُس سے بڑھ کر متصور نہیں - یہ مجال کہاں کہ داد کا طلب گار ہوں ، صرف عز قبول کا امیدوار ہوں -

سمجھے سید صاحب ؟ منشی صاحب سے چاروں سوالوں کا جواب اور جو قبلہ و کعبہ فرمائیں ، اُس تقریر میں تغیر بالمرادف بھی نہ ہو - جو الفاظ حضرت کی زبان سے سنو ، ہو بہو لکھ بھیجو -

---

۱- اردوے معلیٰ طبع مبارک علی صفحہ ۱۰۷ ، مہیش صفحہ ۱۹۱ ، مہر صفحہ ۵۵۰ -

۲- جناب مولانا سید محمد صاحب قبلہ مراد ہیں -

ہاں مولوی ہادی علی[1] صاحب کا جو حال معلوم ہو وہ بھی ضرور لکھنا اور اس خط کا جواب بہت جلد بھیجنا - بھائی[2]! میں از راہ احتیاط ، تلف ہونے کے ڈر سے اس خط کو بیرنگ بھیجتا ہوں -

دو شنبہ پنجم ذی القعدہ و مئی سال [۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۶۲ع]

[۴۰] ایضاً (۱۳)

سید[3] صاحب !

آپ کا خط جس میں قبلہ و کعبہ کا مُہری و دستخطی توقیع ملفوف تھا ، پہنچا - میں تم سے بہت راضی ہوا کہ تم نے تکلیف اٹھائی اور میری نذر وہاں پہنچائی - اب ایک اور تکلیف دیتا ہوں کہ جناب منشی صاحب سے میرا سلام کہہ کر اُن کے حکم سے ایک اور نسخہ 'قاطع برہان' کا مطبع میں سے لو اور مکان معلوم کرکے جناب مفتی میر عباس صاحب کے پاس[4] جاؤ اور میرا سلام کہو اور

۱- مولوی ہادی علی اشک ، خلف شیخ حسین علی ، شاگرد برق فارسی کے شاعر تھے - فارسی کتابوں کی تصحیح میں ید طولیٰ رکھتے تھے - مطبع محمدی اور نول کشور میں مصحح رہے - بعض فارسی و عربی کتابوں پر حاشیے بھی لکھے - ۱۸۸۱ع میں رحلت کی - (خم خانۂ جاوید ، جلد اول ، صفحہ ۳۱۳)-

۲- مہر : ''بھائی صاحب از راہ احتیاط -''

۳- اردوے معلیٰ طبع مبارک علی صفحہ ۴۰۸ ، مہیش صفحہ ۱۹۱ ، مہر صفحہ ۵۵۱ -

۴- غالباً مفتی صاحب قبلہ لکھنؤ میں موجود نہ تھے اس لیے کتاب نہ دی جا سکی - دیکھیے خط مابعد نیز مفتی صاحب کے ایک مکتوب مطبوعہ حواشی عود ہندی طبع مجلس ترقی ادب لاہور ، صفحہ ۵۰۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ ''قاطع برہان'' ۴ اگست ۱۸۶۲ع کو کان پور بھیجی گئی -

کتاب دو اور عرض کرو کہ جو خون جگر میں نے اس تالیف میں کھایا ہے، یقین ہے کہ اس کی داد تمھارے سوا اور سے نہ پاؤں گا۔

ہاں صاحب! جناب منشی صاحب سے یہ کہہ دینا کہ پچاس میں سے تین جلدیں میں نے پائیں۔ اب قیمت کا روپیہ بھیج کر سینتالیس اور منگائے لیتا ہوں۔ کلیات کے انطباع کی تاریخ میں کیوں لکھوں؟ اہل مطبع کو خدا منشی صاحب کے سایۂ عطوفت میں سلامت رکھے، کہہ لیں گے۔ چھاپا ۷۸ میں شروع ہوا، ۷۹ میں تمام ہوگا۔ مولوی ہادی علی صاحب کے مطبع میں آنے کا حال تم لکھو اور کلیات کے کاپی نگار کے آنے کا حال بھی معلوم کرکے لکھو۔

جواب کا طالب غالب

۲۴ مئی ۱۸۶۲ء

[۴۱] ایضاً (۱۴۳)

سید صاحب!

آپ[1] نے خوب کیا کہ مفتی میر عباس صاحب کا ہدیہ غیر کو نہ دیا۔ اپنے پاس امانت رکھیے، جب مفتی صاحب آئیں ان کو پہنچا دیجیے۔

تمھارا قصد یکم جون کو بلگرام جانے کا تھا، وہاں کے [بخار] میں کچھ سستی پائی جو فسخ عزیمت کیا؟ اس کی کیفیت ضرور لکھیے۔ اور جو کچھ تم نے سپارش کے باب میں لکھا ہے، میں اس خواہش کو کیوں کر قبول کروں؟ وہ شخص میرا شاگرد نہیں، مرید نہیں، صورت آشنا بھی تو نہیں، کیوں کر لکھوں؟ معہذا تمھارے واسطے میرا لکھنا مضر ہے۔ یعنی وہ صاحب سمجھیں گے کہ حضرت نے

۱۔ اردوے معلیٰ طبع مبارک علی صفحہ ۳۰۹، مہر نیم صفحہ ۱۹۲، مہر نیم صفحہ ۵۵۲۔

کچھ میری شکایت و حکایت لکھی ہو گی ، جب غالب نے مجھ کو یہ لکھا ہے -

اس وقت آپ کی وحشت انگیز تحریر پہنچی - ادھر اس کو پڑھا اور ادھر یہ خط تمھیں اور ایک مرزا عباس کو اور ایک خط تہنیت کا منشی صاحب کو لکھا - لیکن چونکہ بلادِ شرقیہ کو ڈاک نو دس بجے روانہ ہوتی ہے ، ناچار یہ تینوں خط بند کرکے تمھارا اور مرزا عباس کا خط بیرنگ اور منشی جی کا خط پیڈ رکھ چھوڑتا ہوں - کل صبح کو بعد از طلوع آفتاب ڈاک میں بھجوا دوں گا ، خاطر جمع رکھو - میں نے برخوردار کو ایسا کچھ لکھا ہوگا کہ مفید مطلب ہو گا - انشاء اللہ العلی العظیم -

خوشنودیِ احباب کا طالب غالب

چہار شنبہ ۱۲ پر تین بجے

[۵ جون' ۱۸۶۲ع]

[۴۲] ایضاً (۱۵)

صاحب !

واللہ' ! سوائے اس خط کے تمھارا کوئی خط نہیں آیا - کیسے چار خط تم نے بھیجے ؟ کیوں باتیں بناتے ہو ؟ یہاں بھی ٹکٹ پر تحریر کی ممانعت ہے - بہتر یہی ہے کہ طرفین سے خطوط بیرنگ بھیجے جائیں کہ یہ قصہ مٹ جائے - برخوردار میرزا عباس کی بدلی کی خبر میں نے پہلے ہی سے سنی ہے ، مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں گئے -

---

۱- یہ تاریخ تقویم سے مطابق کر کے لکھی ہے - یکم جون کو شنبہ تھا اور چہار شنبہ' قریب ۵ جون کو واقع ہوا -

۲- اردوے معلیٰ ، مبارک علی صفحہ ۳۱۰ ، مہیش صفحہ ۱۹۳ ، مہر صفحہ ۵۵۲ -

اب دریافت ہوا کہ تمھارے ہمسائے میں آئے ہیں - اب آن سے ملیے - خدا آن کو مروت کی توفیق دے -

مطلع میں نام اپنا لکھنا رسم نہیں ہے - میر کا تخلص اور صورت رکھتا ہے 'میر جی' اور 'میر صاحب' کرکے وہ اپنے کو لکھ جاتا ہے اور کو اس بدعت کا تتبع نہ چاہیے -

غالب

[۱۸۶۲ء' بہ بعد]

[۴۳] ایضاً (۱۶)

صاحب[۲] !

تم سے پہلے یہ پوچھا جاتا ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ میرزا عباس میری حقیقی بہن کا بیٹا ہے ، تو پھر میں میرزا کی اولاد کا نانا کیوں کر بنا ؟ میرزا کی بی بی میری بہو ہے ، بیٹی نہیں - تم نے جو لکھا ہے کہ میرے نواسے کی شادی ہے ، کیا سمجھ کے لکھا ؟ میں مرزا کی اولاد کا نانا کیوں کر بنا ؟ بھانجے کی اولاد پوتا پوتی ہے ، نہ نواسا نواسی - مجھ کو اس کی اولاد کا جد فاسد لکھنا ٹکسال باہر بات ہے -

خیر ، یہ تو ظرافت تھی ، تم یہ تو بتاؤ کہ میرزا لکھنؤ کیوں جاتا ہے ؟ اگر کچھ اسباب خریدنا تھا تو ایک معتمد کو بھیج دیا ہوتا ، بذات خود اس تکلیف بے جا کو گوارا کرنا کیا ضرور ؟ یہ بات جواب طلب ہے -

میرے آنے کی یہ صورت ہے کہ میرزا کی استدعا سے قطع نظر

۱- صرف ایک اندازہ ہے -

۲- اردوے معلیٰ مبارک علی صفحہ ۴۱۳ ، مہیش صفحہ ۱۹۳ ، مہر صفحہ ۵۵۳ -

میرا دل بھی تو پتھر یا لوہے کا نہیں ، جو اپنے بچوں کو دیکھنے کو نہ چاہے - ایک بہن ، اس کی مجموع اولاد وہاں - میرا تو وہ خانہ باغ ہے ، بہار کے موسم میں باغ کی سیر کو کس[1] کا جی نہ چاہے گا؟ بشرط صحت آؤں[2] گا - انشاءاللہ -

صبح یکشنبہ ۳ رمضان ۲۲ فروری سال حال
[۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۳ع]

[۴۴] ایضاً (۱۷)

میر صاحب !

ماجرا[3] یہ ہے کہ میں ہمیشہ نواب گورنر جنرل بہادر کے دربار میں سیدھی صف میں دسواں لمبر اور سات پارچے اور تین رقم جواہر خلعت پاتا تھا - غدر کے بعد پنسن جاری ہو گئی[4] لیکن دربار اور خلعت بند - اب کے جو لارڈ صاحب یہاں آئے تو اہل دفتر نے بموجب حکم مجھ کو اطلاع دی کہ تمہارا دربار اور خلعت واگزاشت ہو گیا - مگر دلی میں دربار نہیں ، انبالے آؤ گے تو دربار میں لمبر اور خلعت معمولی پاؤ گے - میں نے خبر میں وجدان[5] کا مزا پایا اور انبالے نہ گیا - رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر قلمرو پنجاب یہاں آئے ، دربار کیا ، میں دربار میں نہ گیا - دربار کے بعد ایک دن بارہ بجے

۱- مہر ''کس کا'' ندارد -
۲- یہ سال مرزا غالب پر بہت بھاری گزرا ، بہت بیمار ہو گئے تھے -
۳- اردوے معلیٰ مبارک علی صفحہ ۴۰۶ ، مہیش صفحہ ۱۹۴ ، مہر صفحہ ۵۵۳ -
۴- اردو مہیش : ''جاری ہو گئی'' مہر صاحب : ''جاری ہو گیا''-
۵- وجدان (بہ معنی پانا ، حاصل کرنا) کا یہ استعمال بھی عجیب ہے -

چپراسی آ کر مجھ کو بلا لے گیا۔ بہت عنایت فرمائی اور اپنی طرف سے خلعت عطا کیا۔

آغاز دیوان کے شعر یعنی مطلع میں ہرگز حروف و الفاظ کی قید نہیں ہے۔ ہاں ردیف الف کی، یہ امر قابل پرسش کے نہیں، بدیہی ہے۔ دیکھ لو اور سمجھ لو۔ یہ جو دیوان مشہور ہیں، حافظ و صائب و سلیم و کلیم۔ ان کے آغاز کی غزل کے مطلع دیکھو اور حروف و الفاظ کا مقابلہ کرو۔ کبھی ایک صورت، ایک ترکیب، ایک زمین، ایک بحر نہ پاؤ گے، چہ جائے اتحاد حروف و الفاظ۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔

[مارچ[1] ۱۸۶۳ء]

[۴۵] ایضاً (۱۸)

صاحب!

میں برس[2] دن سے بیمار تھا۔ ایک پھوڑا اچھا ہوا، دوسرا پیدا ہوا۔ اب فی الحال دونوں پانوں ہاتھوں میں نو پھوڑے ہیں۔ دونوں پانوں پر دو پھوڑے پنڈلی کی ہڈی پر ایسے ہیں کہ جن کا عمق ہڈی تک ہے۔ انھوں نے مجھ کو بٹھا دیا، اٹھ نہیں سکتا۔ حاجتی دھری رہتی ہے، پلنگ پر سے کھسل پڑا، پھر پڑ رہا۔ روٹی بھی اسی طرح کھاتا ہوں۔

۱۔ غالب نے منشی نول کشور کے نام خط میں لکھا ہے: ''۳ مارچ ۱۸۶۳ء حال کو اس گمنام گوشہ نشین کو یاد فرمایا اور از راہ بندہ پروری کمال عنایت سے خلعت عطا کیا۔'' (حواشی عود ہندی صفحہ ۳۹۷) اسی فقرے سے مذکورۂ بالا خط کی تاریخ متعین کی گئی ہے۔

۲۔ اردوے معلیٰ طبع مبارک علی صفحہ ۳۱۲، مہیش صفحہ ۱۹۴، مہر صفحہ ۵۵۴۔

پاخانے کیا کہوں ، کیوں کر جاتا ہوں ؟ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک پڑا رہتا ہوں - یہ سطور لیٹے لیٹے لکھے ہیں - نیم مردہ ہوں ، قریب بمرگ ہوں - افادہ و استفادہ و اصلاح کے حواس نہیں - غزل رہنے دی - یہ حال تم کو لکھ بھیجا -

نجات کا طالب غالب

شنبہ[1] ۲۲ اگست ۱۸۶۳ع

[۴۶] ایضاً (۱۹)

سید صاحب[2] !

تم نے جو خط میں برخوردار کامگار میرزا عباس بیگ خاں بہادر کی رعایت اور عنایت کا شکریہ ادا کیا ہے ، تم کیوں شکر گزار ہوتے ہو ؟ جو کچھ نیکی اور نکوئی اس اقبال نشان نے تمہارے ساتھ کی ہے ، وہ بعینہ میرے ساتھ کی ہے - اس کا سپاس میں ادا کروں - خدا کی قسم ! دل سے دعائیں دے رہا ہوں - بھائی! اس کا جوہر طبع از روے فطرت شریف ہے - پروردگار اس کو سلامت رکھے اور مدارج اعلیٰ کو پہنچائے - یہ اپنے والدین کے خاندان کا فخر ہے اور چونکہ اس کی ماں کا اور میرا لہو اور گوشت اور ہڈی اور قوم اور ذات ایک ہے ، پس وہ فخر میری طرف بھی عائد ہوتا ہے - وہ اپنے جی میں کہتا ہوگا کہ ماموں میری بیٹی کے بیاہ میں نہ آیا اور صرف زر سے جی چرایا ہے - میں تو زر کو خاک و خاکستر کے برابر بھی نہیں سمجھتا ، مگر کیا کروں کہ مجھ میں دم ہی نہ تھا - کاش کے جب ایسا ہوتا ، جیسا کہ اب ہوں ،

۱- اردوے معلیٰ میں ''شنبہ ۲۳'' اور مہیش اور نقویم میں ''شنبہ ۲۲'' ہے لیکن مہر صاحب کے تینوں ایڈیشنوں میں ''سہ شنبہ ۲۳'' ہے - اور چوتھے میں ''شنبہ ۲''-

۲- اردوے معلیٰ ، مبارک علی صفحہ ۳۱۲ ، مہیش صفحہ ۱۹۵ ، مہر صفحہ ۵۵۴ -

تو سب سے پہلے پہنچتا - جی اس کے دیکھنے کو بہت چاہتا ہے ، دیکھوں اس کا دیکھنا کب میسر آتا ہے - میں اب اچھا ہوں - برس دن صاحبِ فراش رہا ہوں ، چھوٹے بڑے زخم بارہ اور ہر زخم خون چکاں ایک درجن پھائے لگ جاتے تھے - جسم میں جتنا لہو تھا ، پیپ ہو کر نکل گیا - تھوڑا سا جو جگر میں باقی ہے ، وہ کھا کر جیتا ہوں - کبھی کھاتا ہوں ، کبھی پیتا ہوں - مرض کے آثار میں سے اب بھی یہ نشان موجود ہے کہ دونوں پانو کی دو دو انگلیاں ٹیڑھی ہو گئی ہیں - معہذا متورم ہیں ، جوتا نہیں پہنا جاتا - ضعف کا تو بیان ہو ہی نہیں سکتا مگر ہاں یہ میرا شعر :

در کشاکشِ ضعفم نگسلد رواں از تن
ایں کہ من نمے میرم ہم ز ناتوانی ہاست

اب کے رجب یعنی ماہ آیندہ کی آٹھویں تاریخ سے سترواں برس شروع ہوگا :

چو ہفتاد آمد اعضا رفت از کار

پس اب شکوۂ ضعف نادانی ہے ، ایمان سلامت رہے -

نجات کا طالب غالب

سہ شنبہ ، ۲۴ نومبر سنہ ۱۸۶۳ع

[۴۷] ایضاً (۲۰)

قرۃ العین میر غلام حسین سلمکم اللہ تعالیٰ !

تمہارا خط پہنچا ، دل خوش ہوا - مولوی نجف علی صاحب کی کیا تعریف کرتے ہو ، تم کچھ لکھو تو جانوں - واللہ ، اگر کبھی مولوی صاحب میرے گھر آئے ہوں یا میں نے اُن کو دیکھا ہو ،

۱- اردوے معلیٰ مبارک علی صفحہ ۳۱۴ ، مہیش صفحہ ۱۹۲ ، مہر صفحہ ۵۵۵ -

چہ جائے اختلاط و ارتباط ۔ صرف برعایت جانب حق چند کلمات انھوں نے لکھے ہیں ۔ تم میرے یار ہو اور میری خدمت گزاری کے حقوق ہیں تم پر ۔ مجھ کو مدد دو اور اپنی قوت علمی صرف کرو ۔ 'محرق قاطع برہان' میرے پاس موجود ہے ، مجھ سے منگواؤ ، میں ہر موقع پر خطا اور زلتِ مولف کا اشارہ کر دوں گا ۔ تم ہر فقرے کو بغور دیکھو اور بے ربطیِ الفاظ اور لغویتِ معانی کو میزانِ نظر میں تولو ۔ عامی نہیں ہو ، عالم ہو ۔ آخر مولوی نجف علی صاحب نے بھی تو اپنی قوتِ عاقلہ سے بے اعانتِ غیر 'محرق' کے جامع کی دھجیاں اڑائی ہیں ؟ تمھارے پاس دو نسخے ایک 'دافعِ ہذیان' ایک 'سوالاتِ عبدالکریم' مع استفتاء و افتائے دستخطی علمائے دہلی موجود ہیں اور اب اُس کتاب کے ساتھ میرے اشاراتِ سودمند پہنچیں گے ۔ تم کو معارضہ بہت آسان ہو گا ۔ مدعی کا کلام در اصل لغو ، پھر تمھارے پاس سرمایۂ علمی موجود اور یہ تین نسخے معقول اُس پر مزید علیہ ۔ اُس پر[1] 'محرق' اور 'صاحبِ محرق' کا خاکہ اڑ جائے گا ۔ میرے اس خط کے پہنچتے ہی جواب لکھیے اور اجازت بھیجیے کہ میں نسخۂ مطبوعۂ نا مطوعہ 'محرق' بسبیل ڈاک بھیج دوں ، مگر جس دن سے کہ کتاب پہنچ جبئے ، اُسی دن سے آپ اُردو زبان میں رسالہ لکھنا شروع کیجیے اور ابعد اختتام مجھے اطلاع دیجیے ۔ پھر میں جیسا لکھوں ویسا عمل میں لائیے ۔

غالب اثنا عشری حیدری ۔

ہاں صاحب ! آغا محمد حسین ناخدائے شیرازی کا خط مع اشعار آیا اور میں نے اُس کا جواب بھجوایا ۔ اب جو ڈھونڈا تو میرا مسودہ ہاتھ آیا مگر آغا کا خط نہ آیا ۔ اِس مسودہ کو صاف کر کے تمھارے

---

۱ مہیش پرشاد صاحب نے حاشیے میں "مزید علیہ" کے بعد "اس پر" کو زائد مانا ہے ۔

پاس بھیجتا ہوں ۔ آغا صاحب کا جب خط نکل آوے گا ، وہ بھی بھجوا دیا جائے گا ۔

سعادت و اقبال نشان میرزا عباس بیگ خاں کو میری دعا کہنا اور یہ ورق آن کو سراسر پڑھا دینا ۔

مسودہ شروع بر نظم قطعہ :

نخل بندِ حدیقۂ تحقیق
آبیار گل و نہال و گیاہ

ناخدائے سفینۂ معنی
آں محمد حسین والا جاہ

سوے من نا گرفت رو آورد
بسرم گل ز نامہ زد ناگاہ

رندی و راستی شعار من ست
مومنم ، لا الہ الا اللہ

بہ ستودن اگرچہ شادم کرد
من ہماں ناکسم ، سخن کوتاہ

من کہ می رنجم از نگہ کہ مرا
در نظر نیست غیر روز سیاہ

۱- یہ عبارت فارسی مہیش پرشاد اور مہر صاحب نے حذف کر دی ہے ۔ لیکن اس سے ایک تو "یہ ورق ان کو سراسر پڑھا دینا" کا مطلب ناتمام رہتا ہے ۔ دوسرے یہ کہ کلیات نثر طبع نول کشور میں اور اس متن میں کچھ اختلاف بھی ہیں ، اور پنج آہنگ کے مطالعہ و مقابلہ میں اس خط سے تحقیقی و تاریخی فائدہ بھی ہے ۔ لہٰذا میں نے اردوے معلیٰ طبع شیخ مبارک علی کے متن کو ناقص کرنے سے پہلو تہی کی ۔

ویژه ، در آرزوے دیدن اوست
کہ نگہ داشتم بہ دیدہ نگاہ

قلمرو مہر و وفا را داد پیشہ[1] داور ، آغائے نام آور کہ سخن در ستائش ایں تاہو[1] کش یاہو سرائے[2] سرودہ است ، بہانا خود را از روے انصاف بہ شیوۂ خستہ نوازی و درویش ستائی ستودہ است - یاد آوری را قدر دانی آں گاہ پنداشتہ باشم کہ برخود گمان کمالی داشتہ باشم ، ازاں جا کہ از عز و جاہ بہرہ و از علم و ہنر نشان نہ درم ہرآئینہ ازاں[3] نگریزد کہ سپاس قدر افزائی بجائے آرم[4] -

نگارش خواجہ در بارۂ نکوئی 'قاطع برہان' نامہ نگار را بہ شگفت زار افگند ، چہ ایں سوادِ نامقبول طبائع دانش مندان بند افتادہ است و دعوی مرا مسلم نمی دارند و گفتار مرا نمی پسندند[5] ، وازاں میاں یکی کہ در زور آزمائی و مردم گزائی شیر شرزہ[6] و مار گرزہ را ماند ، بے ہنری خمرہ سری[7] از پارسی نا آگہی و از تازی بے خبری ،

۱- تاہو : شراب[کد آں را در عرف ہند ٹھرا نامند - فرہنگ غالب]
یہ معانی حاشیہ نسخہ مبارک علی صاحب لاہور میں موجود ہیں اور بظاہر غالب کے خط کی نقل سے منقول ہیں - جناب عرشی صاحب نے یہ معانی فرہنگ غالب میں نقل بھی کیے ہیں - میں نے اس کتاب سے بھی مقابلہ کر لیا ہے - (فاضل)

۲- یاہوسرائے : فقیر [غالب]

۳- ازاں نہ گریزد : یعنی ازاں گزیر و چارہ نہ باشد [غالب]

۴- پنج آہنگ ، نول کشور : ''بہ جا آورم -''

۵- پنج آہنگ : ''نمی پسند -''

۶- شرزہ : بہ شین و زاے مفتوح صفت شیر بہ معنی خشم گیں -
گرزہ : بہ وزن شرزہ ، قسمے از مار -

۷- پنج آہنگ : ''خیرہ سر -''

چشمش چناں فروگرفت کہ ہم چوں دیوانگاں کف بر لب آورد و ازاں کف بدانساں کہ تگرگ از ابر بارد ، و یخچہ[1] چند فرو ریخت ، خواجہ سنجیدہ باشد کہ چہ گفتم ، و ازیں گفتن چہ خواستم - فرومایہ کتابی نوشت و دراں فروکاس[2] نامہ ، جامع برہان قاطع را کہ یکی از عوام دکن ست بہ ہمہ دانی نام گرفت ، و غالب را کہ جز زباں دانی فرزانگانِ پارس گناہی ندارد بہ زبان خامہ بیاد[3] دشنام گرفت - مبالغہ نہ پندارند و چناں اندیشند کہ چون مخنثاں در ستیزہ کف بر کف زنند - و از قوم ہنود سوقیاں در موسم ہولی بہ تلنگ دائرہ[4] دف زنند ، چہ گویند ، ہماں گفت بلکہ لختے نا سزا تر ازاں گفت -

حیف کہ گیتی را بہ داوری گاہ چون امیر علی شیر محتسبی و مانند مولوی جامی مفتیِ نیست ، تا ایں آدم پیکر دیوسار ، باد افراہ[5] ، نکوہش بجا و کیفر نفریں ناروا یافتی ، ناچار بدیں مایہ خوشنودی کہ ہرگاہ ہوشمنداں سخن داں آں نگارش بے آرش[6] را خواہند نگریست ، باد بروت[7] آں شعر از شعیر نہ شناس موجب ریشخندی[8] خواہد بود ، خود را تسلی دادم -

---

۱- یخچہ : مرادف تگرگ و ژالہ - اردوے معلیٰ میں ''مغچچہ'' چھپ گیا ہے -

۲- اردوے معلیٰ : فروکاش - صحیح ''فروکاس'' جیسا کہ پنج آہنگ میں ہے - مرادف فرومایہ -

۳- اردوے معلیٰ : ''بہ یاد'' پنج آہنگ : ''بیاد'' -

۴- تلنگ دائرہ : بہ تاے مکسور و لام مفتوح [فرہنگ رشیدی ، بہ کسرتین] تال سری - [غالب]

۵- باد افراہ : سزائے کار بد - کفیر ، مثلہ [غالب] -

۶- آرش : بہ رائے مکسور بمعنی مغنی - [غالب]

۷- اردوے معلیٰ میں ''باد برودت'' غلط - تصحیح از پنج آہنگ -

۸- ''ریشخند وی'' ، پنج آہنگ -

گلۂ دشمن پیشکش از دوست ہمہ آں ہمی خواہد کہ چوں رسم نامہ نگاری از ہر دو سوے بہ میاں آمد دیگر ایں سلسلہ از ہم نہ گسلد و آمد و رفت نفس آسا متواتر و متوالی ماند ، منشہائے یکدیگری مہر گرائے و مہر درمیانہ ہم جاوید پائے باد ۔

بندۂ علی ابن ابی طالب
اسد اللہ المتخلص بہ غالب
[جنوری' ۱۸۶۵ء]

[۴۸] ایضاً (۲۱)

سید صاحب[۲] !

تم "قدر" اور نور چشم میرزا عباس "قدر دان"۔ خاطر جمع رکھو نوکری تمھاری ہو جائے گی ۔ صاحب[۳] کی اور راجا[۴] کی تعریف کے

۱- خط میں 'دافع ہذیان' مولوی نجف علی متوفی ۱۲۹۸ھ کا ذکر ہے۔ یہ رسالہ سنہ ۱۲۸۱ھ مطابق ۶۵ - ۱۸۶۴ء میں اکمل المطابع دہلی سے چھپا تھا ۔ اس لیے یہ تحریر ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء ہی کی ہو سکتی ہے ۔ غالب نے سیاح کو ۲۸ نومبر ۱۸۶۴ء کو یہ رسالہ پارسل کیا تھا اور اس کے بعد یا کچھ قبل لکھا تھا کہ مولوی نجف علی مرشد آباد میں ہیں ۔'پنج آہنگ' میں تاریخ اور "بندۂ علی ابن ابی طالب اسد اللہ خاں المتخلص بہ غالب" موجود نہیں ہے ۔ مہر صاحب نے بھی سنہ نہیں لکھا ہے ۔

۲- اردوے معلیٰ طبع مبارک علی صفحہ ۳۱۶ ، مہیش صفحہ ۱۹۷ ، مہر صفحہ ۵۵۶ ۔

۳- کلیات قدر بلگرامی صفحہ ۳۹ پر ولیم ہینڈ فورڈ ڈائرکٹر تعلیمات صوبہ اودھ کی مدح میں قصیدہ موجود ہے ۔

۴- کلیات قدر بلگرامی ، صفحہ ۳۶ کے قصیدہ بنام راجا مان سنگھ کی طرف اشارہ ہے ۔

قصیدے واقعی گلدستے ہیں ، مگر میرزا کی مدح[1] کے قصیدے کو گلدستہ نہ کہو ، یہ تو ایک باغ ہے سر سبز و شاداب ، جس میں گلبن ہزار در ہزار ، میوہ دار درخت بے شمار ، زمین سراسر سبزہ زار بہت حوض ، بہت نہریں ، مٹی نظر نہیں آتی ، سبزہ یا لہریں - فقیر غالب تمہارا خیر خواہ اور تمہارے ممدوح کا دعا گو ہے -

سنہ ۱۲۸۴ھ [۱۸۶۵ء[2]]

[۴۹] ایضاً (۲۲)

حضرت !

فقیر نے شعر[3] کہنے سے توبہ کی ہے ، اصلاح دینے سے توبہ کی ہے- شعر سننا تو ممکن ہی نہیں - بہرا ہوں ، شعر دیکھنے سے نفرت ہے- پچھتر[4] برس کی عمر ، پندرہ برس کی عمر سے شعر کہتا ہوں - ساٹھ برس بکا ، نہ مدح کا صلہ ملا ، نہ غزل کی داد - بقول انوری :

۱- دیکھیے قصیدہ کلیات قدر صفحہ ۵ - پھر انھیں قدر بلگرامی نے عباس بیگ کا قطعۂ تاریخ وفات لکھا اور خوب لکھا ہے :

ماہ جمادی الاول و یکشنبہ و دہم
شب آفتابکے بہ زمیں پے فشرد وائے
یعنی بہ مرد ڈپٹی عباس بیگ خان
ہے ہے گلی بہ باغ امارت فسرد وائے
برخواند قدر ، سویہ تاریخ ہجریش
عباس بیگ خاں بہادر بہ مرد وائے
۱۲۹۶ھ
(کلیات قدر ، صفحہ ۳۵۲) -

۲- اردوے معلیٰ میں صرف ہجری سنہ ہے -

۳- اردوے معلیٰ مبارک علی صفحہ ۴۱۹ ، مہیش صفحہ ۱۹۸ ، سہر صفحہ ۵۵۷ -

۴- سیاح کے نام ۲۵ اگست ۱۸۶۷ء کو چوہتر برس کی عمر لکھتے ہیں-

اے دریغا نیست ممدوحے سزاوار مدیح
وے دریغا نیست معشوقے سزاوار غزل

سب شعرا سے اور احباب سے متوقع ہوں کہ مجھے زمرۂ شعرا میں شمار نہ کریں اور اس فن میں مجھ سے کبھی پرسش نہ ہو۔

اسد اللہ خاں المتخلص بہ غالب و المخاطب بہ نجم الدولہ ، خدایش بیامرزاد !

[۱۸۶۷ء]

MAAB 1431
مرکز احیاء آثار صغیر

۱۔ غالب نے فروری ۱۸۶۷ء میں معذرت نامہ لکھا تھا جو اشرف الاخبار میں چھپا۔ دیکھیے خط بہ نام سیاح نمبر مسلسل ۱۹ نسخۂ ھذا۔ اس لیے مہیش صاحب کی تجویز کہ یہ خط ۱۸۶۸ء کا ہے، درست نہیں۔ مہر صاحب نے سنہ نہیں لکھا — خط میں ''پچھتر برس کی عمر'' سے دھوکا نہ کھانا چاہیے۔

[۵۰] بنام جناب منشی محمد ابراهیم خلیل' (۱)

غالب' کمینہ ، بازاری ، فرومایہ کا سلام !

خط کی پشت پر جواب لکھنے سے غرض یہ ہے کہ جس عبارت پر ساٹھ' کا ہندسہ ہے ، اس کو ملاحظہ فرمائیے۔ جس شخص کا سینکڑوں روپیہ مہینہ کا صرف ہو ، اس کو دو چار آنوں میں زیر باری کا لفظ لکھنا گالی دینے سے بدتر ہے ، یا کوئی دوکاندار فرومایہ کسی اپنے بھائی دوکاندار کو لکھے۔ بہرحال بموجب آپ کی رائے کے زیر بار نہیں ہوتا اور آپ کا مجموعۂ اشعار بیرنگ بھیجتا ہوں - ۱۲

عفو کا طالب غالب

جمعہ ۴ جنوری سنہ ۱۸۶۱ع

۱- منشی محمد ابراہیم خلیل و فوق آروی : کلیات نظم و نثر نورالانوار آرہ سے ۱۸۷۳ع/۱۲۹۰ھ میں چھپ چکا ہے جس میں غالب کا ایک خط بھی ہے۔ (تلامذۂ غالب)

۲- یہ خط پہلی مرتبہ ''انقلاب'' لاہور ۱۹۳۷ع میں ، پھر عابد رضا صاحب بیدار نے 'ماہ نو' کراچی ، فروری ۱۹۶۲ع میں اشاعت کے لے بھیجا۔ ''ماہ نو'' سے ہم نقل کر رہے ہیں۔

۳- عربی رقموں میں۔

[۵۱] به نام شیخ لطیف احمد[1] بلگرامی (۱)

میاں لطیف !

مزاج شریف[2] ؟ غالبِ گوشہ نشیں کی دعا ۔ تمہارا مسودہ آیا ۔ کم تر جگہ اصلاح کی پائی ، روش تحریر بھی مجھے پسند آئی ۔ دل خوش ہوا ، لیکن :

ہشدار کہ نتواں بیک آہنگ سرودن
نعتِ شہ کونین و مدیحِ کے و جم را

سید ابن حسن خاں صاحب وہاں موجود، میں یہاں محض وجود بےوجود ۔ وہ تو میرے نزدیک علامہ ہیں اور جوان ہیں ، میں ان کے نزدیک ایک مشتِ استخواں ہوں ، وہ بھی بوسیدہ اور ناتواں ۔ اگر خاں صاحب وارستہ مزاج ہیں تو سید غلام حسنین قدر سہی ، وہ تو میرے قدردان بھی ہیں اور شاگرد بھی ہیں ۔ اگر کچھ بھی اپنے دل و دماغ میں قوت پاتا تو اپنی طبیعت کو آپ سے اصلا دریغ نہ کرتا ۔ کیا لکھوں اور کیا کہوں ؟ نور آنکھوں سے جاتا رہا اور دل سے سرور ۔ ہاتھ میں رعشہ طاری ہے ، کان سماعت سے عاری ہے :

عتاب عروساں در آمد بجوش
صراحی تہی گشت و ساقی خموش

۱۔ شیخ لطیف احمد بلگرامی : کفایت اللہ عثمانی کے فرزند تھے ۔ عربی فارسی سے آشنا تھے اور لکھنؤ اور کان پور میں قیام رہا ۔ پہلے سرور، پھر غالب کے شاگرد ہوئے ۔(تلامذۂ غالب ، صفحہ ۲۵۱)

۲۔ یہ خط اردوے معلیٰ شائع کردہ مبارک علی کے آخری صفحے ۳۱۹ اور خطوط غالب مہر کے صفحہ ۶۰۰ پر ہے ۔

فخر ایجاد و تکوین مولانا فضل حق ایسا دوست مر جائے[1] ، غالب نیم مردہ نیم جاں رہ جائے ؟

مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی
موت آتی ہے پر نہیں آتی
آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

اگر جوان ہوتا اور بیمار تو آپ سے دعائے خیریت چاہتا ۔ اسّی برس کا بڈھا ہونے آیا ہوں ، دعائے مغفرت کا امیدوار ہوں ۔ شراب کمبخت اب بھی چھوٹتی نہیں ، نماز کا اب بھی عادی ہوتا نہیں :

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی
کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

نجات کا طالب غالب

[۱۸۶۸ء[2]]

۱- فضل حق صاحب نے ۱۲۷۸ھ میں انتقال کیا ۔
۲- غالب نے اکمل الاخبار کے شمارہ اکتوبر ۱۸۶۸ء میں اسی قسم کی ایک عبارت اشاعت کو بھیجی تھی ۔ ملاحظہ ہو "تاریخ صحافت" جلد دوم ، حصہ اول ، از امداد صابری ، صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۳ ۔

maablib.org

[۵۲] به نام مظہر علی سارہروی (۱)

اسد اللہ' بے گناہ جس کا تخلص غالب اور خود اہل ہند کا مغلوب ہے ، مہتمانِ اخبارِ بلادِ ہند سے عموماً عرض کرتا ہے کہ یہ فقیر کا استغاثہ از روے اکمل الاخبار اپنے صحائف میں درج فرما کر ممنون فرمائیں :

استغاثۂ غالب !

کئی ہفتہ پہلے ایک خط لکھنؤ سے بسبیل ڈاک انگریزی بصیغۂ بیرنگ میرے نام آیا ۔ 'راقم عبداللہ رئیس و معافی دار' کہاں کا ۔ بہرحال محصول دے کر میں نے خط لیا اور پڑھا تو اس میں لکھا تھا : ''تو نماز کیوں نہیں پڑھا کرتا ؟ خبردار ! نماز پڑھا کر اور نماز نہ پڑھے گا تو بعد مرنے کے بھوت بن جائے گا'' ۔ کل پنج شنبہ کے دن ایک اور خط بیرنگ آیا ۔ سرنامہ پر یہ عبارت مرقوم : ''انشاء اللہ لفافہ ھذا درشہر دہلی رسیدہ بہ ملاحظۂ اقدس جناب مستطاب نواب اسد اللہ غالب مرسلہ باد ۔ مرسلہ مظہر علی از مارہرہ ضلع ایٹہ بیرنگ ۔ تاریخ ۲ رجب ۱۲۸۵ھ روانہ شد ۔''

مضمون بعینہ یہی کہ 'نماز پڑھا کر ورنہ مرنے کے بعد بھوت ہو جاؤ گے ، والسلام علیک ۔ نام ندارد فقط ۔ مرسلہ مظہر علی از مارہرہ ضلع ایٹہ بسرکار خود تمام ہوا ۔

اب فقیر مکتوب الیہ کہتا ہے کہ پہلے خط میں ، میں نے عبداللہ

۱- ''تاریخ صحافت'' اردو جلد دوم کا پہلا حصہ طبع دہلی صفحہ ۲۳۲ ، ۲۳۳ پر امداد صابری صاحب نے یہ خط اکمل الاخبار دہلی کے شمارہ اکتوبر ۱۸۶۸ء سے نقل کیا ہے ۔ اب تک یہ خط کسی مجموعے میں شریک اشاعت نہیں ہوا ہے ۔ (فاضل)

کو اسم فرضی سمجھ لیا تھا مگر اب دوسرے خط میں اس توضیح سے کاتب کا اسم و مقام لکھا ہوا ہے ، تو کیوں کر شک و شبہہ باقی رہے - پس اب میں قہر درویش بر جان درویش پر عمل کر کے چپ ہو رہتا ہوں مگر یہ حافظ کا شعر جواب میں لکھتا ہوں :

من اگر نیکم و گر بد تو برو خود را باش
ہر کسے آں درود عاقبت کار کہ کشت

یہ دوسرے شخص صاحب بے نام و مقام ہیں - اخبار میں دیکھ کر سمجھ لیں گے - شاید وہ پہلے صاحب بھی کسی اخبار میں مشاہدہ فرما لیں -

[اکتوبر ۱۸۶۸ع]

MAABLIB 1431
مرکز احیاء تراث صفیر
maablib.org

[۵۳] بنام جلیل الدین حسین[1] ابو محمد شاہ فرزند علی (صوفی منیری) (۱)

زبدۂ[2] اولادِ حضرت خیرالانام ، قبلہ و کعبۂ مجموع[3] اہل اسلام حضرت پیر و مرشد عالی مقام کی خدمت میں فقیر غالب کی بندگی قبول ہو۔ اپنے ابوالاباء کے بوڑھے غلام کو آپ نے اتنا کیوں شرمایا کہ وہ بے چارہ شرم سے پانی پانی ہوا جاتا ہے۔ کافی تھا ان اشعار کا بھیج دینا اور حک و اصلاح کی اجازت دینی۔ میری مدح آپ کے غلاموں کو موجب ننگ و عار اور میرے آباء و اجداد کو ذریعۂ عز و افتخار۔ حکم بجا لایا ، دو ایک جگہ املا کی صورت بدلی گئی ، کہیں مصرع کی جگہ مصرع لکھا گیا۔ بے غائلہ تکلف و تملق ، آپ کا کلام معجز نظام ہے۔ لفظ عمدہ ، ترکیب اچھی ، معنی بلند۔

فقیر اپنا حال زار لکھتا ہے :

اکھتر برس کی عمر ، پاؤں سے اپاہج ، کانوں سے بہرا ، دن رات پڑا رہتا ہوں۔ دو سطریں لکھیں ، بدن تھرایا ، حرف سوجھنے سے رہا : قوتیں ساقط ، حواس مختل ، غذا قلیل بلکہ اقل :

۱۔ صوفی منیری : ضلع پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ ۹ شوال ۱۲۵۹ھ جنوری ۱۸۳۸ء میں پیدا ہوئے اور ۶ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء میں وفات پائی۔ متعدد تالیفات کے علاوہ مثنوی 'لواءالحمد' بھی چھپ چکی ہے۔ اس کے قلمی نسخے پر غالب کی اصلاحیں ابھی محفوظ ہیں۔

۲۔ علی گڑھ میگزین غالب نمبر ، صفحہ ۹۸۔ غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۵۹ میں معارف اعظم گڑھ نومبر ۱۹۲۰ء سے نقل کیا گیا ہے۔

۳۔ علی گڑھ میگزین اور غالب کی نادر تحریریں : ''مجموعہ' اہل اسلام۔''

۱۰۷۶

عمر بھر دیکھا کیے مرنے کی راہ
مر گئے پر دیکھیے دکھلائیں کیا

ایام شباب میں کہ بحر طبع روانی پر تھا، جی میں آیا کہ غزوات صاحب ذوالفقار لکھنا چاہیے۔ حمد و نعت و منقبت و ساقی نامہ و مغنی نامہ لکھا گیا۔ داستان طرازی کی توفیق نہ پائی، ناچار اس آٹھ نو سو شعر کو چھپوا لیا۔ اغلاط 'برہان قاطع' از روئے انصاف نکالے اور اس کا ایک رسالہ مرتب کیا۔ 'قاطع برہان' اس کا اسم اور 'درفش کاویانی' اس کا علم۔ ان دونوں رسالہ' نا مطبوع کا ایک پارسل میں اور حضرت کے بھیجے اوراق بھی اس پارسل میں اور یہ خط جداگانہ ڈاک میں بھجوا دیا، اور توقع رکھتا ہوں کہ اس کی رسید روزِ ورود یا دوسرے دن لکھی جائے۔

[۱۸۶۷ء]

۱۔ مرزا نے خط میں اکہتر برس کی عمر بتائی ہے اس لیے ۱۲۸۳ھ کے قریب کی تحریر ہے، خواہ ۱۸۶۷ء کے آخر اور ۱۸۶۸ء کے شروع میں ہو، یا کچھ پہلے۔ خلیق انجم نے دسمبر ۱۸۶۸ء یا فروری ۱۸۶۹ء تجویز کیا ہے۔ غالباً وہ عمر کا حساب عیسوی سنہ سے لگاتے ہیں جو غالب کے زمانے میں اس حد تک رائج نہیں تھا۔ اُس زمانے میں مسلمان اپنی عمروں کا حساب ہجری تقویم سے لگاتے تھے۔

[۵۴] بہ نام محمد نعیم الحق آزاد (۱)

پیر' و مرشد !

کیا حکم ہوتا ہے؟ احمق بن کر چپ ہو رہوں یا جو از روے کشف یقینی مجھ پر حالی ہوا ہے ، وہ کہوں ؟

اول رجب میں نوازش' نامہ آپ نے کب بھیجا ؟ آخر میرے پاس پہنچ ہی گیا ، یہ جواب بھیجا - اگر روانہ ہوا ہوتا تو وہ بھی پہنچ گیا ہوتا - یہ بہرحال محبت کی گرمی ہنگامہ ہے ، یہ جملہ محض آرائشِ عنوانِ نامہ ہے :

عمرت دراز' باد کہ این ہم غنیمت است

پنشن داروں کا اجراے پنشن اور اہل شہر کی آبادیِ مسکن یہاں اس صورت پر نہیں ہے جیسی اور کہیں ہے - اور جگہ سیاست ہی' منجملہ' ضروریات ریاست ہے ، یہاں قہر الٰہی ہی منشاے تباہی ہے -

خاص میری پنشن کے باب میں گورنمنٹ سے رپورٹ طلب ہوئی ہے - ابناے روزگار حیران ہیں - یہ' بھی ایک عجیب بات ہوئی

۱- رسالۂ اردو ، اورنگ آباد ، جنوری ۱۹۳۴ء ، صفحہ ۱۹۰ - ۲۰۳ ، صفحہ ۲۵۷ - غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۳۲ میں انورالدولہ شفق کے نام سے چھپتا رہا ہے -

۲- مہر : ''آپ نے نوازش نامہ کب بھیجا -''

۳- مہر : ''سیاست ہے کہ''- نقوش خطوط تبر صفحہ ۳۲ : ''پنشن داروں کا اجرائے پنشن . . . . جگہ سیاست ہی کے منجملہ -''

۴- مہر : ''کہ یہ بھی'' -

ہے - رپورٹ کی روانگی کی دیر ہے ، چند روز اور بھی' قسمت کا پھیر ہے -

دلی علاقۂ لفٹنٹ گورنر سے انقطاع پا گئی اور احاطۂ پنجاب کے تحت حکومت آ گئی - رپورٹ یہاں سے لاہور اور لاہور سے کلکتے جائے گی اور اسی طرح پھیر کھا کر نوید حکم منظوری آئے گی -

فعل لازمی کو جب متعدی کیا چاہیے تو پہلے مضارع میں سے مصدر بنا لینا چاہیے- 'گشتن' مصدر اصلی 'گردد' مضارع ، 'گردیدن' مصدر مضارعی ، 'گرداندن' و 'گردانیدن' مصدر متعدی - موافق اس قاعدے کے 'کردن' کا متعدی 'کناندن' و 'کنانیدن' نہ 'کراندن' - 'کراندن' تو 'کرانے' کی فارسی ہے - جیسے 'چلنے' کی فارسی 'چلیدن'[3] اور یہ شوخی طبع و ظرافت ہے - نہ اس میں صحت ہے ، نہ لطافت ہے - 'کراندن' غلط اور 'کنانیدن' صحیح - 'گشتن' کو 'گشتاندن' اور 'رستن' کو 'رستاندن' نہ کہیں گے بلکہ 'گردیدن' و 'روئیدن' بنا کر 'گرداندن' و 'رویاندن' لکھیں گے - بلغا کے کلام میں 'کردن' کا متعدی شاید کہیں نہ آیا ہو - اگر آیا ہو گا تو 'کنانیدن' آیا ہو گا ، 'کراندن' ٹکسال باہر ہے - ۱۲

تذکیر و تانیث کا دائرہ بہت وسیع ہے - ''دہی'' ، بعض کہتے ہیں : ''دہی اچھا'' بعض کہتے ہیں : ''دہی اچھی'' - ''قلم'' ، کوئی کہتا ہے : ''قلم ٹوٹ گیا'' کوئی کہتا ہے : ''قلم ٹوٹ گئی'' - فقیر ''دہی'' کو مذکر بولتا ہے اور ''قلم'' کو بھی مذکر جانتا ہے - علی ھذا القیاس ''شنگرف'' بھی مذبذب ہے : کوئی مذکر اور کوئی

۱- نقوش خطوط نمبر : ''اور یہی قسمت کا پھیر -''

۲- مہر : ''نہ کہ -''

۳- مہر : ''چلیدن ہے -''

مؤنث کہتا ہے ، میں تو 'شنگرف' کو مونث کہوں گا۔
خلاصہ یہ کہ اس ہیچمدان کے نزدیک 'کردن' کا متعدی 'کنانیدن' ہے اور 'شنگرف' مونث۔ ۱۲

خداوند ! آئین بندہ پروری بھول نہ جاؤ ، گاہ گاہ نامہ و پیام بھیجتے رہو۔ کیا میں یہ نہیں لکھ سکتا کہ میں نے اس عرصے میں دو خط بھیجے اور آپ نے ایک کا جواب نہیں لکھا ؟ ہاں یہ عرض کرتا ہوں کہ آج صبح کو آپ کا خط آیا؛ ادھر پڑھا ادھر جواب لکھا۔ سچ یوں ہے کہ ڈاک میں اکثر خطوط تلف ہوتے[1] ہیں۔ بیرنگ پر ضائع ہونے کا گمان کم ہے۔ اس دستور کا بادی اور بانی میں ہوتا ہوں ، یہ خط بیرنگ بھیجتا ہوں۔ آپ بھی اب جب کبھی بہ فرض محال خط بھیجیے تو بیرنگ بھیجیے۔ زیادہ حد ادب۔ ۱۲

عرضداشت غالب

نگاشتۂ چہارشنبہ ، سیوم شعبان و نہم مارچ سال حال۔ ۱۲
[۱۲۷۵ھ-۱۸۵۹ع][2]

۱- مسہر : "ہو جاتے ہیں۔"
۲- انجم صاحب نے خلاف تقویم ۱۸۵۸ع لکھا ہے۔

maablib.org

[۵۵] بہ نام عبدالجمیل جنوں بریلوی (۱)

مہ شوال کو کیا دیکھے جنونِ غم گیں
خنجرِ ناز نہیں ابروے خم دار نہیں

پیر و مرشد! ماہِ شوال کو خنجر و شمشیر سے کیا علاقہ؟ ہلالِ رمضان دیکھ کر تلوار کو دیکھتے ہیں اور ہلالِ شوال دیکھ کر سبز کپڑا مشاہدہ کرتے ہیں - ۱۲

اشعار بہت ہیں، انھیں[۲] سے کسی شعر کو مقطع کر دیجیے -

غالب ۱۲

ہفتم فروری سنہ ۱۸۶۴ع

[۵۶] ایضاً (۲)

حضرت[۳]! غزل سراسر ہموار و ذوق انگیز ہے - ایک شعر میں ایک لفظ بنایا گیا - ایک شعر کا پہلا مصرع بدل دیا گیا -

---

۱- یہ شعر لکھ کر قلم زد کر دیا ہے — نقوش خطوط نمبر صفحہ ۵ - عکس تحریر اور مہیش صفحہ ۱۲۳ میں یہ مصرعے قلم زد نہیں ہیں - نقوش میں جن صاحب نے خط اصل سے نقل کیے ہیں، غالباً خطوط غالب ترتیب مہیش صفحہ ۱۲۳ کے پیش نظر -

۲- ''ان میں سے'' لکھا ہے حالانکہ خط میں صاف ''انھیں'' لکھا ہے -

۳- نقوش، خطوط نمبر، عکس تحریر صفحہ ۶ - مہیش صفحہ ۱۲۳ - جمیل نے گیارہ شعر اصلاح کے لیے بھیجے ہیں - ان پر اصلاح کا تذکرہ ہے - غزل کے چند شعر ہیں:

دشمنی پر رجب کہ ہم سے یار ہے
پھر بھلا کیا شکوۂ اغیار ہے

تیسرے شعر کا ایک لفظ بدلا ہے:

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۰۸۱ پر)

مومن خاں کے اس مصرع میں تردد کیا ہے :

تم سے دشمن کی مبارک باد کیا ؟

"یہ" بہ معنی "از" نہیں ہے بلکہ یہ معنی مثل و مانند ہے یعنی "چوں تو دشمن اگر تہنیت دہد بر آں چہ اعتبار ۔"

وصل کے وعدے سے ہو دل شاد کیا

تم سے دشمن کی مبارک باد کیا ؟

یعنی اگر تم نے کہا کہ لو مبارک ہو ۔ کل ہم آئیں گے یا تمہیں بلائیں گے ، ہم ایسے وعدے سے کیا خوش ہوں ۔ تم جیسے دشمن کے مبارک باد دینے سے کیا ہوتا ہے ۔

غالب - ۱۲

۱۹ مارچ سنہ ۶۴ [۱۸]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۸۰)

دل لگا کر ، دل کہیں لگتا نہیں

عشق ہے یا رب ، کوئی آزار ہے

"ہے" کو کاٹ کر "کیا" بڑھایا :

عشق یا رب کیا کوئی آزار ہے

آٹھواں شعر تھا :

وصل کیا ، بوسہ نہیں ملتا ہمیں

عشق مزدوری نہیں بیگار ہے

مصرع بدل دیا :

بوسہ اس لب سے کبھی ملتا نہیں

۱- مرتب خطوط نمبر نقوش نے اس لفظ کو قلابوں میں رکھا ہے ، گویا خط میں نہیں ، حالانکہ عکس تحریر میں صاف موجود اور پڑھا جاتا ہے ۔ لیکن آخر میں اٹھارہ سو کا اضافہ کیا ہے اور بغیر علامت اصل خط میں صرف "۶۴" ہے ۔ نہ سینکڑہ ہے نہ "ع" ۔

[۵۷] ایضاً (۳)

حضرت سلامت !

میاں قدرت اللہ صاحب کا تردد بجا ، ''پیش از صبح صادق'' نماز کیسی ؟ کاتبِ اول کی خوبی اور نقل کرنے والوں کی غفلت ہے۔ اصل فقرہ یوں ہے :

''خود بدولت پیش از صبح صادق برخاستہ بعد بانگ صلوۃ با جماعت فضلا نماز صبح ادا کردہ بہ جھروکہ درشن تشریف می آوردند''۔ ۱۲

حضرات نے ''بنفس نفیس'' بڑھا دیا اور ''برخاستہ'' کو بجبر اٹھا دیا ۔

صبح صادق سے پہلے ، یعنی دو تین گھڑی رات رہے اٹھتے اور ضروریات سے فراغت کرتے ، وضو کے مراسم بجا لاتے ۔ جب موذن اذان دیتا ، جماعت کی نماز پڑھتے۔ ''رفع حوائجِ ضروری'' کو ''برخاستہ'' کے بعد مقدر چھوڑ جانا بلاغت ہے ۔ یعنی اس وقت کے افعال بول و براز ہیں ، آن کا ذکر مکروہ طبع ہے عموماً اور بہ نسبتِ بادشاہ سوء ادب ہے خصوصاً ۔ اور یہ جو فقیر ''بنفس نفیس'' کو غلط کہتا ہے، یہاں ایک دقیقہ ہے ؛ یعنی بہت کام ایسے ہیں کہ آدمی آپ بھی کر سکتا ہے اور خادم سے بھی لے سکتا ہے ، مثلاً چلم پر آگ دھرنا یا پائخانے میں لوٹا لے جانا ، اور بہت کام ایسے ہیں کہ ہر شخص کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں ، دوسرا نیابتاً نہیں کر سکتا ، مثلاً حقہ پینا یا پائخانے جانا۔ سونا ، جاگنا ، اٹھنا ، بیٹھنا بھی اسی قبیل سے ہے ۔ پس افعالِ مستثنیٰ میں ''بہ نفس نفیس'' لکھ سکتے ہیں اور افعالِ مخصوصہ میں ''بنفس نفیس'' کی قید لغو اور پوچ اور مہمل ہے ۔

میں کروں کیا ؟ فی الحال دودمانِ معنی کا وہ حال ہے جو

۱۔ آج کل ، اگست ۱۹۴۹ء ، سہیش صفحہ ۱۲۴ ، مہر صفحہ ۵۲۲ ۔

ہندوستان کا غدر کے بعد ہو گیا - جہلا جانتے نہیں ، علما اعتنا نہیں کرتے - چھاپے کو توقیع الٰہی سمجھے ہیں - نسخۂ مطبوعہ میں غلطی کا احتمال جائز نہیں رکھتے ، کاپی نویس کے جرم میں مصنف بے چارہ ماخوذ ہوتا ہے - ۱۲

داد کا طالب غالب
۸ مئی ۱۸۶۴ء

[۵۸] ایضاً (۴)

"شنوائی" بفتحۂ نون ہے ، بہ سکون نون وکلائے عدالت کی بولی ہے - ۱۲

"گر خیال رونق" الخ یہ شعر [معنی دیتا ہے کہ] تم اس لیے آیا نہیں [چاہتے] تو اس کو کیوں ویران کرتے ہو - کیا آدمی جہاں جا کر رہا چاہتا ہے ، پہلے اس گھر کو ویران کر لیتا ہے ؟ یہ محل استفسار و استفہام کا ہے - یعنی تم نے جو خانۂ دل کو اجاڑ دیا ، کیا تم یہاں نہیں آیا چاہتے ؟

"ہم کناری" مرادف ہم آغوشی مسلّم ، لیکن مستعمل نہیں - 'ہم کنار' بولتے ہیں ، 'ہم کناری' نہیں بولتے - مقطع اور لکھو -

غالب - ۱۲

۱- مطابق یکم ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ یوم یک شنبہ -

۲- نقوش ، خطوط نمبر ، عکس تحریر ، صفحہ ۲۰ - نقل خط صفحہ ۴۷ - سہیش ندارد -
شنوائی پر گفتگو کی بنیاد معلوم نہیں - اس کے بعد کا شعر بھی نہیں ملا - "ہم کناری" پر گفتگو اس شعر کی اصلاح سے متعلق ہے :

اے جنوں صبح سے اداس ہو تم
تھی مگر کس سے ہم کناری رات

شعر قلم زد کر دیا گیا ہے -

[۵۹] بہ نام میر حبیب اللہ خان' ذکا (۶)

بندہ پرور! پرسوں مولوی صاحب کا خط آیا، ما کتب فیہ بہ سبیل نقل یہ ..... (سادہ جگہ) 'آج مسودۂ' عرض داشت کا جو آپ نے مجھ کو بھیجا تھا، پیش گاہ آقائے نامدار گزرانا، اور اپنے نام کے خط کا بھی پیش کرنا مناسب جانا۔ بعد ملاحظہ کے یوں ارشاد ہوا کہ ''قصیدہ اور عرض داشت کی تفتیش اور تلاش کی جاوے، جو دارالانشاء میں ملے تو جواب لکھا جاوے۔'' یقین ہے کہ بعد گرد آوری کاغذات کے اگر عرضداشت مل گئی یا قصیدہ نکل گیا [؟آیا] تو جواب ملے گا۔ ۱۲

اب میں بقول صائب:

درماندۂ کار خودم، حیران اطوار خودم
ہر لحظہ دارد نیستی چو قرعۂ رمال ہا

یوں سمجھا ہوا تھا کہ نو لفافے جو علی التواتر یکے بعد دیگرے ارسال ہوئے ہیں، متواتر دارالانشا میں پہنچے اور منشی نے چاک کر کے

۱۔ حبیب اللہ خاں کے نام یہ خط 'عود ہندی' و 'اردوے معلیٰ' اور خطوط غالب مہیش و مہر میں موجود نہیں۔ مبارز الدین رفعت نے دیوان صائب قلمی کے نسخہ مملوکۂ مرزا حسین علی خاں مرحوم شعبۂ انگریزی جامعۂ عثمانیہ سے نقل کر کے 'نگار' اپریل ۱۹۵۹ء میں شائع کیا تھا۔ مزید خطوط کے لیے دیکھیے عود ہندی حصۂ اول۔ (مرتضیٰ حسین فاضل)

۲۔ غالب نے نواب شمس الامراء مختار الملک میر تراب علی خان کے نام ایک قصیدہ بھیجا تھا (دیکھیے کلیات جلد دوم طبع مجلس ترقی ادب لاہور، صفحہ ۳۶۱)۔

پھینک دیے ہوں۔ مانا کہ یوں ہی ہوا۔ بشرطِ التفاتِ مولانا میرا مطلب اس صورت میں بھی فوت نہیں ہوتا، یعنی مولوی صاحب کہہ سکتے ہیں کہ جو نذر اس کی میری معرفت گزری ہے، اس کے قبول ہونے کی عرضداشت میں وہی لکھا جائے جو واقعہ ہوا و عرضداشت کے گزرنے کے بعد لکھا جاتا۔ مولوی مؤیدالدین صاحب جو حضرت کے مقرب اور اُس حضرت میں میرے مقرب ہیں، یہ کلمۂ موجز کہہ سکتے ہیں۔ مگر میں اُن سے نہیں کہہ سکتا کہ آیا وہ نو کاغذ دفتر سے نکل کر پیش ہوئے یا نہیں؟ ۱۲

آگے اس سے جس دن دیوان کا پارسل اور خط جو مولانا کو بھیجا ہے، اس کے دوسرے دن ایک پارسل اور ایک خط آپ کو میں نے بھیجا ہے۔ آج تک اس پارسل کی رسید میں نے نہیں پائی۔ سخت مشوش ہوں۔ اگر وہ پارسل پہنچ گیا ہے تو اس کی رسید لکھیے اور اگر نہیں پہنچا تو وہاں کے ڈاک گھر میں دریافت کیجیے اور میرے اس خط کا جواب لکھیے۔

نجات کا طالب غالب۔ ۱۲

ہاں خوب یاد آیا؛ وہ قصیدہ بھی اس کلیات میں مطبوع ہو گیا ہے'۔ صفحہ ۳۴۶ سطر ۱۲۔ دفتر سے قصیدے کا کاغذ نکلنے کی صورت میں بھی قصیدہ ممدوح کی نظر سے گزر سکتا ہے۔

والسلام مع الاکرام

[۵ دسمبر ۱۸۶۳ء]

۱۔ اس قصیدے کا مطلع ہے:

در مدح سخن چسان نہ کوئم
شرطست کہ داستان نہ کوئم

(دیکھیے کلیات طبع مجلس ترقی ادب لاہور، جلد دوم، صفحہ ۳۶۱)۔ یہ قصیدہ غالباً ۱۸۶۱ء میں لکھا گیا ہے۔

۲۔ کلیات کا پہلا ایڈیشن ستمبر کے بعد مرزا صاحب کو ملا ہے اس لیے یہ خط دسمبر ۱۸۶۳ء یا اس کے بعد کا قرار پاتا ہے۔

[۶۰] بنام[1] منشی سخاوت حسین (۱)

مشفقی[2]، مکرمی ، منشی سخاوت حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ !
سبحان اللہ ! آپ کے خط کا جواب نہ لکھوں ؟ اپنے کو نفرین کروں ، اگر شتاب نہ لکھوں ۔ اس وقت ڈاک کے ہرکارے نے تمہارا خط دیا ۔ ادھر پڑھا آدھر جواب لکھنے کا قصد کیا ۔ میں ایک شخص گوشہ نشین ، فلک زدہ ، اندوہ گیں ، نہ اہل دنیا نہ اہل دین ۔ مجھ سے نکمے آدمی کا جو کوئی مشتاق ہو ، اس کے خط کا جواب لکھنا کیوں مجھ پر شاق ہو ۔ ظاہرا تم خود مجمع حسن اخلاق ہو ورنہ کیوں تم کو میرا اس قدر اشتیاق ہو ۔ ہاں ، ایک بری بھلی شاعری ، اس کا حال یہ ہے کہ آگے جو کچھ کہا سو کہا ۔ اب شاعر بھی نہیں رہا ۔ بہرحال تمہاری فقیر نوازی کا شکر گزار اور طالب دیدار ہوں ۔

نجات کا طالب غالب

چاشت گاہ دوشنبہ ، ۴ فروری ۱۸۶۱ع

۱۔ سخاوت حسین مدہوش بدایونی سنہ ۱۸۲۰ع میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۱ع میں انتقال کیا ۔ معزز و خطاب یافتہ ، سیاسی و عوامی آدمی تھے ۔ غالب سے اتنا عشق تھا کہ اپنی بچی کو غالب کا شعر سنانے پر ایک اشرفی فی شعر انعام دیتے تھے ۔

۲۔ یہ خط "سراج سخن" فروری ۱۸۹۴ع ، پھر آج کل فروری ۱۹۶۰ع اور اردوے معلیٰ دہلی ۱۹۶۱ع میں شائع ہوا ، گوپی چند نارنگ صاحب نے مدہوش پر معلوماتی مضمون لکھا ہے ۔ 'اردوے معلیٰ' صفحہ ۹۵ ببعد ۔ غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۳۸ ۔

[۶۱] بنام قاضی نورالدین حسین' فائق (۱)

مخدوم مکرم حضرت قاضی محمد نورالدین حسین خاں بہادر کی خدمت میں عرض ہے کہ برخوردار مرزا شہاب الدین خاں بہادر نے یہ اجزا مجھ کو دیے۔ نظم سے میں نے بالکل قطع نظر کی۔ کامل صاحب کی یہ نثر، جو آغاز میں ہے، اس کو بھی نہیں دیکھا۔ صرف آپ کی نثر کو دیکھا اور اس کو موافق حکم آپ کے بعض جا درست کر دیا۔ بعض موقع پر منشائے اصلاح لکھ دیا ہے۔ مجھ کو یہ پایہ نہیں کہ آپ کی نثر میں دخل کروں۔ بفحوائے ''الامر فوق الادب'' حکم بجا لایا ہوں۔ مرحبا، آفریں! بخدا خوب نثر لکھی ہے۔ اللہ سبحانہ آپ کو مدارجِ اعلیٰ کو پہنچاوے اور سلامت رکھے۔

مرقوم، دوشنبہ [۱۴؟] جولائی ۱۸۶۲ عیسوی

خوشنودی احباب کا طالب غالب

۱- قاضی نور الدین فائق: بہڑوچ، گجرات کے مشہور عالم و شاعر تھے۔ ان کا انتقال ۸۶ ۱۸۶۹/۵۱ء میں ہوا۔ موصوف نے ۱۲۶۸ھ میں ''مخزن شعرا'' گجراتی شاعروں کا تذکرہ مرتب کیا جو ۱۹۳۳ء میں انجمن ترقی اردو نے چھاپا۔ اسی تذکرے کے آخر میں غالب کا یہ خط بھی ہے۔ غالب نے ان قاضی صاحب کے بارے میں ''مسخرہ چوتیا'' لکھا ہے۔ دیکھیے خط بنام شہاب الدین خاں نمبر مسلسل جلد اول صفحہ ۳۲۱، بنام سیاح نمبر مسلسل ۳۳۔ علی گڑھ میگزین غالب نمبر ۹۷، مہر صفحہ ۶۰۶، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۴۷، غالب کی پانچ تحریریں 'آج کل' دہلی، جون ۱۹۵۰ء۔

۲- نگار، کراچی تذکروں کا تذکرہ نمبر میں ۱۴ جولائی درج ہے جو مطبوعہ خط میں نہیں ہے۔ ممکن ہے ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ میں سے کوئی تاریخ ہو، یعنی ۱۴ قطعی نہیں ہے۔

[۶۲] به نام حکیم' محب علی (۱)

چہار شنبہ[۲] ہنگام نیم روز

بندہ[۳] پرور ! آپ کی تحریر سے مستنبط ہوتا [ہے کہ آ] پ مجھ سے میرٹھ میں [ملے] تھے ؟ مگر میں ہر چند یاد کرتا ہوں مجھ کو وہ صحبت اور آپ کی ملاقات کی صورت یاد نہیں آتی - بہ ہرحال ارسالِ مسودات کی خواہش مقبول اور حک و اصلاح کی خدمت بجا لانی بہ دل منظور - تمھارے ابوالاباء کا کہ وہ ابوالائمہ بھی ہے ، غلام ہوں ، علیہ الصلوۃ و علیہ السلام - ۱۲

"ماہ نیم ماہ" مانگتے ہو ، یہ نہیں جانتے ہو کہ وہ آسمان ہی ٹوٹ پڑا ، جس پر ماہ نیم طلوع کرتا - بات یہ ہے کہ جس طرح مسافر سفر میں آدھی منزل طے کرکے دم لیتا ہے ، میں نے آدم سے ہمایوں تک کا حال لکھ کر دم لیا تھا - قصد تھا کہ اب جلال الدین اکبر کی سلطنت کا حال لکھوں گا کہ ناگاہ یہ فتنۂ عظیم حادث ہوا اور اکبر و ہمایوں کے خاندان کا نام و نشان جاتا رہا - "عرفت ربی

۱- حضرت محمد حنفیہ کی بتیسویں پشت میں تھے - ان کے والد حکیم مشتاق علی میں پوری میں مطب کیا کرتے تھے - محب علی خود بھی حکیم تھے - (حواشی ، غالب کی نادر تحریریں ، صفحہ ۱۵۶) - اصل خط پر مکتوب الیہ کا نام نہیں ہے - ڈاکٹر عبدالستار صاحب نے مشکور علی کے حوالے سے سرنامہ تجویز کیا ہے -

۲- خلیق انجم نے چار شنبہ کے بعد [۱۸ جنوری] اور خاتمۂ خط میں (۱۸ مئی ۱۸۶۳ع) لکھا ہے -

۳- غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۵۳ ، ہندوستانی الہ آباد ۱۹۳۴ع مع عکس تحریر خط -

بفسخِ العزائم"۔ ۱۲

'پنج آہنگ'، 'مہر نیمروز'، 'دستنبو'، 'قاطع برہان'، 'دیوان اردو' یہ پانچ رسالے البتہ کتب میں شمار کیے جائیں۔ 'باد مخالف' کئی ورق کی ایک مثنوی ہے منجملہ ان مثنویوں کے جو "کلیات نظم فارسی" میں مندرج ہیں، بجائے خود کتاب نہیں ہے۔ ہاں یہ تو فرمائیے کہ قاطع بر[ہان] آپ کے ہاتھ کہاں سے آئی؟ شاید نواب مصطفیٰ خاں صاحب سے آپ نے لی ہوگی۔ ماخذ 'قاطع برہان' ضرور لکھیے۔ ۱۲

گمان زیست بود بر منت ز بے دردی
بد است مرگ ولے بدتر از گمان تو نیست

ہے ہے! تم اب تک یہ جانتے ہو کہ 'غالب' شعر کہتا ہے یا کہہ سکتا ہے؟ ایک پانو رکاب میں، ایک ہاتھ باگ پر۔ اس صورت میں کیا کہوں گا اور کیا لکھوں گا؟ اخ مکرم و معظم نواب مصطفیٰ خاں گواہ ہیں کہ اب [شعر] نہیں کہتا۔ اللہ، اللہ، لا موجود الا اللہ۔ ۱۲

غالب۔ ۱۲
[۱۸۶۳ء]

۱۔ انجم صاحب نے ۱۸ مئی تاریخ نہ معلوم کس بنا پر درج کی ہے، بہرحال خط کا انداز ۱۸۶۳ء ہی کا ہے۔

[۶۳] به نام عزیز[1] صفی پوری (۱)

خان[2] صاحب عنایت مظہر سلامت !

آپ کا مہربانی نامہ آیا - اوراق 'پنج رقعہ[3]' نظر فروز ہوئے - خوشامد فقیر کا شیوہ نہیں ، نگارش تمہاری 'پنج رقعہ' سابق کی تحریر سے لفظاً و معناً بڑھ کر ہے - اس میں یہ معانی نازک اور الفاظ آبدار کہاں ؟ مگر ایک امر سے تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ یہ نثر ظہوری کی نہیں ہے - ارادت خاں متخلص بہ 'واضح' عالم گیری سرداروں میں سے ایک شخص تھا - 'مینا بازار' و 'پنج رقعہ' اس کی فکر کا نتیجہ ہے - توالیِ کسرات کی طرز ایجاد کی ہوئی اس کی ہے - موجد سے مقابلہ بہتر نکلا ، یعنی تم نے خوب لکھا ہے : ع

نقاش ، نقش ثانی بہتر کشد ز اول

جہاں آپ نے فقیر کا مطلع لکھا ہے ، وہاں آپ بہ عرف میرے معرف

۱- عزیز اللہ شاہ کا اصل نام محمد ولایت علی خاں ولایت تھا لیکن شاہ مخدوم خادم صفی پوری کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد نام بدل لیا . عزیز صفی پوری اور ان کے اباء و اجداد شاہان اودھ کے دبیر تھے. عزیز ، فارسی کے ماہر و صاحب قلم ادیب تھے- ۲۶ کتابیں لکھی ہیں - عزیز ، صفی پور ضلع اناؤ میں ۶ صفر ۱۲۵۹ھ مطابق ۸ مارچ ۱۸۴۳ع کو پیدا ہوئے اور ۱۳ محرم ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۲۸ع کو صفی پور ہی میں جان بحق ہوئے (تلامذۂ غالب صفحہ ۲۳۴ ، نقوش مکاتیب نمبر حاشیہ صفحہ ۱۰۸) -

۲- نقوش مکاتیب نمبر صفحہ ۱۰۸ ، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۱۰۲-

۳- ''پنج رقعہ عزیز اللہ خاں'' شائع ہو چکی ہے ۔

ہوئے ہیں - متوقع ہوں کہ یا شعر نکال ڈالو یا عرف کی جگہ تخلص لکھ دو -

نجات کا طالب غالب

[۱۸۶۵ء' بعد]

[۶۴] ایضاً (۲)

''سخن شناس[۲] نہ' مشفقا ، خطا ایں جاست'' ! یہ جملہ کہ ''یا میرا شعر نکال ڈالو یا عرف کی جگہ تخلص لکھ دو'' موجب ملال خاطر کیوں ہوا ؟ اور اس سے یہ مفہوم کیوں کر پیدا ہوا کہ میں تمہارے کلام کو اصلاح نہ دوں گا - تمہیں غور کرو کہ شعر کو علاقہ تخلص سے ہے یا نام سے؟[۳] . . . . عرف سے - میں نے تو اصلاح دی ، تم نے برا مانا: ذہن تمہارا معوج ہے ، اکثر کجی کی طرف جاتا ہے - تمہاری اس نثر میں حک و اصلاح کی گنجائش نہیں - 'پنج رقعہ' سابق سے لفظاً و معناً تمہاری عبارت بہتر ہے - اس قول کو باور نہ کرو گے تو منشا اس کا وہی اعوجاج طبع ہوگا مع سوء ظن - ۱۲

نجات کا طالب غالب

[۱۸۶۵ء[۴] بعد]

۱- سنہ کا تعین میں نے اندازے سے کیا ہے -
۲- نقوش مکاتیب صفحہ ۱۰۹ ، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۱۰۱ -
۳- یہاں نقطے ہیں -
۴- نقوش اور 'غالب کی نادر تحریریں' میں سنہ موجود نہیں ہے -

maablib.org

[۶۵] به نام احمد حسین مینا[1] مرزا پوری (۱)

بندہ پرور !

کل دوپہر کو آپ کے عنایت نامے کے ساتھ ہی جناب اخگر کا مہربانی نامہ مع غزل پہنچا ، آج جواب آپ کو لکھتا ہوں - غزل میں نے دیکھ لی ، سوائے دو ایک جگہ کے کہیں اصلاح کی حاجت نہ تھی - آج اس فن میں وہ یکتا ہیں ، خدا ان کو سلامت رکھے - وہ بلامبالغہ سراپا تصویر محبت ہیں - نظم تو نظم ، ان کی نثر کے فقرے بھی قیامت ہیں - اس دوبارہ عطیے اور اس یاد آوری کا احسان مانا - میری جانب سے قدر افزائی کا شکریہ ادا کر دیجیے گا کہ حضرت نے اس ہیچمیرز ہیچمدان کو قابلِ خطاب و لائقِ جواب سمجھا - میں دروغ گو نہیں ، خوشامد میری خو نہیں ، غزل دیکھی ، الفاظ متین ، معانی بلند ، بندش دل پسند ، مضمون عمدہ - سوائے دو ایک جگہ کے اور غزل بھر میں ایک نقطے کی بھی گنجائش نہ تھی ، اصلاح کیا دیتا ؟ بجنسہ واپس کرتا ہوں -

اب یہاں سے روئے سخن حضرت اخگر کی طرف ہے :

۱- صفدر مرزا پوری صاحب نے مرقع ادب میں انھیں ''امیر الشعرا مولانا احمد حسین مینا'' لکھا ہے - تلامذۂ غالب میں مالک رام کہتے ہیں کہ مینا اور تمنا ایک ہی شخص ہیں - سری رام نے خم خانۂ جاوید میں سید احمد حسین تمنا کو شاگرد داغ لکھا ہے اور ایک غزل قلمبند کی ہے - ممکن ہے کہ احمد حسین نے پہلے مینا اور اس کے بعد تمنا تخلص کر لیا ہو -

۲- مرقع ادب ، جلد ۲ ، صفحہ ۲۱ ، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۹۷ ، مہر ندارد -

قبلۂ حاجات ! میرا حال کیا پوچھتے ہیں ، زندہ ہوں مگر مردے سے بدتر - جو حالت میری آپ اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما گئے تھے ، اب تو اس سے بھی بدتر ہے - مرزا پور کیا آؤں ، اب سوائے سفر آخرت اور کسی سفر کی نہ مجھ میں طاقت ہے نہ جرأت - جوان ہوتا تو احباب سے دعاے صحت کا طلب گار ہوتا ، بوڑھا ہوں دعاے مغفرت کا خواہاں ہوں :

دم واپسیں بر سر راہ ہے
عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے

سچ تو یہ ہے کہ قوت ناطقہ پر وہ تصرف اور قلم میں وہ زور نہ رہا - طبیعت میں وہ مزا ، سر میں وہ سودا کہاں ، پچاس پچپن برس کی مشق کا کچھ ملکہ باقی رہ گیا ہے ، اس سبب سے فن کلام میں گفتگو کر لیتا ہوں - حواس کا بھی بقیہ میرے اس شعر کا مصداق ہے :

مضمحل ہو گئے قویٰ غالب
وہ عناصر میں اعتدال کہاں

حوادثِ زمانہ و عوارضِ جسمی سے نیم جان ہوں ، اس سرائے فانی میں اور کچھ دنوں کا مہمان ہوں -

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگ ناگہانی اور ہے

جب تک جیتا ہوں نامہ و پیام سے شاد ، بعد میرے دعاے مغفرت سے یاد فرماتے رہیے گا -

'سانس' میری زبان پر مذکر ہے - رند کا یہ مطلع :

۱- یہ خط مرقع ادب ، صفدر مرزا پوری جلد ۲ صفحہ ۲۱ ببعد میں موجود ہے -

سانس دیکھی تن بسمل میں جو آتے جاتے
اور چرکا دیا جلاد نے ، جاتے جاتے
میرے لیے سند نہیں -

بندہ پرور ! لکھنؤ اور دہلی میں تذکیر و تانیث کا بہت اختلاف پائیے گا - 'سانس' میرے نزدیک مذکر ہے لیکن اگر اہل لکھنؤ اسے مؤنث کہیں تو میں ان کو منع نہیں کر سکتا ، خود 'سانس' کو مؤنث نہ کہوں گا - آپ کو اختیار ہے ، جو چاہیے کہیے - مگر 'جفا' کے مؤنث ہونے میں اہل دہلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق ہے - کبھی کوئی نہ کہے گا : 'جفا کیا' -

چشم بد دور ، حضرت کی طبیعت نہایت اعلیٰ اور مناسب اس فن کے ہے - اللہ نگاہ بد سے محفوظ رکھے -

نجات کا طالب غالب

[۱۸۶۷ء]

[۶۶] ایضاً (۲)

جان[۲] غالب !

کل تمہاری دونوں غزلیں بعد اصلاح ٹکٹ دار لفافے کے اندر رکھ کر بھجوا دی ہیں - مطلع تو تم نے میری زبان سے کہا ہے :

ادائے یوسفی ہے لوٹ قاتل کے لڑکپن پر
سوادِ دیدۂ یعقوب کے ذمہ ہیں دامن پر

اس زمین میں میری بھی غزل ہے اور ناسخ و آتش کی بھی

۱- میرے خیال میں اس کا خط زمانہ تحریر ۱۸۶۷ء یا ۱۸۶۶ء ہے۔
۲- مرقع ادب جلد ۲ صفحہ ۱۹ ، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۸۱۔

غزلیں میں نے دیکھی ہیں - تم نے بہت بڑھ کر لکھا ہے، گردن کا قافیہ بھی مجھے پسند آیا -

نزاکت ان کی وقت قتل، مقتل میں یہ کہتی ہے
یہ اتنے خونِ ناحق جس سے اٹھیں، اس کی گردن پر

غرضکہ ساری غزل بے مثل و لاجواب ہے، کیوں نہ ہو ابھی تمھارا شباب ہے - زمین شعر کو آسمان پر پہنچایا ہے، اس غزل میں تو تم نے جوانی کا زور دکھایا ہے -

قصیدہ کا وعدہ نہیں کرتا - اگر بے وعدہ پہنچ جائے گا تو لطف آئے گا اور اگر نہ پہنچے گا تو محل شکایت نہ ہوگا - بندہ پرور! میرا کلام کیا نظم کیا نثر، کیا اردو کیا فارسی، کبھی کسی عہد میں میرے پاس فراہم نہیں ہوا - دو چار دوستوں کو اس کی فکر تھی، وہ مسودات مجھ سے لے کر جمع کرتے تھے، سو ان دوستوں کا زمانۂ غدر میں گھر ہی لٹ گیا - نہ کتاب رہی نہ اسباب رہا - پھر میں اپنا کلام نظم و نثر کہاں سے لاؤں -

مولوی فرزند علی صاحب اخگر کا کون شخص مشتاق نہ ہوگا؟ حسن صورت اور حسن سیرت دونوں ان میں جمع ہیں - فقیر تو ان سے مل کر بہت خوش ہوا - آنکھیں ان کے حسن صورت سے روشن اور دل ان کے حسن سیرت سے مسرور ہو گیا - اس تکلیف کی کیا ضرورت تھی - میں یونہی خدمت گزاری کو حاضر ہوں - جب چاہیں اپنا کلام بھیج دیں - میرا سلام اور یہ پیام کہہ دیجیے گا -

تمھارے دیدار کا طالب غالب

۱۳ جولائی سنہ ۱۸۶۷ع

rmaablib.org

[۶۷] به نام مولوی نعمان[1] احمد (۱)

جان[2] بر سر مکتوب تو از ذوق فشاندن
از عہدۂ تحریر جوابم بدر اورد

ابر رحمت سلامت! یاد آوری کا شکر بجا لاتا ہوں - کیوں اتنی میری تعریف کی جو میں اپنے کو اس کے لائق نہیں پاتا ہوں - ہرگز میں ایسا نہیں کہ خدا نے مجھ سے پہلے کوئی ایسا نہ پیدا کیا ہو - غایت ما فی الباب یہ ہے کہ سخنورانِ گذشتہ کا طرز شناس اور ان نازک خیالوں کا پیرو ہوں اور مبداء فیاض سے مجھ کو آن کی تقلید میں پایۂ تحقیق ملا ہے اور میں صاحب طرز جدید ہوں - اب یہاں میں ایک بات سچ کہتا ہوں، آپ باور کریں - واللہ میرے ایجاد کیے ہوئے طرز میں آپ سے بہتر نثر کسی نے نہیں لکھی - نہ یہ مبالغہ ہے، نہ تملق - خالصاً للہ آپ سچ ارشاد کریں کہ بعض اشخاص جو اس روش پر چلتے ہیں با آں کہ خوش رفتار نہیں لیکن مجھ کو برا جانتے ہیں اور برا کہتے ہیں - یہ حق ناشناسی اور نا انصافی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب ضرور لکھیے -

جو 'قاطع برہان' میں کہیں کہیں سہو طبعی واقع تھا، ناچار

۱- مولوی نعمان احمد خلف مولوی سبحان احمد ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۸۴۱ع کو پیدا ہوئے - آپ سہیوا ضلع سیتاپور کے تعلقہ دار تھے - ۱۹۰۲ع میں انتقال کیا - یہ خط جناب پروفیسر احتشام حسین صاحب نے دریافت کیے تھے - میں محترم موصوف کے شکریے کے ساتھ 'آج کل' دہلی کے شمارۂ فروری ۱۹۵۲ع سے نقل کر رہا ہوں -

۲- آج کل دہلی، مہر صفحہ ۶۴۲ - میرے مہیا کردہ خطوط، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۶۷ -

اس کی ترمیم و تکمیل کے واسطے اسی نسخے میں کچھ بڑھایا اور ایک دیباچہ اور لکھا اور اس رسالہ کا 'درفش کاویانی' نام رکھا۔ کل یکشنبہ ہے، پارسل ڈاک میں روانہ نہیں ہوسکتا، پرسوں دو شنبہ کو بھیجوں گا۔ اس کے سوا وہ پرسش جس کا خط میں وعدہ ہے۔ اس کا منتظر اور جلد پہنچنے کا آرزو مند ہوں۔ اب کی خط کے عنوان پر جو خیال میں آئے گا وہ لکھوں گا اور معذور رہوں گا۔

آئندہ 'خانی'، 'نوابی' یا جو اور الفاظ اسم مبارک کے ساتھ معمول ہوں، آن پر اطلاع پاؤں۔

اسد اللہ

شنبہ ۵ ستمبر سنہ ۱۸۶۶ع

(لفافے کی عبارت):

مقام سہیوا، پرگنہ سہولی، ضلع سیتا پور پہنچ کر حضرت فلک رفعت مخدوم و مکرم معظم جناب نعمان احمد صاحب تعلقہ دار، زاد مجدہ کی خدمت میں مقبول ہو۔

جواب کا طالب غالب

پیڈ، ضروری - ۵ ستمبر سنہ ۱۸۶۶ع

[۶۸] ایضاً (۲)

مولانا! و بالفضل اولانا! فقیر میں جہاں اور عیب ہیں، ایک یہ بھی عیب ہے کہ جھوٹ نہیں بولتا۔ حکام سے بہ سبب ریاست خاندانی کے علاقے کے اکثر ملاقات رہتی ہے اور معاملات بھی آ پڑتے ہیں۔ کبھی خوشامد کسی کی نہیں کی۔ بھلا حضرت سے جھوٹ کیوں بولتا اور آپ کی خوشامد کیوں کرتا؟ ایسا عاصی بھی نہیں کہ واللہ باللہ

۱- آج کل فروری ۱۹۵۲ع، مہر صفحہ ۶۴۳؛ غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۶۹، افکار کراچی، نگار رام پور فروری ۱۹۶۳ع۔

کو تکیہ کلام جانتا ہوں ۔ موحدہ کو اور 'واو' کو قسمیہ جان کر از روے قسم کہا تھا اور اب بھی از روے قسم کہتا ہوں کہ نثر کے اس شیوۂ خاص میں اور مدعیوں سے آپ بہتر ہیں۔ آپ کو اپنا ہم فن اور اپنا ہم زبان سمجھ کر اپنا درد دل آپ کے سامنے کہا تھا ۔ آپ نے غم خواری نہ کی بلکہ الٹا اور آپ مجھ سے ملول ہوے ۔ خیر ، یہ بھی میرے بخت کی برگشتگی تھی کہ حضرت کے ذہن نے میرے خلافِ مقصود کی جہت انتقال کیا ۔

برسوں سے خطوط فارسی میں لکھنے چھوڑ دیے ۔ اب شہزادہ بشیر الدین بہادر نبیرۂ ٹیپو سلطان مغفور کے سوا کسی کو فارسی خط نہیں لکھتا ، اور یہ موافق ان کے حکم کے ہے ، اور وہ مطاع ہیں اور میں مطیع ۔ بہتر برس کی عمر ، حواس مسلوب ، قویٰ مضمحل ، بصارت میں ضعف ، ہاتھ میں رعشہ مستولی ۔ اے لو ، آپ کا خط آیا ، پڑھا ، جواب اور وقت پر حوالہ کر کے خط مع سرنامہ رکھ چھوڑا ۔ آج جو جواب لکھنے بیٹھا ، خط نہیں ملتا ۔ نہ بکس میں ، نہ کتابوں میں ، نہ طاق میں ۔ حیران کہ اب کیا کروں ۔ بارے جو کچھ یاد آ گیا اس کا جواب لکھا ۔

'قران' کے باب میں عرض یہ ہے کہ زہرہ و مشتری کا ایک برج اور درجہ و دقیقہ' میں برابر ہونا 'قران السعدین' ہے ، اور یہ 'قرانات جزئیہ' میں سے ہے اور اکثر واقع ہوتا ہے ۔ اور یہ قران جب[2] سلطنت موعود نہیں ، اگر کسی بادشاہ کے ہنگام ولادت یہ قران آ پڑا ہو گا ، بہ شرط آنکہ برج طالع میں یا 'اوتاد ثلثہ' یا

۱۔ فن ہیئت کی اصطلاح میں درجے کا ایک حصہ ۔

۲۔ میرے خیال میں ''حسب سلطنت موعود نہیں'' لکھا ہے ، نہ کہ ''جب'' ۔

'مائل اوتاد' میں واقع ہو کہ نظر اس کی 'مطالع موعود' پر ہو ، تو وہ افادۂ صحت و عیش و عشرت کرتا ہے اور بس - وہ قرانات اور ہیں جو موجبِ تغیرِ اوضاعِ عالم و انتقالِ سلطنت ہوتے ہیں - ازاں جملہ ایک یہ قران تھا کہ زحل و مریخ ، سرطان میں فراہم ہوئے تھے ، سراسر ہندوستان کی خاک اڑا دی - قصہ مختصر جو بادشاہ 'صاحب قران' کہلاتا ہے ، بہ اعتبارِ افراطِ جاہ و جلال و قوتِ حال کہلاتا ہے - طالعِ ولادت میں 'قران السعدین' واقع ہونا ضرور نہیں - 'صاحب قران' مرادف 'شاہنشاہ' ہے ، سو بھی صرف سلاطین تیموریہ میں دو شخص "صاحب قران" کہلائے ہیں : 'امیر تیمور' اور 'شاہ جہان' - تتبع کلام اساتذہ سے معلوم ہوگا کہ خاقانی نے اپنے کو 'صاحب قران' لکھا ہے ، اسی طرح فقیر نے بھی لکھا ہے -

سزد گر نویسند صاحب قرانم

اور بیانِ مدتِ توقیع نویسی علت نہیں ہے صاحب قرانی کہلانے کی -

فقط اسد اللہ

مہر : "غالب ۱۲۷۸ھ"

شنبہ ، ششم اکتوبر ۱۸۶۶ع

از روے احتیاط بیرنگ بھیجتا ہوں -

(لفافہ کی عبارت یہ ہے) :

مہیوا پرگنہ مہولی ضلع سیتا پور[1] ۶ اکتوبر ۶۶ء - بیرنگ ضروری جواب طلب - بخدمت مخدوم و مکرم مولوی لعمان احمد صاحب زاد مجدہ مقبول باد - از اسد

۱- مطابق ۲۶ جمادی الاولی ۱۲۸۳ھ -

[۶۹] ایضاً (۳)

حضرت ! آپ کو اپنے حال پر متوجہ پا کر اور مائل تحقیق جان کر کل چار سواد میں نے بہ سبیل پارسل روانہ کیے ہیں :

ایک 'دافع ہذیان' مصنف اس کے مولوی نجف علی ، مجمع البحرین علم فارسی و عربی - سبب تالیف یہ کہ ایک شخص عامی فضول نے اپنی شہرت کے واسطے "قاطع برہان" کے مطالب کے رد میں ایک کتاب لکھی ، "محرق قاطع برہان" اس کا نام رکھا - عبارت مہمل ، مقاصد پوچ - مولوی نجف علی نے منصفانہ اس کے رد میں ایک رسالہ لکھا موسوم بہ "دافع ہذیان" فارسی قدیم کے طرز پر -

دوسرا رسالہ 'سوالات عبدالکریم' - یہ شخص طالب علم ساکن دہلی - اس نسخہ کے خاتمے پر 'استفتاء' ہے جس کو میں نے تیسرا سواد شمار کیا ہے -

چوتھا 'لطائف غیبی' یہ رسالہ زبان اردو میں ہے - اس کا حال اس کے مشاہدے سے کھلے گا - متوقع ہوں کہ اس پارسل کی رسید ضرور لکھیے گا -

اور پارسل سے کئی دن پہلے ایک خط بھیجا ہے - اس کے جواب کا بھی طلب گار ہوں -

اسد اللہ بے دست گاہ

۱۹ اکتوبر ۱۸۶۶ع

نظر بہ احتیاط یہ خط بیرنگ بھیجا ہے - قصور معاف - ۱۲

۱- آج کل ، فروری ۱۹۵۲ع ، مہر صفحہ ۶۴۴ ، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۷۱ -

(لفافے کی عبارت) :

ضلع میتا پور تعلقہ مہیوا پرگنہ مہولی
بخدمت جناب مولوی نعمان احمد صاحب زاد مجدہ مقبول باد
از اسد یکرنگ ، بیرنگ
۱۸[1] ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ع ضروری ، جواب طلب

[۷۰] ایضاً (۴)

قبلہ[2] ! آج خیال آیا کہ نامۂ مرقومہ ۳۱ اکتوبر کے بعد کوئی خط میرے حضرت کا نہیں آیا ۔ اس میں میری بھیجی ہوئی کتابوں کی رسید اور آپ کا عازم اکبر آباد ہونا مندرج تھا ۔ اکبر آباد کا ہنگامہ تمام ہوا ۔ غالب ہے کہ آپ بھی اپنے دارالریاست کو پہنچ گئے ہوں گے ۔ عجب ہے کہ وہاں پہنچ کر بھی آپ نے یاد نہ کیا ۔ للہ الحمد کہ اقبال نشاں عالی دودماں مولوی (سلمان) احمد خاں کی نوید صحت از روے مکتوب معلوم ہو گئی ہے ۔ فقیر کی دعاے بے ریا آن کو

۱۔ احتشام صاحب فرماتے ہیں ''مہروں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط ۱۹ اکتوبر کو ڈاک میں ڈالا گیا ، ۱۹ ہی کو دہلی کی مہر لگی ۔ ۲۰ اکتوبر کی دو مہریں ہیں ۔ بڑی مہر پڑھی جاتی ہے ۔ اس میں لکھا ہے ''TRAVELLING POST OFFICE N.W.P. اس کے بعد ۲۲ کی مہریں دو ہیں : ایک کانپور ، دوسرے لکھنئو کی ۔ ۲۳ اکتوبر کو میتاپور کی مہر ہے''۔ اس کے ساتھ ہی دلچسپ نکتہ جس سے غالب کے خطوط پر کام کرنے والوں کو متوجہ رہنا چاہیے ، یہ ہے کہ اصل خط کے خاتمہ کا ترقیمہ ۱۹ اکتوبر اور لفافہ کی تاریخ محررہ ۱۸ اکتوبر ہے ، جیسا کہ عکس تحریر سے بھی معلوم ہوتا ہے ۔

۲۔ آج کل فروری ۱۹۵۲ع ، مہر صفحہ ۶۴۵ ، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۷۳ ۔

پہنچے' . . . . میں حسب الحکم خط بیرنگ بھیجتا ہوں ، مگر طریق احوط یہ ہے کہ آپ کے خطوط بھی بیرنگ روانہ ہوا کریں کہ فی الجملہ اس میں تلف ہونے کا اندیشہ کم ہے -

جانتا ہوں کہ آپ شعر کہتے ہوں گے - اگر میرا گمان سچ ہے تو جیسا کہ نثر سے متمتع ہوا ہوں ، نظم سے بھی بہرہ اندوز ہوں -

نامۂ غالبِ بے ادب -

تقصیر معاف ، جواب طلب

دو شنبہ ، ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۶۶ع

(پتہ) :

ضلع سیتاپور پرگنہ مہولی مقام مہیوا - بوالا خدمت مولوی صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان مولوی نعمان احمد خان بہادر تعلقہ دار زاد مجدہ مقبول باد -

اسد یکرنگ بیرنگ ، ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۶۶ع

۱- یہ نشان اور خالی جگہ اصل خط میں ہے - دیکھیے عکس تحریر مطبوعہ آج کل ، فروری ۱۹۵۲ع -

MAAB 1431
مرکز احیاء آثار تراث
maablib.org

[۱۷] به نام محمد محسن صدر الصدور (۱)

قبلہ! آپ سے رخصت ہو کر بھیگتا بھاگتا، بھوکا، جاڑا کھاتا، پرسوں ۱۱ بجے دن کو اپنے گھر پہنچا۔ اقربا و احبا کو زندہ و صحیح و سالم پایا۔ الشکر للہ! اب میں تندرست ہوں، اس سفر میں سراسر خستہ و رنجور رہا۔ اتمام سفر اختتام رنج تھا گویا۔

کیا عرض کروں، غازی آباد، شہر سے سات کوس ہے، شب کو وہاں[2] مقام تھا۔ وہیں سے طبیعت اصلاح پر آنے لگی۔ قبض و انقباض رفع ہو گیا، صحت مع اعادۂ طاقت حاصل ہے۔ 'قاطع برہان' ثم 'درفش کاویانی' کا پارسل پہنچا ہے۔ خدا کے واسطے اس کو دیکھنا اور غور سے دیکھنا۔ جس طرح 'لطائف غیبی' کو دیکھا ہے، اس طرح نہ دیکھنا۔ تم نقادِ نقودِ معنی ہو، تم ہی داد نہ دو گے تو کون دے گا۔ یہ کتاب نہیں، گنجِ اسرارِ حکمت ہے 'من قال' سے قطع نظر، 'ما قال' کو دیکھو۔

بے دست گاہ، اسد اللہ، ۱۱ جنوری[3] سنہ ۱۸۶۶ع

۱- عرشی صاحب اس خط کا مکتوب الیہ محمد محسن صدر الصدور کو مانتے ہیں، جس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہیں۔
ہم نے یہ خط ''اورنٹیل کالج میگزین'' فروری ۱۹۴۷ع سے نقل کیا ہے۔ مہر صفحہ ۶۴۶۔ غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۶۴۔

۲- مہر صاحب کے مجموعے میں ''وہیں مقام تھا'' ہے۔

۳- ۱۱ جولائی کا مکتوب اور ''پرسوں ۱۱ بجے دن کو اپنے گھر پہنچا'' یعنی ۹ کو دلی آئے، حالانکہ دوسرے مقامات پر، حتی کہ خود نواب صاحب رام پور کو اطلاع دیتے ہوئے ۸ جنوری لکھتے ہیں۔

[۷۲] به نام مولوی ضیاء الدین ضیاء (۱)

جناب' مولوی صاحب ! کرم از شما و کمی از ما - اچھوں کے ساتھ سب بھلائی کرتے ہیں - بروں کے ساتھ نیکی کرنی جواں مردی ہے - اگر اپاہج نہ ہوتا ، فوراً آپ' کے پاس پہنچتا - اب متوقع ہوں کہ آج اس وقت یا اور وقت مگر آج ہی ، آپ تشریف لائیں اور ضرور تشریف لائیں ، شام تک چشم براہ رہوں گا -

عنایت کا طالب

غالب - ۱۲

۲۷ فروری سنہ ۱۸۶۶ع

۱- تصحیح از عکس تحریر غالب مطبوعہ رسالہ "ہندوستانی" ۱۹۳۴ع صفحہ ۶۰۵ ، مہر صفحہ ۶۰۶، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۶۵-

۲- ۲ دسمبر ۱۸۶۷ع کو غالب نے مولوی امین الدین مولف قاطع القاطع کے خلاف ہتک حرمت کا دعویٰ کیا تو مولوی ضیاء الدین غالب کے خلاف گواہ تھے - (دیکھیے احوال غالب صفحہ ۱۳۹) حیات النذیر میں افتخار عالم مارہروی نے ان کی تاریخ وفات ۱۹۱۰ع کے قریب بتائی ہے -

[۷۳] به نام محمد حسین خاں (۱)

جناب[۲] محمد حسین خاں کو میرا سلام پہنچے - دو رات دن کی محنت میں میں نے اس نسخہ کو صحیح کیا ہے - غلط نامہ بھی اسی میں درج کر دیا ہے - گویا اب غلط نامہ بے کار محض ہو گیا ہے - خاتمے کی عبارت ، کیا میرا بیان ، کیا میر قمر الدین کا اظہار ، اب کچھ ضرور نہیں - کس واسطے کہ اب یہ کتاب اور مطبع میں چھاپی جائے گی - یہ مجلد گویا مسودہ ہے ، اسی کو بھیج دیجیے -

غالب - ۱۲

[۱۸۶۱ء]

۱- محمد حسین خاں ، مطبع احمدی دہلی کے مالک تھے - مرزا نے یہ خط اپنے دیوان اردو ، طبع سوم کے آخری صفحے پر اپنے قلم سے لکھا ، جو آصفیہ لائبریری حیدر آباد میں محفوظ ہے - یہی نسخہ کان پور سے ذی حجہ ۱۲۷۸ھ مطابق جون ۱۸۶۲ء میں اس خاتمے کے ساتھ شائع ہوا : ''بخدمت ارباب سخن عرض کرتا ہے امید وار رحمت و غفران محمد عبدالرحمان بن حاجی محمد روشن خان طیب اللہ ثراہ ، کہ اس کے پہلے دیوان بلاغت نشان جناب نواب اسد اللہ خاں غالب کا دہلی میں چھپا ، لیکن بہ سبب سہو و نسیان کے بعض مقام میں تغیر و تبدل ہوا ، اس لیے جناب مجمع لطف بے کراں محمد حسین خاں صاحب دہلوی نے بعد نظر ثانی اور تصحیح جناب مصنف کے ایک نسخہ میرے پاس بھیجا'' (مقدمہ دیوان غالب ، عرشی ایڈیشن ، صفحہ ۱۰۶) -

۲- ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے ''ہندوستانی'' الہ آباد (۱۹۳۴ء) صفحہ ۹۶ ، میں شائع کیا - غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۴۰ ، مہر ندارد -

[۷۴] به نام منشی نول کشور (۱)

منشی' صاحب ، جمیل المناقب جناب منشی نول کشور صاحب کو دولت و اقبال و جاہ و جلال روز افزوں نصیب ہو -

چونکہ احباب کامیابی و شاد کامیِ احباب[۲] سے شاد ہوتے ہیں اس واسطے مجھے ان دنوں میں یاوریِ اقبال سے ایک امر خوشی کا پیش آیا ہے ، تو آپ کی خوشی کے واسطے لکھتا ہوں ، بلکہ نظر ہمدگر کے اتحاد پر تم کو تہنیت دیتا ہوں -

آپ کو مبارک ہو کہ اواخر ماہ گزشتہ کو جو حضرت فلک رفعت نواب معلیٰ الالقاب لفٹنٹ گورنر بہادر قلمروِ پنجاب دہلی میں تشریف لائے ، تو سہ شنبہ کے دن ۳ مارچ[۳] ۱۸۶۳ع کو اس گمنام گوشہ نشین کو یاد فرمایا اور از راہِ بندہ پروری کمال عنایت سے خلعت عطا کیا -

سبحان اللہ ! جو لوگ متعلق ہیں لفٹنٹ گورنر پنجاب سے ، وہ

۱- یہ خط سب سے پہلے مجھے ۲۵ مارچ ۱۸۶۳ع کے ''اودھ اخبار'' لکھنؤ صفحہ ۲۱۷ میں ملا - دیکھیے میرا مضمون ، مطبوعہ نگار لکھنؤ جون ۱۹۵۱ع - عود ہندی حواشی صفحہ ۳۹۵ - غالب کی نادر تحریریں ، مہر صفحہ ۵۰۹ - حاشیے میں لکھتے ہیں کہ ۲۵ اپریل ۱۸۶۲ع کے ''اودھ اخبار'' میں چھپا تھا -

۲- مہر : ''شادکامی سے'' - ''ان دنوں یاوری اقبال'' - ''پیش آیا ہے آپ کی'' - ''کہ آخر ماہ گزشتہ'' - ''نواب معلیٰ القاب'' -

۳- مہر : ۳۱ مارچ ۱۸۶۳ع'' حالانکہ نگار میں صاف ۳ مارچ نقل ہوا ہے - اور دوسرے رسائل مثلاً قومی زبان کراچی ، ہمایوں لاہور، وغیرہ نے صحیح نقل کیا تھا -

قسمتوں کے کتنے اچھے ہیں ۔ جناب نواب معلیٰ الالقاب کے مکارم اخلاق وہ روح افزا کہ جس سے مردہ زندہ ہو جائے ۔ صاحب والا مناقب تامس ڈگلس فورسائڈ[1] صاحب بہادر سکرٹر کے کلمات شفقت آمیز وہ روح آسا کہ جس کو سن کر بیمار شفا پائے ۔ میں . . . .[2] شادمان آیا بلکہ بوڑھا گیا جوان آیا ۔ سچ ہے :

وزیرے چنیں ، شہریارے چناں
جہاں چوں نہ گیرد قرارے چناں

[2] . . . . لفٹنٹ گورنر بہادر اور صاحب سکرٹر بہادر کا کیا کہنا ہے
[2] . . . . آفتاب و ماہتاب ہیں ، مگر پنڈت من پھول سنگھ صاحب میر منشی بھی دیانت و امانت و کارپردازی و مظلوم نوازی میں انتخاب ہیں ۔ یہ نہ مبالغہ ہے ، نہ خوشامد ہے ، بیان واقعی ہے ۔ شاعرانہ سخن سازی کو میں نے دخل نہیں دیا ہے ، وہ لکھا ہے جو سچ اور واجبی ہے ۔ فقط[3]

دوام دولت سرکار انگریزی کا طالب
رنجور ، ناتواں اسد اللہ خاں غالب[4]

[اوائل مارچ ۱۸۶۳ء]

۱- مہر : ''فور سائیتھ ۔''
۲- تینوں منقوطہ حصے اخبار میں کرم خوردہ ملے تھے ۔
۳- مہر : ''فقط'' ندارد ۔
۴- ۱۸۶۳ء کی فائل میں پہلی چیز تو یہ خط ہے ، جس پر منشی صاحب کا نوٹ ہے:

''بخت مند ہر زمانے میں کامیاب ہوتے ہیں ، اہل جوہر تعظیم و توقیر کو انتخاب ہوتے ہیں ۔ دیکھیے ان دنوں میں سرکار نے کیسی مہربانی کی ، کمال قدردانی کی ۔ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۱۰۸ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰۷)

نے مرزا اسد اللہ خاں غالب کو خلعت فاخرہ عطا فرمایا اور رئیس نوازی کی نظر سے بہ دل التفات کر کے ہم چشموں کو ان کا اعزاز و اکرام دکھایا - زیادہ کیا احتیاج بیان ہے ، ان کے خط سے یہ حال عیاں ہے -"

"اودھ اخبار" کے شمارہ مجریہ ۲۳ دسمبر ۱۸۶۳ء میں منشی جی کے سفر دہلی کا ذکر ہے اور ان لوگوں کے نام ، جن سے نول کشور کی ملاقات ہوئی - چونکہ اسی سفر میں منشی جی فارسی کلیات طباعت کے لیے لائے ہیں ، اس واسطے تاریخ کی تعیین سے کئی خطوں اور متعلقہ باتوں کے بارے میں یقینی فیصلے کیے جا سکتے ہیں - ۲۳ دسمبر میں روداد سفر کی اشاعت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر نومبر کے آخر اور دسمبر کے اوائل میں ہوا تھا - جناب مہر فرماتے ہیں :

"ستمبر ۱۸۶۱ء میں منشی نول کشور دہلی آئے اور غالب سے بھی ملے -" غالب طبع ۴ صفحہ ۴۰۹ - پھر اسی مفروضے پر بحث فرمائی :

"نول کشور پریس سے مرزا کی پہلی کتاب "قاطع برہان" چھپی (۱۸۶۲ء) اسی سال سے کلیات کا اشتہار شروع ہوا -"

۳ جون ۱۸۶۳ء کے شمارے میں ہے :

"بوجہ عدم طیاری (کذا) تصویر جناب مرزا صاحب موصوف کلیات بخدمت شائقان تقسیم ہونا ملتوی تھا ، اب تیار ہو گئی - " (صفحہ ۳۹) .

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ہمارا مضمون "غالب کے ایک اور خط کا انکشاف" (طبع نگار ، جون ۱۹۵۰ء ، صفحہ ۳۸ ببعد)

[۷۵] به نام محمد حسین' خاں (۱)

مشفقی[۲] و مکرمی جناب محمد حسین صاحب کو فقیر غالب کا سلام پہنچے -

اسد اللہ ، ہر ہفتے 'دبدبۂ سکندری' کے معائنے سے سرور آٹھاتا ہے - رام پور کے حالات پڑھ کر نہایت خوش ہے - ایک رباعی آپ کو اس مراد سے بھیجتا ہوں کہ 'دبدبۂ سکندری' میں جہاں رام پور کا آپ لفظ لکھتے ہیں ، پہلے یہ رباعی لکھ دیا کیجیے اور علی الدوام اس کا التزام رہے ، یعنی ہر اخبار میں اس مقام پر یہ رباعی لکھی جایا کرے اور وہ رباعی یہ ہے :

آں کیست کہ جسم ملک را جاں باشد ؟
آں کیست کہ ہمسر سلیماں باشد ؟
آں کیست کہ انجمش بہ فرماں باشد ؟
کس نیست مگر کلب علی خاں ، باشد !

اور ایک قطعہ اس مراد سے لکھتا ہوں کہ جہاں رام پور کی نمائش گاہ کا ذکر لکھو ، اس عبارت کے خاتمے پر یہ قطعہ لکھ دو ، اور اگر یہ نمایش گاہ کے ذکر کے بعد پہنچے تو اس کی اطلاع لکھ کر دینا - یہ قطعہ ایک ہی بار لکھا جائے گا :

۱- محمد حسین خاں (متوفی ۱۸۶۹ء) رام پور کے نیم سرکاری اخبار ''دبدبۂ سکندری'' کے مالک و مدیر تھے - غالب کے یہ خطوط یکم جولائی ۱۸۸۹ء میں چھپے تھے، جہاں سے اثر رام پوری نے آج کل ، ستمبر ۱۹۵۱ء میں شائع کیے - ایک خط غالباً ۲۵ فروری ۱۸۶۸ء کا ''مکاتیب غالب'' صفحہ ۱۱۸ پر چھپا ہے جس میں مرزا صاحب نے یکم جنوری ۱۸۶۸ء سے اخبار بند کرنے اور ان کے نام پرچہ نہ بھیجنے کا حکم لکھا ہے -

۲- آج کل ستمبر ۱۹۵۱ء صفحہ ۲۵ ، مہر صفحہ ۶۰۷ ، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۷۷ ، مہر : ''مشفق مکرم'' -

نمایشگہے در خورِ شانِ خویش
بر آراست نوابِ عالی جناب
بشب ، زہرہ و مہ قنادیل سقف
بود پیشکارش بروز آفتاب
ز غالب چو پرسیدہ شد سالِ آں
چنیں گفت آں رندِ خانہ خراب
از انجا کہ در بزمِ عیش و سرور
ز بخشش جہانی شدہ کامیاب
چو بینی نہایت ندارد طرب
بگو سال اں "بخششِ بے حساب"
۱۲۸۳ھ

'بخشش بے حساب' کے ۱۲۸۵ھ ہوتے ہیں - جب 'طرب' کی 'ب' کے عدد کو دور کر دیجیے تو ۱۲۸۳ھ ہوتے ہیں - فقط

مگر بھائی صاحب ! نواب صاحب سے بغیر اجازت لیے اور کہے ہرگز نہ چھاپنا -

جواب کا طالب غالب
۱۱' اپریل ۱۸۶۷ع

۱- رباعی کی اجازت کے لیے غالب نے ۱۶ اپریل ۱۸۶۷ع کو خود بھی نواب کلب علی خاں کو خط لکھا تھا - دیکھیے مکاتیب طبع ۶ صفحہ ۶۹ اور قطعۂ نمایش بے نظیر کے لیے مکتوب ۱۴ اپریل ۱۸۶۷ع جس میں صرف تین شعر لکھے ہیں :

نمایش گہے در خور شان خویش
برآراست نوّاب عالی جناب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۱ پر)

(لفافے کا پتہ) :

رام پور، آزاد خاں کا بنگلہ ۔ دبدبۂ سکندری کا مطبع، خاں صاحب مشفق مکرم محمد حسین خاں صاحب کی خدمت میں پہنچے ۔

پیڈ ضروری

[۷۶] ایضاً (۲)

خان' صاحب مشفق مکرم محمد حسین خاں صاحب کو غالب کا سلام پہنچے ۔

آگے میں نے ایک خط مع ایک قطعہ اور ایک رباعی کے بھیجا ہے ۔ یقین ہے کہ آپ نواب صاحب سے اجازت لے کر اس کو موافق میری خواہش کے چھاپ دیں گے الخ (مکتوب الیہ نے کسی مصلحت کی وجہ سے باقی عبارت نہیں چھاپی)

راقم اسد اللہ خاں

۲۵ اپریل ۱۸۶۷ء

(پتہ لفافہ) :

رام پور کے ڈاکخانے میں پہنچ کر فضل حسین خاں پوسٹ ماسٹر کے پاس پہنچے۔ وہ اپنی مہربانی سے 'دبدبۂ سکندری' کے مطبع میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۰)

بہ بیں چوں طرب را نہایت نماند
بود سال آں بخشش بے حساب
خدایا ! پسند و خداوندگار
کہ از طبع غالب رود پیچ و تاب

مکاتیب صفحہ ۶۹ ، ۷۰ ۔ نیز کلیات طبع مجلس ترقی ادب لاہور ، جلد اول صفحہ ۵۰۲ ۔

آج کل ستمبر ۱۹۵۱ء صفحہ ۲۵ ، مہر صفحہ ۶۰۷ ، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۷۹ ۔

مشفقی و مکرمی محمد حسین خاں صاحب کے پاس بھجوا دیں -

[۷۷] ایضاً (۳)

شفیق[1] مکرم محمد حسین خاں صاحب کو فقیر اسد اللہ کا سلام۔

آپ کا مہربانی نامہ پہنچا، مطالب دل‌نشین ہوئے - ۷۴ کی عمر ہوئی، اگر سن تمیز ۱۴ برس سے رکھیے تو ساٹھ برس کا نیک و بد سیاہ و سفید کا تجربہ‌کار ہوں، اور حقیقت ہر بات کی کماحقہ فوراً ذہن میں آ جاتی ہے - واللہ تاللہ ثم باللہ! تمہارا خط پڑھتے ہی مجھ کو یقین آ گیا، آپ بھی اس کو یقین سمجھیے گا اب جو تم کو دوست صادق الولا جانا تو حقیقت لکھتا ہوں - الخ (باقی خط نقل نہیں کیا گیا)۔

۵ محرم ۱۲۸۴ھ [۱۰ مئی ۱۸۶۷ع]

۱- آج کل ستمبر ۱۹۵۱ع صفحہ ۴۵، مہر صفحہ ۶۰۸ ''الخ'' ندارد۔ غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۸۰ - یہ تینوں خط مکانیب غالب میں نہیں ہیں - مہر صاحب نے ۱۰ مئی ۱۸۶۷ع کو بریکٹ میں اور باہر ''۲۵ اکتوبر'' لکھا ہے -

maablib.org

[۷۸] بہ نام نواب امین الدین احمد خاں بہادر والیِ لوہارو (۱)

۳ مارچ ۱۸۶۷ء

اے میری جان!

کس وقت میں مجھ سے غزل مانگی کہ میرے واسطے نکیرین کے جواب دینے کا زمانہ قریب آ گیا۔ میرا حال اب جس کو دریافت کرنا ہو، وہ اہل محلہ سے دریافت کرلے۔ تمہاری خاطر عزیز ہے، فکر کی، بارے نفسِ ناطقہ نے بری بھلی طرح مدد دی، نو شعر پہنچتے ہیں، لیکن نہ شاعرانہ، نہ عارفانہ۔

غزل[۲]

ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں
میں دشتِ غم میں آہوئے صیاد دیدہ ہوں
ہوں دردمند، جبر ہو، یا اختیار ہو
گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں
جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن
از بس کہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں
نہ سبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے رابطہ
میں معرضِ مثال میں دستِ بریدہ ہوں

۱- نقوش مکاتیب نمبر ۱۰۶، حواشی دیوان غالب عرشی ۳۸۹، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۷۶۔

۲- یہ غزل سب سے پہلے "اردو" دکن، پھر دیوان غالب طاہر ایڈیشن میں شائع ہوئی۔ عرشی صاحب نے بیاض علائی سے خط اور غزل نقل کی ہے۔

ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ
نہ دانۂ فتادہ ہوں، نہ دام چیدہ ہوں
جو چاہیے، نہیں وہ مری قدر و منزلت
میں یوسفِ بہ قیمتِ اول خریدہ ہوں
ہر گز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ
ہوں میں کلامِ نغز، ولے نا شنیدہ ہوں
اہلِ ورع کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل
پر عاصیوں کے فرقے میں، میں بر گزیدہ ہوں
پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح **اسد**
ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں

MAAB 1431
صفحہ
مرکزِ احیائے تراث
maablib.org

[۹۷] به نام نواب علاء الدین خاں صاحب (۱)

صاحب' ! آگ برستی ہے، کیوں کر آگ میں گر پڑوں ؟ مہینا، ڈیڑھ مہینا اور چپکے رہو، دے و بہمن بہت دور ہے، آبان و آذر میں بشرط حیات قصد کروں گا۔

یہ چند ورق یوسف مرزا نے از روئے 'دہلی اردو اخبار' کاتب سے لکھوا کر رکھے تھے اور میرے پاس پڑے ہوئے تھے۔ ثاقب کو دے تاکہ وہ کسی آدمی کے ہاتھ تم کو بھیج دے اور تم میری طرف سے میرے بھائی اور اپنے والد ماجد کو دو۔ جب اٹھا کر دیکھا کریں گے تو کئی منٹ کی دل لگی کو یہ اشعار مکتفی ہو جائیں گے۔

یہ سطریں جواب میں ہیں تمہارے اس خط کے جو آج اس وقت ڈاک سے میں نے پایا ہے۔

نیم روز، دو شنبہ، ۲۴ ربیع الاول ۱۲۷۸ھ

مطابق ۳۰ ستمبر ۱۸۶۱ع

۱۔ اردوے معلیٰ غالب نمبر حصہ دوم، دہلی یونیورسٹی میگزین صفحہ ۷۰۔

خطوط غالب از مہیش پرشاد میں علائی کے نام خط نمبر ۱۰ مجریہ ۲۵ ستمبر میں ہے: ''عقرب و قوس کے آفتاب، یعنی نومبر دسمبر میں قصد تو کروں گا''۔ غالباً علاء الدین خاں نے یاد دہانی کی، اس کے جواب میں یہ خط لکھا۔ اس کے بعد پھر شکوہ کیا گیا تو خط نمبر ۱۱ مکتوبہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۶۱ع لکھا۔ دیکھیے خطوط طبع الہ آباد ۳۳۱۔

[۸۰] ایضاً (۲)

خوشی' ہے یہ آنے کی برسات کے
پئیں بادۂ ناب اور آم کھائیں
گر آغازِ موسم میں اندھے ہیں ہم
کہ دلی کو چھوڑیں لوہارو کو جائیں؟

سوا 'ناج' کے جو ہے مقلوبِ 'جان'
نہ واں آم پائیں ، نہ انگور پائیں
ہوا حکم باورچیوں کو کہ ہاں
ابھی جا کے پوچھو کہ 'کل کیا پکائیں'
وہ کھٹے کہاں پائیں املی کے پھول
وہ کڑوے کریلے کہاں سے منگائیں؟
فقط گوشت ، سو بھیڑ کا ریشے دار
کہو اس کو ہم کھا کے کیا حظ اٹھائیں؟

خوانی بسوئے خویش و ندانی کہ مردہ ام
دانی کہ مردہ را رہ و رسمِ سخن نیست
نے 'شیخ سدو' ام ، نہ 'الہ بخش' مرگ من
از عالمِ جنابت و مرگ حرام نیست

[۱۸۶۷ء؟]

۱۔ غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۸۵ ، بحوالہ معارف اعظم گڑھ دسمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۳۶۷ - یہ رقعہ علائی کی بیاض میں بلا تاریخ درج ہے ، دیکھیے "دیوان غالب ، شرح غالب" صفحہ ۳۷۴ از مولانا عرشی -

۲۔ میرے خیال میں یہ رقعہ ۱۸۶۷ء سے متعلق ہے ۔

[۸۱] بہ نام نواب شہاب[1] الدین خاں ثاقب (۳)

میاں ثاقب صاحب[2] !

کہاں پارسل بناتا پھروں ، کہاں ڈاک میں بھجواتا پھروں ؟ تم اس کتاب کو لوہارو بھیج دو اور جلد بھیج دو ۔

نیم روز ، دو شنبہ ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۸ھ ، مطابق ۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۶۱ع

غالب

۱- مرزا شہاب الدین احمد خاں ثاقب ، مولود ۱۸۴۰ع ، متوفی اپریل ۱۸۶۹ع نواب ضیاء الدین خاں کے فرزند اور مرزا غالب کے محبوب بھانجے تھے ۔

۲- یہ رقعہ گوپی چند نارنگ صاحب کو ذخیرۂ مہیش پرشاد سے دستیاب ہوا ہے ۔ دیکھیے اردوے معلیٰ دلی یونیورسٹی میگزین غالب نمبر حصہ دوم صفحہ ۴۷ ، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۱۷۱ ۔

MADE IN SAUDI ARABIA 1431

مركز احياء التراث

maablib.org

[۸۲] به نام نواب یوسف علی' خاں ناظم (۱)

حضرتِ ولیِ نعمت ، آیۂ رحمت ، سلامت !

بعدِ تسلیم معروض ہے۔ توقیعِ وقیع عزِ ورود لایا ۔ بذریعۂ ہنڈوی سو روپے بابت جنوری ۱۸۶۵ع معرضِ وصول میں آئے ۔

دیکھیے کب غسل فرماتے ہیں آپ
دیکھیے کب دن پھریں حمّام کے

زیادہ حد ادب ۔ ۱۲

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

نجات کا طالب غالب

۸ فروری سنہ ۱۸۶۵ع

۱۔ نواب یوسف علی خاں خلف محمد سعید خاں نواب رام پور ۵ ربیع الثانی ۱۲۳۱ھ مطابق ۵ مارچ ۱۸۱۳ع کو پیدا ہوے اور جمعہ ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۸۱ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۸۶۵ع کو وفات پا گئے اور قلعہ کے امام باڑے میں اپنے والد کے برابر دفن کیے گئے۔ خلیفہ غیاث الدین مؤلف غیاث اللغات اور مرزا غالب سے دہلی میں فارسی پڑھی ۔ صدر الدین آزردہ اور مولوی فضل حق سے عربی و فلسفہ و منطق پڑھی ۔ مومن و غالب، سے اصلاح اشعار میں مدد لی۔ غالب کا ان سے تعلق ۱۸۵۶ع میں ہوا ۔ مکاتیب غالب ،مرتبہ عرشی رامپوری طبع اول میں ۴۲ اور طبع ششم میں ۴۴ خط نواب صاحب کے نام ہیں ۔ ۱۶ خط رسیدیں ہیں ۔ مذکورہ بالا خط خواجہ احمد فاروقی نے دارالانشاء رام پور سے حاصل کرکے آج کل دہلی اپریل ۱۹۵۴ع صفحہ ۹ میں شائع کیا ۔ مکاتیب میں یہ خط شائع نہیں ہو سکا ۔

غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۶۱ ۔

حضور والا السرور رنجاے سیماراجہ صاحب والا مناقب عالیشان فلک مرتبہ اقبال نشان دام اقبالہ و زاد اجلالہ

بعد سلام نیاز و تسلیم از روے سودت و ارادت بجا می آرد و مطالب و مقاصد را بزبان اردو عرضہ میدارد بہ گوشہ سنین

لوازم نیاز و تسلیم از روے سودت و ارادت بجا می آرد و مطالب و مقاصد را بزبان اردو عرضہ میدارد بہ گوشہ سنین

سرکار دیں آثار انگریزی کا بعوض جاگیر پنسن دار اور گورنمنٹ کی دربار مین سات پارچہ اور تین رقم خلعت بانی والا اور

حضرت قدر قدرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کا مداح اور بقلم وزراے شاہنشاہی سارے فلکت خشنودی کا بانی ہوے ہی درین ولا

منشی کشوری لال صاحب نے وہ میری عرضداشت اور حضور کے خیر خواہ ہین مجھ پر مسودہ عرضداشت اور سکہ حضور کے فرمائش دے

مین حضور کے خدمت بجا لانیکو اپنا فخر و سعادت سمجھتا ہون اور عرضداشت کا مسودہ اس نیاز نامہ مین ملفوف بھیجکر یہ عرض کرتا ہون

اگر یہ مسودہ پسند نہ آے تو یہہ کاغذ مجکو واپس بھیجا اور اگر اے مسودہ کے موافق عرضداشت لکھنی منظور ہو تو میرا بھیجا

ہوا یہ مسودہ ہر مہر و دستخط میمنے دفتر مین رہی اور حرف بحرف مطابق اسکے عرضداشت لکھی جاے میری لکھی ہوئی

فقرہ نہین اور فقرہ داخل نکھی جاے اور کوئی لفظ بدلا نجاے اسم مبارک کے سکہ کے باب مین عرض یہہ ہی کہ

اگر سنہ جلوس اسکو قرار دیجی ہر ہندوستانین بادشاہی عملدری ہوئی تو یہہ بات نامناسب ہی کیونکہ وہ اس سی پہلی بادشاہ

کا تہین اور اگر وہ سال منظور رکھی ہر جس سال مین ولایت مین تخت پر بیٹھی ہین تو یہہ تکلف محض ہی بہتر یہ ہی کہ دو

سن لکھی جاین ایک از روی اطاعت سنہ عیسوی اور ایک موافق رواج ملک و ملت سنبت ۱۹۱۵ سکہ مبارک کے تہین

نقشی بھیجا ہون دو مع تصویر اور اوسمین سکہ منظوم یعنے ایک شعر جیسا کہ سلاطین ماضی کا ہر ملک مین دستور ہی

اور ایک شہ ان نقشون تہین سے جو نقشہ سری مہاراج کی پسند آوے حضور کو مبارک ہو

اب نیازمند اس عنایت کا متوقع ہی کہ آیندہ ہین راج کا متوسل اور سری مہاراج کا نمکخواہ اور دعاگو گنا جاؤن اور جو حکام

میری لایق ہو بے تکلف اوسکا سرانجام کا مجکو حکم ہوا کریہ زیادہ مقدار ادب بہارستان جاہ و جلال بیچون و بہار حشمت و اقبال

جاودان باد نیازنامہ اسد اللہ خان غالب تخلص نگاشتہ پنجم جنوری سنہ ۱۹۱۵ء

ان سب میں جو یہ سات کاغذ ہین اور فیصلہ ہوا اوسپر صورلکہ کر دیجے

۳

یہ عکس پہلی مرتبہ اس مجموعہ میں شائع ہو رہا ہے

[۸۳] به نام مہاراجا سردار سنگھ[1] والیِ بیکانیر (۱)

بحضور وافرالسرور جناب سری مہاراجہ صاحب والا مناقب ، عالی شان قدرِ فیض و احسان دام اقبالہ و زاد افضالہ ۔

لوازمِ نیاز و تسلیم ہا از روے مودت و ارادت بجا می آرد و مطالب و مقاصد را بہ زبانِ آردو عرضہ می دارد ۔

یہ گوشہ نشین سرکار فیض آثار انگریزی کا بعوض جاگیر پنسن دار اور گورنمنٹ کے دربار میں سات پارچہ اور تین رقم خلعت پانے والا اور حضرت قدر قدرت ملکۂ معظمۂ دوراں کا مداح اور بہ قلم وزرائے شاہنشاہی سارٹی فکٹ خوشنودی کا پائے ہوئے ہے ۔ دریں ولا ، منشی کشوری لال صاحب نے کہ وہ میرے دوست اور حضور کے خیرخواہ ہیں ، مجھ پر مسودہ عرضداشت اور سکۂ حضور کی فرمائش کی ۔ میں حضور کی خدمت بجا لانے کو اپنا فخر و سعادت سمجھتا ہوں اور عرضداشت کا مسودہ اس نیاز نامہ میں ملفوف بھیج کر یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ مسودہ پسند نہ آئے تو یہ کاغذ مجھ کو واپس مل جائے ، اور اگر اسی مسودہ کے موافق عرضداشت لکھنی منظور ہو تو میرا بھیجا ہوا یہ مسودہ کہ بہ مُہر و دستخط میرے ہے ، دفتر میں رہے اور حرف بہ حرف مطابق اس کے عرضداشت لکھی جائے ۔ میرے لکھے ہوئے فقروں میں اور فقرے داخل نہ کیے جائیں اور کوئی لفظ بدلا نہ جائے ۔ اسم مبارک کے سکّہ کے باب میں عرض یہ ہے کہ اگر سنہِ جلوس اس کو قرار دیجیے کہ ہندوستان میں بادشاہی عمل داری

۱ـ سردار سنگھ (متوفی ۱۸۷۲ع) کے والد کا نام رتن سنگھ تھا ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۲۰ پر)

ہوئی تو یہ بات نا مناسب ہے - کیا وہ اس سے پہلے بادشاہ نہ تھیں ؟ اور اگر وہ سال منظور رکھے کہ جس سال میں ولایت میں تخت پر بیٹھی ہیں ، تو یہ تکلفِ محض ہے - بہتر یہ ہے کہ دو سنہ لکھے جائیں : ایک از روے اطاعت ۱۸۵۹ع اور ایک موافقِ رواجِ ملک و ملت سنہ ۱۹۱۵ - سکہ مبارک کے تین نقشے بھیجتا ہوں ، دو مع تصویر ، اور اس میں سکہ منظوم یعنی ایک شعر جیسا کہ سلاطین ماضی کا ہر ملک میں دستور ہے - اور ایک نثر ، ان نقشوں میں سے - جو نقشہ سری مہاراج کی پسند آئے وہ حضور کو مبارک ہو -

اب نیاز مند اس عنایت کا متوقع ہے کہ آیندہ میں راج کا متوسل اور سری مہاراج کا دولت خواہ اور دعا گو گنا جاؤں گا اور جو کام میرے لائق ہو ، بے تکلف اس کے سر انجام کا مجھ کو حکم ہوا کرے -

زیادہ حد ادب

بہارستانِ جاہ و جلال بے خزاں و بہارِ دولت و اقبال جاوداں باد!

نیاز نامۂ اسد اللہ خاں شاعر، غالب تخلص

نگاشتہ پنجم جنوری سنہ ۱۸۵۹ع

(مُہر) : خان بہادر نظام جنگ

نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ

۱۲۶۷ھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۹ سے)

سردار سنگھ ۱۸۵۲ع میں گدی نشین ہوئے - انگریزوں کی امداد کے صلے میں انھیں اکتالیس مواضع معافی میں عطا ہوئے تھے - بیکانیر ریاست کا سکہ الگ ہوتا تھا - مہاراجا گنگا سنگھ کے زمانے میں چاندی کے سکے پر ایک رخ تاج دار برطانیہ کی تصویر ، دوسری طرف یہ

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۱۲۱ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۳۰ سے)

تحریر تھا : ''مہاراجہ گنگا سنگھ والی بیکانیر'' اور سنہ عیسوی ۔
اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ صاحب نے ۱۸۵۹ء میں اپنے سکۂ جدید کے لیے تاج دار برطانیہ کو درخواست دینا چاہی ہے اور منشی کشوری لال نے غالب سے گفتگو کی ہے ۔ مرزا صاحب نے ایک فارسی نثر اور ریاست کے لیے دو سکے لکھ کر بھیجے کہ ایک پسند کر لیا جائے :

بہ عہد دولت وکٹوریہ بہ بیکانیر
نمود سکۂ سردار سنگھ زر را زیر
ز روے نام و نشان در دیار بیکانیر

عام سکے کی عبارت کے لیے تین فقرے لکھے :

* ''ملکۂ زمان کوئن وکٹوریہ سریر آرائے ہند و انگلینڈ ۔
* کوئن وکٹوریہ ، تخت نشین ہند و انگلینڈ ۔
* کوئن وکٹوریہ اورنگ آرائے ہند و انگلینڈ ۔''

ان میں سے تیسرے نمونے کو منشی شیونرائن نے پسند کر کے صواد (ص) بنا دیا ہے ۔

* منشی کشوری لال ، اور منشی شیو نرائن کے بارے میں تفصیلات معلوم نہیں ۔
* اس سلسلے میں مرزا کو ایک ہزار روپیہ ملا ، جس کا اندراج ریاست کی فائل میں ہے ۔ (اطہر ہاپوڑی ، غالب کا ایک غیر مطبوعہ خط ، آج کل ۱۵ فروری ۱۹۴۷ء) ۔

[۸۴] به نام نواب کلب[1] علی خاں صاحب (۱)

حضرت ولی نعمت آیہ رحمت سلامت !

بعد تسلیم معروض ہے کہ آج شہر میں شہرت ہے کہ حضرت امیر المسلمین نے مفتی[2] صدر الدین مرحوم کی زوجہ کو پانسو روپے، مفتی جی کی تجہیز و تکفین کے واسطے رام پور سے بھیجے ہیں - فقیر کو بھی توقع پڑی کہ میرا مردہ بے گور و کفن نہ رہے گا - جیسا کہ مرزا جلال اسیر کہتا ہے :

جرعہ لطف تو بعد از ما بما خواہد رسید

میں نے کل ایک خط نواب مرزا خاں[3] کو لکھا ہے - خدا جانے وہ حضرت کی نظر سے گزرے یا نہ گزرے - اس خط میں ، میں نے

۱- محمد کلب علی خاں خلف محمد یوسف علی خاں : مولود ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۸۳۵ع متوفی ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۷ع - نواب کلب علی خاں ، نواب تخلص کرتے تھے - فارسی میں مرزا محمد تقی سپہر کاشانی کے شاگرد تھے اور کلام ایران بھیجتے تھے - اردو میں امیر مینائی سے تلمذ تھا - غالب کی عزت کرتے تھے اور ان کے سابقہ اعزازات و وظائف ادا کرتے رہے - مکاتیب غالب طبع اول میں ۶۵ اور طبع ششم میں ۷۳ خط ہیں - یہ خط سب سے پہلے خواجہ احمد فاروقی نے آج کل دہلی فروری ۱۹۵۲ع صفحہ ۲۸ پر اور مختار الدین آرزو نے آج کل مئی ۱۹۵۲ع صفحہ ۲۰ پر شائع کیا - غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۸۸ ، ۳۰ صفحہ ۶۴۷ -

۲- مفتی صدر الدین خاں آزردہ نے ۱۵ جولائی ۱۸۶۸ع کو انتقال کیا -

۳- نواب مرزا خاں داغ مراد ہیں جو رام پور میں تازہ وارد تھے - غالب و داغ کے خطوط اب تک دستیاب نہیں ہوئے ہیں -

زوجہ[۲] مفتی جی کا حال یہ لکھا ہے کہ وہ لاولد ہے اور ساٹھ روپے کرایے کے مکان اس کے تحت میں ہیں۔ امین الرحمٰن اس کا بھانجا ہے، مفتی جی کا کوئی نہیں۔

اب اپنی حقیقت عرض کرتا ہوں؛ آخر عمر میں[۱] تین التماسیں ہیں آپ سے: ایک تو یہ کہ ہزار بارہ سو روپے کا قرض رکھتا ہوں، چاہتا ہوں کہ میری زندگی میں ادا ہو جائے۔ دوسرا[۲] التماس یہ کہ حسین علی خاں کی شادی آپ کی بخشش خاص سے ہو جائے اور[۳] یہ سو روپے مہینہ جو مجھے ملتا ہے، اس کے نام پر اس کے حین حیات قرار پائے۔ یہ دو خواہشیں[۴] خواہ میری زندگی میں، خواہ میرے بعد اجرا پائیں۔ ۱۲

تم سلامت رہو قیامت تک
دولت و عز و جاہ روز افزوں

عرضداشت، دولت خواہ
اسد اللہ

روز شنبہ، ۵ ربیع الثانی ۲۷ جولائی سال حال
[۱۲۸۵ھ — ۱۸۶۸ء][۵]

۱- اس زمانے میں غالب اپنی زندگی سے مایوس اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے بہت پریشان تھے۔ وہ باقر علی خاں اور حسین علی خاں کے معاملے میں کوئی مستقل روزگار یا آمدنی کے خواہش مند تھے۔ یہ خواہش بار بار لکھتے رہے۔ آخر بعدِ وفاتِ غالب، حسین علی خاں رام پور میں نوکر ہو گئے، بیوی کو وظیفہ ملا۔

۲- مہر: "دوسری التماس"۔

۳- مہر: "اور (تیسری التماس یہ کہ)۔"

۴- مہر: "دو خواہشیں (یعنی دو آخری)۔"

۵- لفافہ پر "۲۷ جولائی ۱۸۶۸ء" درج ہے۔ فاروقی۔

[۸۵] ایضاً (۲)

حضرتِ ولیِ نعمت، آیۂ رحمت سلامت!

بعدۂ تسلیم معروض ہے: ورودِ توقیع و نوید عفوِ رواں پروری کے سو روپے بابت تنخواہ اکتوبر ۱۸۶۶ء از روے ہنڈوی ملفوف معرضِ وصول میں آئے۔

یا امیر المسلمین[۲]! حضرت کا عزم رونق فزائے اکبر آباد سن کر چاہا کہ وہاں آؤں۔ ریل کی سواری کی تاب ہرگز نہ پائی۔ منزل بہ منزل جانے میں سوچا کہ آگرہ سات منزل، رام پور چھ منزل۔ یہاں جو جاؤں وہیں کیوں نہ جاؤں؟ عزم مصمم کیا کہ اپنے فرزند اور آپ کے غلام کو بھیجوں، وہ بھی خوش خوش آمادۂ رہ روی ہوا۔ ناگاہ تپِ محرقہ نے اسے گھیرا اور شانے کا درد علاوہ۔ مہینہ بھر ہوا کہ نہ تپ اترتی ہے، نہ شانے کا درد جاتا ہے۔ حکیم احسن اللہ خاں کی تجویز سے فصد بھی کھلی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کسی شب کو کچھ سو رہتا ہے ورنہ ساری رات جاگتا ہے اور ہائے ہائے کرتا ہے۔ اس کے ساتھ سب جاگتے ہیں:

راحتے نیست در آں خانہ کہ بیماری ہست

۱۔ یہ خط آزرو صاحب نے آج کل مئی ۱۹۵۲ء میں شائع کیا تھا۔ غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۷۲، مہر صفحہ ۶۵۲۔ مکاتیب میں نواب کلب علی خاں کے نام ۷۳ خط ہیں، یہ خط بلحاظ تاریخ مکتوب نمبر ۳۳ کے بعد کا ہے، جس میں اسی سفر کا ذکر ہے۔ یہ سفر لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس کے سلسلے میں ہوا اور نواب صاحب باوجود علالت کلکتے گئے۔ اور ۳۱ جنوری ۱۸۶۷ء کو واپس ہوئے۔

۲۔ غالب کی نادر تحریریں "یا امیرالمرسلین"۔

مجمل یہ ہے اور مکرمی میر مہدی صاحب عرض کریں گے۔
زیادہ حد ادب۔

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

عریضۂ اسد اللہ خان بے دستگاہ
معروضۂ دو شنبہ ۵ نومبر ۱۸۶۶ء

[۸۶] ایضاً (۳)

حضرت[1] ولیِ نعمت، آیۂ رحمت سلامت!

بعد تسلیم معروض ہے، کل حضرت کے اقبال سے ایک مسرتِ تازہ مجھ کو پہنچی۔ تفصیل اس کی یہ کہ اقبال نشان میرزا شہاب الدین خان انگریزی خواں ہے، اخبار انگریزی دیکھا کرتا ہے۔ اس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے انگریزی اخبار میں دیکھا کہ جناب نواب قبلہ جو شریک[2] اجلاس کونسل ہوئے، نواب گورنر جنرل بہادر مع اور

۱- آج کل مئی ۱۹۵۲ء، آرزو "غالب کے تین غیر مطبوعہ خطوط" (صفحہ ۱۹، ۲۰)، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۷۵، مہر صفحہ ۶۵۳۔

۲- خط نمبر ۳۸، ۸ جنوری ۱۸۶۷ء کو لکھا گیا جس میں کونسل کی تفصیل دریافت کی تھی۔ زیر نظر خط عرشی صاحب کے مجموعے میں نہیں ہے، گویا اس خط سے اطلاع حالات کی خبر دی گئی، لیکن اس کے بعد ایک خط اور ہونا چاہیے جو غالباً ابھی تک نہیں ملا۔ پھر ۱۴ فروری کا مکتوب نمبر ۳۹ ہے جس میں رام پور میں آمد اور قیام و دوبارہ کلکتہ جانے کے لیے رائے دریافت کی گئی ہے۔

کونسل نشینوں کے نواب صاحب کے حسنِ صورت و فرطِ خلق و لطفِ تقریر سے بہت راضی و خوشنود ہوے اور ان کی رائے سب کو پسند آئی۔

این مراتب کہ دیدہ ای جزویست
کار کلی ہنوز در قدرست

روز افزونیِ دولت و اقبال کے مدارج ابھی بہت سنوں گا اور دیکھوں گا، انشاء اللہ العظیم۔

تم سلامت رہو قیامت تک
دولت و عز و جاہ روز افزوں

دوامِ دولت کا طالب

غالب - ۱۲

۲۶ جنوری ۱۸۶۷ع

MAAB 1431
مرکز احیاء آثار تراث
maablib.org

[۸۷] به نام مولوی ضیاء الدین خاں ضیاء دہلوی (۱)

بخدمت جناب مولوی صاحب معظم ، مسلّم علمائے عرب و عجم ، مولوی ضیاء الدین خاں صاحب ضیاء دہلوی نبیرۂ نواب سابق بستی دارا پور -

جناب[۲] مولوی صاحب! میں نے ایام دبستاں نشینی میں 'شرح مأۃ عامل' تک پڑھا - بعد اس کے لہو و لعب اور آگے بڑھ کر فسق و فجور و عیش و طرب میں منہمک ہو گیا - فارسی زبان سے لگاؤ اور شعر و سخن کا ذوق فطری و طبعی تھا - نا گاہ ایک شخص[۳] وارد ہوا کہ ساسان پنجم کی نسل میں سے ، معہذا منطق و فلسفہ میں مولوی فضل حق مرحوم کا نظیر اور مومن موحد و صوفی صافی تھا ، میرے شہر میں وارد ہوا - اور لطائف فارسی بحث[۴] اور غوامض فارسی آمیختہ بہ عربی اس سے میرے حالی ہوئے - سونا کسوٹی پر چڑھ گیا - ذہن معوج نہ

۱- مولوی ضیاءالدین خاں خلف محمد بخش، دلی کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر عربی تھے- بعض بڑے بڑے انگریزوں کو انھوں نے عربی پڑھائی تھی - ایڈنبرا یونیورسٹی سے ایل ایل ڈی کی سند پائی اور حکومت سے شمس العلماء کا خطاب پایا تھا - ''انشائے اردو'' میں ان کی دو تین تحریریں یادگار ہیں - قاطع برہان اور قاطع القاطع کے سلسلے میں غالب نے مولوی امین الدین پر ہتک حرمت کا دعویٰ کیا تو مولوی ضیاء الدین خاں نے غالب کے خلاف گواہی دی تھی -

۲- ہندوستانی الہ آباد ۱۹۳۴ء صفحہ ۹۸ ، مہر صفحہ ۶۰۲ ، غالب کی نادر تحریریں صفحہ ۴۱ -

۳- مہر : ''ایک شخص کہ سامان نجم'' وارد ہوا - ندارد -

۴- بحت : خالص -

تھا ، زبان دری سے پیوند ازلی اور استاد بے مبالغہ جاماسپ عہد و بزرچمہر عصر تھا ۔ حقیقت اس زبان کی دل نشیں و خاطر نشاں ہو گئی ۔ ۱۲

اہل پارس جو قدم عالم کے قائل ہیں ، وہ مثل ہنود کے آفرینش عالم کا آغاز و انجام و سر و بن نہیں بتاتے ۔ ہمارے مذہب کے موافق بھی کیومرث وغیرھم کی سلطنت کو دو چار ہزار سے کم نہ گزرے ہوں گے ۔ تالہ[1] اور نجوم ، طب اور فقہ اور انشاء اور انشاد[2] کون سا علم اور کون سا فن ہوگا جو اس گروہ میں نہ ہوگا ؟

سکندر جب ایران پر مسلط ہوا تو ارسطو نے کتاب خانۂ دارا سے بہت سے علوم یونانی زبان میں نقل کیے ۔ اللہ اللہ ! اس گروہ کو دیکھیے جن کا کلام علم حکمت میں حکمائے یونان کا ماخذ ہو ۔ اگر ابوعلی سینا ، قابوس[3] وشمگیر کے کتاب خانے سے کتب حکمائے یونانیہ لے کر مطالب حکمی کو زبان عرب میں نقل نہ کرتا تو اکابر عرب میں سوائے مسائل فقہیۂ شرعیہ ، علم معقول کا نشان نہ پایا جاتا ۔ ۱۲

دو تین ہزار برس قبل آج سے ، کہ عرب و عجم بیگانۂ ہمدگر تھے ، اہل پارس اپنے مطالب علم ، بلکہ علوم متنوعہ کو کس زبان میں شرح کیا کرتے تھے ؟ اور تعلیم و تعلم و سوال و جواب کا مدار

۱۔ تالہ : (ت ، زبر ، ا ، زبر ، ل مشدد ، پیش ، ہ ساکن) خدا پرستی ۔

۲۔ انشاد : شعر پڑھنا ۔ شعر کہنا مراد ہے ۔

۳۔ شمس المعالی قابوس بن وشمگیر بن زیار ۔ زیاری خاندان کا چوتھا بادشاہ جو ۳۶۶ھ میں تخت نشین ہوا اور ۴۰۳ھ میں وفات پائی ۔ اس کا مقبرہ گنبد قابوس کے نام سے مشہور ہے ۔ مشہور یہ ہے کہ بو علی سینا نے نوجوانی میں نوح بن منصور کے قیمتی کتب خانے سے فائدہ اٹھایا تھا ۔

کن الفاظ پر ہو گا ؟ بے شبہہ وہ الفاظ پارسی ہوں گے ۔

جب خلیفۂ ثانی کے عہد میں یزدجرد مارا گیا ، اور پارس پر اعراب مسلط ہوئے ، درفش کاویانی کا جواہر آمود[1] چمڑا ، پارہ پارہ ہو کر غازیانِ اسلام پر بٹ گیا ۔ کتاب خانے پارس کے ، کیا بادشاہی اور کیا امرا اور رعایا کے ، چولھے میں جھونکے گئے ، یعنی ان سے حمام گرم ہوئے ۔ جیسا کہ میں نے ایک جگہ اس واقعے کو فارسی عبارت میں لکھا ہے — و ھی[2] ھذا :

"کتاب خانہائے پارسیان ، افروزینۂ گلخن گرمابہائے بغداد شد ، بہانۂ احکام آتش پرستی ہم بہ آتش باز گشت ۔"

اگرچہ بلاغت خاص اہل عرب کے حصے میں آئی ہے ، لیکن فصاحت میں اہل پارس بھی اعراب کے شریک ہیں ۔ بالجملہ اعیانِ عجم و بلغائے عرب میں امتزاج و اختلاط و مہر و محبت و قرب و قرابت پیدا ہوئی ۔ اختلاف مذہب اٹھ گیا تھا ۔ اور ریاست و سیاست بہ صلاح و صوابدید فریقین ہونے لگے تھے ۔ طبیعتیں تھیں دراک ، فارسی و عربی کو باہم ربط دے کر ، ایک 'اردو' پیدا کیا ۔ سبحان اللہ ! وہ زبان نکلی کہ نہ نری فارسی میں وہ مزا ، نہ نری عربی میں وہ ذوق ۔ زبان فارسی کے قواعد کے کتب خاکستر ہو گئے تھے ، اس پر طرہ یہ کہ عربی کے قواعد کے بڑے بڑے جلیل القدر رسالے مرتب ہو گئے تھے اور ہوتے جاتے تھے ۔ بے چارہ فارسی زبان ، غریب الوطن بے سر و سامان ، نہ اس کی کوئی فرہنگ ، نہ اس کے قوانین کا کوئی رسالہ ، نہ علم پارسی کا کوئی عالم باقی ۔ دو چار ہزار لغت و اسم و فعل ، زبان زدِ اہل عصر

۱- مہر : "جواہر آمیز" 'آمود' صحیح ۔ جواہر آمود ۔ درفش کاویانی : چمڑے کا جھنڈا جس کو جواہرات جڑے ہوے تھے ۔

۲- "عبارت" کی مناسبت سے ضمیر مؤنث لائے لیکن اشارہ مذکر ہے ۔

ہوں گے - فارسی کا صرف کہاں ، فارسی کا نحو کہاں ؟ فارسی زبان ، اعراب کی لونڈی ، جو چاہا نام رکھ دیا - 'ضوء النہار' کہہ کر یاد کیا—'او' لونڈی !' 'اری چھوکری !' کہہ کر بلا لیا - سو بھی ، جو اکابر فریقین موجد اردو زبان ہوئے تھے ، وہ تسمیہ قواعد فارسی کی طرف متوجہ نہیں ہوے - سنہ ۸۰۰ یا[۲] سنہ ۹۰۰ ہجری میں ہوسناک لوگ فارسی کی[۳] فرہنگ لکھنے پر متوجہ ہوئے ، نہ ایک نہ دو ، بلکہ ہزار دو[۴] ہزار فرہنگیں فراہم ہو گئیں - یہاں تک کہ قتیل تو مسلم لکھنوی اور مُلا غیاث الدین ، ملاے مکتب دار رام پوری اور کوئی روشن علی جون پوری - اور کہاں تک کہوں ، کون ، کون .°. . . . . جس کے جی میں آئی وہ متصدی تحریر قواعد انشاء ہو گیا - میں ان سب کو یا ان میں سے مختص فلاں و بہاں کو اپنا مطاع کیوں کر جانوں ؟ اور کس دلیل سے ان کے تحکم کو مانوں ؟ - ۱۲

پارسیانِ سابق جو جانتے نہ تھے کہ فاعل کس کو کہتے ہیں اور جمع مکسر مرض کا نام ہے ، امر کا صیغہ کون جانور ہے اور اسم جامد کس قسم کے پتھر کو کہتے ہیں ، انھوں نے کبھی نہ کہا ہو گا کہ 'دانا' و 'بینا' صیغہ' اسم فاعل اور 'نالاں' و 'گریاں' صیغہ فاعل یا حالیہ ہے - ایک جماعت نے کہہ دیا کہ الف نون افادۂ معنی فاعلیت کرتا ہے - ایک صف پکار اٹھی کہ الف نون حالیہ ہے - خدا جانے اہل پارس صیغہ' امر کو اپنی زبان میں کیا کہتے ہوں گے ،

۱- مہر : "اور لونڈی" -
۲- مہر : "یا" ندارد -
۳- ہندوستانی : "کی" - مہر : "کے فرہنگ" -
۴- مہر : "ہزار در ہزار" -
۵- 'ہندوستانی' الہ آباد میں اسی طرح جگہ خالی ہے -

اور الف فاعل کا ان کی لسان میں کیا نام ہوگا ؟ آخر یہ فن امور دینی میں سے تو نہیں ہے کہ جو امام اعظم کے قول کو نہ مانے وہ مرتد ہے - قوتِ قیاس کا مادہ اوروں میں تھا ، ہم کو مبدء[1] فیاض سے یہ قوت عطا نہیں ہوئی ؟ پھر الف نون حالیہ کے وجود کے اعتراف میں ، میں ہی منفرد نہیں ہوں ، بقول تمہارے اور اشخاص بھی ہیں - سوال اسی قدر ہے کہ الف نون حالیہ موجود ہے یا نہیں؟ سائل کا جواب وہیں تمام ہوا جہاں[2] تم نے فرمایا کہ سابقین افتاں و خیزاں کے الف نون کو حالیہ لکھ گئے ، لاحقین نے کہا کہ یہ الف نون فاعل کا ہے - خیر ایک تردد اگر پیدا ہوا تو تسمیہ میں پیدا ہوا - متاخرین کا قول ، متقدمین کے کلام کا ناسخ اور الف نون حالیہ کے وجود کا مُبطل تو نہیں ہوا ؟ بہ ہر حال یہی لکھ دو کہ بعض لوگ اس الف نون کو فاعل کا الف نون بتاتے ہیں اور بعض الف نون حالیہ کہتے ہیں - قصہ مختصر ، کاغذ استفتا مع دستخط حضرات یا بے دستخط کل میرے پاس بھیج دیجیے - ۱۲

تھوڑی سی[3] تقریر ، اگرچہ خارج از مبحث ہے ، لیکن اس واسطے وہ تقریر تحریر میں لاتا ہوں کہ پھر مجھے کچھ لکھنا نہ پڑے - اہل پارس کے (کی ؟) منطق میں 'رواں و دواں' مع نظائر ، کہ وہ بہت ہیں ، کسی اسم کے ساتھ مختص نہیں - اہل عرب نے ، بلکہ توبہ توبہ ، میں ان کو کیوں متہم کروں ؟ فرہنگ نگارانِ ہند نے یہ نام موافق اپنے قیاس کے رکھے - ہم افادۂ معنیِ فاعلیت لینے[4] والوں کے قیاس

۱- مہر : ''مبدائے''، لفظ 'فیاض' نہیں ہے -
۲- مہر : ''یہاں تم نے فرمایا'' -
۳- مہر : ''تھوڑی تقریر'' -
۴- مہر : ''معنی فاعلیت کے قیاس کو نہیں مانتے -''

کو نہیں مانتے ، الف نون حالیہ کہنے والوں کی ہم نے مطابقت رائے کی ہے۔

فارسی میں اسم فاعل دو صورت پر ہے : یا گوینده یا گویا، صیغہ ہائے امر کے مابعد جو الف نون ہے وہ حالیہ ہے - ہاں فعل کا ایک توہّم سا گزرتا ہے - سو ، اگر بامعانِ نظر دیکھیے تو ویسا ہی وہم مفعولیت کا بھی پایا جاتا ہے - پس نظر اس بات پر کہ فاعلیت کی حالت اور مفعولیت کی حالت معاً پائی جاتی[1] ہے ، یہ الف نون حالیہ ہے اور اپنے وجود کے اثبات میں قواعد نحویہ عربیہ کا محتاج نہیں۔ خاص افتادن ، میں دیکھو کہ یہ نہ 'آفتندہ' مستعمل ہے ، مثل گوینده ، نہ 'افتا'[2] مسموع و موجود ہے مثل 'گویا' - 'افتاں' صیغہ' فاعل کہاں سے آ گیا ؟

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ 'افتاں' کو ہم اسم فاعل جب مانتے کہ 'افت' 'بیُفت' بمعنی امر ، اہل زبان کی[3] — یعنی جو مالک ملکہ' اردوے فارسی و عربی ہیں — ان کی نظم و نثر میں آیا ہوتا — اصل مادہ 'افتاں' جو 'افت' ہے ، موجود نہیں - افتاں کہاں سے بہ معنی فاعل نکل آیا ؟ مگر ہاں ، گرنے کی حالت جس پر طاری ہو وہ افتاں ہے ، از روئے حالت نہ بحسب فعل - 'میرنده' کہو 'مردن' میں سے کیوں نہ بنایا ؟ صیغہ' فاعل متروک رہا - صرف صیغہ' مفعول یعنی 'مرده' پر قناعت کی - اور یہ جو قبلہ' اہل سخن فردوسی طوسی علیہ الرحمۃ کے ہاں آیا ہے :

۱- مہر : ''معاً پائی جاتے ہی''۔
۲- مہر : ''نہ افتاد مسموع موجود ہے''۔
۳- مہر : ''اہل زبان یعنی جو مالک''۔

maablib.org

ممیران کسے را[1] و مرگز ممیر

مجاز ہے ، امر بھی اور تعدیہ بھی ، متاخرین میں سے بھی عبدالقادر بیدل کہتا ہے : [ع]

بمیر اے سرکش ناپاک تا یکدم بیاسائی

بلکہ اردو میں بھی گراں جاں آدمی کو کہتے ہیں[2] . . . . اے فلاں کے فلاں مر چک ۔ سودا کہتا ہے : [ع]

جیتا رہے گا کب تک اے خضر مر کہیں

یہ سب بطریق مجاز ہے ۔

خلاصہ یہ کہ الف نون فاعل نہ فارسی بحت میں تھا ، نہ فارسی آمیختہ بہ عربی میں ہے ۔ قیاس کو میں مانتا نہیں ۔ الف نون ، جہاں اسمائے جامد کے آگے ہے ، جمع کا ہے اور جہاں صیغہ ہائے امر کے آگے ہے ، حالیہ ہے ۔

والسلام بالوف الاحترام[3] ۔

پہلا رقعہ بعد پڑھنے کے یا نقل لینے کے ، استفتا[4] کے کاغذ کے ساتھ مجھ کو واپس مل جائے ۔

بجات کا طالب غالب ۔ ۱۲

مُہر : اسد اللہ

۱۲۷۸ھ

[۱۸۶۴ع]

۱- مہر : ”کسے داد“ ۔

۲- مہر میں یہ خالی جگہ نہیں ہے ۔ علاوہ ازیں ، ”اے“ کو ”اے“ لکھا گیا ہے ۔

۳- مہر ”بہ الوف احترام“ ۔

(حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ۱۱۳۴)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۳۳)

۴۔ سوالات عبدالکریم، مطبوعہ اکمل المطابع دہلی غالباً ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء میں چھپے۔ اس کے آخر میں ایک محضر یا استفتا تھا جس میں دو سوال تھے: پہلے تو یہ کہ ''قواعد مقررۂ فارسی کے مطابق صیغۂ امر کے بعد مجرد الف افادۂ معنی فاعلیت کرتا ہے اور اسم جامد کے آگے نون مفید معنی جمع ہے۔ الف نون سے معنی فاعل لینے کا قصد کرنا ناشی غفلت سے ہے یا نہیں؟'' دوسرا سوال یہ ہے کہ ''رواں و دواں و افتاں و خیزاں، یعنی صیغہ ہائے امر کے آگے الف نون جو آتا ہے وہ حالیہ کہلاتا ہے۔ الف نون حالیہ کے وجود کا منکر مسلمات جمہور کا منکر ہے یا نہیں''۔ (آج کل دہلی فروری ۱۹۵۳ء صفحہ ۹)۔ زیر نظر خط غالباً اسی بحث سے متعلق ہے۔ اور مولوی ضیاء الدین خاں نے غالب کی ہمنوائی نہیں کی ہے۔ میں اس خط کو ۱۸۶۴ء کا مانتا ہوں، انجم صاحب ۱۸۶۱ء اور مہر صاحب بے تاریخ لکھتے ہیں۔

[۸۸] به نام فرقانی[1] میرٹھی (۱)

واقعی[2] فخر گرگانی نے لکھا ہے اور اس کا قول سند مکمل ہے ، لیکن یہ معلوم رہے کہ متقدمین از راہ تحکم و زبردستی بہت کچھ کہہ گئے ہیں ، متاخرین نے ترک کر دیا ہے ، جیسے میر و میرزا 'لہو' کو 'لوہو' اور طرف کے مرادف 'اور' بوزن شور لکھتے تھے ۔ متاخرین نے ترک کر دیا ۔

بھائی ! میں کیا کہوں ، یہ بزرگوار کیا کیا کچھ کہہ گئے ہیں ۔ ما قبل شین مصدری مکسور ہوتا ہے ۔ 'نازش' و 'سازش' اور اس کے نظائر بہت ہیں ۔ خاقانی کے ہاں حاصل بالمصدر 'کاستن' کا اور 'نگاہش' ضمیر کے شین کے ساتھ قافیہ کیا ہے ۔ نہ ایک جگہ بلکہ سو جگہ ، نہ ایک خاقانی نے بلکہ بہت اساتذہ نے ۔

۱- جناب خان بہادر سید ابو محمد صاحب نے غالب کی اس تحریر کا عکس شائع کیا ہے اور غالب پر ایک انگریزی نوٹ بھی چھاپا ہے ۔ درحقیقت یہ نوٹ 'قاطع القاطع' کی ایک عبارت صفحہ ۴۲ سے متعلق ہے ، جس میں امین الدین نے 'آواز' و 'آوازہ گشتن' کی سند دے کر غالب کے اعتراض کا جواب لکھا ہے ۔ ابو محمد صاحب نے فرقانی کے بارے میں صرف یہ لکھا ہے کہ موصوف میرمنشی تھے ۔

۲- فخر گرگانی کے شعر یہ ہیں :

اگر نومید ازیں دربار گردم
بہ زشتی در جہاں آواز گردم

دوسرا شعر ہے :

گہی گفتی ، ہم اکنوں باز گردم
بہل تا در جہاں آواز گردم

maablib.org

بھلا میں تم سے پوچھتا ہوں 'آب کجا' 'شراب کجا' کے ساتھ 'تا بکجا' کا قافیہ جائز رکھو گے؟ یقین ہے کہ نہ رکھو گے - اب ہم نہ حافظ پر اعتراض کریں گے ، نہ اس امر خاص میں تتبع کر سکتے ہیں -

قصہ مختصر ، میں نے مانا کہ 'قاطع القاطع' نے دو سو قافیوں میں ایک اعتراض دفع کیا - آگے کیا کرے گا ؟ اور دفع اعتراض اس طرح کہ سوائے ایک شخص کے دوسرے کے کلام سے سند نہ ملے ؟

داد کا طالب

غالب ۱۲

['۱۸۶۴ع']

۱- چونکہ قاطع القاطع ۱۲۸۳ھ میں چھپی تھی اس لیے یہ رقعہ اسی زمانے کا ہوگا ، یعنی ۱۸۶۴ع یا ۱۸۶۵ع کا

MAAB 1431
maablib.org

[۸۹] جواب استفتا بہ نام زکی (۱)

تاریخ گوئی کی ایک بحث

'یہ سگِ دنیا کہ اسد کہلاتا ہے اور تخلص اپنا غالب بتاتا ہے، قول 'المامور معذور'' کا پاس کرتا ہے اور حضرات' انجمن فیض سے التماس کرتا ہے کہ میں استفتا کے سزاوار نہ تھا، اور اب جو پوچھا گیا تو سچ سچ کہتا ہوں کہ:

میں فنِ تاریخ و معما سے بیگانہ ہوں، دیوان میں جو تاریخیں مندرج ہیں، بیشتر مادے اوروں کے اور قطعے فقیر کے ہیں۔ کبھی کوئی مادہ بھی عامیانہ کہہ دیا ہوگا۔

ہاں حضرت مبداء فیاض نے گنجینۂ معنی سے بہت کچھ حصہ مجھ کو دیا۔ میں نے سراسر قصیدہ و غزل و مثنوی و رباعی میں صرف کیا، البتہ بزورِ قوتِ ابداع مادۂ تاریخ میں نیا شیوہ نکالا:

ز سالِ واقعۂ میرزا مسیتا بیگ
مات راست شمار ائمہ امجاد (۱۲)
صحیفہ ہائے سماوی مبیّن از عشرات (۴)
حدیقہ ہائے بہشتی مشخص از آحاد (۸)
(۱۲۴۸)

۱- اردوے معلیٰ طبع دہلی میں 'معزور' ہے اور 'اردو نامہ' کراچی میں ''المامور و معذور'' ہے۔

۲- اردو نامہ کراچی مطابق متن، لیکن اردو، دہلی شمارہ ۲ میں پہلے محبی ڈاکٹر مختار الدین صاحب آرزو نے یہ تحریر ''مناظرۂ معنی و زکی''

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۱۳۸ پر)

ایضاً :

از بروج۔ سپہر جوئی مآت
عشرات از کوا کب۔ سیار
(۱۲۷۰)

یہ دونوں قطعے کلیات فارسی ، منطبعہ اود(ھ) اخبار لکھنئو میں چھاپے گئے ہیں ، اور وہ مجلد ، مجموع بلاد ہند میں پہنچ گئے ہیں۔ اشرف البلاد حیدر آباد میں اگر دو چار نہ ہوں گے تو ایک نسخہ میرا بھیجا ہوا ، جناب منشی حبیب اللہ خان ذکا کے پاس ضرور ہوگا۔ اس میں مشاہدہ کیا جائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۳۷)

سے حاصل کر کے ''اردوے معلیٰ'' دہلی یونیورسٹی میگزین شمارہ ۲ میں شائع کی ، اور موضوع تحریر یہ بتلایا کہ حیدر آباد دکن کی ایک مسجد کے لیے مرزا محمد زکی لکھنئوی نے مصرع تاریخ لکھا :

شد بنا ایں مسجد از بہر صلواۃ

وجیہ الدین معنی نے اعتراض کیا کہ ''ۃ'' کے عدد چار سو نہیں ، پانچ ہیں ، اور زکی نے کہا ت اور ۃ دونوں کے چار سو ہیں۔ بحث نے طول کھینچا تو اساتذہ سے استفسار کیا گیا۔ مرزا سے بھی پوچھا گیا تو انھوں نے یہ تحریر لکھی۔ اب یہ پورا مناظرہ کتابی شکل میں جناب محمد اشرف صاحب انجینئر حیدر آباد کے پاس موجود ہے۔ 'سفینہ' سے مراد غالباً ''مناظرۂ معنی و زکی'' ہے۔

دوسری مرتبہ یہ تحریر ''اردو نامہ'' شمارہ ۵ میں تحسین سروری نے شائع کرائی ، جس سے معلوم ہوا کہ ''اس کتاب میں ۲۵ ، ۳۰ اکابر کی تحریروں کا یہ مجموعہ پچاس ساٹھ صفحات کا ہے۔'' 'اردوے معلیٰ' اور 'اردو نامہ' کی روایتوں میں کچھ اختلاف ہے۔ میں نے تحسین صاحب کی روایت کو مقدم کیا ہے اور حاشیے میں اختلافات نقل کر دیے ہیں۔

اب بہ اتباعِ حکمِ احباب جس فن کو نہیں جانتا اس کے خصوص میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے یہ مسائل اس سفینے کے سوا کبھی نہیں دیکھے - اب جو دیکھے تو باللہ ، اس سے زیادہ نہیں سمجھا کہ ایک گروہ تائے دراز کے چار سو عدد اور تائے مستدیرہ[1] کے پانچ عدد گنتا ہے -

پس نہ جناب نواب صاحب وجہ[2] الدین خان بہادر 'معنی' اپنے دعوے میں منفرد ہیں اور نہ حضرت سید صاحب میر محمد زکی اپنے دعوے میں تنہا ہیں - جو ایک جہت اختیار کروں تو دوسری جہت والوں کو کہ وہ بھی کثیر اور سب فاضل و نحریر[3] ہیں ، کیا جواب دوں اور ان کے دلائل کو کن دلائل سے رد کروں ؟

امید کہ حضرات طرفین بموجب "لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا" اس پیرِ ہفتاد[4] و شش سالہ ، ضعیف الحواس کو معفو[5] فرمائیں -

(۱۲۸۴ھ)

(۱۸۶۸ع)

مُہر : نجم الدولہ دبیر الملک

اسد اللہ خاں

نظام جنگ بہادر ۱۲۶۷ھ

۱- اردوے معلیٰ دہلی "مدورہ"-
۲- اردوے معلیٰ دہلی "وجیہ الدین" ہے -
۳- اردوے معلیٰ دہلی "نحریر" ندارد - نحریر : فاضل ، عالم متبحر-
۴- غالب ، قمری حساب سے تہتر اور شمسی حساب سے اکہتر برس سے کچھ زیادہ عمر میں فوت ہوئے - "ہفتاد و شش سالہ" سہو کتابت ہے یا غالب کا تسامح -
۵- اردوے معلیٰ ، دہلی : "کو معاف فرمائیں" -

[۹۰] مکتوب[۱] به نام ؟ (۱)

جناب عالی ! نامۂ وداد پیام عز صدور لایا - حضرت کو اب تو یقین آیا کہ بغیر توسط کے بھی ڈاک کے ہرکارے گم نام کا نام جانتے ہیں - اس بقعۂ معمور سراسر سرور میں غالب مغموم بہت مسرور ہے - اور کیوں نہ ہو فقیر کی قدر و منزلت ، کیا اہالی شہر اور کیا والی شہر ، ہر دو جانب سے ارزش سے بڑھ کر ہے -

ارمغاں کی فرمائش سر آنکھوں پر، مگر یہاں کا ارمغاں، اہل شہر کی کشش سیرت و صورت اور روش خلوص و مروت ہے، یا نواب عالی جناب معلیٰ القاب کا دیدار پر انوار اور گل افشانی گفتار ہے - شہر کا حال یہ ہے کہ ذوق شعر گوئی و شعر فہمی کا جو پایہ میں نے یہاں پایا ، جمع اہلِ ہند کو بھی میسر نہ آیا - رام پور کہاں ہے ، اِس باب میں روکش شیراز و اصفہان ہے - ہر شخص شعر کا فریفتہ ، شعر ہر شخص پر فریفتہ شہر یار کا حال یہ کہ سچ عرض کرتا ہوں ، نواب صاحب کو پروردگار نے جیسا حسن و تناسب اعضاء و اندام دیا ہے ، ویسا ہی حسن تخیل و اعجاز کلام دیا ہے - چند روز ہوئے ، بیاض مردف کے اوراق برائے اصلاح مرحمت فرمائے ، لیکن اس سحر حلال کو کوئی کیا ہاتھ لگائے - خدا کی قسم ، مجھے اس شخص کے حسن صورت پر رشک آتا ، اگر اپنے تئیں اس کا ہم عصر پاتا - بھلا شیریں کلامی

۱- یہ خط جناب اسرار الحق صاحب (بھوپال) کو ایک ناقص الطرفین مطبوعہ رسالے میں ملا تھا - اس لیے مکتوب الیہ کا نام معلوم نہیں ہو سکا - نہ یہ معلوم ہوا کہ رسالہ کون سا تھا - صرف یہ معلوم ہوا کہ رسالہ ستمبر ۱۹۰۴ء کا تھا اور خط بھیجنے والے کوئی نواب صاحب تھے - (صحیفہ ، جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۹۱)

پر نہ کیوں رشک آئے ۔ دعا گو کہتا ہے کہ خدا اسے نظر بد سے بچائے ۔ میں نے تو حضور سے صاف صاف عرض کر دیا کہ ان اشعار کے پردے میں ولی نعمت نے معانی کی پریوں کو بند کیا ہے۔ فقیر نے حسب ارشاد خدا وند نقطہ ہائے اصلاحی کو ان کی دفع نظر بد کے لیے دانہ ہائے سپند کیا ہے ۔ سن کے گلے سے لگا لیا ۔ اور فرمانے لگے کہ ''مرزا صاحب ! آپ کے نقوش قدم پر قدم رکھنے بے ادبی ہوئی ہے تو معاف فرمائیے ۔ مگر اس میں ہماری عقیدت کو دخل ہے ۔ اس جسارت پر ہنسی نہ آڑائیے ۔'' عرض ہوا حقا کہ میرے معروضات میں مبالغے کا شائبہ بھی نہیں ۔

اور سنو تعجب کرو گے کہ فرزند دلبند بھی نواب صاحب کو اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ کا مالک ملا ہے ۔ خوش گفتار ، صاحب کردار غرض کئی دن سے یہی اوراق غزلیات پڑھ رہا ہوں ۔ کہیں کہیں غلطی املا ہے ۔ اور بس ۔ اغلاط کو بتاتا اور کاتب ناہنجار کو بزبان قلم بتاتا چلتا ہوں ۔ واسطے تمہارے دو غزلیں ارمغان بھیجتا ہوں ۔ انصاف سے کام لو ، کہاں قلم لگاؤں ۔ ضد کی اور بات ، کیا یہی کہے جاؤ گے ، تو نے خواہ نخواہ نواب مصطفیٰ خا۔ سے بڑھا دیا ۔

والسلام مع الا کرام
جواب کا طالب ، غالب
نگاشتہ صبح پنجشنبہ ۴ فروری' سال حال ۱۲

[۱۸۶۰ء]

۱- صحیفہ ، غالب نمبر ، جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۹۲ پر سنہ نہیں ہے ۔ لیکن غالب پہلی مرتبہ جنوری ۱۸۶۰ء میں رام پور آئے ، اس لیے یہ خط ۹ فروری ۱۸۶۰ء ہی کا ہے ۔ تقویم اور خطوط غالب کی رو سے جمعرات ، ۹ فروری اسی سنہ کے مطابق ہے ۔ فاضل

غزلیات

میں نے کہا کہ دعوئے الفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہاں غلط اور کس قدر غلط

تاثیر آہ و زاری ۔ شب ہائے تار ، جھوٹ
آوازۂ قبول ۔ دعائے سحر غلط

سوزِ جگر سے ہونٹ پہ تبخالہ ، افترا
شورِ فغاں سے جنبشِ ۔ دیوار و در غلط

ہاں ، سینے سے نمایش ۔ داغ دروں دروغ
ہاں آنکھ سے تراوشِ ۔ خونِ جگر غلط

بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہیں
اظہارِ پاک بازی و ذوقِ ۔ نظر ، غلط

لو صاحب ! آفتاب کہاں اور ہم کہاں
غافل نہیں ہم ، اس کو نہ سمجھیں اگر غلط

مٹھی میں کیا دھری تھی کہ چپکے سے سونپ دی
جانِ عزیز پیش کشِ ۔ نامہ بر ، غلط

پوچھو تو کوئی ، مر کے بھی کرتا ہے کچھ کلام
کہتے ہو ، جان دی ہے سرِ رہ گزر غلط

ہم پوچھتے پھریں کہ جنازہ کدھر گیا
مرنے کی اپنے روز اڑائی خبر غلط

آیت نہیں ، حدیث نہیں جس کو مانیے
ہے نظم و نثرِ اہلِ سخن سر بسر غلط

یہ کچھ سنا جواب میں ناظم ستم کیا
کیوں یہ کہا کہ دعوئے الفت مگر غلط

۱۱۴۳

دیگر

مٹی نہ وصل میں بھی کلفتِ زمانِ فراق
تمام رات کہی ہم نے داستانِ فراق
جہاں میں کیا نہیں ہوتی خزاں کے بعد بہار
بہارِ وصل نہ کیوں ہو پس از خزانِ فراق
خوشا حبیب و ادا ہائے دل ستانِ حبیب
بدا ، فراق و الم ہائے جاں ستانِ فراق

MAAB 1431
مرکز احیاء التراث
maablib.org

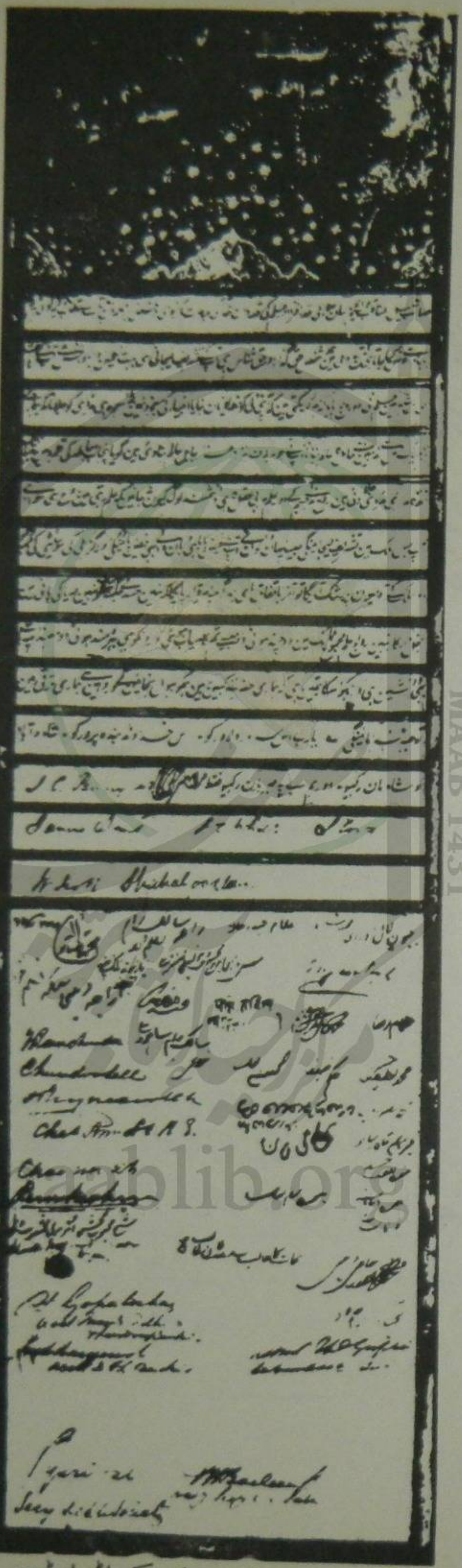

سیاس نامہ بہ نام ولیم کولڈ استرم

سپاس نامہ بخدمت ولیم کولڈ اسٹریم[1] صاحب بہادر

صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان ، علماء کے قدر افزا اور علم کے قدردان ، خدا کی عبادت کرنے والے اور خلق پر مہربان۔ جنات مستطاب ولیم کولڈ اسٹریم صاحب بہادر سے عرض کیا جاتا ہے کہ آج دہلی میں جو شخص حق گذار اور حق شناس ہے ، آپ کے تشریف لے جانے سے بہت غمگین اور اداس ہے ۔ آپ کے باعث سے اس شہر میں علم نے وہ رواج پایا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے دلی کو خطۂ یونان بنایا ۔ انبیاء کے معجزوں میں بڑا معجزہ ہے مردے کو جلانا ، مگر ہمارے نزدیک اس سے کم نہیں ہے جاہل کا عالم بنانا ۔ آپ نے جو ہر طرف ہزار در ہزار جاہل ، عالم بنا دیے ہیں ، گویا پنجاب احاطہ کے قلم رو میں جہاں تک نظر کام کرے ، مردے جلا دیے ہیں ۔ روح ، مربی جسم کی اور علم ، مربی عقل کا ہے ۔ دانش مند لوگ کیوں نہ جانیں کہ علم رتبے میں روح سے سوا ہے ۔

آپ جس ملک میں تشریف لے جائیں گے ، جیسا یہاں والوں نے آپ سے فیض پایا ہے ، وہاں والے بھی فیض پائیں گے ۔ اور اگر دہلی کی سوسائٹی کے ممبروں کو اس ملک کے آدمیوں پر رشک آئے گا تو آخر بہ اتفاق ہمدگر یہ امر قرار پائے گا کہ نہیں ، حسد کی جگہ زنہار نہیں ، دریا کے پانی میں بخل دزکار نہیں ، رواج علم مجموع ممالک میں دو چند ہونے دو ، جیسے تم کامیاب ہوئے ، اوروں کو بھی بہرہ مند ہونے دو ۔

۱- ولیم کولڈ اسٹریم ''دہلی سوسائٹی'' کے آنریری سکریٹری تھے ۔ ۱۸۶۵ء میں ان کا دہلی سے لاہور تبادلہ ہو گیا ۔ ''دہلی سوسائٹی'' نے ان کے اعزاز میں ایک جلسہ کیا جس میں غالب کا یہ سپاس نامہ پیش ہوا ۔ (دیکھیے 'افکار' ، غالب نمبر ، صفحہ ۵۹)۔

قرۃ العین سجاد ابن حسین سلمہ اللہ تعالیٰ

خوبیٔ دین و دنیا تمکو ارزانی تمہاری خط کی دیکھنی سے آنکھیں
روشن ہو گئیں دلکو چین آگیا چشم بد دور خط اچھا عبارت
اچھی اردو میں مطلب نویس اچھی ہو حق تعالیٰ تمکو عمر و
دولت عطا کرے اپنی والد ماجد کو سلام کہنا اپنی بہائی
مظفر میرزا کو دعا کہنا اکبر میرزا کو دعا کہنا زیادہ زیا

نجات۔ کاتب غالب ۲۲ مارچ ۱۸۶۵ء روز چہار شنبہ

یہ عکس پہلی مرتبہ شریک اشاعت ہو رہا ہے

maablib.org

معہذا ، یہ بات بھی دل نشین ہے اور ہم کو اس کا یقین ہے کہ ہمارے حضرت کہیں رہیں ، ہم کو بھول نہ جائیں گے اور وہیں سے ہماری ترقی میں توجہ فرمائیں گے :

یا ربِ ! اس سرورِ دلاور کو
اس خداوندِ بندہ پرور کو
شاد و آباد و شاماں رکھیو !
اور ہم سب پہ مہرباں رکھیو !

[۲۸' جولائی سنہ ۱۸۶۵ع]

۱- خاتمے میں مرزا الٰہی بخش صدر انجمن کا نام ہے اور اس کے نیچے دستخط ہیں - مرزا الٰہی بخش کے علاوہ پچیس دستخط اردو میں اور اٹھارہ انگریزی میں ہیں - اردو کے دستخط یہ ہیں :

جیون لال آنریری مجسٹریٹ - غلام حیدر خاں - راجا سالک رام - مہیش داس آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر دہلی - نیاز پیوند نانک چندر - محمد ضیاء الدین - غلام رضا - محمد حسین - عبدالقادر - راجہ دیبی سنگھ - محمد لطیف حسین - حکم چند - . . . . . لعل - سالک رام شاہو دہلی - خدا بخش - محمد نصیر الدین - میر . . . خاں رسالہ دار - الفت حسین - دینا ناتھ - ولایت علی - محمد . . . . خاص دہلی - نجات کا طالب غالب - بختاور سنگھ - کالے خاں - شام لعل - شیخ محبوب بخش آنریری مجسٹریٹ دہلی -

انگریزی دستخط : جی سی پی - جیمز اسمتھ - آئی سی ویٹلے - . . . ؟ - ڈبلیو اسکاٹ - شہاب الدین احمد - رام چندر - چندو لال - خواجہ ؟ - ایچ ؟ - رائٹ آنریبل اسکیٹ اسمتھ - جھنامل - رام کشن - شیخ محبوب بخش آنریری مجسٹریٹ - پنڈت گوپال سہائے اسسٹنٹ منیجر دلی اینڈ لنڈن بینک لمیٹڈ - ایشور ؟- سندھنا مل ؟ اکاؤنٹنٹ دلی اینڈ لنڈن بینک لمیٹڈ - پیارے لال سکریٹری، دلی سوسائٹی - وزیر سنگھ - ڈبلیو ایچ بیلیو آنریری سکریٹری دلی سوسائٹی - کپور چند گپتا ؟ کورنین -

---

کتابیات

بنیادی مآخذ :

۱- اردوے معلیٰ حصہ اول طبع اول :
اکمل المطابع دہلی جمعہ ٦ مارچ ۱۸٦۹ع

۲- اردوے معلیٰ حصہ اول و دوم طبع اول :
مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۹۹ع

۳- اردوے معلیٰ حصہ اول و دوم طبع اول :
مطبع فاروقی دہلی ۱۹۰۴ع بہ بعد

۴- اردوے معلیٰ مکمل طبع اول :
شیخ مبارک علی لاہور ۱۹۲۳ع

۵- اردوے معلیٰ حصہ اول :
رام نرائن لعل ، الہ آباد ۱۹۵۲ع

٦- مکمل اردوے معلیٰ طبع اول :
مطبع مجیدی کان پور ۱۹۲۲ع

۷- خطوط غالب ، جلد اول ، مرتبہ مہیش پرشاد و حواشی ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی طبع اول :
ہندوستانی اکیڈیمی ، صوبہ متحدہ الہ آباد ۱۹۴۱ع

۸- خطوط غالب ، مرتبہ جناب غلام رسول صاحب مہر طبع دوم : شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۵٦ع

۹- عود ہندی طبع اول : مطبع مجتبائی میرٹھ ۱۸٦۸ع

۱۰- عود ہندی تصحیح و تحقیق مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی طبع اول : مجلس ترقی ادب ، لاہور جون ۱۹٦۷ع

۱۱- انشائے اردو، تالیف ۱۸۶۷ء کریم الدین :
مطبع سرکاری ، لاہور ۱۶ مارچ ۱۸۷۲ء
۱۲- مکاتیب غالب ، امتیاز علی عرشی طبع اول :
مطبع قیمہ بمبئی ۱۹۳۷ء
۱۳- " " " " " طبع ششم: رام پور ۱۹۴۹ء
۱۴- علی گڑھ میگزین غالب نمبر مختار الدین آرزو ،
طبع اول : ۴۹ ، ۱۹۴۸ء
۱۵- نادرات غالب ، تالیف آفاق حسین دہلوی طبع اول :
کراچی ۱۹۴۹ء
۱۶- غالب کی نادر تحریریں ، خلیق انجم طبع اول :
دہلی فروری ۱۹۶۱ء
۱۷- مرقع ادب ، حصہ دوم ، صفدر مرزا پوری :
لکھنئو سنہ ؟
۱۸- اردوے معلیٰ ، دہلی یونیورسٹی میگزین غالب نمبر
حصہ اول و دوم : ۱۹۶۰ء
۱۹- نقوش مکاتیب نمبر اور دوسرے نمبر : لاہور ۱۹۵۷ء

ثانوی ماخذ :

۱- اردوے معلیٰ مطبع مجتبائی کانپور سنہ ۱۹۲۲ء
۲- " " طبع رام نرائن لعل الہ آباد ۱۹۲۴ء
۳- " " طبع مبارک علی لاہور، ۱۹۲۶ء و ۱۹۳۰ء
۴- " " طبع فرمان علی لاہور سنہ ندارد
۵- " " طبع کلکتہ ، اردو گائڈ ۱۸۸۳ء
۶- " " طبع لاہور اکیڈمی ؟
۷- " " طبع اکمل المطابع دہلی ۱۸۹۱ء
۸- " " طبع فاروقی دہلی دسمبر ۱۹۱۰ء

maablib.org

۹- اردوے معلیٰ ، طبع فاروقی دہلی ۱۸۹۶ء
۱۰- " " طبع الناظر پریس لکھنؤ سنہ ؟
۱۱- عود ہندی ، طبع نول کشور ۱۹۴۱ء و مئی ۱۸۸۷ء
۱۲- عود ہندی ، طبع مبارک علی لاہور سنہ ندارد
۱۳- نوادر غالب ، مختارالدین احمد آرزو :
علی گڑھ میگزین ۱۹۴۹ء
۱۴- آثار غالب ، قاضی عبدالودود صاحب :
علی گڑھ میگزین ۱۹۴۹ء
۱۵- خطوط غالب ، مرتبہ مہیش پرشاد :
طبع انوارالمطابع لکھنؤ سنہ ندارد
۱۶- خطوط غالب مالک رام (مہیش پرشاد) :
طبع انجمن ترقی اردو ہند ، ۱۹۶۶ء
۱۷- خطوط نمبر ، نقوش لاہور ،
طبع اپریل و مئی سنہ ۱۹۶۸ء
۱۸- ادبی خطوط غالب ، مرتبہ مرزا محمد عسکری :
طبع انوار بک ڈپو کراچی ۱۹۶۲ء ، لکھنؤ ۱۹۳۲ء
۱۹- رقعات غالب ، مرتبہ عبدالرحمان شوق امرتسری :
وزیر ہند پریس امرتسر ۱۹۱۴ء
۲۰- یادگار غالب ، حالی ، مرتبہ خلیل الرحمان داؤدی :
طبع مجلس ترقی ادب ، لاہور ۱۹۶۳ء نیز طبع علی گڑھ
۲۱- غالب ، غلام رسول مہر طبع چہارم ۱۹۴۶ء
۲۲- غالب نامہ ، محمد اکرام طبع دوم بمبئی ۱۹۳۹ء
۲۳- ذکر غالب ، مالک رام طبع سوم دہلی ۱۹۵۵ء
۲۴- کلیات نثر غالب ، فارسی طبع نول کشور ۱۸۷۱ء

۲۵- تلامذۂ غالب ، مالک رام :
طبع اول ہند سنہ ندارد [۱۹۵۷ع ؟]
۲۶- روح غالب، محی الدین زور، حیدر آباد دکن ، ۱۹۳۹ع
۲۷- فرہنگ غالب ، امتیاز علی عرشی ، رام پور ، ۱۹۴۷ع
۲۸- نادر خطوط غالب ، محمد اسماعیل رسا :
کاشانۂ ادب لکھنؤ ۱۹۳۹ع
۲۹- سبدچین ، مالک رام دہلی ۱۹۳۸ع
۳۰- دیوان غالب ، امتیاز علی خاں عرشی دہلی ۱۹۵۸ع
۳۱- غالب تاریخ کے آئینہ میں ، نظیر حسنین زیدی :
سکھپر ۱۹۶۳ع
۳۲- حیات غالب ، شیخ محمد اکرام :
فیروز سنز، لاہور طبع اول : سنہ ندارد
۳۳- کلیات غالب، نظم فارسی، ترتیب مرتضیٰ حسین فاضل
طبع مجلس ترقی ادب ، لاہور ۱۹۶۷ع
۳۴- احوال غالب ، مختار الدین احمد علی گڑھ ۱۹۵۳ع
۳۵ حیات آشوب - امداد صابری دہلی ۱۹۵۶ع
۳۶- دیوان فارسی - طبع مطبع دارالسلام دہلی ۱۸۴۵ع
۳۷- کلیات غالب نظم فارسی :
(۱) " " طبع نول کشور لکھنؤ ۱۸۷۲ع
(۲) " " " " " " ۱۸۸۳ع
(۳) " " " " " " ۱۸۹۳ع
(۴) " " " " " " ۱۹۲۵ع
۳۸- مثنوی ابر گہر بار :
طبع اکمل المطابع دہلی، ۱۸۶۳ع/۱۹۶۶ع طبع کراچی

maablib.org

۳۹- مقدمہ وابتدائیہ مثنوی ابر گہربار،
از مرتضیٰ حسین فاضل - تحسین سروری
اردو، کراچی جنوری ۱۹۶۶ع

۴۰- انتخاب غالب - تصحیح امتیاز علی خاں عرشی
طبع بمبئی ۱۹۴۲ع

۴۱- باغ دو در، طبع اورینٹل کالج میگزین لاہور -
۱۹۶۰ع و ۱۹۶۱ع

۴۲- متفرقات غالب، مسعود حسن ادیب، رام پور ۱۹۴۷ع

۴۳- سبد باغ دو در: تلخیص و حواشی امتیاز علی عرشی -
مشمولہ اردو، غالب نمبر، کراچی، مارچ ۱۹۶۹ع

۴۴- قاطع برہان، غالب، نول کشور لکھنؤ ۱۸۶۳ع

۴۵- نکات و رقعات غالب، سراجی، دہلی ۱۸۶۸ع

۴۶- غالب، عبداللطیف، ترجمہ معین الدین حیدرآباد دکن

۴۷- مکاتیب الغالب، احسن مارہروی علی گڑھ ۱۹۳۶ع ؟

۴۸- قتیل اور غالب، اسد علی انوری دہلی ۱۹۳۹ع

۴۹- آب حیات، محمد حسین آزاد لاہور طبع دوازدہم

۵۰- خم خانہ جاوید (تین جلدیں) سری رام، لاہور،
لکھنؤ، دہلی -

۵۱- آثار الصنادید، سرسید احمد خاں، طبع لکھنؤ ۱۹۰۰ع

۵۲- مقالات محمد حسین ازاد، آغا محمد باقر:
مجلس ترقی ادب، لاہور ۱۹۶۶ع

۵۳- تذکرۂ علمائے ہند ، رحمان علی لکھنئو ۱۸۹۴ع

۵۴- صنادید عجم ، مہدی حسن الہ آباد ۱۹۴۱ع

۵۵- محرق قاطع برہان ، سعادت علی دہلی ۱۲۸۰ھ

۵۶- ساطع برہان - دہلی ۱۲۸۰ھ

۵۷- قاطع القاطع ، امین الدین دہلی ۱۸۶۴ع

۵۸- نکات غالب ، نظامی بدایونی بدایوں ۱۹۲۷ع

۵۹- غالب کے لطیفے ، انتظام اللہ شہابی دہلی ۱۹۴۷ع

۶۰- غالب نام آورم ، نادم سیتا پوری لکھنئو ۱۹۶۱ع

۶۱- مرزا غالب کی شوخیاں ، عبدالباری ، آسی
لکھنئو ۱۹۶۵ع

۶۲- قاموس المشاہیر ، نظامی بدایونی ، بدایوں ۱۹۲۶ع

۶۳- آئینۂ غالب ، ادارۂ آج کل دہلی ۱۹۶۴ع

۶۴- مقدمۂ رسوم ہند ، خلیل الرحمان داؤدی
مجلس ترقی ادب ، لاہور ۱۹۶۱ع

۶۵- فغان بے خبر ، الہ آباد تالیف امیر الدین احمد : ۱۳۰۹ع

۶۶- خونابۂ جگر، تالیف امیر الدین احمد نامور پریس

۶۷- صوبہ شمالی مغربی کے اخبارات و مطبوعات ،
محمد عتیق صدیقی : علی گڑھ ۱۹۶۲ع

۶۸- صحافت پاکستان و ہند میں، عبدالسلام خورشید :
مجلس ترقی ادب ، لاہور ۱۹۶۳ع

۶۹- انشائے بہار بے خزاں، غلام امام شہید، لکھنئو ۱۹۱۱ع

۷۰- انشائے سرور، مرزا احمد علی ، کانپور لکھنئو ۱۹۱۶ع

۷۱- خطبات گارساں دتاسی ، (ترجمہ) اورنگ آباد ۱۹۳۵ع

۷۲- جنتری پنجاہ سالہ مع ضمیمہ ، صفی الدین
حیدر آباد دکن ۱۸۹۷ء
۷۳- تقویم تاریخی ، عبدالقدوس ہاشمی ، کراچی ۱۹۶۵ء
۷۴- تقویم ہجری و عیسوی ، ابوالنصر محمد خالدی
کراچی ۱۹۵۲ء
۷۵- تاریخ بنارس - محمد رفیع عالی ، ایٹہ ۱۸۹۰ء
(متعدد مآخذ کا ذکر حواشی میں ہے)

MAAB 1431
maablib.org

اشاریه

MAAB 1431

مرکز احیاء آثار عربی

maablib.org

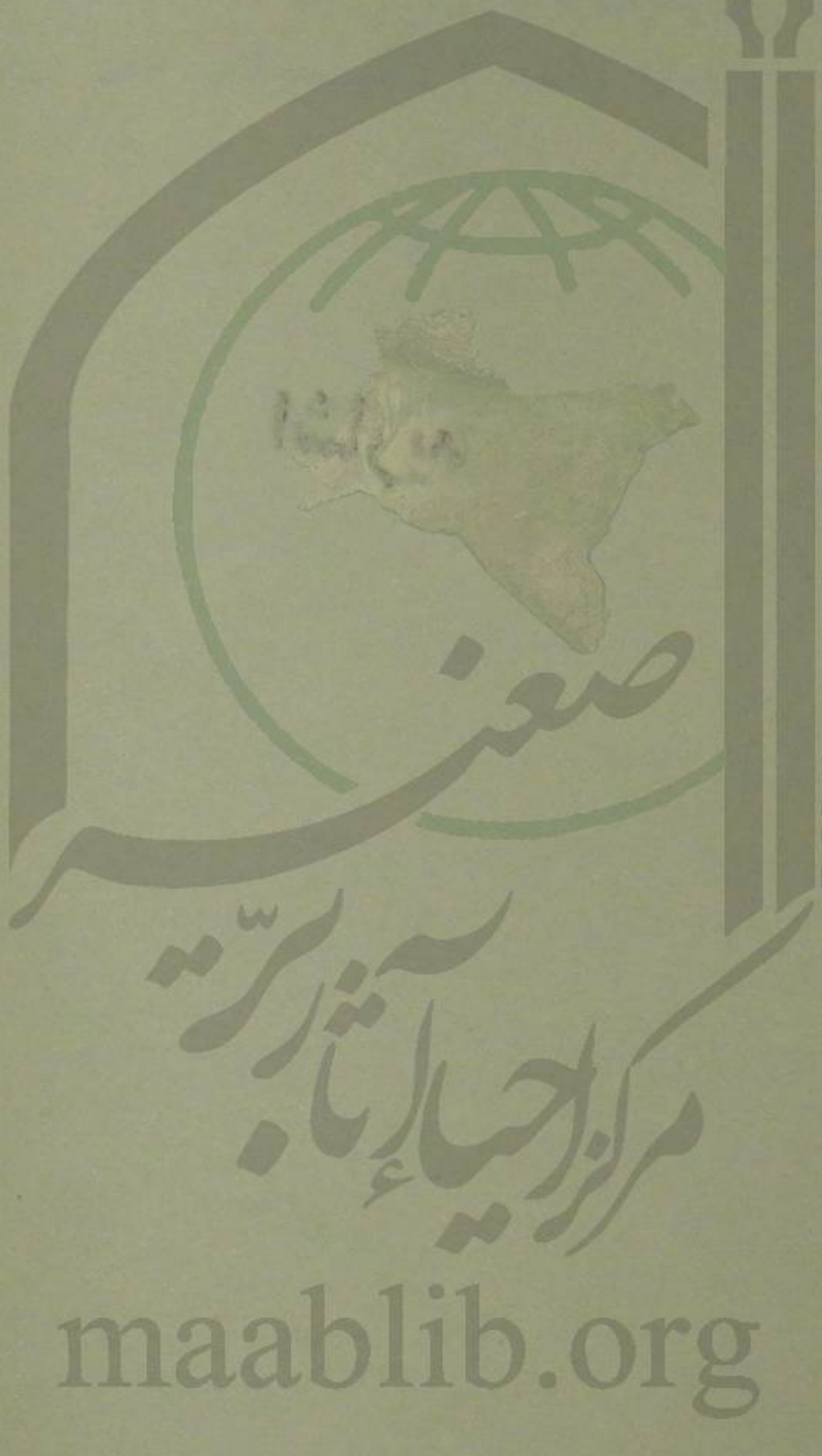

maablib.org

ابیات

ا

ابرو سے ... ... اس کی کہاں اور ۵۱۸
اپنے حضرت ... ... سویدا کہیے ۵۲۳
آتش دوزخ ... ... اور ہے ۵۹۷
اتفاقات ہیں زمانے کے ۲۲۳
اتفاق سفر افتادہ ... ... عصا می‌آید ۴۷۷، ۱۰۱۰
اختر سوختہ ... ... لیلیٰ کہیے ۵۲۲
ادائے یوسفی ... ... دامن پر ۱۰۹۴
ارزندہ گوہرے ... ... حیدر در افگنم ۴۲۲
ارشاد حسین ... ... بود سال مسیح ۴۶۶
از آمدن کعبہ پشیماں شدہ باشی ۶۱۳
از آنجا ... ... شدہ کامیاب ۱۱۱۰
از بخت شکر دارم و از روزگار ہم ۵۸۹
از بروج ... ... کواکب سیار ۹۴۳، ۱۱۳۸
از جسم بجاں ... ... خراب تا کے ۷۴۰
از خواندن ... ... چہ فائدہ ۵۶۵
از خون دل ... ... ہجرک القیامہ ۶۰۷
از ما بما پیام ... ... سلام ما ۷۶۷
از من بمن پیام ... ... پیام ۴۳۱
از من غزلے ... ... دو سہ دم را ۷۶۶
از من فراغ مبر ... ... از فراغ ۹۰۴
ازیں ستارۂ دنبالہ دار می‌ترسم ۵۹۲
اس بزم میں ... ... اشارے ہوا کیے ۷۴۳
اسد اس جفا ... ... رحمت خدا کی ۴۱۶، ۶۹۳

اسد اور لینے کے دینے پڑے ہیں			۴۱۶، ۶۹۳
اسد خوشی سے	... ...	داب تو دے	۸۱۱
اسد اللہ خان ...	... ...	چہ دستنبو	۵۰۴
اس طرح کے ...	... ...	داغ ہجراں کا	۷۵۸
افق ہا پر ...	... ...	از مے تہی	۵۳۴
اکنوں شب من شب است و روزم روزست			۳۴۹
آگے آتی تھی ...	... ...	نہیں آتی	۱۰۷۲
اگر بہ حال ...	... ...	سفر گزرد	۶۳
اگر بہ گنج گہر	... ...	برائے آن دارم	۲۰۲
اگرچہ شاعران	... ...	بزم سخن مست	۲۹۶
اگر دریافتی ...	... ...	افسوس افسوس	۷۲۴، ۹۰۳
اگر نومید ...	... ...	آواز گردم	۱۱۳۵
امجد علی شہ ...	... ...	قضا کرد روزگار	۵۹۰
امیدوار عنایات	... ...	اور دولت خواہ	۶۶۵
امید وصال ...	... ...	بیروں کنمش	۱۰۱۰
امین ملک و ممالک	... ...	کریم ابر نوال	۸۹۱
اندازۂ اسم و سال مولود			۴۶۷
اندیشۂ بلند ...	... ...	نردبان نہاد	۱۰۴۴
انچہ شب شمع	... ...	خوئے تو بود	۷۴۱
انچہ ما درکار داریم ، اکثرے درکار نیست			۷۰، ۷۳۸
آن کیست ...	... ...	سلیماں باشد	۱۱۰۹
آن کیست ...	... ...	علی خاں باشد	۱۱۰۹
اول ما آخر ...	... ...	از مال و دولت	۷۳۳
اہل ورع ...	... ...	برگزیدہ ہوں	۱۱۱۴
اے اہل شہر	... ...	خسروان کجا است	۹۴۶
اے اہل ورع چوں	... ...	شمار رنگ بر آورد	۹۳۱
اے باد صبح	... ...	پذیر دمشام ما	۷۶۶
اے بسا آرزو کہ خاک شدہ			۳۱۴، ۵۷۶

آیت نہیں ... ... سر بسر غلط ۱۱۴۲
ایثار تو بر دوختہ چشم و دہن آز ۹۵۰
اے جنوں ... ... ہم کناری رات ۱۰۸۳
اے دریغا لیست ... معشوقے سزوار غزل ۲۷۳ ، ۸۹۷ ، ۱۰۶۹
اے ذوق نوا سنجی ... ... برہنگہ ہوش آور ۶۰۳
اے روشنئی دیدہ ... ... سے رمضاں ۵۶۷
اے ز فرصت بے خبر ، در ہرچہ باشی زود باش ۵۱۰ ، ۷۶۶
اے سبزۂ سر رہ ... ... گل خوں بہا ندارد ۳۶۹
اے سرنامہ نام تو عقل گرہ کشائی را ۹۲۰
ایسی رونق ہوئی ... ... ہوئے تماشائی ۹۴۳
اے صد ہزار راز ... ... نکہت کم سخن مباد ۸۷۹
اے کاش کسے ، ہر انچہ ہستم ، داند ۷۵۹
اے کرد بآرایش ... ... راہ خم و پیچ ۸۵۵
اے گل بتو خرسندم تو بوئے کس داری ۷۱۴
اے مرگ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے ۲۴۶
اے مطرب جادو فن ، بازم رہ ہوشم زن ۶۰۱
این گوہر پر ... ... آب تا کے ؟ ۷۴۰
این راہ رو ... ... خواب تا کے ؟ ۷۴۰
این سلسلہ ... ... تمام آفتاب است ۴۷۷
این مراتب ... ... در قدرست ۱۱۲۶
این واقعہ را... ... ... "نواب دربغ" ۵۰
اے وائے ز محرومی دیدار دگر ہیچ ۲۸۷ ، ۳۶۵ ، ۷۴۸

ب

باز آر دل ... ... می کنی دلم را ۹۲۳
بہ از من نصیحت ... ... چہ پیش آیدت ۹۱۴
باز پیغام بہار... ... ... آورد باد ۶۹۱
باشد شفقے کاں ... ... مارنگ بر آورد ۹۳۱

باقلیم		از اسانم	۱۰۰۷
باطل است انچہ گوید مدعی			۹۳۳
با ما جفا و نا خوشی ...	...	آخر ازان کہستی	۷۵۱
باید کہ کنم ...	...	جادۂ راہ وطن	۷۴۱
بینم کہ تا ...	...	چہ دارد جہاں	۲۲۸
بین چوں طرب	... ...	بے حساب	۱۱۱۱
بحیرتم کہ ز دوزخ	... ...	شرارہ بارافتد	۹۶۴
بخت کجاست بے خبر	... ...	نیم نگاہم آرزوست	۵۴۲
بدانکہ خود ...	... ...	دو چار خواہی آمد	۵۴۴
بداں وجہ از ...	... ...	خلق باشد مفیض	۸۵۴
بد نام ہو گے	... ...	اپنی جان کو	۲۹۶
بدہر سکہ شاہی	... ...	الاالله	۶۴۲
بدہر سکہ شاہی	... ...	ستان بہادر شاہ	۶۴۲
بدہلی فلک	... ...	نگار چراغاں	۷۰۵
برات عاشقاں بر شاخ آہو			۵۱۷
بر خاک بریختی	... ...	ربی	۹۴۵
بر خواند قدر	... ...	بمرد وائے	۱۰۶۸
بردل نفسی	... ...	بسر آمد	۵۶۰
بر سر زمیں کہ	... ...	برفت و روست	۵۴۲
برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد			۳۰۳
برگ دنیا ...	... ...	سر زمینش بود	۹۱۴
برگ طرب ساختیم	... ...	بیہدہ سرزد	۹۶۱
بریدہ باد زبانے کہ نا سزا گوید			۷۶۵
بزر زد ...	... ...	بہادر شاہ	۶۴۳
بزم سلطانی ہوئی آراستہ...	...	در کھلا	۸۶۷
بزم کا التزام	... ...	ابر گوہر بار	۸۷۰
بہ ستودن	... ...	سخن کوتاہ	۱۰۶۴
بسر بردہ بر	... ...	انتظار چراغاں	۷۰۵

maablib.org

بسکہ فعال ما یرید ... ... انگلستان کا ۷۵۷
بس ہجوم نا امیدی ... ... سعی بے حاصل میں ہے ۳۱۵
بہ سیم و زر ... ... شہ بہادر شاہ ۲۶۸
بشب زہرہ ... ... بروز آفتاب ۱۱۱۰
بشرق و غرب زدہ ... ... نسب بہادر شاہ ۶۳۲
بعہد جود ... ... تو بے نیست ۱۰۳۸
بغیر در شکرآب ست و رو بما دارد ... ۳۳۷
بفرمان سر ... ... آئینہ دار چراغاں ۷۰۵
بفرمودۂ کار ... ... بر آتش آب ۹۱۷
بکف باد مباد ... ... موئے تو بود ۷۳۱
بگفت احوال ما ... ... دم نہاں ست ۶۳۷
بگم صاحب پھنسوڑے ... ... حرمت کرایا ۳۹۳
بلائے زیں جہاں ... ... ور نیست ۷۹
بلند رتبہ ... ... جس کا طرف کلاہ ۶۶۳
بملک سخن ... ... از بندگانم ۱۰۰۷
بمیر اے سرکش ناپاک تا یکدم بآسائی ... ۱۱۳۳
بنام آنکہ ... ... سر بر آرد ۱۵۷
بنائیں قدر ... ... ابھر آئے ۱۰۳۳
بندۂ شاہ شمائیم و ثنا خوان شما ... ۶۷، ۲۸۱، ۱۰۲۳
بوس و کنار ... ... نظر غلط ۱۱۳۲
بوسہ ... ... ملتا نہیں ۱۰۸۱
بہار آئی ... ... بار بار برس ۱۰۲۶
بہار پیشہ ... ... چکد ز ہر نفسش ۲۷۰
بہت سہی غم گیتی ... ... غم کیا ہے ۳۸۵، ۷۲۸
بہ عہد دولت ... ... رازیر ۱۱۲۱
بہند آمدندے ز ایراں دیار ۸۹۵
بیتابی برق ... ... اضطراب تا کے ۷۳۱
بے مے نکند ... ... بے درد کجائی ۳۳۷

پ

پائے نہیں جب	... ...	ہوتی ہے رواں اور	۵۱۸
پانی سے سگ	... ...	گزیدہ ہوں	۱۱۱۴
پائے تامر نشود	... ...	رفتن نتواں	۹۲۷
پرسش ز تو	... ...	حساب تا کے ؟	۷۴۱
پر ہوں شکوے سے	... ...	دیکھیے کیا ہوتا ہے	۵۸۴
پڑیے گر بیمار تو	... ...	نوحہ خواں کوئی نہ ہو	۷۶۰
پسرے با پدر	... ...	بہ بہرہ جفت	۱۵۴
پندے اگر	... ...	ازیں پند نیست	۱۳۷
پوچھتے ہیں	... ...	ہم بتلائیں کیا	۵۱۷
پوچھو تو	... ...	رہ گزر غلط	۱۱۴۲
پئے شمارۂ سال	... ...	امیر ابن امیر	۶۲۳
پیر و مرشد	... ...	کچھ نہ لکھا حال	۵۹۶
پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند			۴۱۴

ت

تاب لائے ہی	... ...	جان عزیز	۲۱۹، ۷۲۸
تابند کشائیم ہر انگشت	... ...	حنا رنگ بر آورد	۹۳۱
تا بنگرید خواستۂ کردگار چیست			۱۰۰۵
تاثیر آہ	... ...	سحر غلط	۱۱۴۲
تا دسترسم بود	... ...	پشمینہ نہ دارم	۴۹۷
تاریخ انطباع نویسد	... ...	طبع اندر آمدہ	۱۰۹
تاریخ ولادتش	... ...	کہ باشد نامش	۴۶۶
تا میکش و جوہر	... ...	دیگر داریم	۱۳
تا نہال دوستی	... ...	تخمے کاشتیم ۱۹۶، ۲۲۸،	۵۹۴
تجلی کہ ز موسیٰ	... ...	دگر نمود ظہور	۵۴۳
تحفۂ با مہر	... ...	"مہر غالب"	۴۳۱
ترا کہ شیوہ دگرگوں	... ...	وفا قرار افتد	۹۶۴

تم سلامت رہو ... ... پچاس ہزار ۲۵۰، ۱۱۱۸، ۱۱۲۵
تم سلامت ... ... روز افزوں ۱۰۲۵، ۱۰۲۷
تم سلامت رہو قیامت تک ۵۳۷
تم سے دشمن کی مبارک باد ۱۰۸۱
تم شہر میں ... ... دل و جاں اور ۵۱۸، ۷۳۲
تقسیم جزو لا یتجزیٰ محال ہے ۲۴۹
تم مرے پاس ... ... دوسرا نہیں ہوتا ۲۹۷
تمہارے واسطے دل ... ... ڈرتا ہوں نظر ہوگی ۵۲۱
تندرستی ہزار نعمت ہے ۳۵۲
تنگ دستی ... ... ہزار نعمت ہے ۳۵۳
توبے‌کسی و غریبی ترا کہ می پرسد ۲۰۱
توڑ بیٹھے جب کہ ... ... گر برسا کرے ۳۵۸
تہی دستان قسمت ... ... آرد سکندر را ۲۷۱
تیغ نگہ کہ آب ... ... من زخم بے رفوست ۵۴۱

ج

جام صہبوی کہ زد ... ... نشاط در سبوست ۵۴۱
جامہ کہ کرد زیب ... ... گل بہ بند اوست ۵۴۱
جاں پر سر ... ... بدر آورد ۱۰۹۶
جانتا ہوں ... ... نہیں آتی ۱۰۷۲
جاں در طلب ... ... عتاب تا کے ؟ ۷۴۱
جان دی ، دی ... ... حق ادا نہ ہوا ۵۰۸
جان غالب ... ... احوال ما ۱۰۴۱
جان لب پہ آئی ... ... چشیدہ ہوں ۱۱۱۳
جائے کہ ستارہ ... ... ازل گردد ۱۹۳، ۶۶۷
جب کہ سید غلام ... ... بر جگہ پائی ۹۴۳
جرعۂ لطف تو بعد از ما بما خواہد رسید ۱۱۲۲
جز دفع غم ... ... سیاہ است جام ما ۷۶۶

جلوہ کن منت منہ	... ...	بیش نیست	۸۸۱
جمع کرتے ہو کیوں	... ...	ہوا گل نہ ہوا	۵۰۸
جنگ ہفتاد و دو	... ...	رہ افسانہ زدند	۷۵۴
جواں ہو کے	... ...	شب وسپید و سیاہ	۶۶۴
جو چاہیے	... ...	خریدہ ہوں	۱۱۱۴
جور سے باز آئیں	... ...	منہ دکھلائیں کیا	۵۱۷
جوہر ہیئش من	... ...	نپرداخت دریغ	۷۳۵
جو یہ کہے کہ ریختہ	... ...	سنا کہ یوں	۳۶
جہاں دار وکٹوریا	... ...	لالہ زار چراغاں	۷۰۵
جہاں میں کیا	... ...	خزاں فراق	۱۱۴۳
جہانیاں ز تو	... ...	داشتی داری	۲۰۱
جہد ہائے در	... ...	سی خواہد	۵۷۳
جیتا رہے گا کب تلک اے خضر مر کہیں			۱۱۳۳

چ

چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا			۹۲۶
چاک گردیدم و از جیب بہ داماں رفتم			۱۴۷
چرا نہ یاس بجان امیدوار افتد			۹۶۳
چشم کشودہ اند	... ...	از رفتہ شرمسار	۳۹۶
چشم کہ باز شد	... ...	شرم زرد روست	۵۴۱
چکد ز خامۂ جوہر	... ...	بر کنار افتد	۹۶۵
چہ حاجت ست بہ مشاطہ روئے زیبا را			۶۰۱
چہرہ ز مے کہ بر	... ...	نسیم مشک بوست	۵۴۱
چہ عجب صانع	... ...	نیکوئے تو بود	۷۴۱
چہ غرہ ، غرہ پیشانی	... ...	تگاور عمر	۹۲۸
چہ گل ، چہ لالہ ، چہ نسرین ، چہ نسترن مکنید			۸۸۰
چو ابری	... ...	پردہ خواہ (باج خواہ)	۱۰۲۰
چو از پئے	... ...	ادب بود سالش	۵۶
چو بینی	... ...	بے حساب	۱۱۱۰

چو رسی بطور	... ...	بجواب لن ترانی	۶۰۱
چوک جس کو	... ...	نمونہ زندان کا	۷۵۷
چوں جنبش سپہر	... ...	آسماں دہد	۲۷۶
چوں گنج مروت	... ...	اے دریغا سجاد	۱۰۰۳
چوں یک صد	... ...	عمر دل بند	۳۶۷
چو ہفتاد	... ...	از کار	۱۰۶۲
چیست دانی	... ...	عشق را پیغمبرے	۱۰۰۷
چیل بسولا لے گئی تو کاہے سے پھٹکوں راب			۳۷۸

ح

حاجی کلو کو	... ...	کلیجا تم نے	۵۶۷
حاشا کہ شفق مثل	... ...	ما رنگ بر آورد	۹۳۱
حباب آسا	... ...	جدائی کا	۱۰۲۷
حجرالاسود	... ...	ختن کا کہیے	۵۲۲
حسود را چہ کنم کو ز خود بہ رنج درست			۱۷۲
حسین[۴] ابن علی[۴]	... ...	نقش خاتمش بودے	۵۹۸
حسین میرزا چوں	... ...	امیر خیبر گیر	۶۶۳
حق داد بہ	... ...	واجب است اکرامش	۳۶۶
حوران	... ...	بہشت است	۱۰۳۱
حوض کوثر	... ...	پارگین من است	۱۰۰۷
حیدر آباد دکن	... ...	فراواں شدہ است	۲۸۳
حیران اطوار	... ...	قرعہ رمالہا	۱۰۰۳
حیرت اندر حیرت ست اے یار من			۱۱۵

خ

خار ہا در راہش افشانم کہ چوں خواہد شدن			۹۳۰
خاشاک رفت	... ...	معنی تمام کرد	۹۳۲
خاکم بہ سرکہ	... ...	خلوت چہا رود	۹۳۶
خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست			۵۰۹
خامہ انگشت	... ...	اسے کیا کہیے	۵۲۲

خامہ دانی	... ...	لفٹننٹ گورنر دارد	۶۹۱
خجستہ جشن	... ...	یمن اقبالش	۵۶
خدا سے میں	... ...	حاتم علی مہر	۵۲۴
خدا نے اس کو	... ...	ہوا بہ پہلوئے ماہ	۶۶۴
خدایا	... ...	پیچ و تاب	۱۱۱۱
خرشید ز اندیشہ	... ...	چساں می لرزد	۶۶۷
خرشید ز اندیشہ	... ...	می گردد	۱۹۴
خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم			۴۱۱
خروش رعد	... ...	برق جولانش	۱۰۴۲
خطائے بزرگاں گرفتن خطاست			۸۸۲
خط رخ تو بہ دل	... ...	تابدار افتد	۹۶۵
خواست کز ما رنجد	... ...	پرسیدن نداشت	۹۵۶
خواستم از غالب	... ...	بگو "رستخیز"	۲۳۰
خوانی بوئے	... ...	خرام نیست	۱۱۱۶
خود پیش خود	... ...	مایوس می رسد	۵۵۲
خود شکوہ دلیل	... ...	از دل بہ رود	۵۱۴
خوشا حبیب	... ...	جاں ستان فراق	۱۱۴۳
خوشی ہے	... ...	آہ کھائیں	۱۱۱۶
خوں رلاتا	... ...	خنداں ہوتا	۱۰۲۷
خوں شد دل غم	... ...	بلا رنگ بر آورد	۹۳۱
خوں کرد جگر حسرت	... ...	حنا رنگ بر آورد	۹۳۱

د

دانم کہ زرے داری	... ...	از بادہ فروش آور	۶۰۳
دانی من و دل انچہ	... ...	در کشیدہ ایم	۸۹۸
دانی ہمہ اوست ورنہ دانی ہمہ اوست			۸۵۶
در بادۂ	... ...	سخن ور توضیح	۳۶۶
در پرستش مستم	... ...	برخوارہست	۲۴۹
در خلوتش	... ...	رساند پیام ما	۷۶۶
درد سے میرے ہے	... ...	غفلت شعاری ہائے ہائے	۴۹۵

MAAB 1431
maablib.org

درد منت کش ... ... ہوا برا نہ ہوا ۵۰۸
در روزگار ہا ... ... دریں روزگار یافت ۵۰۲
در زنا گر ... ... چوں تو بسے ۱۵۴
در سالی ، غرس ، ہر آنکہ ماند بیند ۲۳۰
در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست ۶۱۲
درکشا کش ضعفم ... ... ناتوانیہاست ۲۸۸ ، ۵۷۰ ، ۱۰۱۰ ، ۱۰۶۲
درماندہ کار ... ... قرعہ رمال ہا ۱۰۸۴
در مدح سخن ... ... داستاں نہ گویم ۹۲۹ ، ۱۰۷۵
در میکدہ پیریم ... ... جوہر داریم ۱۳ ، ۴۵
در نمکش بین و اعتماد ... ... بہ زخم جگر زد ۹۵۸
در نومیدی ... ... سیہ سپیداست ۲۲۴ ، ۵۴۴
دربغا کہ عہد ... ... زندگانی گذشت ۲۸۷
دریں خستگی ... ... گستاخ گوئے ۵۷۲
دریں روزگار ... ... روزگار چراغاں ۷۰۴
دریں شب روا باشد ... ... انجم نثار چراغاں ۷۰۵
دست کہ در حنا ... ... سرمہ در گلوست ۵۴۱
دستم نہ کلید ... ... دامنے می بایست ۱۱۴
دشمنی پر ... ... اغیار ہے ۱۰۸۰
دعویٰ او را بود ... ... حسن گرزد ۹۵۹
دکھلائیے لے جا ... ... جنس گراں کا ۲۹۶
دلا بہ درد ... ... آہ نیم شبی ہے ۵۲۱
دل بدست آور کہ حج اکبر است ۳۰۲
دل برد و حق آن ست کہ دل بر نہ تواں ۷۱۹
دل بسے داغ دار ... ... بود و نماند ۹۱۷
دل زان تو ... ... جیحوں شد ۱۰۱۰
دل لگا کر ... ... آزار ہے ۱۰۸۸
دم واپسیں ... ... اللہ ہے ۱۰۹۳
دوست دارم گر ہے ... ... ابروئے تو بود ۷۴۲

maablib.org

دوش کز گردش ... ... سوئے تو بود ۷۴۱
دولت بہ غلط ... ... ناچار مسلماں شو ۷۵۴
دیدش ہماں ... ... فرقداں نہاد ۱۰۴۴
دیر خواندی سوئے ... ... پیچیدن نداشت ۹۵۷
دیکھیے ... ... حمام کے ۱۱۱۸
دیگر نتواں گفت اخص را کہ اعم ست ایں ۸۹۸، ۹۰۶
دیوان کہ ہمسرش ... ... گزراں آمدہ ۱۰۹
دیدیم گل و لالہ چہا رنگ بر آورد ۹۳۰

ر

رات دن گردش ... ... گھبرائیں کیا ۵۱۷
راحتی نیست در آں خانہ کہ بیماری ہست ۱۱۲۴
رائیگاں امت ... ... جان فشانی ہا ۸۸۲
رخت خرد بہ آب ... ... با کہ رو بروست ۵۴۱
رزم کی داستاں ... ... تیغ جوہر دار ۸۷۰
رسم ہے مردہ ... ... چلن پہ مدار ۱۶۷
رسیدند درہند ز ایراں دیار ۸۹۵
رشک عرفی ... ... غالب مرد ۱۰۱۵
رغبت جاہ چہ ... ... می گزرد ۱۵۴
رفت آنچہ بہ منصور ... ... نگہ دار زباں را ۹۱۹
رفت آنکہ ما ... ... گوئے طور بود ۶۰۱
رقتی بجوانی ... ... اے دریغا سجاد ۱۰۰۳
رقعہ کا جواب ... ... بے جا تم نے ۵۶۷
رکھتا پھروں ہوں ... ... آب و ہوا کیے ۷۴۳
رکھیو غالب مجھے ... ... سوا ہوتا ہے ۲۴۵
رندی ... ... الا اللہ ۱۰۶۴
روز اس شہر ... ... کہ کیا ہوتا ہے ۳۷۶
روح رانا شتا فرستادی ۸۸۴
رہزنی ہے کہ ... ... دلستاں روانہ ہوا ۵۰۸

رہن رکھوا ... ... تو سہی ۱۰۳۸
رہے نہ جان ... ... مرحبا کہیے ۵۲۱
ریحان دمد د از ... ... پئے گوش آور ۶۰۴

ز

زاں بت نازک ... ... او بکمر زد ۹۶۱
زاہدا ایں سخت ... ... شدہ ام تا چہ شو ۹۲۳
زاہدا تجھ ... ... تو سہی ۱۰۳۹
زبانش ... ... منطق پہلوی ۱۰۲۰
ز ترکتازی آں ... ... انگشت زینہار ہنوز ۸۷۹
ز خال گوشۂ ابروئے یار می ترسم ۵۹۳
زخم کر ... ... روا نہ ہوا ۵۰۸
ز سال ... ... ائمۂ امجاد ۹۴۳، ۱۱۳۷
ز سال نو ... ... در شمار آمد ۵۴۴، ۶۵۵
زعدلش چناں ... ... حصار چراغاں ۷۰۵
ز غالب ... ... خانہ خراب ۱۱۱۰
زمانہ صوت ... ... بے را ۱۰۴۸
زمین پہ ایسا ... ... بنے تماشائی ۹۴۳
زمیں سخت ہے آسماں دور ہے ۴۴۳
زمیں سے سودۂ ... ... اس کے جولاں گہ ۶۶۴
زن کنی ... ... چہا نہ کند ۱۵۴
زندگی اپنی جب ... ... خدا رکھتے تھے ۲۴۶
زن نو کن ... ... پارینہ ناید بکار ۵۰۰
ز ہجران طفلے ... ... پاک آمد و پاک رفت ۶۴۱
زہے ستارۂ روشن ... ... اس کا بازی گہ ۶۶۴

س

سات جلدوں ... ... بر محل پہنچا ۵۱۹
ساقی ابھی چھنی ۹۳۵

سائس دیکھی	... ...	جاتے جاتے	۱۰۹۴
سال وفاتش	... ...	دجلہ ریز	۲۳۰
ستمبر، ستم برد و آورد داد			۳۱۰
سخن را زاں دوست	... ...	طلب گار اوست	۸۶۴
سخن سنج غالب	... ...	در بہار چراغاں	۷۰۵
سخن گویوں	... ...	یہ زباں ہے	۳۵۹
سخن میں خامہ	... ...	اس میں دم کیا ہے	۴۸۷
سر ناکامیم سلامت	... ...	توانم کرد	۸۷۹
سر فرو بردیم تا	... ...	کار کیائی یافتیم	۹۵۵
سزد گو نویسم صاحب	... ...	فرانم	۱۰۹۹
سعدی اگر عاشقی	... ...	و آل محمد ص	۴۹۶
سفینہ جب کہ	... ...	نا خدا کہیے	۵۲۲
سکہ زد در	... ...	حق بہادر شاہ	۶۴۲
سنا صغیر	... ...	چار برس	۱۰۲۶
سنین عمر	... ...	چار برس	۱۰۲۶
سنین عیسوی	... ...	سے شام و پگاہ	۶۶۵
سواد ہند گرفتی	... ...	وقت تبریز است	۱۸۳
سوا "ناج"	... ...	انگور پائیں	۱۱۱۶
سو بھی نہ تو	... ...	ایک مگر دیکھنا	۳۷۱
سوخت جگر	... ...	بہ پریدن دہیم	۵۶۶
سودہ شدہ استخواں زگردش چرخ			۹۰۵
سوز جگر	... ...	در غلط	۱۱۴۲
سوئے من	... ...	ناگاہ	۱۰۶۴
سہل مشمار زندگانی با			۸۸۲
سیاہ بختم اگر	... ...	سوگوار افتد	۹۶۳

ش

شاخ چہ بالا	... ...	صلائے ثمر زد	۹۶۱

maablib.org

شادم کہ گردشی	... ...	روا کرد روزگار ۵۹۰،	۶۵۵
شاد و آباد	... ...	مہربان ر کھیو	۱۱۳۵
شادی کہ	... ...	بر گدا رود	۹۲۰
شاہی و درویشی	... ...	قطب عالم است	۸۵۷
شب بلا ہے	... ...	قیامت ہے	۳۵۳
شد از سعی	... ...	جوئبار چراغاں	۷۰۵
شد از فیض	... ...	کاروبار چراغاں	۷۰۵
شدہ گوش پرنور	... ...	اشتہار چراغاں	۷۰۴
شراب نقل نخواہد	... ...	شیر مادر را	۹۱۸
شرط اسلام بود	... ...	ایمان من است	۲۴۵، ۲۷۱
			۴۹۶
شکر ایزد کہ	... ...	ساغر شکرانہ زدند	۷۳۲
شکر رافتہائے تو چندانکہ رافتہائے تو			۵۱۴
شکر کہ ایں	... ...	عمر بپایاں رسید	۸۶۳
شنیدہ ام بجفائے تو	... ...	امیدوار افتد	۹۶۴
شورابہ این وادی	... ...	سر چشمہ نوش آور	۶۰۳
شوق ساماں	... ...	تمنا کب تھا	۳۳
شہر دہلی کا	... ...	ہر مسلمان کا	۷۵۸
شیخ نبی بخش	... ...	سخن و فہم تیز	۲۳۰

ص

صباحی کہ مست	... ...	بہ دوش (فروش)	۱۰۲۰
صحبت میں غیر	... ...	بغیر التجا کہیے	۷۴۳
صحیفہ	... ...	از احاد	۹۴۳، ۱۱۳۷
صدہائے باز رشک	... ...	ہمہ گر زائد آمدہ	۱۰۹
صلاح کار کجا	... ...	است تا بہ کجا	۸۸۳
صومعے میں	... ...	خم صہبا کہیے	۵۲۲

maablib.org

ض

ضد کی ہے اور ... ... وعدے وفا کیے ۷۴۳
ضعف نے ... ... تھے کام کے ۲۰۶

ط

طرف کلہ کہ بر شکست ... ... نخل مراد در نموست ۵۴۲

ع

عالم پس مرگ ماچہ دریا ، چہ سراب ۶۳۴
عالم کہ تو چیز ... ... دیگر ہیچ ۸۵۵
عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ ۲۸۴
عبادت خانۂ ... ... ہندوستان ست ۹۴۰
عتاب عروساں ... ... ساقی خموش ۱۰۷۱
عشق آن ... ... کار کیا ۹۵۴
عشق ست وصد ہزار ... ... چہ جرم ۹۰۲
عشق نے غالب ... ... کام کے ۴۷۰
عطا کرے گا ... ... خوئے دل آگاہ ۶۶۴
علی ۴ علی ۴ جو کہا ... ... ہماری رات ۴۸۱
علی دارم چہ غم دارم ۳۶۴
عمر بھر دیکھا کیے ... ... دکھلائیں کیا ۲۷۵، ۶۰۶، ۱۰۳۴، ۱۰۷۶
عید است بادہ شد فلک و ساغر آفتاب ۹۳۴

غ

غازہ برخ ... ... تیغ جوست ۵۴۱
غالب اگر سفر ... ... حضور کی ۸۵۸
غالب آن مہر ... ... صائبا و طالبا ۴۳۱
غالب بچنین کشا کش ... ... تا کے ۷۴۱
غالب برا نہ مان ... ... کہیں جسے ۸۰

غالب بقول	... ...	دوام ما	۷۶۷
غالب تمہیں کہو	... ...	وہ سنا کیے	۷۴۳
غالب حال	... ...	خجستہ فرزند	۴۶۷
غالب خدا کرے	... ...	گہر کو میں	۵۷۶
غالب کہ بقایش	... ...	پوش آور	۶۰۴
غالب کہ نفی	... ...	سخن کمتر آمدہ	۱۰۹
غالب ہوائے کعبہ	... ...	نوشاد کردمی	۸۵۹
غنچہ ز خندہ	... ...	کہ گرم گفتگوست	۵۴۲
غیرت پروانہ ہم	... ...	مرغ سحر زد	۹۶۰

ف

فارغ دل ازما	... ...	اے دریغا سجاد	۱۰۰۴
فتح سید غلام	... ...	اقبال است	۵۷
فرخ آن روز کہ	... ...	وادی ویراں بردم	۷۴۰
فرخی بینی و یابی	... ...	فرخ سال اوست	۹۲
فرق است در میانہ کہ بسیار نازک است			۹۴۶
فقط گوشت	... ...	حظ اٹھائیں	۱۲۱۷

ق

قائم اور تجھ سے	... ...	بد آموز نہیں	۲۹۷
قدسیاں بہر	... ...	من دیوانہ زدند	۷۳۲
قرار در وطن	... ...	دیار و یار افتد	۹۶۴
قیس ! از تو	... ...	کم است ما را	۸۸۱

ک

کاٹ کر	... ...	جلاد کے	۱۰۴۰
کار دنیا	... ...	مختصر گیرید	۵۴۷
کار ساز ما	... ...	ما آزار ما	۵۴۷
کاری عجب افتاد	... ...	نہ تواں گفت	۷۱۹
کام نہ بخشیدہ	... ...	بہ التفات نیرزد	۹۶۱

MAB 1431 maablib.org

کاے کہ خوا تم ز خدا شد میسرم	... ...	۱۰۵	
کبھی ہوں	... ...	آب میں آب	۱۰۲۴
کتنے شیریں ہیں	... ...	بے مزہ نہ ہوا	۵۰۸
کچھ ابھی بات کر ہیں آنی			۱۰۲۷
کچھ تو پڑ ہے	... ...	غزل سرا نہ ہوا	۵۰۸
کسانیکہ یزداں	... ...	مستی کنند	۷۶۴
کس بشنود یا نشود من گفتگوئے مے کنم			۱۲۵
کس روز تہمتیں	... ...	آرے چلا کیے	۷۴۳
کس زبان مرا	... ...	چہ التماس کنم	۷۷
کسے شکر حق	... ...	شکر چوں گوید	۸۵۳
کسم بہ خود نہ	... ...	نانوشتہ عنوانش	۱۱۴
کسی کو دے کے دل	... ...	زباں کیوں ہو	۵۲۱
کسے کیں مرادش	... ...	سکندر بود	۵۲۹
کشتہ بر کشتہ	... ...	خاک نبود	۱۰۳۹
کعبہ کس	... ...	نہیں آتی	۱۰۷۲
کلوخ انداز	... ...	سنگ است	۱۰۵۲
کند آں آہوئے وحشی ز برم فردا رم			۹۲۳
کوئی واں سے	... ...	جاسکے یاں کا	۷۵۸
کہ اے	... ...	گیر من	۱۰۳۷
کہ باد افزوں	... ...	شہار چراغاں	۷۰۶
کھچڑی کھائی	... ...	گھر کو آئے	۲۱۸
کہ رستم جسے دیکھ رہ جائے فق			۱۰۰۱
کہ عجب ناشتا فرستادی			۸۸۴
کہ مستحق کرامت گناہ گارانند			۴۹۳
کہوں جو حال	... ...	تو کیا کہیے	۵۲۱
کہے گی خلق	... ...	خسرو ستارہ سپاہ	۶۶۴
کیا فرض ہے	... ...	کوہ طور کی	۹۴۰
کیا وہ نمرود	... ...	مرا بھلا نہ ہوا	۵۰۸

کیست دریں خانہ ... ... روزن در زد ۹۵۹
کیوں نہ میرن ... ... اک بچا ہے یہ ۳۷۲

گ

گاہ جل کر ... ... پنہاں کا ۵۸۷
گاہ رو کر ... ... گریاں کا ۵۸۷
گاہے بہ سبک ... ... از نغمہ بہ ہوش آور ۶۰۴
گراسیر زلف ... ... پیچیدن نداشت ۹۵۶
گر آغاز موسم ... ... کو جائیں ۱۱۱۶
گر بہ سنبل ... ... سلسلہ جنباں رقم ۱۴۷
گرچہ عمل کار خردمند نیست ۱۳۷
گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی ۳۳۹
گردش چرخ استخواں سائید ۹۰۵
گر دہم شرح ... ... جہاں بر خیزد ۶۰۶
گردید نہاں ... ... چشم احباب دریغ ۵۰
گر قبول افتد زہے عز و شرف ۵۵، ۸۵۱
گر ماہ و آفتاب ... ... نوحہ خواہ مخواہ ۸۸۳
گر مغ بہ کدو ... ... دارد بردوش آور ۶۰۳
گر مصیبت تھی ... ... یہ خواری ہائے ہائے ۴۹۵
گرمی از آب ... ... سمیزاں آمد ۶۰۲
گزرا ہے مرا نالہ ... ... جا کے وطن سے ۴۲۰
گفت بابا ... ... از من نہ ۱۵۴
گفتم بہ وے بدیہہ ... ... نظر در کلام کرد ۹۴۲
گفتی ، چو حال ... ... تواں برد نام ما ۷۶۶
گمان زیست بود ... ... از گمان تو نیست ۱۵۰، ۸۹۹
۹۸۹، ۱۰۸۹
گواہ من ... ... خار خار چراغاں ۷۰۵
گو واں نہیں ... ... نسبت ہے دور کی ۹۳۰
گوئی دہنم لب ... .. پارنگ بر آورد ۹۳۲

maablib.org

گوئی کہ زباں در ... ... پا رنگ بر آورد ۹۳۱
گھر سے بازار ... ... انسان کا ۷۵۷
گھر میں کیا تھا ... ... حسرت تعمیر سو ہے ۵۲۴
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی ۱۰۳۹
گھر ہمارا ... ... بیاباں ہوتا ۱۰۲۷
گہے بر طارم ... ... خود بہ بینم ۶۴۷
گہی گفتی ... ... آواز گردم ۱۱۳۵

ل

لا کے دنیا ... ... دغا دیتے ہیں (ہو) ۱۰۴۵
لاگ ہو تو ... ... کھائیں کیا ؟ ۵۱۷
لالہ و گل ... ... روئے تو بود ۷۴۲
لب از گفتن ... ... زخمے بود بہ شد ۳۹۶، ۴۸۹
لشکر ہوشم ... ... راہ نظر زد ۹۶۰
لو صاحب ... ... اگر غلط ۱۱۴۲
لوگوں کو ہے ... ... داغ نہاں اور ۵۱۸، ۷۴۲

م

ما خانہ رمیدگاں ... ... از دیار ما نیست ۵۳۵
مادح خورشید مداح ... ... مر نامرمد است ۸۷۶
ما مقیان کوئے دلداریم ۹۲۳
ماہ ... ... فشرد دائے ۱۰۶۸
مٹھی میں ... ... بر غلط ۱۱۴۲
مٹی نہ وصل ... ... داستان فراق ۱۱۴۳
مجھ تک کب ... ... ہو شراب میں ۹۰۲
مجھ کو دیکھو ... ... مال میں دوباز ۱۶۷
مدتے آں گدائے ... ... لب ساحل ۹۶۶
مذہب عاشق ز ... ... ملت خداست ۷۵۴
مرا بوسہ گفتا ... ... توشہ از بوسہ بہ ۹۳۸

MAAB 1433
maablib.org

مرا بہ سادہ دلی ... ... چشم آفریں دارم ۵۰۱
مرتا ہوں اس ... ... کہ "ہاں اور" ۵۱۸، ۷۳۲
مرتے ہیں ... ... نہیں آتی ۱۰۷۲
مردم از من ... ... عنقائے من ۱۰۳۹
مردم ز غلط فہمی ... ... انچہ ہستم داند ۷۲۸
مردن و جاں ... ... بازوئے تو بود ۷۳۱
مرگ ستم پیشہ ... ... بسیجد ستیز ۲۳۰
مرگ است بہ نام زندگانی ۳۳۱
مسی آلود ... ... سے مانا کہیے ۵۲۲
مشو منکر کہ ... ... چیزے دگر ہست ۲۹۶
مشہور ہیں ... ... کہ نہیں ہم ۱۰۱، ۱۰۱۲
مضمحل ہو گئے ... ... اعتدال کہاں ۳۲۳، ۱۰۹۳
مفتی عقل از پئے ... ... رہ احترام گرد ۹۳۲
مقصود ما ز دہر ... ... بہ کام ما ۷۶۷
مگر شہر دریائے ... ... دو چار چراغاں ۷۰۳
مگر صاحب دلے ... ... مسکین دعائے ۹۹۰
ملاذ کشور و لشکر ... ... والا جاہ ۶۶۳
ملے گی اس کو ... ... میں احتیاج گواہ ۶۶۳
مگر یہ پہلے ... ... ہزار برس ۱۰۲۶
ممکن نہیں ... ... دیدہ ہوں ۱۱۱۳
من اگر ... ... کارگہ کشت ۱۰۷۳
من بوفا مردم ... ... نیمہ تبرزد ۹۵۷
منحصر مرنے پہ ... ... دیکھا چاہیے ۲۸۹، ۲۵۸
منصور فرقہ ... ... اسد اللہ درافگنم ۳۲۲
منظور تھی یہ ... ... رخ کے ظہور کی ۸۵۸
منع ما از بادہ ... ... آبی بیش نیست ۸۸۱
من کہ باشم ... ... و طالب مرد ۵۳۵
من کہ می ... ... غیر روز سیاہ ۱۰۶۳

موج خوں سر ... ... اٹھ جائیں کیا ۵۱۷
مولوی احمد علی ... ... انشا کردہ است ۱۱۵
مومن یہ خیال ... ... پرستم داند ۷۲۸
موئے کمر کہ تاب ... ... خاک زمیں بآبروست ۵۴۲
مہ شوال ... ... خم دار نہیں ۱۰۸۰
می تواں آورد ... ... کز یاراں کیست ۲۰۴
می خواہم از ... ... ندیدن رقیب را ۹۶۸
میرا استاد کہ ... ... نظیری کا نظیر ۴۳
میر بابا یافت ... ... گردہ تمثال دوست ۹۲
میرزا تفتہ کو ... ... بہ سلامت دارش ۲۱۹
میر کو کیوں ... ... اک رہا ہے یہ ۳۷۲
میں بلاتا تو ہوں ... ... آئے نہ بنے ۷۷۲
میں بھولا نہیں ... ... گر رہے ہیں مکاں ۳۵۱
میں سادہ دل ... ... نہ ہوا تھا ۵۵۵
میں نے کہا ... ... کس قدر غلط ۱۱۴۲
میں نے مانا ... ... دل و جاں کا ۰۷۵۸
میں قائل ... ... غلام ہوں ۱۰۲۹
میں وفا کرتا ہوں لیکن دل وفا کرتا نہیں ۱۰۱۳

ن

ناخدا ... ... والا جاہ ۱۰۶۴
ناز بے جا ... ... کس کس کے ۱۰۴۹
نہ آفتاب ولے ... ... ہمسر شاہ ۶۶۴
نام بدرالدین ... ... مرحوم حق آگہ برند ۵۹۰
نام نیک رفتگاں ضایع مکن ۳۳
نامہ خود سال ... ... چہ دستنبو ۵۰۴
ناموس نگہ داشتی ... ... معدن ویم را ۹۵۱
نہ بستان سرائے ... ... نہ جانانہ ۷۳۵
نبودست ... ... روئے کار چراغاں ۷۰۵

MAAB 14331
maablib.org

نبی را دو وجہ	... ...	یکی سوے خالق	۳۸۵
نخل بند چمن سروری	... ...	پائے ۳۴۹،	۱۰۶۴
ندانم کہ	... ...	جہاں سی رود	۲۷۵
نہ رقص پری	... ...	در رباط	۷۳۵
نزاکت ان کی	... ...	گردن پر	۱۰۹۵
نزع میں تو	... ...	وفا کرتا نہیں	۱۰۱۳
نہ سبحہ	... ...	بریدہ ہوں	۱۱۱۳
نہ شام ما را	... ...	بفرق عقبی	۳۳۵
نہ ضرر دین کو	... ...	گبر و مسلماں مجھ سے	۹۰۲
نظارہ را ز خون	... ...	چشمم چمن چکید	۸۷۸
نفرین کنیم طالع پرواز خویش را			۸۸۵
نکتہ چیں ہے	... ...	بنائے نہ بنے	۷۷۲
نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول			۱۰۹۰
نہ گبرم و نہ مسلماں	... ...	کجا گزار افتد	۹۶۳
نگہم نقب ہمی	... ...	ز میداں رفتم	۵۵۶
نگیں دل	... ...	ہو جائے	۱۰۳۹
نماند آب جز آب چشم یتیم			۷۲۳
نماند و ماندے	... ...	مال ماتمش بودے	۵۹۸
نمایشگہے	... ...	عالی جناب	۱۱۱۰
نمود سکہ	... ...	بہ بیکانیر	۱۰۲۱
نہ نوید کامیابی نہ نہیب نا امیدی			۱۸۶
نور سعادت از جبہہ قاصدم چکد			۹۱۳
نوید وصل ویم	... ...	در اختر من	۲۸۱
نویسد	... ...	بیان قوی	۲۰۲۰
نیرمن فوت	... ...	اے ذریعا سجاد	۲۰۰۳
نے شیخ سدو	... ...	حرام نیست	۱۱۱۶
نیم رقیب کہ رسوا نیم	... ...	افتد	۹۶۳
نے محرم قفس	... ...	پرواز خویش را	۸۸۳

maablib.org

و

واعظ ! نہ تم پیو ... ... شراب طہور کی ۹۴۰
وائے بر جان سخن ، گر بہ سخنداں نرسد ۵۷۳
ور بگویند ... ... غالب مرد ۵۳۵
ورق ہیں ... ... کتاب میں آب ۱۰۳۴
وزیرے ... ... قرارے چناں ۱۱۰۷
وصل کے ... ... مبارک باد کیا ۱۰۸۱
وصل کیا ... ... بیگار ہے ۱۰۸۱
وصلے کہ ... ... وصال باشد ۹۲۷
وعدۂ وصل چوں ... ... نیز تر گردد ۳۸۲
وعین الرضا ... ... المساویا ۳۳
وعین عدل ... ... انیس پر کاہ ۶۶۳
وقت است ... ... رسوائی ہم زا ۹۵۱
وہ کھٹے کہاں ... ... منگائیں ۱۱۱۶
ولے با بادۂ ... ... ساقی نیز پیوست ۲۹۶
وہ محض رحمت ... ... جس کی نگاہ ۶۶۳
وہ مہرباں ہو ... ... خدا کی پناہ ۶۶۴
ویژہ ... ... دیدہ نگاہ ۱۰۶۵

ہ

ہاں ، سینے ... ... جگر غلط ۱۱۴۲
ہاں ہمدم فرزانہ ... ... خموش آور ۶۰۳
ہائے وہ لب ... ... کر نہیں آتی ۱۰۲۴
ہر اک سے پوچھتا ہوں ۳۵۹
ہر آنچہ ساقی ما ریخت ... ... الطاف مت ۱۸۸
ہر ایک بات ... ... گفتگو کیا ہے ۲۹۳، ۴۹۹، ۶۹۲
ہر بار دانہ ... ... رباید ز دام ما ۷۰۶

maablib.org

ہر چہ از دوست می رسد نیکوست			۲۳۴، ۶۱۳
ہر چہ بانفس	... ...	می توانم کرد	۸۷۹
ہر چند سبک	... ...	سنگ گران اور	۵۲۸
ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج			۵۶۵
ہرزہ ،شتاب و	... ...	آمدو رفت	۵۷۶، ۸۸۶
ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد			۹۰۲
ہر کجا چشمہ بود	... ...	آیند	۹۱۳
ہر کہ خواند	... ...	گنہ گارم	۳۱۰
ہرگز کسی کے دل	... ...	ہوں	۱۱۱۳
ہرگز نمیرد	... ...	دوام ما	۵۶۹
ہر لحظہ	... ...	قرعۂ رسالہا	۱۰۳۱
ہر یک گل	... ...	بر آورد	۹۳۰
ہر یکے را بہر کارے ساختند			۱۳۹
ہزار شکر	... ...	جگہ پائی	۹۴۳
ہزاروں خواہشیں	... ...	نکلے	۷۲۸
ہزبر پنجے سے	... ...	دم روباہ	۶۶۴
ہستی ہماری	... ...	قسم ہوے	۹۶۸
ہشدار کہ	... ...	جم را	۱۰۷۱
ہم ازیں	... ...	ایں سال است	۵۷
ہم اناالله	... ...	رامو دار آورد	۵۰۳
ہماں پہلو ، ہماں بستر ، ہماں درد			۳۱۳
ہمانا نیر رخشاں	... ...	احمد خاں	۹۱۹
ہمائے برسر	... ...	شرف دارد	۹۲۰
ہم بھی منہ میں	... ...	ماجرا کیا ہے	۳۱۴
ہم پوچھتے	... ...	خبر غلط	۱۱۳۲
ہم نے کپڑے رنگے ہیں شنگرفی			۱۰۴۷
ہواحکم	... ...	کیا پکائیں	۱۱۱۶
ہوتی ہے تراویح	... ...	قرآن	۵۶۷

maablib.org

ہو چکیں غالب ... ... اور ہے ۳۶۳، ۱۰۹۳
ہوں خاکسار ... ... دام پیدہ ہوں ۱۱۱۴
ہوں درد مند ... ... چکیدہ ہوں ۱۱۱۳
ہے بسکہ ہر اک ... ... گماں اور ۵۱۸، ۷۴۲
ہے جو صاحب ... ... قدر اچھا کہے ۵۲۲
ہے خون جگر ... ... خونناب فشاں اور ۷۴۳
ہے موج زن اک ... ... مرے آگے ۳۰۸
ہیں اور بھی ... ... انداز بیاں اور ۱۵۸، ۷۴۲

ی

یادگار زمانہ ... ... ہیں ہم لوگ ۲۱۳، ۳۰۱
یا رب ... ... پرور کو ۱۱۴۵
یا رب ایں آرزو ... ... مرا بہ رساں ۲۴۵
یا رب ایں آرزوئے ... ... مرا برسہ ۶۲۳
یا رب نہ وہ ... ... مجھ کو زباں اور ۵۱۸، ۵۴۲
یار در خانہ و من گرد جہاں می گردم ۵۰۰
یار دستنبو بدستم ... ... دستنبو گرفت ۵۰۴
یار سے ... ... ہی سہی ۱۰۳۸
یا کرم خود نماند ... ... زمانہ نہ کرد ۲۲۳
یا ہیچ کم بکس ... ... می بایست ۱۱۴
یعنی بہ مرد ... ... خرد وائے ۱۰۶۸
یک الف بیش ... ... کہ گریباں سمجھا ۹۲۶
یک حرف زدن ... ... اے دریغا سجاد ۱۰۰۴
یکے مردہ شخصم بمردی جہاں ۷۱۷
یکے مردہ شخصم بمردی رواں ۵۳۹، ۴۰۸
یک وجب جائے ... ... دگر خاک نبود ۸۸۵
یہ اس کے عدل ... ... بہ دہر سر راہ ۶۶۴
یہ ترک تاز ... ... چھین تخت و کلاہ ۶۶۵

یہ جتنے سیکڑے	...	سخن کوتاہ	۶۶۵
یہ چاہتا ہے	...	رکھے اسداللہ	۶۶۵
یہ فتنہ آدمی	...	آسماں کیوں ہو	۵۲۱
یہ کچھ سنا	...	مگر غلط	۱۱۴۲
ہی بار بار جی میں	...	کی میہمانی	۳۵

MAAB 1431
مرکز احیاء آثار صنعتی
maablib.org

اسماء و اعلام

الف

آتش ، حیدر علی - ۲۹۷ -
آدم - ۱۰۸۸ -
آرزو ، سراج الدین و مختارالدین -
۲۹۲ ، ۹۴۷ ، ۱۱۲۴ -
آرنلڈ - ۵۲۸ ، ۶۸۹ ، ۹۹۱ -
آزاد ، الگزنڈر ، عبدالجلیل اور محمد
حسین دیکھیے - ۲۵ ، ۳۱ ، ۷۸۷ ،
۹۴۷ ، ۱۰۳۴ -
آزردہ ، صدرالدین خاں - ۳۳۴ ، ۳۵۸ ،
۴۲۵ ، ۴۶۲ ، ۵۴۸ ، ۷۹۴ -
آشوب - دیکھیے پیارے لال -
آصف جاہ - ۲۸۳ -
آصف خاں - ۲۵۴ -
آصف الدولہ - ۱۰۲ ، ۲۵۴ ،
۲۷۵ -
آغا جان ، منشی - ۲۵۹ ، ۳۲۷ ،
۹۳۷ -
آغا جانی ، مرزا - ۴۶۰ ، ۶۲۷ -
آغا سلطان - ۶۶۰ ، ۷۹۷ -
آغا صاحب - ۶۴۴ ، ۶۵۰ -
آغا محمد باقر - ۳۰ ، ۲۶۷ ، ۴۸۵ -
آغا محمد حسین شیرازی - ۷۴۳ ،
۱۱۶۳ -
آفاق حسین - ۲۶ ، ۱۸۱ ، ۲۳۰ ،
۲۸۵ ، ۲۵۷ ، ۹۰۱ ، ۹۲۰ -
آل محمد - ۴۹۶ -
آل نبی - ۱۰۴۷ -
آئی سی ویٹلے - ۱۱۴۵ -
امیرالمؤمنین علی[ع] - ۱۰۲۱ ،
۱۰۲۳ -
ابراہیم علی خاں ، وفا وغیرہ - ۲۸ ،
۷۵ ، ۹۷ ، ۹۸ ، ۴۶۲ تا
۴۶۶ ، ۴۷۱ ، ۴۷۴ ، ۴۷۸ ،
۴۷۹ تا ۴۸۱ ، ۴۸۴ ، ۹۳۰ -
ابن - ۲۰۲ ، ۳۳۷ -
ابن حسن خاں ، سید - ۱۰۷۱ -
ابو حنیفہ - ۸۱۴ -
ابوالحسن ، جوہر - ۸۶۳ -
ابوالحسن خرقانی - ۲۷۶ -
ابو سعید ، ابو الخیر - ۲۷۶ -
ابو ظفر - ۳۲۳ ، ۶۴۲ ،
ابوالفضل - ۳۱۹ ، ۸۸۷ -
ابوالکلام آزاد - ۱۴۷ ، ۱۴۸ -
ابو محمد ، سید - ۱۱۳۵ -
ابو محمد شاہ ، فرزند علی - ۱۰۷۵ -
ابوالمنصور ، ناصرالدین میر امجد علی
۲۸۲ -
ابو یوسف - ۶۶۷ -

اثر رام پوری - ۱۱۰۹ -
اجرٹن ، فلپ ہنری - ۳۴۲ ، ۳۷۰ ، ۳۷۹ ، ۷۰۵ -
اجمل خان ، حکیم - ۷۳۵ -
اجنٹ دہلی - ۵۱۳ -
احترام الدولہ و صمصام الدولہ - دیکھیے احسن اللہ خان ، حکیم نواب - ۵۳۵ ، ۸۷۳
احتشام حسین - ۳۵ ، ۱۰۹۶ ، ۱۱۰۱ -
احتلام الدولہ - ۶۳۵ -
احسن اللہ خاں - ۴۲ ، ۱۴۳ ، ۱۶۴ ، ۱۹۸ ، ۲۰۱ ، ۴۲۸ ، ۴۳۹ ، ۴۹۲ ، ۵۱۰ ، ۵۳۵ ، ۵۷۳ ، ۵۷۵ ، ۶۲۹ ، ۶۹۵ ، ۷۱۴ ، ۸۲۱ ، ۱۱۲۴ -
احسن مارہروی - ۱۰۰۹ ، ۱۰۱۵ -
احمد - ۸۵۵
احمد بخش ، نواب - ۲۸۲ ، ۵۵۸ ، ۵۶۹ ، ۷۱۷ ، ۷۱۸ ، ۷۷۹ ، ۸۲۶ ، ۸۲۹ -
احمد حسن ، عرشی - ۴۱۳ ، ۴۱۵ ، ۴۶۸ ، ۴۷۰ ، ۴۷۳ -
احمد حسن ، مودودی ، حکیم - فنا ، جمالی - ۴۸ ، ۴۶۴ ، ۴۶۵ ، ۴۶۶ ، ۴۶۷ ، ۴۶۹ ، ۴۷۰ ، ۴۷۱ ، ۴۸۳ -
احمد حسین ، مینا ، میکش - ۲۳۵ ، ۳۳۴ ، ۳۳۵ ، ۵۸۵ ، ۶۲۳ -
احمد حسین ، سید حکیم ، منشی - ۹۸ ، ۱۶۱ ، ۳۵۰ ، ۳۵۱ ، ۳۸۰ -
احمد حسین ، مینا ، میکش - ۲۳۵ ، ۴۳۵ ، ۶۵۳ ، ۸۲۷ ، ۱۰۹۲ -
احمد سعید خاں - ۵۶۲ -
احمد شاہ بادشاہ - ۵۶۹ -
احمد عزیز کیفی - ۹۹۰ -
احمد علی - ۱۱۱ ، ۱۱۳ ، ۱۱۵ ، ۱۱۸ ، ۳۰۸ ، ۳۲۷ ، ۳۵۳ ، ۳۸۳ ، ۶۴۴ ، ۶۴۸ -
اختر ، سعد اللہ اجمیری - ۲۹۱ ، ۲۹۶ -
اختر ، محمد صادق ، قاضی - ۲۹۲ ، ۲۹۶ -
اخگر ، فرزند علی - ۱۰۹۲ ، ۱۰۹۵ -
اڈمنسٹن ، جارج فریڈرک - ۱۵۸ ، ۴۹۸ ، ۵۰۱ ، ۵۱۱ ، ۵۱۲ ، ۵۱۳ ، ۵۵۳ ، ۶۷۸ ، ۶۹۱ ، ۶۹۴ -
ارادت خاں ، واضح - ۱۰۹۰ -
ارتضیٰ حسین ، خاں ، میر - ۶۴۵ ، ۶۵۳ -
ارسطو - ۱۱۲۸ -
ارشاد حسین - ۱۶۱ ، ۴۶۶ -
ازبک جان ، خان - ۵۷۶ ، ۶۱۳ -
اسٹرلنگ ۲۸۲ -
اسداللہ الغالب ، علی ، (علیہ السلام) ۳۴۲ ، ۴۲۲ ، ۸۱۸ -

اسد ، اسد اللہ بیگ ، خاں مرزا ،
غالب ، نواب - ۶ ، ۹ ، ۱۹ ،
۳۷ ، ۴۰ ، ۴۳ ، ۴۷ ، ۵۷ ،
۸۳ ، ۸۵ ، ۸۹ ، ۹۷ ، ۱۲۲ ،
۱۲۴ ، ۱۳۰ ، ۱۴۴ ، ۱۶۱ ،
۱۷۰ ، ۱۷۲ ، ۱۸۱ ، ۲۰۰ ،
۲۰۷ ، ۲۰۸ ، ۲۲۶ ، ۲۲۸ ،
۲۳۲ ، ۲۳۸ ، ۲۳۹ ، ۲۵۳ ،
۲۵۵ ، ۲۷۶ ، ۲۸۵ ، ۲۹۵ ،
۳۰۲ ، ۳۰۴ ، ۳۱۶ ، ۳۱۷ ،
۳۲۶ ، ۳۶۹ ، ۴۷۵ ، ۴۷۹ ،
۴۸۱ ، ۴۸۲ ، ۵۰۴ ، ۵۴۷ ،
۶۰۱ ، ۶۲۲ ، ۶۲۵ ، ۶۶۷ ،
۶۷۰ ، ۶۷۱ ، ۶۷۹ ، ۶۸۲ ،
۷۰۳ ، ۷۴۳ ، ۷۹۵ ، ۸۳۳ ،
۸۳۷ ، ۸۵۷ ، ۸۶۹ ، ۸۷۰ ،
۸۷۲ ، ۸۷۴ ، ۸۸۰ ، ۹۰۳ ،
۹۲۰ ، ۹۲۵ ، ۹۶۵ ، ۹۸۰ ،
۹۸۳ ، ۹۸۸ ، ۱۰۰۸ ،
۱۰۱۳ ، ۱۰۱۵ ، ۱۰۳۵ ،
۱۰۳۸ ، ۱۰۷۳ ، ۱۰۹۷ ،
۱۰۹۹ ، ۱۱۰۰ ، ۱۱۰۳ ،
۱۱۰۵ ، ۱۱۰۷ ، ۱۱۰۸ ،
۱۱۰۹ ، ۱۱۱۱ ، ۱۱۱۲ ،
۱۱۱۴ ، ۱۱۲۰ ، ۱۱۲۵ ،
۱۱۳۳ ، ۱۱۳۹ -
اسد خاں ، محمد ابراہیم، سید - ۲۵۴ ،
۲۵۵ -
اسد ، میر امانی - ۶۹۳ ، ۶۹۴ -
اسد اللہ ، مفتی - ۴۲۲ -
اسد علی ، میر - ۶۴۴ -
اسدی ، ابو نصر علی بن احمد -
۲۹۵ -
اسرار الحق - ۵۸۲ ، ۵۸۴ ،
۶۰۷ ، ۱۱۴۰ -
اسسٹنٹ کمشنر - ۹۹۸ -
اسفند یار بیگ - ۳۲۴ ، ۳۴۷ ،
۸۶۱ -
اسکیٹ اسمتھ - ۱۱۴۵ -
اسماعیل ، خاں و خواجہ - ۴۵۴ ،
۶۰۷ -
اسیر ، مظفر علی - ۴۱۹ -
اشرف حسین - ۶۳ -
اشرف علی ، میر ، حکیم - ۳۰۲ ،
۳۱۵ ، ۳۱۶ ، ۳۱۷ ، ۳۱۸ ،
۳۳۲ ، ۳۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۴۴ ،
۳۴۹ ، ۳۵۴ ، ۳۵۹ ، ۳۶۵ ،
۳۶۹ ، ۳۷۰ ، ۳۸۱ ، ۶۱۱ ،
۶۴۴ ، ۹۷۲ -
اطہر ، ہاپوڑی - ۱۱۲۱ -
اظہار حسین ، مولوی ، منشی -
۷۲ ، ۵۳۷ ، ۵۴۶ ، ۵۴۸ ،
۵۵۴ -
اغلان - ۶۱۴ -

افتخار الدین ، وامق - ۴ -
افتخار عالم ماربروی - ۱۱۰۴ -
افضل حسین - ۴۸۵ -
افضل الدولہ - ۲۸۳ -
افراسیاب - ۶۱۴ -
افضل علی - دیکھیے میرن صاحب -
اکبر شاہ - ۴۴ -
اکبر علی خاں - ۹ ، ۴۶۲ -
اکبر میرزا - ۲۶ ، ۶۲۳ ، ۶۳۱ ، ۶۵۱ ، ۶۵۳ ، ۱۰۰۳ ، ۱۰۰۴ -
اللہ بخش - ۱۱۱۶ -
اللہ یار خاں - ۴۰۴ -
الٰہی بخش ، مرزا - ۲۰۱ ، ۳۲۳ ، ۶۲۹ ، ۷۱۸ ، ۷۷۹ ، ۷۸۲ ، ۸۱۱ ، ۱۰۴۹ ، ۱۱۴۵ -
الطاف حسین - دیکھیے حالی - ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۷ ، ۲۸ ، ۶۷۴ -
الفت حسین - ۱۱۴۵ -
الکہ صاحب - ۶۳۸ -
الگزنڈر اسکمر - ۷۴۴ -
الگزنڈر ، ہیڈرلے - ۳۲۹ ، ۳۳۰ ، ۳۶۱ ، ۳۶۴ ، ۶۳۶ ، ۶۳۸ -
الگن ، لارڈ - ۷۵۰ ، ۷۹۳ -
الن برا - ۶۶۶ -
امام بخش ، صہبائی - ۸۷ ، ۳۷۴ ، ۱۰۴۷ -
امام بخش ناسخ - ۱۴۸ ، ۱۴۹ ، ۲۹۷ ، ۳۹۵ ، ۵۳۴ -
امام الدین خاں ، حکیم - ۸۲۱ -
امان علی سحر - ۱۰۳۳ -
امپی - ۲۲۳ -
امتیاز خاں - ۴۰۴ -
امتیاز علی ، تاج ، سید - ۳۱ ، ۳۲ ، ۳۵ -
امتیاز علی خاں عرشی - متعدد صفحات -
امجد علی شاہ - ۵۸۹ ، ۵۹۰ ، ۶۳۲ ، ۶۵۵ ، ۷۷۴ -
امجد علی ، قلق - ۵۶۹ ، ۵۷۲ ، ۵۸۳ ، ۵۹۵ ، ۵۹۶ ، ۵۹۷ ، ۵۹۹ ، ۶۰۳ ، ۶۰۵ ، ۶۰۷ -
امداد حسین - ۷۷۷ -
امداد صابری - ۱۰۷۲ ، ۱۰۷۳ -
امداد علی آشوب - ۳۵۰ -
امداد علی ، بحر - ۱۰۳۳ -
امراؤ بیگم - ۴۵۲ ، ۶۲۰ -
امراؤ سنگھ - ۱۵۳ ، ۲۱۴ -
امو جان ، مرزا - دیکھیے امین اللہ -
امید سنگھ - ۸۲ ، ۸۹ ، ۹۱ ، ۹۳ ، ۱۵۵ ، ۱۶۲ ، ۲۰۹ ، ۲۱۸ ، ۲۴۱ ، ۳۶۸ ، ۵۱۰ ، ۶۶۶ -

امیر تمر - ۱۰۹۹ -
امیر خسرو - ۳۷۸ ، ۵۴۳ ، ۵۶۵ ، ۵۶۶ ، ۶۰۵ -
امیر الدین خاں - ۲۰ ، ۵۸۰ ، ۵۸۱ ، ۵۸۲ ، ۶۱۶ ، ۸۲۵ -
امیر الشعرا - ۱۰۹۲ -
امیر علی شیرنوائی - ۹۳۳ -
امیر علی ، میر - ۷۲ ، ۲۱۲ ، ۳۹۹ ، ۷۰۸ -
امیرالنسا - ۶۴۸ -
امیرن ، میرن - ۳۱۱ -
امیر مینائی - ۹۹۶ ، ۱۱۲۲ -
امین اللہ خاں ، امو جاں - ۴۴۲ ، ۴۴۷ -
امین الدین احمد خان - ۲۰ ، ۳۶۸ ، ۴۴۸ ، ۵۴۳ ، ۵۴۵ ، ۵۶۲ ، ۵۶۵ ، ۶۱۶ ، ۶۲۶ ، ۷۱۷ ، ۷۱۸ ، ۷۲۳ ، ۷۲۵ ، ۷۲۷ ، ۷۳۳ ، ۷۳۸ ، ۷۴۶ ، ۷۵۳ ، ۷۶۳ ، ۷۶۶ ، ۷۶۷ ، ۷۸۰ ، ۷۸۳ ، ۸۱۳ ، ۸۲۱ ، ۸۲۶ ، ۸۹۶ ، ۹۰۳ ، ۱۱۱۳ -
امین الدین ، مولوی - ۱۱۰۴ ، ۱۱۲۷ ، ۱۱۳۵ -
امین الرحمن - ۱۱۲۳ -
انشاء اللہ خاں ، انشا - ۵۱۶ ، ۵۲۴ ، ۱۰۱۹ -
انصار علی ، مولوی - ۴۳ -
انوار الحق - ۱۴۹ ، ۲۲۲ ، ۶۰۷ ،
انور الدولہ ، شفق ۱ ، ۱۰۷ ، ۲۷۹ ، ۲۸۱ ، ۳۶۷ ، ۳۸۷ ، ۵۶۹ ، ۵۷۴ ، ۵۷۷ ، ۵۷۹ ، ۵۹۴ ، ۵۹۵ ، ۱۱۷۷ -
انوری ، اوحد الدین - ۲۳۱ ، ۲۷۳ ، ۲۹۳ ، ۶۵۵ ، ۸۷۲ ، ۸۹۷ ، ۱۰۶۸ -
اورنگ خاں - ۵۷۶ -
اولاد علی - ۳۱۰ -
ائمۂ اطہار ؑ - ۵۱۹ ، ۸۷۴ ، ۹۴۳ ، ۱۱۳۷ -
اہلی شیرازی - ۹۱۳ -
ایاز - ۳۵۴ ، ۶۴۸ ، ۶۵۴ -
ایزد بخش - ۴۲۷ -
ایسری پرشاد نارائن سنگھ - ۸۷۰ -
ایلن برا - ۵۳۳ ، ۵۵۵ ، ۶۶۳ ،

ب

بابو صاحب - ۱۷۰ ، ۱۷۲ ، ۱۸۱ ، ۲۴۵ ، ۲۴۸ ، ۲۵۲ ، ۲۵۳ ، ۲۵۵ ، ۸۸۴ ، ۹۹۸ ،
بادشاہ ، میر - ۱۵۵ ، ۱۶۰ ، ۱۶۲ ، ۱۹۸ ، ۲۱۴ ، ۲۲۹ ، ۲۳۸ ، ۹۰۰ -
باقر علی خاں ، سید - ۴۳۱ ، ۶۴۸ ، ۷۰۵ ، ۱۰۰۴ ، ۱۰۰۵ -
باقر علی ، مرزا ، کامل - ۱۶۹ ،

۱۸۴ ، ۳۴۴ ، ۳۶۶ ، ۳۷۳ ،
۵۷ ، ۵۸۵ ، ۶۱۳ ، ۶۱۹ ،
۶۲۰ ، ۷۱۸ ، ۷۳۰ ، ۷۴۰ ،
۷۴۴ ، ۱۰۰۴ ، ۱۲۲۳ -
بحر - دیکھیے امداد علی -
بختاور سنگھ - ۱۰۲ ، ۱۱۴۵ -
بدر الدین ، خواجہ امان - ۴۸ ،
۸۶۰ ، ۸۶۲ -
بدرالدین ، فقیر ، کاشف - ۲۵۲ ،
۲۵۳ -
بدرالدین ، مہرکن ، ۵۹۰ ، ۵۹۹ ،
۶۸۵ ؛ ۸۶۰ -
بدیل بن علی - دیکھیے خاقانی -
براؤن ، ایڈورڈ - ۲۹۵ -
برج موہن - ۱۳۶ ، ۲۱۶ -
برکات حسن ، سید - ۲۸۸ ، ۱۰۱۴ -
برون ، کرنل - ۳۷۷ -
برہان الملک - ۲۵۷ -
برہما - ۶۵۶ -
بشیر حسین ، زیدی - ۹۱۶ -
بشیرالدین ، شہزادہ توفیق - ۲۰ ،
۲۹ ، ۲۴۸ ، ۹۴۵ ، ۹۴۷ ،
۱۰۹۸ -
بقا ، حکیم - ۸۲۱ -
بلنک صاحب - ۳۶۹ -
بلنیاس ، حکیم - ۹۱۷ -
بلوان سنگھ ، راجہ - ۴۸۹ ، ۹۰۴ ،
۶۲۷ ، ۶۷۴ -
بکا بیگم ، جینا بیگم - ۶۲۰ -
بنسی دھر - ۲۷۲ ، ۶۶۲ ، ۶۷۳ ،
۶۷۵ ، ۶۹۸ ، ۷۱۱ ، ۷۱۴ -
بنیادی بیگم - ۶۲۰ -
بنی اسرائیل - ۸۸۶ -
بنی حنیفہ - ۸۱۴ -
بوتراب و مشہدی - ۷۴۱ ، ۸۸۷ -
بو علی سینا - ۲۷۶ ، ۸۹۳ ،
۱۱۲۸ -
بہادر بیگ - ۴۲۸ ، ۴۳۷ -
بہادر سنگھ ، راجہ - ۵۴۵ -
بہادر شاہ (ظفر) - ۱۰۳ ، ۲۰۱ ،
۲۶۸ ، ۲۷۵ ، ۲۸۲ ، ۵۲۶ ،
۵۷۴ ، ۶۴۲ ، ۸۵۷ ، ۸۶۴ ،
۸۶۶ ، ۹۷۹ ، ۹۸۳ -
بہاری لال - ۱۳ ، ۱۴ ، ۱۵ ،
۱۶ ، ۱۸ ، ۱۹ ، ۲۰ ، ۲۶ ،
۴۵ ، ۴۶۶ ، ۷۹۲ ، ۷۹۳ ،
۸۴۰ ، ۸۴۱ ، ۹۹۴ -
بھگوان پرشاد - ۱۴۱ -
بھگوان داس - ۹۴۷ -
بہزاد - ۸۶۳ -
بیتاب ، عباس علی - ۹۷ -
بے خبر - دیکھیے غلام غوث - ۱۵۲ ،
۳۴۹ -
بیدل ، عبدالقادر - ۱۵۴ ، ۲۹۲ ،
۴۴۵ ، ۵۷۳ ، ۶۰۰ ، ۷۶۹ ،

۱۱۳۳ -

بیربر - ۳۱۹ -

بیگم جان - ۷۲۵ -

بے صبر ، بال مکند - ۵ ، ۱۶۵ ، ۱۶۶ ، ۱۶۸ ، ۱۹۵ ، ۲۰۶ ، ۲۱۷ -

بی وفا دار - ۸۰۶ -

پ

پرسدھ نرائن سنگھ - ۸۷۰ ، ۸۷۱ -

پشمی - ۷۶۲ -

پھول سنگھ - ۵۴۶ -

پیارے لال ، آشوب - ۷ ، ۹ ، ۱۰ ، ۲۰ ، ۲۹ ، ۸۳۲ ، ۸۳۴ ، ۹۲۶ ، ۹۹۸ ، ۱۱۴۵ -

پیر جی ، قمرالدین - ۶۱۶ ، ۸۰۸ -

ت

تاج محل ، بیگم - ۳۴۳ -

تامس (دیکھیے ٹامس) ڈگلس فورسائڈ -

۱۱۰۷ -

تراب علی - دیکھیے مختار الملک -

تروئیں ، چارلس - ۷۹۱ -

تفتہ - دیکھیے برگوپال - ۴۴۱ ، ۶۴۹ ، ۶۶۲ ، ۶۶۳ ، ۶۶۵ ، ۶۶۶ ، ۶۶۸ ، ۶۶۹ ، ۶۸۷ -

تفضل حسین - دیکھیے کوکب -

۲۰ ، ۱۶۱ ، ۲۲۳ ، ۴۴۷ ، ۴۵۴ ، ۴۵۹ ، ۴۸۵ ، ۵۵۹ ، ۶۲۰ ، ۶۳۴ ، ۶۵۰ ، ۷۵۹ ، ۹۴۳ -

توفیق دیکھیے بشیر الدین

تہور خاں - ۸۰۸ -

ٹ

ٹامس ڈگلس فور سائیتھ - ۳۰۰ ، ۱۱۰۷ -

ٹامس ہڈرلے - ۶۳۷ ، ۶۳۸ ، ۶۴۰ -

ٹیپو سلطان - ۱۰۹۸ -

ث

ثابت ، افضل حسین - ۵۰۴ -

ثاقب ، دیکھیے شہاب الدین -

ج

جامی ، نور الدین - ۴۴ ، ۲۹۳ ، ۶۰۵ ، ۹۳۳ -

جان جاکوب - ۱۷۸ ، ۴۸۸ -

جان لارنس، سرجان لارنس، لارنس - ۲۳۲ -

جان محمد ، رکاب دار - ۵۶۶ -

جانی بانکی لال ، رند - ۹۱۸ -

جانی بیج ناتھ - ۲۳۴ -

جانی جی - ۱۲۰ ، ۱۲۱ ، ۱۴۴ ، ۱۴۵ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰ -

جج عدالت خفیفہ - ۲۰۸ -

جعفر بگ - ۴۵۹ -
جعفر بن محمد - دیکھیے رودکی -
جعفر علی - ۴۹ ، ۳۲۰ ، ۴۷۷ -
جگل کشور - ۱۷۹ ، ۹۹۴ ، ۹۹۵ -
جلائر - ۸۸۷ -
جلال ، اسیر - ۳۳۷ ، ۳۱۹ ، ۸۸۳ ، ۹۲۲ ، ۱۰۳۶ ، ۱۱۲۲ -
جلال الدین ، اکبر - ۲۸۵ ، ۲۸۶ ، ۱۰۸۸ -
جلالائے طباطبائی - ۸۱۰ -
جلال الدین ، میر - ۶۶۰ -
جلیل الدین حسین - ۱۰۷۵ -
جمال الدین ، سلمان - ۸۸۷ -
جمالی - دیکھیے احمد حسن و فنا -
جمشید - ۸۰۹ -
جنوں - دیکھیے عبد الجمیل و نجف علی - ۴۱۷ -
جوان بخت ، مرزا - ۳۴۳ ، ۹۷۹ ، ۹۸۰ -
جواہر سنگھ - ۶ ، ۱۱ ، ۱۲ ، ۱۴ ، ۱۷ ، ۱۸ ، ۲۰ ، ۲۷ ، ۲۹ ، ۴۵ ، ۸۳۰ ، ۸۳۶ ، ۸۳۷ ، ۸۴۷ ، ۸۵۰ ، ۹۹۳ -
جورس صاحب - ۱۸۹ -
جہاں دار شاہ - ۲۵۴ -
جہاں گیر - ۱۰۰۱ -
جی سی ہنی - ۱۱۴۵ -
جیمز اسمتھ - ۱۱۴۵ -
جینا بیگم - دیکھیے بگا بیگم - ۶۲۱ -
جے نرائن - ۸۲۹ -
جیون لال - ۲۶۸ ، ۳۴۱ ، ۱۱۴۵ -

چ

چارلس سانڈرس - ۲۳۳ -
چتر بھوج - ۵۲۷ -
چنا جان - ۳۹۴ ، ۳۹۶ ، ۳۹۹ -
چندو لال - ۸۳۲ ، ۱۱۴۵ -
چنی لال - ۶۲۴ -
چونا مل - ۶۲۷ ، ۱۱۴۵ -
چھوٹی بیگم - ۴۲۷ -
چھوٹے صاحب - ۶۵ ، ۶۶ ، ۷۱ ، ۷۸ ، ۸۲ ، ۸۳ ، ۹۳ ، ۹۶ ، ۹۷ ، ۴۵۲ -
چیت سنگھ - ۲۹۰ ، ۶۷۲ ، ۶۷۴ -
چیف سکرٹر - ۴۵۱ ، ۵۰۲ ، ۵۱۱ ، ۵۱۳ ، ۵۳۳ ، ۵۳۷ ، ۵۴۸ ، ۵۵۴ ، ۶۷۴ -
چیف کمشنر - ۱۹۵ ، ۲۳۲ -
چین سکھ - ۸۱۳ -

ح

حاتم (طائی) - ۱۴۴ -
حاتم علی ، مہر - ۱۷ ، ۱۸ ، ۲۰ ،

۰۲۶ ، ۱۳۵ ، ۱۳۷ ، ۱۴۲ ،
۱۴۳ ، ۱۵۷ ، ۱۶۰ ، ۱۶۴ ،
۱۸۶ ، ۱۸۹ ، ۱۹۴ ، ۲۱۱ ،
۲۱۴ ، ۲۱۷ ، ۲۴۰ ، ۲۴۴ ،
۲۴۵ ، ۳۰۹ ، ۳۹۸ ، ۴۸۷ ،
۴۸۸ ، ۴۹۰ ، ۴۹۱ ، ۴۹۴ ،
۴۹۶ ، ۴۹۷ ، ۵۲۴ ، ۵۲۶ ،
۵۲۷ ، ۵۲۸ ، ۵۳۰ ، ۶۶۲ ،
۶۷۵ ، ۶۹۳ ، ۶۹۴ -
حافظ ، شیرازی - ۵۶۵ ، ۵۶۶ ،
۶۰۷ ، ۷۵۴ ، ۸۱۶ ، ۸۸۳ ،
۸۹۴ ، ۱۰۴۱ ، ۱۰۷۴ -
حافظ ممو ، محمد بخش - ۶۴۳ -
حافظ ویران - ۶۴۲ -
حالی . دیکھیے الطاف حسین - ۸۴۹ ،
۸۵۰ ، ۸۸۸ ، ۸۹۰ ، ۹۰۸ ،
۹۶۹ -
حامد علی خاں - ۳۲۰ ، ۳۶۶ ،
۴۹۷ ، ۶۲۳ ، ۶۲۹ ، ۶۳۱ ،
۶۹۵ -
حبیب اللہ ذکا - ۲۹ ، ۱۰۰ (احوال)
۱۰۸ ، ۱۱۰ ، ۱۱۵ ، ۱۱۶ ،
۱۱۷ ، ۱۹۷ ، ۵۵۱ ، ۵۷۲ ،
۸۷۲ ، ۹۲۷ ، ۱۰۸۴ ،
۱۱۳۷ -
حزیں - ۹۴۷ ، ۱۰۱۹ -
حسام الدین حسین - ۴۸۱ -
حسام الدین حیدر - ۲۶ ، ۲۵۷ ،
۶۳۲ ، ۶۳۴ ، ۷۹۶ -
حسرت موہانی - ۳۰ ، ۳۱ -
حسرتی - دیکھیے مصطفیٰ خاں -
۲۰۷ -
حسن (امام) - ۸۱۵ -
حسن بصری - ۴۹۵ -
حسن بن اسحاق - دیکھیے فردوسی -
حسن علی خاں - ۳۶۶ ، ۶۹۵ ،
۷۹۵ -
حسو بیگ - ۶۴۶ -
حسین (امام) - ۵۹۸ ، ۸۱۵ -
حسین بن علی ، سیدالعلماء - ۵۹۸ -
حسین علی ، شیخ - ۱۰۵۵ -
حسین علی خاں - (شاداں ، کامل) -
۲۰ ، ۱۶۹ ، ۱۸۴ ، ۲۰۰ ،
۳۴۴ ، ۳۶۶ ، ۳۷۳ ، ۵۲۷ ،
۵۶۴ ، ۶۰۹ ، ۶۴۸ ، ۶۵۶ ،
۶۵۹ ، ۷۰۵ ، ۷۳۰ ، ۷۴۰ ،
۷۴۴ ، ۱۰۸۴ ، ۱۱۲۳ -
حسین علی ، خلیفہ - ۴۱۴ ، ۴۵۲ -
حسین علی ، میر - ۶۸۸ ، ۶۹۰ -
حسین میرزا - ناظر ، (ناظر جی)
۲۰ ، ۲۵۲ ، ۲۵۳ ، ۲۵۶ ،
۲۵۷ ، ۳۸۴ ، ۳۹۸ ، ۵۰۷ ،
۶۲۳ ، ۶۲۴ ، ۶۲۵ ، ۶۳۶ ،
۶۴۱ ، ۶۴۴ ، ۶۴۶ ، ۶۴۷ ،
۶۴۹ ، ۶۵۰ ، ۶۵۳ ، ۶۵۶ ،

۶۵۷ ، ۶۵۸ ، ۶۶۰ ، ۷۹۶ ،
۱۰۰۳ ، ۱۰۰۵ -
حفیظ الدین ، سید - ۶۸۵ -
حکمت اللہ ، میاں - ۲۳۶ -
حکم چند - ۱۱۴۵ -
حمزہ خاں ، مولوی - ۷۶۳ ، ۸۱۴ -
حمید احمد خاں - ۳۵ ، ۶۴۵ -
حیدر (علیہ السلام) - ۴۲۲ -
حیدر حسن - ۲۵۹ ، ۴۳۶ -
حیدر حسین خاں - ۲۵۵ ، ۷۲۴ -

خ

خاقانی ، افضل الدین - ۲۹۳ ، ۲۹۵ ،
۹۴۱ ، ۹۴۸ ، ۱۰۹۹ ، ۱۱۳۵ -
خان خاناں - ۲۹۴ -
ختم العلماء (آزردہ) - ۴۲۵ -
خدا بخش - ۷۴ ، ۸۹۰ -
خداداد - ۹۸۶ -
خسرو دہلوی - ۸۸۶ -
خضر - ۲۷۱ ، ۱۰۳۷ ، ۱۱۳۳ -
خلیفہ شاہ محمد - ۵۷۵ -
خلیق انجم - ۷۴۵ ، ۸۷۸ ، ۹۷۹ ،
۹۹۰ ، ۱۰۰۷ ، ۱۰۱۱ ،
۱۰۱۷ ، ۱۰۲۳ ، ۱۰۷۶ ،
۱۰۸۸ ، ۱۰۸۹ -
خلیل الدین ، منشی ۴۴۷ -
خلیل الرحمان - ۹ -
خواجہ احمد فاروقی - ۱۱۱۸ ، ۱۱۲۲ -
خواجہ امان ، (خواجہ مرزا) - ۳۶۴ ،
۴۴۷ ، ۶۱۶ -
خواجہ بخش - ۶۴۴ -
خواجہ جان - ۴۴۷ ، ۶۳۶ -
خواجہ حاجی - ۸۶۰ -
خواجہ شمس الدین - ۶۳۶ -
خوب چند - ۸۱۲ -
خورشید عالم - ۳۹۴ -

د

داغ ، نواب مرزا خاں - ۱۰۹۲ ،
۱۱۲۲ -
دانیال - ۲۹۴ -
درباری مل - ۸۱۲ -
درد ، خواجہ ، میر - ۳۷۱ ، ۱۰۱۳ -
درفش (کاویانی) - ۱۱۲۹ -
درویش حسن - ۴۱۵ -
دل دار خاں - ۵۴۵ -
دل دار علی ، مجتہد ، غفران مآب -
۴۹۰ ، ۵۹۸ -
دولت راؤ ، سندھیہ - ۴۹۰ -
دیبی سنگھ - ۱۱۴۵ -
دین محمد - ۸۲۷ -
دینا ناتھ - ۱۱۴۵ -
دیوالی سنگھ - دیکھیے قتیل - ۱۳۸ -

ڈ

ڈاکٹر صفا - ۲۵۹ -
ڈبلیو اسکاٹ - ۱۱۴۵ -

ڈبلیو ایچ - ۱۱۴۵ -
ڈپٹی کلکٹر - ۲۰۷ ، ۶۱۵ -
ڈپٹی کمشنر - ۲۰۷ ، ۴۴۹ -
ڈکرودر - ۲۰۷ -
ڈومنی - ۴۹۵ -

ذ

ذکا - دیکھیے حبیب اللہ - ۸۷۲ -
ذکاء اللہ - ۳۲۰ -
ذوالفقار الدولہ بہادر - ۵۷۶ ، ۶۷۳ -
ذوالفقار الدین حیدر - ۲۰ ، ۲۵۷ ، ۶۲۳ ، ۶۴۹ -
ذوالفقار ، (نواب اسماعیل) - ۲۵۴ -
ذوق ، محمد ابراہیم - ۲۶۸ ، ۲۷۰ ، ۳۳۴ ، ۶۴۲ -

ر

رابرٹ منٹگمری - ۳۹۹ ، ۱۰۵۹ -
راجہ صاحب بیکانیر - ۹۹۴ ، ۹۹۷ -
رادھا - ۳۲۵ -
رام جی داس - ۳۲۱ ، ۶۲۵ -
رام چندر - ۶۹۷ ، ۶۹۸ ، ۱۱۴۵ -
رام سنگھ ، راجہ - ۲۳۶ -
رام کشن - ۱۱۴۵ -
رام نرائن (ناشر متعدد جگہ) - ۲۵ ،
راول جی - ۱۹۹ ، ۲۳۵ -
راؤ راجہ - ۳۲۹ -
رائے اجاگر چند - ۶۷۲ -
رائے چوجے مل - ۹۶۲ -
رتن سنگھ - ۱۱۱۹ -
رٹی گن - ۲۰۸ ، ۲۲۲ ، ۴۲۰ -
رجب علی بیگ ، سرور - ۲۱۳ ، ۶۶۰ ، ۸۶۸ تا ۸۷۱ ، ۳۷ ، ۹۳۹ ، ۱۰۲۶ -
رحمان علی - ۴۲۲ -
رحمت علی خاں ، مفتی - ۸۵۲ ، ۸۵۷ -
رحیم بیگ - ۸۷ ، ۹۴ -
رحیم الدین ، حیا - ۱۸۷ -
رحیم النساء بیگم - ۴۹ -
رزیڈنٹ دہلی - ۲۸۲ -
رستم - ۴۶۰ ، ۸۶۱ -
رشید الدین وطواط - ۹۴۸ ، ۹۴۹ -
رضا خاں ، حکیم - ۶۱۶ -
رضا علی خاں ، نواب رامپور - ۹۱۶ -
رضوان ، دیکھیے شمشاد علی - ۲۰ ، ۷۶۶ ، ۸۰۷ ، ۸۰۸ -
رضی الدین خاں ، حکیم - ۵۸۵ ، ۶۵۳ -
رضی الدین نیشاپوری - ۲۰۵ ، ۲۲۲ -
رضی (رفیع) - ۱۱۹ -
رعنا - دیکھیے مردان علی خاں -
رفیع الدین - ۹۸۶ -
رکن الدولہ - ۷۹۶ -
رسر - ۲۸۲ -

IMAAR 1133
maablib.org

رند ، جانی بانکے لال ، نیز دیکھیے
سید محمد - ۱۷۰ ، ۱۷۱ ، ۲۵۳ ،
۲۵۵ -
رنگٹن - ۱۴۹ -
رودکی ، جعفر بن محمد - ۲۹۳ ، ۹۴۸ ،
۹۴۹ ، ۹۵۳ ، ۱۰۱۹ -
روشن الدولہ - ۱۴۷ ، ۱۴۹ ، ۵۸۶ -
روشن علی - ۱۱۳۰ -
روم ، مولانا ، رومی - ۷۵۴ -
رہرو - ۷۶۲ ، ۷۶۳ -
ریڈ صاحب - دیکھیے ہنری - ۵۲۹ ،
۶۸۴ ، ۶۸۵ ، ۶۸۶ ، ۶۸۸ -

ز

زال - ۸۶۱ -
زکی ، زکی الدین - ۱۰۰۵ ، ۱۰۰۶ ،
۱۱۳۷ -
زلیخا - ۸۷۳ -
زمرد شاہ - ۸۶۱ -
زیارو - ۱۱۲۸ -
زید - ۱۰۴۰ -
زینت محل - ۳۴۳ -
زین العابدین ، عارف - ۱۴۰ ، ۱۶۹ ،
۵۸۵ ، ۶۱۹ ، ۷۲۴ ، ۷۳۱ -

س

ساسان پنجم - ۱۱۲۷
ساقی کوثر - ۴۸۷ -
سالار جنگ - ۲۸۳ -
سالک - ۳۵۳ ، ۷۶۴ ، ۷۶۶ ، ۷۶۷
سالک رام - ۱۱۴۵ -
سالک رام - ۶۲۸ -
سانڈرس - ۳۴۰ -
سام - ۸۶۱ -
سامی - ۷۶۳ ، ۷۶۶ -
سبحان احمد - ۱۰۹۶ -
سجاد مرزا - ۳۱ ، ۶۳۱ ، ۶۳۶ ،
۶۵۰ ، ۶۵۱ ، ۶۵۳ ، ۱۰۰۳ ،
۱۰۰۴ -
سخاوت حسین - ۱۰۸۶ -
سدید الدین ، مولوی - ۵۶۷ -
سراج احمد ، سید - ۶۱۶ -
سراج الدین - دیکھیے آرزو اور
مولوی - ۲۹۲ ، ۹۴۲ -
سراج الدین احمد - ۵۵۶ ، ۶۸۸ ،
۶۹۰ -
سراج الدین ، بہادر شاہ - ۳۲۳ -
سرخوش - ۱۴۶ ، ۸۸۶ -
سردار خاں - ۳۳۴ -
سردار سنگھ ، راجہ - ۱۱۱۹ ،
۱۱۲۰ -
سردار مرزا - ۶۲۵ -
سرسید ، احمد خاں - ۸۵۲ -
سرفراز حسین ، سلطان العلماء
(مولانا) ۲۹۹ ، ۳۰۱ تا ۳۰۴ ،
۳۰۹ ، تا ۳۱۴ ، ۳۱۶ ،

۳۱۹ ، ۳۲۲ ، ۳۲۳ ، ۳۲۵ ،
۳۲۶ ، ۳۲۸ ، ۳۲۹ ، ۳۳۲ ،
۳۳۷ ، ۳۳۹ ، ۳۴۲ تا ۳۴۴ ،
۳۴۶ ، ۳۴۹ ، ۳۵۰ ، ۳۵۳ ،
۳۵۵ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳ ،
۳۶۵ ، ۳۷۰ ، ۳۷۳ ، ۳۷۵ ،
۳۷۷ ، ۳۷۹ ، ۳۸۱ ، ۳۸۳ ،
۳۸۶ ، ۶۱۰ ، ۶۱۱ ، ۶۵۳ ،
۹۶۸ -
سرفراز علی ، میر - ۴۶۲ -
سرور ، دیکھیے رجب علی - ۸۶۹ -
سری رام ، لالہ - ۹۹۶ ، ۱۰۹۲ -
سعادت خاں - ۲۹۷ -
سعادت علی - ۵۵۲ ، ۷۸۹ -
سعد اللہ خاں - ۱۹۹ ، ۲۳۵ -
سعدی ، مشرف الدین ، مصلح بن
عبداللہ - ۲۸ ، ۷۹ ، ۱۸۴ ،
۲۹۳ ، ۳۳۷ ، ۶۰۵ ، ۷۲۳ ،
۷۶۳ ، ۸۴۹ ، ۸۵۰ ، ۸۹۱ ،
۸۹۴ ، ۹۰۰ ، ۹۳۸ ، ۱۰۴۱ -
سعید الدین احمد خاں - ۲۶ -
سعید ، سعیدہ - ۷۳۴ -
سعید نفیسی - ۹۴۹ -
سکرتر گورنمنٹ - ۲۸۲ ، ۵۱۱ ،
۵۱۳ ، ۶۲۹ ، ۷۱۲ -
سکندر - ۱۱۲۸ -
سلجوق - ۶۱۴ -
سلطان ٹیپو - ۲۴۸ -
سلطان حسین بقرا - ۹۳۳ -
سلطان عالم - ۲۸۳ ، ۶۵۱ -
سلطان احمد ، مولوی - ۱۱۰۱ -
سلطان ساوجی - ۸۸۷ -
سلیم ، محمد قلی - ۲۹۵ ، ۹۱۸ ،
۹۱۹ ، ۱۰۶۰ -
سلیمان - ۵۲۳ -
سنائی ، مجدود - ۱۵۴ ، ۲۹۳ -
سندھنا مل - ۱۱۴۵ -
سودا محمد رفیع - ۲۹۶ ، ۶۹۴ ،
۱۱۳۵ -
سیاح - دیکھو میاں داد - ۱۹۷ ،
۱۰۶۷ ، ۱۰۶۹ -
سید جان خان - ۶۷۸ -
سید عالم - ۳۹۴ -
سید علی - ۶۷۲ -
سید العلماء ، سید حسین ، میرن
صاحب - ۵۹۷ ، ۵۹۸ ، ۶۵۲ -
سید محمد ، دیکھیے عرف -
سید محمد رضوی - ۲۷۲ -
سید محمد ، رند - ۲۵۷ -
سید محمد ، سلطان العلماء ، مجتہدالعصر -
۳۳۲ ، ۳۸۱ ، ۴۹۰ ، ۶۵۲ ،
۱۰۵۴ -
سیف الحق - دیکھیے سیاح - ۹۹۶ -
سیف الدولہ - ۱۳۲ ، ۱۰۰۵ -
سیف الدین حیدر ، مظفر الدولہ -
۲۵۷ ، ۶۲۳ -

maablib.org

ش

شاکر - دیکھیے عبدالرزاق -
شام لعل - ۱۱۴۵ -
شائق ، شاہ عالم - ۳۸۷ -
شاہ امیر ، سید - ۳۹۱ -
شاہ اودھ - ۶۵۷ ، ۶۵۹ -
شاہ جہاں - ۲۵۴ ، ۲۹۵ ، ۷۶۹ ، ۹۱۸ ، ۱۰۹۹ -
شاہ رخ ، میرزا ، مصور - ۵۵ -
شاہ شرف ، بوعلی قلندر - ۴۷۸ -
شاہ عالم - ۲۰ ، ۱۰۱ ، ۲۵۴ ، ۲۸۰ ، ۲۸۹ ، ۲۹۸ ، ۳۸۷ ، ۳۸۸ ، ۶۱۲ ، ۶۷۲ ، ۷۷۹ ، ۱۰۰۹ ، ۱۰۱۴ ، ۱۰۱۵ ، ۱۰۱۹ -
شاہ عباس - ۴۴ -
شاہ محمد ، خلیفہ - ۵۷۵ -
شاہ محمد قنوجی - ۵۱۶ -
شبلی - ۲۹۵ -
شجاع الدولہ - ۴۹۰ ، ۶۲۲ -
شداد - ۸۶۱ -
شرف قزوینی - ۸۹۸ ، ۸۹۹ -
شفائی ، شرف الدین - ۲۹۵ -
شفق ، دیکھیے انورالدولہ اور ڈاکٹر
شفق - ۱۰۷ -
شفق ڈاکٹر - ۲۹۳ ، ۲۹۴ ، ۲۹۵ -
شفیع احمد - ۳۸۳ -
شکر اللہ - ۲۴۸ -
شمس الاسراء - ۲۸۳ ، ۱۰۸۴ -
شمس الدین ، خاں - ۳۲۲ -
شمشاد علی بیگ ، رضوان - ۴۵۳ ، ۵۶۳ ، ۵۶۴ ، ۶۱۳ ، (احوال) ۶۱۵ ، ۷۶۴ ، ۷۶۶ ، ۷۶۷ ، ۷۸۰ ، ۸۰۳ ، ۸۰۸ ، ۸۰۹ ، ۸۱۱ -
شوکت جنگ - ۸۸۹ -
شہاب الدین خاں ثاقب - ۲۰ ، ۷۲ ، ۸۰ ، ۲۴۸ ، ۲۵۰ ، ۴۵۳ ، ۴۵۸ ، ۴۵۹ ، ۵۵۳ ، ۵۵۹ ، ۵۶۰ ، ۵۶۳ ، ۵۶۵ ، ۵۶۶ ، ۵۶۸ ، ۶۲۱ ، ۶۹۹ ، ۷۰۳ ، ۷۰۷ ، ۷۳۶ ، ۷۴۸ - (شیخ شہاب الدین سہروردی) - ۷۶۰ (ثاقب) ۷۷۳ ، ۷۷۴ ، ۷۷۶ ، ۷۸۹ ، ۷۹۳ ، ۷۹۴ ، ۷۹۹ ، ۸۰۰ ، ۸۰۹ ، ۱۰۸۷ ، ۱۱۱۶ ، ۱۱۱۷ ، ۱۱۲۵ ، ۱۱۴۵ -
شہریار نقوی ، دکتر - ۷۸۵ -
شہیدی - ۴۸۰ -
شیخ ابراہیم ، قوام - ۷۸۴ -
شیخ چلی - ۳۴۵ ، ۴۴۲ -
شیخ سدو - ۱۱۱۶ -
شیر زمان خان - ۴۳۸ ، ۴۴۷ ، ۴۴۸ -
شیر محمد سرخوش - ۲۰ -
شیفتہ - ۵۴۸ ، ۷۷۱ -
شیوجی - ۶۵۷ -

شیو دھیان سنگھ ، راجہ - ۳۱۱ ، ۳۴۷ -
شیون - ۷۶۲ ، ۷۶۳ -
شیو نرائن - ۶ ، ۲۰ ، ۶۸ ، ۸۵ ، ۱۲۸ ، ۱۳۰ تا ۱۳۲ ، ۱۳۵ ، ۱۳۹ ، ۱۶۰ ، ۱۶۴ ، ۱۹۰ ، ۲۱۷ ، ۲۱۸ ، ۲۴۰ ، ۲۴۱ ، ۲۴۴ ، ۴۹۸ ، ۵۰۳ ، ۵۰۵ ، ۵۰۸ ، ۵۰۹ ، ۵۱۴ ، ۵۱۶ ، ۵۲۳ ، ۵۲۷ ، ۶۶۰ ، ۶۶۵ ، ۶۷۰ ، ۶۷۲ ، ۶۷۴ ، ۶۷۹ ، ۶۸۸ ، ۶۹۳ تا ۶۹۷ ، ۷۰۶ ، ۷۰۷ ، ۷۰۸ ، ۷۱۰ ، ۷۱۱ ، ۷۱۴ ، ۹۸۹ تا ۹۹۲ ، ۱۱۲۱ -

ص

صابر ، قادر بخش - ۵۷۱ ، ۵۷۲ -
صاحب اسسٹنٹ بہادر - ۹۹۹ -
صاحب سنگھ - ۳۲۴ -
۷۹۴ ، ۸۰۰ ، ۱۱۱۸ ، ۱۱۲۲ -
صدر الدین ، خواجہ - ۵۳۸ -
صدر الدین عینی - ۹۴۸ -
صدیق حسن ، خاں ، نواب - ۴۶۸ -
صفدر - ۴۳۷ ، ۶۶۰ -
صفدر میرزا پوری - ۱۰۱۱ تا ۱۰۱۴ ، ۱۰۹۲ ، ۱۰۹۳ -
صفی الدین - ۶۶ -
صفی الدین ، مولوی - ۴۹۴ -
صفیر بلگرامی - دیکھیے فرزند احمد -
صمصام الدولہ - ۹۷۹ ، ۹۸۰ -
صوفی منیری - ۱۰۷۵ -
صہبائی ، امام بخش - ۱۰۷ ، ۵۷۱ ، ۱۰۴۷ -

ض

ضمیر الدولہ
الامراء ، احـ

۶۲۴ ، ۶۴۸ ، ۶۵۷ ، ۶۵۹ ،
۶۸۳ ، ۷۰۲ ، ۷۰۹ ، ۷۱۷ ،
۷۱۸ ، ۷۲۵ ، ۷۳۱ ، ۷۳۸ ،
۷۴۹ ، ۷۶۷ ، ۷۷۳ ، ۷۷۶ ،
۷۸۵ ، ۷۹۱ ، ۷۹۴ ، ۸۱۰ ،
۹۰۳ ، ۹۰۹ ، ۹۱۹ ،
۱۰۰۳ ، ۱۰۱۶ ، ۱۰۲۸ ،
۱۱۱۷ -
ضیاء الدین ، ضیاء ، مولوی -
۱۱۰۴ ، ۱۱۲۷ ، ۱۱۳۴ -

ط

طالب - ۳۹۶ ، ۴۳۱ ، ۴۸۹ ،
۵۳۵ ، ۱۰۱۵ -
طالب علی (فیل بان) - ۶۳۰ -
طالع یار خان - ۵۸۵ ، ۵۸۶ ،
(احوال) ...
جلیل الملک ، النصار
- حسین ، خان بهادر،
عالی - ۷۶۲ -
عبادت یار یلوی ، [illegible]

۳۳۹ ، ۳۴۰ ، ۳۴۲ ، ۳۴۳ ،
۳۴۸ ، ۳۵۰ ، ۳۵۳ ، ۳۵۵ ،
۳۵۷ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۵۸۰ -

ع

عابد رضا بیدار - ۱۰۷۰ -
عارف - ۳۲۹ ، ۷۱۸ ، ۷۲۴ ،
۱۰۰۵ -
عارف ، زین العابدین - ۷۵۹ -
عاشور بیک ، میرزا - ۶۵۳ ، ۹۸۶ -
عاشور علی - ۶۱۲ -
عالم بیک ، میرزا - ۶۱۲ -
عالم گیر - ۲۵۴ ، ۵۱۶ ، ۵۶۹ -
عالم علی خان - ۴۸ ، ۹۷ ، ۹۸ ،
۳۶۲ تا ۳۶۴ ، ۴۷۴ ، ۴۷۸ ،
۴۸۱ تا ۴۸۳ -
طاہر وحید - ۱۰۳۶ -

عبدالجمیل ، جنون - ۲۰ ، ۹۰ ،
۴۰۰ (احوال) ۴۱۷ ، ۴۲۸ ،
۴۶۸ تا ۴۷۰ ، ۱۰۸۰ -
عبدالحق ، مولوی - ۶۴۱ ، ۹۹۲ -
عبدالحکیم - ۶۷۹ -
عبدالرحمان - دیکھیے جامی -
عبدالرحیم ، حکیم - ۲۶۰ -
عبدالرزاق ، شاکر - ۲۰ ، ۴۲۲ -
عبدالرزاق ، شیرازی - ۸۷ -
عبدالستار ، ڈاکٹر صدیقی - ۲۵ ،
۳۱۶ ، ۳۲۱ ، ۳۳۵ ، ۳۳۷ ،
۳۵۱ ، ۷۳۴ ، ۷۵۵ ، ۷۶۳ ،
۷۶۹ ، ۷۸۰ ، ۸۱۲ ، ۸۸۸ ،
۹۹۴ ، ۱۰۸۸ ، ۱۱۰۵ -
عبدالسلام - ۱۰۰۵ -
عبدالعزیز ، حافظ - ۸۲۲ -
عبدالعزیز ، میر - ۳۹۳ -
عبدالغفار - ۳۵ -
عبدالغفور ، سرور - ۲۰ ، ۲۹ ،
۲۶۰ تا ۲۶۲ ، ۲۶۷ ، ۲۷۰ ،
۲۷۴ ، ۲۷۹ ، ۲۸۱ ، ۲۹۷ ،
۳۸۹ ، ۹۴۷ ، ۱۰۱۴ ،
۱۰۱۷ ، ۱۰۱۹ -
عبدالغفور ، نساخ - ۸۸ ، ۳۹۵ ،
(احوال) ۳۹۶ -
عبدالقادر - ۲۹۴ ، ۱۱۴۵ -
عبدالقادر ، بیدل - ۲۸۴ -
عبدالقادر بیگ - ۷۹۷ -
عبدالقدوس ، ہاشمی - ۶۶ ، ۷۲ -
عبدالقیوم ، مولوی - ۲۳ -
عبدالکریم - ۷۳ ، ۵۵۲ ، ۶۸۸ -
عبداللہ بیگ - ۳ ، ۱۰۲ ، ۹۸۱ -
عبداللہ خان - ۶۲ -
عبداللہ ، رئیس - ۱۰۷۳ -
عبداللطیف - ۲۰ ، ۱۲۹ تا ۱۳۱ ،
۱۴۴ ، ۱۵۲ ، ۱۶۳ ، ۲۱۱ ،
۲۱۳ ، ۵۰۵ ، ۵۲۷ تا ۵۲۹ ،
۹۸۳ -
عبدالواسع - ۸۹۲ -
عبد الودود ، قاضی - ۱۰۱۸ ،
۱۰۲۰ ، ۱۰۲۱ ، ۱۰۲۳ ،
۱۰۲۵ ، ۱۰۳۱ -
عبدالوہاب ، مولوی - ۵۰۰ -
عتیق صدیقی - ۶۴۳ -
عرشی - دیکھیے امتیاز علی عرشی -
علی خان اور احمد حسن - ۲۷۷ ،
۳۷۵ ، ۴۰۵ ، ۵۴۹ ، ۱۱۱۳ ،
۱۱۱۶ ، ۱۱۱۸ ، ۱۱۲۵ ،
عرفی ، جمال الدین - ۴۶ ، ۱۸۴ ،
۲۹۴ ، ۷۶۳ ، ۸۴۴ ، ۸۸۴ ،
۸۸۶ ، ۹۱۷ ، ۹۵۱ ، ۱۰۱۵ -
عزت النساء - ۳ -
عزیز - دیکھیے یوسف علی - ۳۹۸ -
عزیز الدین - ۴۲۷ (احوال) ،
۵۸۷ -
عزیز اللہ - ۴۴۷ -
عزیزاللہ عزیز - ۱۰۹۰ -

ری ، مولانا - ۶۰۵ -
اندولہ - دیکھیے غلام نجف ،
یم -
عطاء حسین ، شیخ - ۲۶۳ ، ۲۶۴ ،
۲۶۶ ، ۲۷۰ ، ۲۷۲ -
عطاء اللہ خاں - ۱۳۲ -
عطاء اللہ خاں ، نامی - ۹۱۹ -
عظیم الدین احمد - ۶۸ ، ۷۰۹ ،
۷۱۴ -
عظیم النساء - ۳۰۶ -
علاؤ الدین خاں - ۴ ، ۱۱ ، ۲۰ ،
۲۱ ، ۵۴۳ ، ۵۶۵ ، ۵۶۷ ،
۵۶۸ ، ۶۱۹ ، ۶۲۰ ، ۷۲۲ ،
۷۲۳ ، ۷۲۴ تا ۷۲۷ ، ۷۳۴ ،
۷۴۳ ، ۷۴۶ ، ۷۴۸ ، ۷۵۲ ،
۷۷۲ ، ۷۷۴ ، ۷۷۸ ، ۷۸۵ ،
۷۹۷ ، ۷۹۹ ، ۸۰۸ ، ۸۱۴ ،
۸۱۵ ، ۸۲۳ ، ۸۲۵ ، ۱۱۱۳ -
ل.ؤ الدین ، خواجہ - ۸۸۷ -
لی علیہ السلام ، حضرت امام ،
امیر المومنین۴ - ۴۸۱ ، ۶۳۳ ،
۶۳۶ ، ۶۴۰ ، ۶۵۳ ، ۶۵۶ ،
۸۰۸ ، ۸۱۵ ، ۱۰۵۱ -
. . اصغر خاں - ۷۳۱ - ۷۳۳ ،
۷۳۴ -
علی بخش خاں ، خانساماں - ۸۳۰ -
علی بخش خاں ، رنجور - ۳۵۰ ،
۳۷۸ -
علی بن احمد - ۲۷۲ -
علی بہادر خاں - ۵۷۶ -
علی پاشا ، صالح - ۷۳۸ -
علی حسین خاں بہادر میرزا - ۷۳۳ -
۷۳۶ ، ۷۴۸ ، ۷۵۰ ، ۷۵۵ تا
۷۵۷ ، ۷۵۹ ، ۷۸۰ ، ۷۸۱ ،
۷۸۷ ، ۷۹۱ ، ۷۹۸ ، ۷۹۹ -
علی نقی - ۶۱۶ - (احوال)
علی محمد بیگ - ۷۸۰ -
علی محمد خان - ۴۴۷ ، ۷۹۷ -
علی مرتضیٰ علیہ السلام بن ابی
طالب۴ ، حضرت امیر المؤمنین۴ -
۶۱ ، ۶۷ ، ۹۵ ، ۳۴۶ ، ۳۶۴ ،
۱۰۲۹ ، ۱۰۶۷ -
عماد فقیہ - ۹۲۷ -
عمر خیام - ۹۴۵ -
عمر و عیار ، خواجہ عمر - ۷۹۱ ،
۸۶۲ -
عنایت حسین میر - ۴۵۶ ، ۶۴۳ -
عنایت علی - ۶۸۸ -
عنایت اللہ - ۴۵۵ ، ۶۱۸ -
عنصری ، ابوالقاسم ، حسن بن احمد -
۹۴۸ ، ۹۴۹ -

غ

غازی الدین خاں وزیر ، عماد الملک -
۵۶۹ -
غالب - ہر صفحہ پر -
غالب علی شاہ ، مرزا غالب - ۷۰ ،

naablib.org

۸۷، ۳۳۵، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۳،
۷۲۲، ۷۳۳، ۱۰۰۴۔
غلام اشرف - ۳۰۲ -
غلام امام ، شہید - ۱۰، ۲۱،
۱۱۸، ۱۱۹، ۴۴۳، (احوال)
۵۵۰، ۵۵۱، ۹۳۰، ۹۳۲ -
غلام بابا خان - ۱۱، ۱۹، ۲۰،
۴۷، (احوال) ۴۹، ۵۳، ۵۴،
۵۷، ۵۸، ۶۲، ۶۹، ۷۰، ۷۵،
۷۶، ۷۹، ۸۳، ۸۴، ۸۹،
۹۱، ۹۲، ۹۵، ۴۷۷، ۹۴۳ -
غلام حسن خان - ۳۷۸، ۷۵۹،
۷۷۷، ۸۱۱ -
غلام حسنین ، قدر - ۳۰، ۳۱،
۵۴۷، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴،
۱۰۳۵، ۱۰۳۸، ۱۰۴۵،
۱۰۵۰، ۱۰۵۲، ۱۰۵۴،
۱۰۶۲، ۱۰۷۱ -
غلام حسین خان ، دیکھیے مسرور -
۳، ۹۹، ۲۵۲، ۲۵۹، ۳۳۴،
۶۱۹، ۶۶۲، ۶۷۲، ۶۷۳،
۷۱۱، ۷۲۴، ۷۵۹ -
غلام حیدر خان - ۱۱۴۵ -
غلام رسول چودھری - ۲۶۱، ۲۶۲،
۲۷۲ -
غلام رسول سہر - متعدد مقامات -
غلام رضا خان ، حکیم - ۱۳، ۱۴،
۱۷، ۲۰، ۲۸، ۸۳۰، ۸۳۱،
۸۳۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۱۱۴۵ -
غلام عباس ، ۱۳۲
غلام علی بلگرامی - ۸۸۵ - خان -
۶۳۴، ۶۵۰ - مصور - ۵۵ -
غلام غوث خاں بے خبر - ۶،
۱۷، ۲۰، ۲۳، ۲۰۴،
۳۴۹، ۳۵۳، ۴۱۰، ۴۲۰،
۵۱۱، (احوال) ۵۳۱، ۵۳۸،
۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۹، ۵۵۰،
۵۵۴، ۵۵۶، ۵۵۸، ۵۷۰،
۶۷۸، ۶۸۸، ۷۹۲، ۸۶۰،
۹۳۳، ۱۰۱۵
غلام فخر الدین - ۲۸۲، ۴۴۸،
۷۱۸
غلام اللہ خاں - ۷۴۴ -
غلام محمد خاں - ۷۷۵ -
غلام محی الدین - ۷۹۶ -
غلام مرتضیٰ ، حکیم - ۸۲۹ -
غلام نبی خاں - ۱۵، ۱۶، ۲۰، ۸۴۱ -
غلام نجف ، حکیم - ۴۰۵، ۴۲۸،
۴۳۵، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۳،
۴۴۵، ۴۴۹، ۴۵۸، ۴۵۹،
۵۶۱، ۸۳۱، ۹۷۹، ۹۹۲،
۹۹۴ -
غنیمت - ۵۷۵ -
غیاث الدین - ۲۱، ۲۰۹، ۹۱۵،
۱۱۱۸، ۱۱۳۰، محمد خان،
۲۵۷، (احوال) ۵۷۵ -

ف

فاخر مکین ، مرزا - ۹۴۷ -
فاضل - دیکھیے مرتضیٰ حسین -
فائق - کلب علی خاں (نور الدین) -
۷۶۲ ، ۶۱۲ ، ۶۱۵ ، ۸۸۳ -
فتح علی ، میر - ۵۶۶ -
فتح الملک ، فخرو - ۱۱۴ ، ۲۸۲ ،
فتن - ۶۴۹ -
فخر الدین - ۱۳ ، ۱۴ ، ۱۵ ،
۱۶ ، ۲۰ ، ۲۳ ، ۳۷ ، ۴۵ ،
۸۱ ، ۸۲ ، ۳۳۹ ، ۳۶۶ ،
۴۷۴ ، ۵۵۹ ، ۸۴۱ ، ۸۴۳ ،
سخن - ۶۸۳ ، ۷۹۶ ، ۱۰۲۶ -
فخر گرگانی - ۱۱۳۵ -
فردوسی، ابوالقاسم - ۲۹۳ ، ۴۹۵ ،
۹۴۱ ، ۱۱۳۲ -
فرزند احمد ، صفیر - ۱۰۱۴ ،
۱۰۱۷ ، ۱۰۱۸ ، ۱۰۱۹ ،
۱۰۲۰ ، ۱۰۲۲ ، ۱۰۲۳ ،
۱۰۲۴ ، ۱۰۲۵ ، ۱۰۲۶ ،
۱۰۲۹ ، ۱۰۳۰ ، ۱۰۳۱ -
فرخ حیدر - ۱۰۰۰ -
فرخ سیر - ۲۵۴ ، ۲۵۵ ، ۷۲۴ ،
۷۳۱ ، ۷۳۳ ، ۷۶۸ ، ۸۰۸ ،
فرخ مرزا - ۷۲۳ ، ۷۳۳ -
فرخندہ شاہ ، شہزادہ - ۹۴۵ -
فرزند علی - دیکھیے ابو محمد -
فرعون - ۷۹۹ ، ۸۶۱ -
فرقانی میرٹھی - ۱۱۳۵ -
فریڈرک الٹمنسٹن - ۶۹۴ -
فضل احمد - ۳۹۲ -
فضل حسن - ۴۵۳ ، ۴۵۴ -
فضل حسین - ۱۱۱۱ -
فضل حق - ۷۳ ، ۶۴۱ ، ۱۰۷۲ ،
۱۱۱۸ ، ۱۱۲۷ -
فضل رسول - ۴۴۳ -
فضل علی ، اعتماد الدولہ - ۶۲۵ -
فضل اللہ خان - ۲۵۴ ، ۴۴۲ -
فضلو - ۶۳۵ ، ۶۵۰ -
فغانی ، بابا - ۲۹۴ -
فقیر محمد - ۳۹۵ -
فکار ، میرحسین - ۲۹۹ ، ۳۰۳ -
فلاطون - ۴۴ -
فنا ، دیکھیے احمد حسن -
فنانشل کمشنر - ۴۷۳ ، ۶۹۴ -
فیض احمد ، رسوا - ۴۶۸ -
فیض علی - ۴۸۷ -
فیض اللہ ، قاضی - ۶۵۳ -
فیض محمد ، نواب - ۳۶۶ -
فیضی - ۱۰۴۱ -
فیلن - ۵۰۶ -

ق

قابوس بن وشمگیر - ۱۱۲۸ -
قادر بخش ، صابر - ۱۰۷ -
قاسم بیگ سبزواری - ۲۵۷ -
قاسم جنہاں، شرف الدولہ - ۵۸۶،
۷۱۸ -

قاسم علی - ۱۲۴ ، ۱۶۰ ، ۱۹۸ ، ۱۸۶ ، ۲۳۹ ، ۲۳۶ ، ۳۱۳ ، ۴۲۳ ، ۶۴۶ ، ۸۹۶ -
قاضی عبدالودود - دیکھیے عبدالودو -
۱۴۷ ، ۱۴۸ ، ۷۲۸ ، ۸۵۲ -
قائم - ۲۹۷ -
قتیل ، دیکھیے محمد حسن - ۱۳۸ ، (احوال) ۲۹۲ ، ۳۴۳ ، ۵۵۰ ، ۵۷۵ ، ۸۸۵ ، ۱۱۳۰ -
قدر دیکھیے غلام حسنین - ۷۶۰ -
قدرت اللہ - ۷۴ - ۱۰۸۲ -
قدرت نقوی - ۷۱۹ -
قدسی، حاجی محمد جان - ۲۹۵ ، ۶۰۵ ، ۷۶۸ ، ۷۷۷ ، ۸۱۲ ، ۹۱۸ -
قدسیہ سلطان - ۶۲۳ -
قربان علی، سالک - ۱۱ ، ۱۲ ، ۲۰ ، ۲۳ ، ۳۰۲ ، ۳۵۲ ، ۳۸۳ ، ۶۱۲ ، ۶۱۵ ، ۶۱۶ ، ۶۳۸ ، ۷۶۴ ، ۷۶۶ ، ۷۶۷ ، ۷۸۱ ، ۸۰۳ ، ۸۰۴ ، ۸۰۷ ، ۸۴۴ -
قزوینی - ۲۹۳ -
قطب الدین - ۴۷۴ -
قلندر علی - ۶۴۴ -
قمر الدین - ۳۹ ، ۱۲۴ ، ۱۲۵ ، ۱۲۶ ، ۱۲۷ ، ۱۸۲ ، ۱۶۶ ، ۲۱۳ ، ۲۱۶ ، ۲۳۰ ، ۲۳۳ ، ۲۳۴ ، ۲۴۰ ، ۵۱۱ ، ۶۴۹ ، ۶۸۵ ، ۸۶۰ ، ۸۸۹ ، ۱۱۰۵ -
قوقان بیگ - ۳ ، ۱۰۱ -
قیس - ۵۲۲ -
قیصر زماں - ۲۸۳ -

ک

کاشی ناتھ - ۶۲۴ ، ۶۵۰ -
کاظم علی - ۶۳۵ ، ۶۳۶ ، ۶۴۴ -
کالے خاں - ۱۱۴۵ -
کالے صاحب - ۴۲۷ ، ۴۷۵ ، ۵۸۶ ، ۸۸۳ -
کپور چند گپتا - ۱۱۴۵ -
کدار ناتھ - ۴۵۲ ، ۴۵۳ ، ۴۵۹ -
کرامت علی - ۲۷ ، ۲۹ ، ۸۷ ، ۱۵۶ ، ۹۵۶ ، ۱۰۳۳ -
کرم حسین - ۵۲۲ -
کریم بخش - ۷۰۸ -
کریم بیگ - ۷۳۰ ، ۷۳۴ -
کریم الدین - ۷ ، ۸ ، ۱۰ ، ۳۴۷ ، ۷۳۲ ، ۹۹۸ -
کشن لال - ۳۷۸ -
کشوری لال - ۱۱۱۹
کفایت اللہ - ۱۰۷۱ -
کلیان - ۱۷۵ ، ۱۸۳ ، ۲۰۹ ، ۳۳۲ ، ۳۵۴ ، ۳۸۰ ، ۶۴۸ ، ۶۵۴ -
کلب حسین ، نادر ۸۷۳ - (احوال) ۸۷۴ -
کلب علی خاں - ۹۷ ، ۱۰۵ ، ۳۵۲ ، ۵۳۴ ، ۶۱۵ ، ۶۷۳ ، ۸۰۸ ، ۸۷۳ ، ۱۰۰۵ ، ۱۱۰۸ ، ۱۱۱۰ ، ۱۱۲۲ ، ۱۱۲۴ -

کلکٹر ۔ ۴۳۷ ۔
کلو ۔ ۳۶۶ ، ۳۸۲ ، ۵۶۸ ، ۵۸۵ ،
۶۱۳ ، ۶۲۶ ، ۶۲۹ ، ۶۴۸ ،
۶۵۴ ، ۷۳۰ ۔
کلیم ، ابو طالب ۔ ۲۹۵ ، ۶۰۵ ،
۸۱۲ ، ۱۰۲۰ ۔
کلیم اللہ ۔ ۴۵۷ ۔
کمشنر بہادر ۔ ۲۰۷ ، ۲۶۲ ،
۳۷۸ ، ۳۷۹ ، ۳۸۴ ، ۴۹۸ ،
۵۴۵ ، ۵۴۸ ، ۲۱۵ ، ۶۲۲ ،
۶۳۰ ، ۶۳۱ ، ۶۷۱ ، ۶۹۴ ،
۷۰۳ ، ۷۰۴ ، ۷۳۳ ۔
کنھیا لال ، ۹۶ ، ۶۶۰ ۔
کورنہن ۔ ۱۱۴۵ ۔
کوکب ، تفضل خاں ۔ ۴۸۵ ،
۶۱۵ ، ۶۱۶ ، ۶۲۰ ۔
کولبرک ۔ ۲۸۲ ۔
کوئن و کٹوریہ ۔ دیکھیے ملکہ ۔
۵۲۶ ، ۷۰۵ ، ۱۱۲۱ ۔
کیننگ ، لارڈ ۔ ۲۲۴ ،
۵۴۴ ، ۵۹۴ ۔
کیول رام ، ہشیار ۔ ۱۶ ، ۲۷ ، ۳۹ ،
۹۵۳ ۔
کیومرث ۔ ۱۱۲۸ ۔

گ

گارساں دتاسی ۔ ۷ ۔
گراسی موف ، ۹۴۸ ، ۹۴۹ ۔
گنگا پرشاد ۔ ۱۹۵ ۔
گنگا سنگھ ۔ ۱۱۲۰ ، ۱۱۲۱ ۔
گوبند پرشاد ۔ ۳۸۰ ۔
گوبند سنگھ ۔ ۱۱۴ ۔
گوپا سہائے ، پنڈت ۔ ۱۱۴۵ ۔
گوپی چند نارنگ ۔ ۷۳۱ ، ۹۹۱ ،
۱۱۱۷ ۔
گورنر پنجاب ۔ ۱۱۱۶ ۔
گورنر جنرل بہادر ۔ ۲۲۴ ، ۲۲۵ ،
۲۶۲ ، ۲۹۹ ، ۳۲۳ ، ۳۴۱ ،
۳۴۸ ، ۳۵۸ ، ۳۷۴ ، ۳۸۰ ،
۴۵۱ ، ۵۳۴ ، ۵۵۵ ، ۶۷۸ ،
۷۰۶ ، ۷۱۵ ۔

ل

لارنس ۔ ۳۲۳ ، ۷۰۵ ، ۷۹۳ ۔
لائق ۔ ۷۶۲ ۔
لطیف احمد ۔ ۳۰ ، ۱۰۷۱ ۔
لفٹنٹ گورنر ۔ ۸۸ ، ۲۹۹ ، ۳۲۳ ،
۳۴۸ ، ۳۶۹ ، ۳۷۴ ، ۴۵۱ ،
۴۵۶ ، ۴۷۳ ، ۴۹۸ ، ۵۰۲ ،
۵۱۱ ، ۵۱۳ ، ۵۳۱ ، ۵۳۳ ،
۵۴۶ ، ۵۴۷ ، ۵۵۴ ، ۵۵۵ ،
۵۵۶ ، ۶۱۶ ، ۶۲۶ ، ۶۷۸ ،
۶۹۱ ، ۷۰۱ ، ۷۱۲ ، ۱۰۵۹ ۔
لکھمی چند ، ۴۲۷ ، ۶۷۳
لیک ، جنرل ۔ ۱۰۲ ، ۱۰۳ ، ۶۴۵ ،
۷۷۹ ۔
لیلے ۔ ۴۹۵ ، ۵۲۲ ۔

م

مادھو رام ۔ ۵۷۲ ۔
مالک رام ۔ ۱۳ ، ۲۲۰ ، ۲۳۶ ، ۲۴۸ ،
۲۵۲ ، ۳۱۶ ، ۳۳۰ ، ۴۰۱ ،
۴۴۵ ، ۴۹۶ ، ۶۷۷ ، ۸۸۸ ،
۹۷۹ ، ۹۸۱ ، ۹۸۲ ، ۱۰۹۲ ،

نیز متعدد مقامات -
مان سنگھ ، راجہ - ۲۳۲ ، ۱۰۶۷ -
مانی - ۸۶۲ ، ۸۷۰ -
من بھاون لال ، منشی - ۸۴۱ -
مبارز الدین رفعت - ۱۰۸۴ -
مبارک علی شیخ - ہر صفحے پر -
متاجاعہ دار - ۳۷۸ -
متھرا داس - ۸۱۲ -
متین ، ڈاکٹر - ۴۹۷ -
متکاف ، تھیافلس - ۹۸۱ -
مجدالدین ، میر - ۴۳۸ -
محدود بن آدم - دیکھیے سنائی -
مجروح - دیکھیے میر مہدی -
مجنون - ۴۹۵ -
مچھیا - ۶۷۳ -
محب علی - ۱۰۸۸ -
محبوب - ۶۴۷ -
محسن الدولہ - ۶۱۶ -
محسن الدین شیخ - ۲۸۶ -
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم - ۴۷۱ ، ۴۹۶ ، ۸۱۴ ، ۸۵۳ ، ۸۵۴ -
محمد ابراہیم ، خلیل ، فوق - ۱۰۷۰ -
محمد ابراہیم - دیکھیے ذوق - ۲۱ -
محمد اسحاق - شوکت بخاری - ۱۴۶ -
محمد اسد اللہ خاں - ۱۴۲ ، ۵۴۵ ، ۱۰۳۰ -
محمد اشرف - ۱۱۳۸ -
محمد اعظم شاہ - ۳۳۹ -
محمد افضل (مصور) - ۳۱۲ ، ۳۱۳ ، ۳۱۶ -
محمد امام - ۷۶۶ -
محمد امین میر - ۲۵۷ -
محمد باقر - ۲۶۷ ، ۲۷۶ ، ۱۰۰۳ -
محمد بخش - ۵۸۵ ، ۶۴۳ ، ۱۱۲۷ -
محمد بن عبدالوہاب قزوینی ، ۹۴۹ -
محمد تقی - ۲۵۹ -
محمد تقی سپہر کاشانی - ۱۱۲۲ -
محمد حسن خاں ، حکیم - ۱۷۳ و صدر الصدور ۲۱۹ وقتیل ۲۱ ، ۷۱ ، ۱۲۰ ، ۱۳۸ ، ۸۹۲ ، ۹۱۴ ، ۹۳۰ ، ۹۴۷ ، ۱۰۳۶ ، ۱۰۳۷ ، و منشی ۱۴۷ ، ۱۴۸ ، ۱۴۹ -
محمد حسین ، ۶۶ ، ۷۴ ، ۹۶ ، ۲۰۹ ، ۳۰۵ ، ۷۱۰ ، ۱۱۰۵ ، ۱۱۴۵ ، دکنی تبریزی - ۲۱ ، ۷۹۸ ، میر ۳۸۵ -
محمد حنفیہ - ۱۰۸۸ -
محمد خالد ، ابوالنصر - ۶۶ -
محمد ذکی - ۱۱۲۵ ، ۱۱۳۸ ، ۱۱۳۹ -
محمد روشن خاں - ۱۱۰۵ -
محمد خیو - ۲۹۴ -
محمد رضا ، برق ، فتح الدولہ - ۱۰۱۴ ، ۱۰۳۳ ، ۱۰۵۵ -
محمد رفیع ، عالی - ۸۷۱ -
محمد زکریا خاں - ۱۰۰۶ ، ۱۰۰۸ -
محمد سعید خاں ، نواب - ۱۱۱۸ -
محمد شفیع - ۶۱۴

محمد ضیاءالدین خاں ، دیکھیے ضیاءالدین خاں - ۱۱۴۵ -
محمد ظہیر الدین - ۸۸۷ -
محمد عباس ، مفتی - ۶۲۷ ، ۷۶۰ -
محمد عبدالاحد - ۸۴۹ -
محمد عبدالرحمان - ۱۱۰۵ -
محمد عبدالسلام - ۲۸ ، ۲۹ ، ۸۴۹ ، ۸۵۰ -
محمد عبدالعلی - ۹۷ -
محمد عتیق - ۱۸۰ ، ۲۳۰ ، ۲۳۶ ، ۵۴۵ ، ۶۷۷ ، ۹۹۴ -
محمد عسکری - مرزا - ۴۹۷ ، ۱۰۵۰ -
محمد عظیم شاہ - ۳۰۶ -
محمد علی بیگ - ۷۵۴ ، ۸۸۸ -
محمد علی خاں - ۴۵۵ ، ۵۰۰ ، ۷۹۶ ، ۸۸۹ -
محمد فتح الدین ، شیرازی ، حکیم - ۷۶۲ -
محمد قلی خاں - ۲۶۴ ، ۶۲۶ ، ۶۲۹ ، ۶۳۰ ، ۶۳۴ ، ۶۳۵ ، ۶۴۴ ، ۶۴۸ -
محمد لطیف حسین - ۱۱۴۵ -
محمد محسن - ۷۳ ، ۱۱۰۳ -
محمد مرزا خاں - ۷۱ -
محمد مرتضیٰ ، بینش - ۱۰۰ -
محمد مصطفیٰ خاں ، حسرتی ، شیفتہ - ۹۴۶ ، ۹۷۱ ، ۱۰۱۶ ، ۱۰۹۰ ، ۱۱۴۱ -
محمد معین ، ڈاکٹر - ۹۱۷ -
محمد مہدی ثاقب - ۱۰۰ -
محمد میر - ۳۵۰ -
محمد میراں - ۱۰۰ ، ۱۱۱ ، ۱۱۷ ، ۹۲۸ -
محمد میرزا - ۶۱۳ ، ۶۱۸ ، ۱۰۰۵ -
محمد نجیب - ۱۰۵ ، ۱۱۳ -
محمد نصیر ، نواب جاں ۶۲۳ ، ۶۳۴ -
محمد نعیم الحق ، آزاد - ۱۰۷۶ -
محمد واجد علی شاہ - ۲۸۲ ، ۲۸۳ ، ۶۳۲ ، ۶۵۲ ، ۶۵۵ ، ۶۹۶ ، ۷۷۴ ، ۱۰۳۵ -
محمد وزیر بیگ ، غضنفر الدولہ ، سیندھی خاں ، ۷۲۷ -
محمد ولایت علی - ۱۰۹۰ -
محمد ہادی عزیر - ۴۲۹ -
محمد یوسف علی خاں ، نواب - ۵۸۶ ، ۱۱۲۲ -
محمود بیگ - ۹۸۶ -
محمود خاں حکیم - ۲۲۱ ، ۳۳۷ ، ۳۳۹ ، ۳۴۱ ، ۵۶۰ ، ۷۴۵ ، ۷۹۴ -
محمود علی - ۳۱۹ ، ۳۲۹ -
محمود مرزا - ۹۸۵ -
محی الدولہ محمد یار خاں - ۲۵۸ ، ۴۴۳ ، ۹۳۰ ، ۹۳۲ -
مختار الدین آرزو - ۳۱۲ ، ۳۱۶ ، ۴۳۲ ، ۹۹۷ ، ۱۰۱۴ ، ۱۰۱۷ ، ۱۱۲۵ ، ۱۱۳۷ -
مختار الملک - ۱۰۰ ، ۱۰۹ ، ۱۱۸ ، ۸۷۲ ، ۹۲۹ ، ۹۳۰ ، ۹۳۲ ،
مخدوم خادم ، صفی پوری ، ۱۰۹۰ -

مداری - ۶۴۹ ، ۶۵۴ -
مدہوش بدایونی - ۱۰۸۶ -
مراد علی - ۴۸۷ -
حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام -
۴۸۷ ، ۶۴۷ ، ۶۴۹ ، ۶۵۷ -
مرتضیٰ خاں - ۶۴۵ ، ۶۵۳ -
مرتضیٰ حسین بلگرامی - ۱۰۳۴ -
مرتضیٰ حسین ، فاضل - لکھنؤی
متعدد صفحات
مردان علی خاں رعنا - ۲۰ ، ۳۱۹ ،
۴۲۰ ، ۴۴۸ -
مرزا جان - ۸۳۷ -
مرزا حیدر - ۶۴۹ -
مرزا غالب - متعدد مقامات -
مرزا مہر، حاتم علی - ۶۷۷ ، ۶۸۰ ،
۶۸۱ -
مرزا نوشہ ، غالب - ۲۴۲ ، ۲۴۳ ،
۶۲۴ -
مرزا فاخر مکین - ۷۲۸ -
مرفی صاحب - ۳۸۸ -
مسرور - دیکھیے غلام حسن -
مسعود حسن ، ادیب - ۳۱ ، ۴۹۴ -
مسلم بن عقیل[۴] - ۷۳۶ -
مسلم ضیائی - ۴ -
مسیتا بیگ - ۹۴۳ ، ۱۱۳۷ -
مسیلمہ - ۸۱۴ -
مشتاق - ۱۴ -
مشتاق علی - ۱۰۸۸ -
مشرف الدین - دیکھیے سعدی -
مشرف علی - ۳۰۷ -
مشفق خواجہ - ۱۰۲۵ ، ۱۰۲۶ ،
۱۰۲۸ ، ۱۰۳۰ -
مشکور علی - ۱۰۸۸ -
مصاحب خاں - ۳۳۴ -
مصطفیٰ خاں ، محمد ، نواب، شیفتہ -
۷۹ ، ۱۴۰ ، ۱۷۸ ، ۱۸۲ ، ۱۸۴ ،
۱۹۸ ، ۲۰۵ ، ۲۰۷ ، ۳۵۸ ،
۳۷۵ ، ۴۴۵ ، ۴۵۵ ، ۴۵۷ ،
۷۰۹ ، ۷۱۰ ، ۹۰۳ ، ۹۰۹ -
مصطفیٰ خاں ، سوداگر ، حاجی -
۴۷۶ ، ۶۳۹ ، ۸۹۰ -
مصلح بن عبداللہ - دیکھیے سعدی -
مضطر - دیکھیے مردان علی خاں
رعنا -
مظفر حسین خاں ، مظفر الدولہ ،
مظفر مرزا - ۲۶ ، ۱۴۸ ، ۶۲۳ ،
۶۳۷ ، ۶۴۰ ، ۶۴۱ ، ۶۴۳ ،
۶۵۲ ، ۶۵۳ ، ۶۶۰ ، ۱۰۰۴ ،
۱۰۰۵ -
مظہر ، جان جاناں ، مرزا - ۵۰۰ -
مظہر علی سندیلوی - ۶۱۶ ، مارہروی
مولوی ۳۴۴ ، ۳۸۲ ، ۳۸۳ ، ۶۰۹ ، ۶۱۱ ، ۹۲۹ ،
۹۳۰ -
معز الدین - ۸۶۲ ، ۸۶۳ -
معصوم بھکری - ۹۴۷ -
معین الدولہ نظام الملک باقر علی -
۴۳۳ -

۸ ـ، ۷۹، ۸۲، ۸۳، ۸۶، ۹۳،
۹۵، ۹۷، ۹۸، ۹۳۶ -
میاں گھمن - ۶۵۴ -
میجر فلر - ۱۰۷۷ -
میر تقی میر - ۲۲۳، ۲۹۶، ۳۷۲،
۱۰۱۲، ۱۱۳۵ -
میر حسن موسوی - ۳۱۰، ۳۲۶ -
میرزا بھ، حکیم - ۷۶۲ -
میرزا مغل - ۴۴۷، ۵۱۶ -
میرزا جان، استاد - ۵۶۵، ۷۲۳،
۷۲۵، ۷۲۶، ۷۵، ۷۵۳، ۷۵۹،
۷۶۵، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۷،
۷۹۱، ۷۹۵، ۷۹۹ -
میر چھوٹم - ۵۸۶ -
میر مہدی مجروح - ۱۱، ۱۲، ۱۳،
۱۶، ۱۷، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۵،
۲۶، ۲۷، ۳۰، ۴۰، ۴۶، ۶۸،
۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۹،
۳۱۱، ۳۱۴، ۳۱۸، ۳۱۹،
۳۳۰، ۳۳۳، ۳۳۷، ۳۳۸،
۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۴، ۳۴۶،
۳۴۷، ۳۵۲، ۳۵۹، ۳۷۰،
۳۷۳، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۸،
۵۳۹، ۵۴۸، ۵۸۶، ۵۸۷،
۶۱۰، ۶۱۱، ۶۲۴، ۶۳۵،
۶۳۹، ۶۵۳، ۷۴۴، ۸۸۸،
۹۶۸، ۹۹۸ -
میرن، افضل علی (مجتہدالعصر) -
۱، ۲، ۳، ۶، ۹، ۱۰، ۱۱،
۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۹، ۲۰،
۲۱، ۲۲، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۸،
۲۹، ۳۰، ۳۷، ۳۸، ۴۰، ۴۲،
۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۵۰، ۵۱،
۵۳، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۹، ۶۲،
۶۵، ۷۵، ۷۷، ۷۹، ۸۰، ۸۲،
۸۳، ۸۵، ۸۶، ۶۰۹، ۶۱۰،
۶۱۱، ۶۵۳، ۹۶۸ -
میر منشی - ۵۴۶، ۵۵۶، ۶۷۸ -
میک ماہن - ۹۹۸ -
مینا، مرزا پوری - ۱۰۹۲ -
میور صاحب - ۷۷۹ -
میکالے، لارڈ - ۷۹۱ -
میکش، احمد حسین - ۳۰۸، ۳۷۱ -
میکلوڈ - ۸، ۹، ۳۴۱، ۶۹۴ -
مینڈھو لال - ۱۲۱ -
میونسپل - ۷۱۵ -

ن

نادر حسین، منشی، ۵۷۲، ۵۷۴،
۵۷۹، ۵۸۳، ۵۹۷، ۵۹۹،
۶۰۷ -
ناسخ، امام بخش - ۸۷۳، ۱۰۳۸،
۱۰۹۴ -
ناصر جان، مرزا - ۶۳۹ -
ناصر الدین - ۷۹۵، ۷۹۶ -

نظام الملک ، منتظم الدولہ ، نظام مراد آبادی - دیکھیے مردان علی خان رعنا - ۱۰۲ -
نظامی - ۵۳۹ ، ۸۶۳ ، ۸۸۶ ، ۹۱۷ ، ۱۰۳۷ -
نظیری ، محمد حسین - ۴۳ ، ۴۴ ، ۲۹۴ ، ۵۳۵ ، ۷۳۵ ، ۷۶۲ ، ۷۶۹ ، ۷۹۳ ، ۸۹۱ ، ۹۲۰ -
نعمان احمد - ۱۰۹۶ ، ۱۰۹۷ ، ۱۰۹۹ ، ۱۱۰۱ ، ۱۱۱۲ -
نعمت خان عالی - دیکھیے مرزا محمد -
نعیم بیگ ، مرزا - ۷۳۰ ، ۷۳۴ -
نعیم الحق - ۹۹۶ -
نقی ، سید ، مولانا ، زبدۃ العلما - ۶۵۲ ، ۶۵۸ -
نمرود - ۵۰۸ ، ۷۶۱ ، ۸۶۱ ، ۸۶۲ -
نندلال ، منشی - ۶۶۲ -
نواب جاں ، دیکھیے محمد نصیر -
نواب صاحب - ۱۰۰۵ -
نوح بن منصور - ۱۱۲۸ -
نورجہاں - ۱۰۰۱ -
نورالدین ، منشی - ۶۸۳ -
نورالدین حسین ، فائق - ۷۹ ، ۵۶۴ ، ۵۶۵ ، ۵۶۷ ، ۱۰۸۷ -
نو روز علی خاں - ۱۰۳۷ ، ۱۰۵۰ -
نوعی ، محمد رضا - ۲۹۴ -
نول کشور ، منشی - ۲۰۵ ، ۲۲۲ ، ۲۵۸ ، ۳۳۵ ، ۴۲۱ ، ۷۳۲ ، ۷۴۸ ، ۷۶۳ ، ۷۸۸ ، ۷۹۹ ، ۱۰۶۰ ، ۱۱۰۶ ، ۱۱۰۷ ، ۱۱۰۸ -
نوندرائے - ۶۲۴ ، ۶۲۸ -
نہال چند ، دیوان - ۳۲۳ -
نیاز بہادر خاں - ۶۱۳ -
نیاز علی - ۴۸ ، ۴۹ ، ۶۱۳ ، ۶۱۴ ، ۷۳۰ -
نیر - ۷۵۸ -

و

واجد علی - ۶۴۸ ، ۸۸۹ ، نیز دیکھیے محمد واجد علی شاہ -
وارستہ مل - ۳۱۶ -
وارن ہیسٹنگز - ۴۸۹ -
واصل خاں - ۶۷۴ -
واقف ، نورالعین - ۱۳۸ ، ۲۹۲ ، ۸۸۴ ، ۹۴۷ -
وامق ، دیکھیے افتخار الدین -
وجیہہ الدین - ۱۱۳۸ ، ۱۱۳۹ -
وجیہہ الزماں - ۹۱۶ ،
وزیر اعظم ولایت - ۵۵۴ -
وزیر الحسن عابدی - ۱۳ ، ۹۸۱ -
وزیر خاں - ۷۷۷ -
وزیر الدولہ ، وزیر محمد خاں - ۹۵۱ -
وزیر سنگھ - ۱۱۴۵ -
وزیر علی - ۲۸۹ ، ۳۰۸ ، ۳۸۸ ،

پیرا سنگھ - ۱۶ ، ۳۲۴، ۳۳۹ ،
۸۰۸ ، ۸۳۹ ، ۹۶۳ ، ۹۶۶ -

ی

یحییٰ - ۸۰۰ ، ۸۰۲ -
یوسف خاں ، دیوانہ - ۳۰۸ -
یوسف الدین حیدر - ۶۴۱ -
یوسف سلطان - ۶۶۰ -
یوسف علی خاں عزیز - ۴ ، ۱۱۵ ،
۳۰۱ ، ۳۲۴ ، ۴۹۳ ، ۴۹۴ ،
۴۹۶ ، ۶۱۳ ، ۶۱۹ ، ۷۰۰ ،
۷۰۱ ، ۷۰۲ ، ۷۰۷ ، ۷۰۸ ،
۷۱۲ ، ۷۵۷ ، ۷۹۷ ، ۸۰۸ ،
۹۸۳ -
یوسف علی خاں ، نواب رام پور -
۶۸ ، ۱۳۴ ، ۳۲۵ ، ۵۴۹ ،
۶۳۶ ، ۶۹۶ ، ۷۰۶ ، ۷۰۹ ،
۱۰۰۰ ، ۱۱۱۸ -
یوسف میرزا - ۲۵۷ ، ۳۰۱ ، ۳۴۸ ،
۳۸۷ ، ۳۷۲ ، ۳۷۵ ، ۳۸۴ ،
۵۵۹ ، ۶۲۴ ، ۶۲۵ ، ۶۲۶ ،
۶۲۷ ، ۶۳۲ ، ۶۳۴ ، ۶۳۷ ،
۶۳۸ ، ۶۳۹ ، ۶۴۱ ، ۶۴۹ ،
۶۵۳ ، ۶۶۰ ، ۷۱۸ ، ۸۰۱ ،
۸۳۴ ، ۱۰۵۴ ، ۱۱۱۳ -
یوسف ہند - ۵۹ ، ۸۷۳ -

MAAB 1431
maablib.org

امام باڑۂ غفرانمآب - ۴۲۹ -
امرتسر - ۸۷۴ -
امریکہ - ۵ -
املی کا محلہ - ۹۸۷ -
امو جان کا دروازہ - ۶۴۷ -
امیٹھی - ۵۵۰ -
اناؤ - ۱۰۹۰ -
انبالہ - ۱۵۶ ، ۲۲۳ ، ۲۲۵ ، ۲۹۹ ،
۵۴۷ ، ۷۱۲ -
اندور - ۶۹ ، ۱۲۹ ، ۱۳۵ ، ۱۶۰ ،
۳۲۸ ، ۵۱۰ ، ۶۶۶ ، ۹۷۶ -
انڈمان - ۷۳ ، ۷۵۹ -
انصاریوں کا محلہ - ۳۷۳ -
انگلستان - ۱۳۷ ، ۳۲۷ ، ۷۵۷ ،
۷۷۹ -
انگینڈ - ۳۹ -
اودھ - ۲۸۲ ، ۳۰۰ ، ۳۱۹ ، ۳۸۷ ،
۵۳۱ ، ۵۳۲ ، ۵۸۹ ، ۶۱۶ ،
۶۳۰ ، ۶۳۱ ، ۱۰۹۰ -
اورنگ آباد - ۶۲ ، ۷۳ ، ۵۸۶ ،
۱۰۰۰ ، ۱۰۱۱ ، ۱۰۷۷ -
اودگیر - ۸۷۲ -
ایشہ - ۱۰۷۳ -
ایران - ۱۴۶ ، ۸۹۰ ، ۹۳۹ -

ب

بابل - ۴۳ -
بابو گڑھ - ۴۷۷ ، ۵۶۴ -
بادشاہ پور - ۷۳۸ -
باندا - ۵۷۶ ، ۵۷۷ -
بانکا - ۳۹۵ -
بٹالہ - ۹۳۷ ، ۹۵۶ -
بدایوں - ۱۸۰ ، ۳۱۰ ، ۳۲۷ ،
۳۶۲ ، ۴۷۰ ، ۷۶۲ ، ۱۰۰۶ -
برطانیہ - ۱۱۲۰ ، ۱۱۲۱ -
برودی - ۱۰۳۳ -
برہان پور - ۲۹۴ -
بریلی - ۹۰ ، ۳۰۰ ، ۳۰۵ ، ۳۰۶ ،
۴۷۰ ، ۵۵۱ ، ۶۱۵ ، ۸۰۹ ،
۱۰۰۹ -
بڑودہ - ۳۶۸ ، ۴۷۰ ، ۴۷۱ ،
۴۸۰ ، ۵۸۶ -
بساون کی گلی - ۱۸۹ -
بغداد - ۸۵ -
بلاقی بیگم کا کوچہ - ۳۱۴ ، ۳۵۸ ،
۶۲۷ ، ۶۴۷ -
بلب گڑھ - ۳۵۸ ، ۷۹۶ -
بلخ - ۸۸۷ -
بلگرام - ۳۸۸ ، ۶۷۸ ، ۱۰۳۳ ،
۱۰۵۰ ، ۱۰۵۱ ، ۱۰۵۳ ،
۱۰۵۶ -
بلند شہر - ۱۲۰ ، ۱۶۲ ، ۱۶۵ ،
۲۱۹ ، ۷۶۲ -
بلوچ - ۱۰۴۲ -
بلی ماروں کا محلہ - ۱۶۸ ، ۱۷۳ ،
۱۸۷ ، ۱۸۸ ، ۳۵۸ ، ۳۸۳ ،
۴۰۳ ، ۴۳۱ ، ۵۷۸ ، ۷۲۲ ،
۷۴۵ ، ۸۸۴ ، ۹۸۷ -

ج

جامع مسجد - ۳۰۶ ، ۳۵۸ ، ۳۶۰ ، ۳۸۵ -

جامعہ عثمانیہ - ۱۰۸۳

جاورہ - ۶۵۹ -

جرنیل کی بی بی کی حویلی - ۳۶۰ -

جمنا - ۵۸۰ ، ۵۹۶ -

جمنا کا پل - ۳۵۸ -

جنید - ۳۱۳ -

جہانگیر آباد - ۲۰۷ ، ۳۷۵ -

جودھپور - ۳۵۸ ، ۷۹۵ ، ۷۹۶ -

جے پور - ۱۲۱ ، ۱۲۲ ، ۱۹۹ ، ۲۰۷ ، ۲۲۶ ، ۲۲۸ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶ ، ۲۵۲ ، ۲۵۳ ، ۳۱۹ ، ۳۲۶ ، ۳۵۳ ، ۳۶۹ ، ۵۷۹ ، ۶۰۹ ، ۶۱۱ ، ۶۵۳ ، ۹۹۴ -

چ

چاندنی چوک - ۶۸ ، ۳۵۸ ، ۳۸۸ ، ۳۸۹ -

چاؤڑی - ۳۱۴ -

چنچل گوڑا - ۱۰۱ -

چنچی - ۲۵۴ -

چھتہ راجہ کاشی - ۴۹۰ -

ح

حصار - ۳۵۸ ، ۶۲۶ ، ۸۰۰ -

حویلی تفضل حسین خاں - ۴۸۵ -

حویلی مہابت خاں - ۳۱۰ ، ۳۲۶ -

حیدرآباد - ۳ ، ۶۶ ، ۷۳ ، ۱۰۲ ، ۱۰۴ ، ۳۴۳ ، ۵۵۱ ، ۵۸۶ ، ۶۰۹ ، ۶۱۱ ، ۶۵۹ ، ۶۹۶ ، ۸۷۲ ، ۹۲۹ ، ۹۳۰ ، ۱۰۲۲ ، ۱۰۳۳ ، ۱۱۰۵ ، ۱۱۳۸ -

خ

خاص بازار - ۳۱۴ -

خان چند کا کوچہ - ۱۶۴ ، ۳۰۷ ، ۳۵۸ -

خان دوراں کا کوچہ - ۳۱۴ -

ختن - ۵۲۲ -

خدا بخش کی کربلا - ۱۰۳۳ -

خداوند کا امام باڑہ - ۶۴۷ -

خفچاق ، دشت - ۶۰۶ -

خواجہ صاحب کی حویلی - ۵۸۶ -

خواجہ قاسم کی حویلی - ۵۸۶ -

د

دارالبقاء - ۳۰۷ -

دارا پور ، بستی - ۱۱۲۷

دجلہ - ۲۳۰ -

درویش کا تکیہ - ۷۲۲ -

دریبہ - ۳۱۴ ، ۳۵۶ ، ۴۲۸ -

دریبہ کا دروازہ - ۷۲۱ -

دکن - ۱۰۰۰ ، ۱۰۱۱ ، ۱۱۱۳ -

دلی اینڈ بینک لمیٹڈ - ۱۱۴۵ -

دلی کالج - ۱۱۲۷ -

دوجانہ - ۳۵۸ ، ۴۴۸ ، ۷۹۲ -

دہلی ۳ ، ۵ ، ۷ تا ۱۱ ، ۱۴ ، ۱۹ ، ۲۵ ، ۲۷ ، ۳۲ ، ۶۸ ، ۷۱ ، ۸۳ ، ۸۷ ، ۸۹ ، ۱۱۷ ،

۷۱۰ ، ۷۱۴ ، ۷۳۰ ، ۷۳۲ ،
۷۴۰ ، ۷۴۷ ، ۷۴۸ ، ۸۰۳ ،
۸۰۹ ، ۸۱۲ ، ۹۰۰ ، ۹۰۷ ،
۹۱۵ ، ۹۱۶ ، ۹۳۰ ،
۱۰۰۵ ، ۱۰۰۹ ، ۱۰۱۰ ،
۱۰۵۰ ، ۱۰۵۱ ، ۱۱۰۳ ،
۱۱۰۹ ، ۱۱۱۸ ، ۱۱۲۲ ،
۱۱۲۳ ، ۱۱۲۴ ، ۱۱۲۵ ،
۱۱۴۰ ، ۱۱۴۱ -
رام جی داس گنج - ۳۶۰ -
رائے مان کا کوچہ - ۳۰۵ -
رود نیل - ۳۴۳ -
روس - ۵ -
رہتک - ۶۵۷ ، ۶۵۹ ، ۸۳۳ ،
رہیل کھنڈ - ۱۰۰۹ -

س

ساوہ - ۸۸۷ -
سپاٹو - ۱۲۰ ، ۳۸۸ -
سردھنہ - ۸۷ -
سری نگر - ۴۱۹ -
سسواں - ۴۶۲ ، ۴۷۱ -
سعادت خان کا کٹرہ - ۳۶۰ -
سکندر آباد - ۱۲۰ ، ۱۳۴ ، ۱۳۵ ،
۱۴۴ ، ۱۵۴ ، ۱۶۱ ، ۱۶۵ ،
۱۹۱ ، ۲۰۳ ، ۲۰۴ ، ۲۰۷ ،
۲۲۲ ، ۵۱۵ ، ۹۱۶ -
سکندر راؤ - ۲۶۴ -
سلطان جی - ۳۰۸ ، ۶۲۹ ، ۶۴۴ -
۷۹۱ -
سلیم شاہ کا تکیہ - ۶۷۳ -
سمرقند - ۳ ، ۶۰۶ -
سندھ - ۲۹۲ ، ۱۰۳۲ -
سورت - ۱۲ ، ۴۷ ، ۶۲ ، ۶۵ ،
۷۳ ، ۸۰ ، ۸۴ ، ۸۹ ، ۵۵۱ -
سہارن پور - ۱۰۴۷ -
سیتا پور - ۱۰۹۶ -

ش

شاہپوری - ۳۱۹ -
شاہ آباد - ۱۰۳۳ -
شاہ بولا کا بڑ - ۳۰۷ -
شاہ جہاں آباد - ۳ ، ۵۹۳ -
شاہ جہاں پور - ۱۸۵ - ۴۵۷ -
شاہ درہ - ۳۰۵ -
شعبان بیگ کی حویلی - ۷۹۵ -
شیخوپورہ - ۴۵۵ -
شیراز - ۱۸۳ ، ۷۳۵ -

ص

صفی پور - ۱۰۹۰ -

ط

طور - ۶۰۱ -
طہران - ۱۸۳ -

ع

عالم بیگ کا کٹرہ - ۳۵۱ -
عجم - ۴۰ ، ۹۹۳ -
عرب - ۴۰ ، ۶۰ ، ۹۹۳ -

کشتی نوح - ۱۹۸ -
کشمیر - ۶۰۴ -
کشمیرن والا کٹرہ - ۶۷۴ -
کشمیری بازار - ۱۴۳ ، ۳۲۰ ، ۳۹۱ -
کشمیری دروازہ - ۳۶۰ -
کشمیری کٹرہ - ۳۱۲ ، ۷۲۱ -
کعبہ - ۶۱۵ -
کلکتہ - ۵ ، ۲۱ ، ۷۳ ، ۱۱۱ ، ۲۳۳ ، ۲۶۹ ، ۲۷۶ ، ۲۸۲ ، ۲۸۳ ، ۳۱۱ ، ۳۱۲ ، ۳۲۲ ، ۳۴۸ ، ۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۵۰۲ ، ۵۲۲ ، ۵۳۲ ، ۵۴۵ ، ۵۵۱ ، ۵۵۴ ، ۶۳۲ ، ۶۵۲ ، ۶۸۸ ، ۷۳۹ ، ۷۹۲ ، ۸۴۹ ، ۱۰۵۰ ، ۱۰۳۳ ، ۱۱۲۴ ، ۱۱۲۵ -
کلکتہ دروازہ - ۳۶۰ -
کندہولی - ۶۸۲ ، ۶۸۵ -
کنعان - ۳۸۷ ، ۸۷۳ -
کوآتھ - ۱۰۳۳ -
کوسی ، دریا - ۳۳۳ -
کوفہ - ۷۳۶ -
کول - ۱۴۴ ، ۱۹۱ ، ۲۱۶ ، ۲۲۸ ، ۲۳۱ ، ۲۳۳ ، ۳۰۷ -
کھاری باؤلی - ۶۸ -
کین (ندی) - ۵۹۶ -
کڑوڑا والی حویلی - ۷۴۵ -
کیتھم گانو - ۶۷۳ -
کینگ کالج - ۱۰۳۳ -

ک

گائی کوار - ۴۶۲ -
گجرات - ۲۹۴ ، ۳۶۸ ، ۱۰۸۷ -
گڈریوں والا کٹرہ - ۶۷۴ -
گڈھ مکتیشر - ۱۸۵ ، ۴۵۷ -
گنبد قابوس - ۱۱۲۸ -
گنگا - ۵۹۶ -
گوالیار - ۱۹۹ ، ۲۰۹ ، ۴۸۹ ، ۶۵۹ ، ۶۷۲ -
گورداس پور - ۹۴۷ -
گور کھپور - ۴۲۲ -
گوروں کا پارک - ۶۴۷ -
گوڑگانو - ۷۴۸ -

ل

لال ڈگی - ۳۶۰ ، ۶۲۷ ، ۶۴۷ - ۸۸۴ -
لال کنواں - ۱۶۸ ، ۴۰۳ ، ۴۲۷ ، ۸۸۴ -
لاہور - ۳ ، ۷ ، ۹ ، ۱۰ ، ۱۳ ، ۳۶ ، ۵۹ ، ۷۴ ، ۲۶۷ ، ۲۹۲ ، ۲۹۳ ، ۲۹۴ ، ۲۹۵ ، ۳۳۳ ، ۳۲۷ ، ۳۲۹ ، ۳۷۳ ، ۵۶۹ ، ۷۹۶ ، ۹۹۳ ، ۹۹۸ ، ۱۰۵۰ ، ۱۰۵۵ ، ۱۰۶۵ ، ۱۰۷۸ ، ۱۱۴۴ -
لاہوری دروازہ - ۶۸ ، ۳۱۴ ، ۳۷۶ -

میرٹھ - ۵۸ ، ۷۵ ، ۷۶ ، ۸۷ ، ۹۴ ،
۱۴۰ ، ۱۶۲ ، ۱۸۲ ، ۱۸۶ ،
۲۲۴ ، ۲۶۵ ، ۳۲۳ ، ۳۲۷ ،
۵۲۹ ، ۵۴۵ ، ۵۴۸ ، ۵۵۷ ،
۵۸۳ ، ۶۲۶ ، ۶۳۹ ، ۶۵۰ ،
۶۶۰ ، ۷۰۸ ، ۷۰۹ ، ۷۱۰ ،
۷۳۹ -
میر خیراتی کی حویلی - ۳۶۰ ، ۳۸۳ -
میر خیراتی کا پھاٹک - ۴۲۷ -

ن

نثار کا چھتہ - ۶۴۷ -
نجف - ۷۳۵ -
نخاس - ۳۰ ، ۶۸۸ -
نیپال - ۵۳۱ ، ۳۲۳ -
نیشاپور - ۸۸۸ -
نیلور - ۱۰۰ - ۸۷۲ -

و

وزیر پورہ - ۵۸۶ -
وسط ایشیا - ۵۴۶ -
وسوں کا کوچہ ، گلی - ۱۸۸ ،
۱۹۰ -
وکٹوریہ زنانہ اسپتال - ۴۸۵ -
ولایت - ۹۹۱ -

ہ

ہاپڑ - ۵۶۳ ، ۵۶۴ -
ہانسی - ۳۵۸ ، ۶۲۶ -
ہاترس - ۱۲۲ ، ۲۲۶ ، ۵۰۴ ،
۵۰۶ ، ۶۷۶ ، ۷۰۸ ، ۸۹۶ ،
۹۱۳ -
ہرات - ۹۳۳ -
ہردوئی - ۱۰۱۳ -
ہندوستان (ہند) - ۵ ، ۴۰ ، ۴۳ ،
۴۹ ، ۱۵۰ ، ۳۸۱ ، ۵۰۱ ،
۵۹۴ ، ۶۰۶ ، ۶۷۱ ، ۶۹۱ ،
۷۶۸ ، ۸۴۹ ، ۸۰۴ ، ۸۶۲ ،
۸۷۲ ، ۸۸۱ ، ۸۹۰ ، ۹۳۰ ،
۹۹۲ ، ۱۱۱۹ -
ہوگلی - ۲۹۲ -

ی

یوپی - ۱۰۰۵ ، ۱۰۳۳ -
یونان - ۱۱۲۸ -

maablib.org

امیر حمزہ کی داستان - ۳۲۹ -
امیر الاخبار - ۷۲۷ -
انتخاب رقعات - ۳۳۵ ، ۳۴۷ ، ۳۴۹ ، ۳۵۱ ، ۳۵۹ ، ۳۶۳ ، ۳۶۵ -
انتخاب غالب - ۸ -
انجمن اشاعت مطالب مفیدہ پنجاب - ۷۸۷ -
انجیل - ۷۹۳ -
انشائے سید کل - ۱۰۲۵ ، ۱۰۳۰ ، ۱۰۳۱ -
انشائے اردو - ۷ ، ۸ ، ۳۴۶ ، ۳۴۷ ، ۳۴۹ ، ۳۵۱ تا ۳۵۳ ، ۳۵۹ ، ۳۶۲ ، ۳۶۷ ، ۹۹۹ ، ۱۰۵۲ -
انشائے بہار بے خزاں - ۵۵۰ -
انشائے خلیفہ - ۵۱۶ ، ۵۷۵ -
انقلاب ، اخبار - ۱۰۷۰ -
انیسویں صدی میں ۔ ۔ ۔ ۔ سیاحت - ۵۴۶ -
اودھ اخبار - ۳۱ ، ۵۸ ، ۹۷ ، ۱۱۸ ، ۲۲۵ ، ۳۹۴ ، ۵۴۱ ، ۷۴۹ ، ۷۵۰ ، ۷۹۳ ، ۱۰۲۲ ، ۱۰۳۰ ، ۱۱۰۶ ،
اورینٹل کالج میگزین - ۱۱۰۳ -

ب

بادمخالف - ۶۲۶ ، ۹۱۴ ، ۱۰۸۹ -
باغ دو در ، سید - ۱۳ -
برہان قاطع - ۲۷۷ ، ۳۳۰ ، ۳۳۱ ، ۵۵۲ ، ۵۸۷ ، ۵۸۸ ، ۷۳۸ ، ۷۹۸ ، ۸۰۲ ، ۹۱۱ ، ۹۱۴ ، ۹۱۵ ، ۹۳۹ ، ۹۷۱ ، ۱۰۷۶ ، ۱۰۸۹ -
بغاوت ہند - ۶۹۶ ، ۷۹۸ تا ۸۰۰ ، ۸۰۲ تا ۸۰۴ -
بوستان - ۱۸۴ ، ۸۱۵ ، ۸۹۶ ، ۹۳۸ -
بوستان خیال - ۳۲۹ ، ۵۳۰ ، ۸۶۰ ، ۸۸۲ ، ۱۰۲۲ ، ۱۰۲۴ ، ۱۰۳۰ ، ۱۰۳۱ -
بہارستان سرور - ۲۷۳ -
بہار عجم - ۹۱۱ -
بیاض علائی - ۱۱۱۳ ، ۱۱۱۶ -
بیان بخشایش - ۴۹۳ ، ۴۹۴ -
بیدل - ۷۹۳ -

پ

پاژند - ۷۹۳ -
پرتوستان - ۲۸۵ -
پرستان خیال - ۱۰۲۴ ، ۱۰۳۰ -
پنج آہنگ - ۴۰ ، ۹ ، ۱۸ ، ۱۳۹ ، ۱۴۸ ، ۱۸۰ ، ۲۳۲ ، ۲۳۹ ، ۳۰۹ ، ۳۹۱ ، ۳۹۲ ، ۳۹۶ ، ۶۸۳ ، ۶۸۴ ، ۶۸۹ ، ۷۷۹ ، ۸۸۸ ، ۱۰۲۸ ، ۱۰۶۵ تا ۱۰۶۷ ، ۱۰۸۹ -

۳۵۲ ، ۳۵۳ ، ۴۰۵ ، ۴۱۶ ،
۷۲۸ ، ۹۹۸ ، ۱۰۰۵ -
خم خانۂ جاوید - ۲۳۸ ، ۲۹۲ ،
۵۳۱ ، ۶۹۴ ، ۱۰۵۵ ، ۱۰۹۲ -
خون نابۂ جگر - ۱۸ -
خیابان - ۳۱ -

د

داستان غدر - ۷۹۶ -
دافع بنیان - ۱۰۵ ، ۱۱۳ ، ۱۱۴ ،
۵۵۷ ، ۱۰۶۷ ، ۱۱۰۰ -
دانش ، مجلہ - ۹۱۷ -
دبدبۂ سکندری - ۱۱۰۹ -
درفش کاویانی - ۱۸ ، ۴۷ ، ۸۳ ،
۹۵ ، ۱۱۸ ، ۵۶۴ ، ۱۰۷۶ ،
۱۰۹۷ ، ۱۱۰۳ -
دری کشا - ۷۵۶ -
دساتیر - ۱۲۶ ، ۷۳۸ ، ۷۵۳ ،
۸۰۲ -
دساتیر کی فرہنگ - ۷۳۸ ، ۷۵۳ -
دستاویزات تاریخ بنارس - ۱۴۶ ،
۸۸۶ ، ۴۹۰ -
دستنبو - ۱۸ ، ۱۳۶ ، ۱۳۸ ،
۱۸۸ ، ۱۹۳ ، ۱۹۵ ، ۲۰۲ ،
۲۰۳ ، ۲۴۱ ، ۲۴۲ ، ۲۴۹ ،
۲۶۲ ، ۳۰۹ ، ۳۱۹ ، ۳۴۰ ،
۳۷۴ ، ۳۹۶ ، ۳۹۹ ، ۴۸۷ ،
۴۹۸ ، ۵۰۳ ، ۵۰۴ ، ۵۱۲ ،
۵۱۳ ، ۵۲۶ ، ۵۲۷ ، ۵۳۲ ،
۵۳۶ ، ۵۹۲ ، ۴۹۴ ، ۵۹۵ ،
۶۶۲ ، ۶۶۷ ، ۶۶۸ ، ۶۷۱ ،
۶۸۴ ، ۶۸۷ ، ۶۸۹ ، ۶۹۱ ،
۶۹۸ ، ۷۰۳ ، ۷۱۴ ، ۹۹۲ ،
۹۹۳ ، ۱۰۰۹ ، ۱۰۸۹ -
دعاے صباح - ۱۰۵۱ -
دفتر بے مثال - ۳۹۵ -
دلی گزٹ - ۶۷۹ -
دیوان اردو ، غالب - ۲۵۸ ،
۳۰۴ ، ۳۹۶ ، ۴۱۰ ، ۴۱۶ ،
۶۶۲ ، ۶۶۳ ، ۶۹۰ ، ۷۰۹ ،
۷۱۰ ، ۱۰۸۹ ، ۱۱۰۵ -
دیوان تفتہ - ۱۷۰ ، ۹۹۵ -
دیوان حافظ - ۱۷۸ ، ۶۰۷ -
دیوان درد - ۱۰۱۴ -
دیوان ذکا - ۲۹ -
دیوان راجہ - ۴۹۰ -
دیوان ریختہ (غالب) - ۴۱۶ ،
۶۸۳ ، ۷۰۹ -
دیوان شاداں - ۶۱۹ -
دیوان شہیدی - ۵۳۱ -
دیوان غالب ، نیز دیکھیے دیوان
ریختہ و اردو - ۴۱۰ ، ۵۷۷ ،
۶۰۳ ، ۷۲۰ ، ۱۱۱۳ ، ۱۱۱۶ -
دیوان فارسی - ۲۵۸ -
دیوان ناسخ - ۱۰۴۹ -
دیوان نیر ، رخشاں - ۲۰۱ -

و

رجال سندھ و ہند - ۳۲۰ -
رستخیز ہند - ۶۹۶ -
رسوم ہند - ۷ -
رشحات صفیر - ۱۰۱۵ -
رطب العرب - ۳۲۹ -
رقعات ملا غیاث الدین - ۲۹۲ -
روز روشن - ۲۹۴ -
روزنامچہ یادگار مظہری - ۹۲۹ -

ز

زبدۃ الاخبار - ۸۸۹ -
زبور - ۷۹۳ -
زمانہ ، کان پور - ۱۰۳۱ -
زند - ۷۹۳ -

س

ساقی نامہ - ۲۹۴ ، ۱۰۷۶ -
سبد چین - ۵۶ ، ۶۰۲ ، ۷۳۰ -
سراج سخن - ۱۰۸۶ -
سراج المعرفت - ۲۹ ، ۸۵۲ ، ۸۵۹ -
سرو آزاد - ۷۸۵ ، ۸۸۷ -
سروش سخن - ۲۹۱ ، ۹۳۷ -
سفینۂ خوش گو - ۲۹۱ ، ۹۳۷ -
سفینۂ ہندی - ۲۹۲ ، ۹۳۷ -
سنبلستان - ۱۳۳ ، ۱۵۹ ، ۱۸۳ ، ۸۹۶ -
سوالات عبدالکریم - ۱۰۵ ، ۵۵۳ ، ۱۱۰۰ ، ۱۱۳۴ -
سہ نثر ظہوری - ۲۹۴ -

ش

شاہ جہاں نامہ - ۲۹۵ -
شاہ نامہ - ۲۹۳ -
شرح انتخاب قصائد خاقانی - ۲۹۳
شرح مأۃ عامل - ۱۱۲۷ -
شرف نامہ - ۷۸۴ -
شعاع مہر - ۳۹۳ ، ۳۹۴ -
شعرالعجم - ۲۹۵ -
شمع انجمن - ۳۹۵ ، ۵۳۱ -

ص

صادق الاخبار - ۶۴۲ - ۸۹۰ -
صبح امید - ۱۰۲۰ -
صحافت پاکستان و ہند - ۱۳ ، ۸۹۰ -
صحیفہ ، غالب نمبر - ۱۰۲۴ ، ۱۰۲۸ ، ۱۰۳۰ ، ۱۱۳۰ ، ۱۱۳۱ -
صراح - ۵۶۸ ، ۹۳۹ -
صنادید عجم - ۲۹۳ تا ۲۹۵ ، ۸۹۹ ، ۹۳۹ -
صوبۂ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات - ۱۷۹ ، ۶۷۷ ، ۸۹۰ ، ۹۹۴ -

ط

طب محمد حسین خانی - ۱۷۹ -
طوطی نامہ - ۷۸۷ -

ع

علی گڑھ میگزین - ۱۴۷ ، ۴۰۷ ، ۹۹۸ ، ۱۰۱۴ ، ۱۰۲۳ ، ۱۰۳۱ ، ۱۰۷۵ ، ۱۰۸۷ -

عود ہندی - تقریباً ہر صفحہ پر -

ع

غالب کی نادر تحریریں - ۷۲۳ ، ۷۷۰ ، ۹۹۲ ، ۱۰۰۸ ، ۱۰۱۱ ، ۱۰۱۲ ، ۱۰۱۵ ، ۱۰۱۸ ، ۱۰۲۱ ، ۱۰۲۲ ، ۱۰۲۳ ، ۱۰۲۵ ، ۱۰۲۸ ، ۱۰۳۱ ، ۱۰۸۶ ، ۱۰۸۷ ، ۱۰۹۰ ، ۱۰۹۱ ، ۱۰۹۴ ، ۱۱۰۴ ، ۱۱۰۵ ، ۱۱۱۲ ، ۱۱۱۳ ، ۱۱۱۶ تا ۱۱۱۸ ، ۱۱۲۲ ، ۱۱۲۴ ، ۱۱۲۵ ، ۱۱۲۷ ، ۱۱۷۷ -

غالب نامہ - ۷۷۵ -

غوغائے سپاہ - ۶۹۶ -

غیاث اللغات - ۲۰۲ ، ۵۲۶ ، ۵۷۵ ، ۹۱۴ ، ۱۱۱۸ -

ف

فارسی کا دیوان - ۳۹۶ -

فتنۂ محشر - ۶۹۶ -

فرہنگ آموزگار - ۹۳۸ -

فرہنگ اثر - ۵۰۶ -

فرہنگ سرور - ۳۸۱ -

فرہنگ غالب - ۱۰۶۵ -

فرہنگ مطلع السعدین - ۶۱۴ ،

فرہنگ نامہ - ۷۸۵ -

فرہنگ نوبہار - ۵۶۷ -

فرہنگ نویسی در ہند و پاکستان - ۷۸۵ -

فسانۂ عجائب - ۸۷۰ ، ۱۰۲۶ ، ۱۰۲۷ -

فصیح الملک - ۳۱ ، ۱۰۰۹ ، تا ۱۰۱۴ -

فغان بے خبر - ۱۸ ، ۲۳ ، ۲۴ -

فورمیسینجرز (Four Messangers) - ۶۷۷ -

فیض صفیر - ۱۰۲۱ ، ۱۰۳۱ -

ق

قاطع برہان - ۷۰ ، ۷۷ ، ۱۱۱ ، ۳۵۷ ، ۳۶۴ ، ۳۹۳ ، ۳۹۴ ، ۴۳۰ تا ۴۳۲ ، ۵۴۲ ، ۵۵۲ ، ۵۵۶ ، ۵۶۴ ، ۵۸۷ ، ۶۱۶ ، ۷۴۹ ، ۷۶۰ ، ۷۷۱ ، ۱۰۵۴ ، ۱۰۵۵ ، ۱۰۷۶ ، ۱۰۸۹ ، ۱۱۰۳ ، ۱۱۰۸ ، ۱۱۲۷ -

قاطع القاطع - ۱۱۰۴ ، ۱۱۲۷ ، ۱۱۳۵ ، ۱۱۳۶ -

قاموس المشاہیر - ۱۴۶ ، ۲۹۲ ، ۵۵۱ -

قرآن مجید - ۵۶۵ ، ۷۹۳ -

قصائد عرفی - ۱۸۴ ، ۹۵۰ -

قصائد نامہ - ۲۹ -
قواعد تذکیر و تانیث - ۲۹ -
قواعد العروض - ۱۰۳۳ -
قومی زبان ۱۱۰۷ -
قیصر التواریخ - ۲۵۷ -

ک

کارنامۂ بزرگان ایران - ۲۹۳ -
کلمات الشعراء - ۱۳۶ ، ۲۹۲ ،
۲۹۴ ، ۲۹۵ ، ۸۸۶ -
کلیات اردو - ۳۶۴ ، ۳۹۲ ،
۵۶۷ ، ۶۸۴ -
کلیات سالک - ۳۵۲ ، ۶۱۲ ، ۶۱۳ ،
۷۱۵ ، ۷۶۸ -
کلیات شیفتہ - ۹۴۶ -
کلیات قدر بلگرامی - ۱۰۳۴ ،
۱۰۴۵ ، ۱۰۶۷ ، ۱۰۶۸ -
کلیات نثر فارسی - ۳ ، ۱۴۹ ،
۳۲۶ ، ۵۷۴ -
کلیات نظم فارسی - ۳ ، ۴۴ ، ۲۵۸ ،
۳۰۹ ، ۳۲۵ ، ۳۶۴ ، ۳۹۲ ،
۴۶۶ ، ۴۸۶ ، ۴۸۸ ، ۵۰۰ ،
۵۰۲ ، ۵۲۶ ، ۵۴۳ ، ۵۴۴ ،
۵۹۰ ، ۵۹۸ ، ۶۰۳ ، ۶۱۹ ،
۶۲۰ ، ۶۵۵ ، ۶۸۳ ، ۶۸۴ ،
۶۹۱ ، ۷۰۴ ، ۷۴۰ ، ۷۴۱ ،
۱۰۱۹ ، ۱۰۲۳ ، ۱۰۸۹ ،
۱۱۳۸ -
کوہ نور - ۶۳۴ -

ک

کل رعنا ، راجہ - ۴۹۰ -
گلزار سرور - ۲۹ ، ۸۶۹ -
گلستان - ۱۳۷ ، ۱۵۵ ، ۸۱۵ -
گلستان سخن - ۵۷۱ -
گنج سخن - ۲۹۴ ، ۲۹۵ -

ل

لطائف غیبی - ۷۱ ، ۷۸ ، ۸۴ ،
۹۴ ، ۱۰۵ ، ۱۱۰۰ ، ۱۱۰۳ -
لغات کشوری - ۷۵۶ -
لغت فرس - ۷۵۶ -
لواء الحمد ، مثنوی - ۱۰۷۵ ،

م

ماہ نو - ۵ ، ۳۲۰ ، ۷۷۵ ، ۱۰۷۰ -
ماہ نیم ماہ - ۲۸۵ ، ۶۸۰ ، ۱۰۸۸ -
متفرقات غالب - ۱۴۹ -
مثنوی ابر گہر بار - ۷۸۹ ، ۷۹۳ -
مثنوی بیان نموداری شان نبوت -
۹۲۹ -
مثنوی داستان گل سخن - ۴۹۰ -
مثنوی مہر - ۲۹ -
مجالس النفائس - ۹۲۳ -
مجموعۂ نثر غالب - ۹ -
محرق قاطع - ۱۰۵ ، ۵۵۲ ، ۷۸۹ ،
۸۱۸ ، ۱۱۰۰ -
مخزن شعراء - ۸۰ ، ۱۰۸۷ -
مخزن الاسرار - ۱۰۳۱ -

مرآۃ الصحائف - ۱۸۴ -
مرقع ادب - ۹۹۰ ، ۱۰۱۱ تا
۱۰۱۴ ، ۱۰۹۲ تا ۱۰۹۴ -
مرقع فیض - ۱۰۱۸ ، ۱۰۲۵ -
مشاہیر کشمیر - ۵۳۱ -
مصطلحات الشعراء - ۳۱۶ -
معارف ، رسالہ - ۱۰۷۵ ، ۱۱۱۶ -
معز نامہ - ۸۶۲ -
معیار الشعراء - ۵۲۵ ، ۶۶۲ ، ۶۹۳ ،
۶۹۶ ، ۶۹۸ ، ۷۰۰ ، ۷۰۷ -
معیار الاشعار - ۶۹۹ ، ۷۰۰ -
مغنی نامہ - ۱۰۷۶ -
مفید الخلائق ، اخبار - ۶۶۲ ،
۶۸۸ -
مقالات سرسید - ۲۰۳ -
مکاتیب غالب - ۳ ، ۶ ، ۳۰۴ ،
۳۰۵ ، ۴۰۵ ، ۵۴۹ ، ۷۷۹ ،
۹۱۶ ، ۱۱۰۹ تا ۱۱۳۰ ،
۱۱۱۸ -
مکاتیب محمد حسین آزاد - ۴۸۵ ،
۷۸۷ -
منشآت مادھو رام - ۵۷۵ -
مناظرۂ معنی و زکی - ۱۱۳۸ -
منتخب التواریخ - ۲۵۵ ، ۲۹۴ -
منتخب کلیات میر - ۸۱ -
مؤید برہان - ۱۱۱ ، ۱۱۸ - ۱۹۷ ،
۹۲۷ ، ۹۲۸ -
مہر غالب - ۲۶۷ -
مہر نیم روز - ۱۸ ، ۲۸۵ ، ۲۸۶ ،
۳۰۹ ، ۳۱۲ ، ۳۹۶ ، ۶۸۰ ،
۶۸۳ ، ۶۸۴ ، ۱۰۲۸ -
مہر و انجم - ۹۸۷ -
میزان الادویہ - ۹۱۶ -
میزان الاوزان - ۹۳۳ -
مینا بازار - ۱۰۹۰ -

ن

نادرات غالب - ۲۶ ، ۲۷ ، ۱۷۹ ،
۵۲۶ ، ۵۲۷ ، ۹۲۰ -
نامۂ غالب - ۸۴ ، ۸۶ -
ندیم ، رسالہ - ۱۰۲۵ -
نشتر عشق - ۱۵۰ -
نقوش - ۳۱ ، ۲۹۲ ، ۳۰۰ ، ۳۰۱ ،
۳۰۳ ، ۳۰۵ تا ۳۰۷ ، ۳۰۹ ،
۷۳۲ ، ۷۷۰ ، ۹۹۶ ، ۱۰۰۷ ،
۱۰۱۵ ، ۱۰۱۷ ، ۱۰۹۰ ،
۱۰۹۱ ، ۱۱۱۳ ، ۱۱۷۷ ،
۱۱۷۸ ، ۱۱۸۰ ، ۱۱۸۳ ،
۱۱۹۰ ، ۱۱۹۱ ،
نکات و رقعات - ۹ ، ۱۰ ، ۱۸ -
نگار ، ماہ نامہ - ۳۳۲ ، ۶۱۹ ،
۱۰۲۰ ، ۱۰۲۲ تا ۱۰۲۴ ،
۱۰۲۸ ، ۱۰۸۴ ، ۱۰۹۷ ،
۱۱۰۸ ، ۱۱۸۷ -
نگارستان سخن - ۲۳۸ ، ۹۳۷ -

نگارستان فارس - ۲۹۲ ، ۸۸۶ -
نوادر غالب - ۹۸۷ -
نور الانوار ، کلیات نظم و نثر -
۱۰۷۰ -
نورالللغات - ۵۰۶ -
نہرالفصاحت - ۸۹۲ -

و

واجد علی شاہ اور ان کا عہد -
۶۳۵ -
وقائع عالم گیری - ۲۵۴ -

ہلال ، مجلہ - ۷۶۹ -
ہمایوں - ۱۱۰۶ -
ہندوستانی - ۱۰۸۸ ، ۱۱۰۴ ،
۱۱۰۵ ، ۱۱۲۷ ، ۱۱۳۰ -

ی

یادگار غالب - ۱۵ ، ۲۶ ، ۲۷ -

MAAB 1431
maablib.org

متفرقات

ارنڈی کا تیل - ۲۱۵ -
اربر کی کھچڑی - ۵۶۳ -
اساڑھ - ۲۷۹ -
افشردہ - ۲۱۵ -
آلو بخارا - ۲۱۵ -
آم - ۶۱۴ -
املی کا پتا - ۲۱۵ -
اوڈلٹام - ۷۱۵ ، ۷۱۶ -
باجرہ - ۲۷۹ ، ۳۱۲ -
باجرے کا حلوہ سوہن - ۷۶۸ -
بادام کا شیرہ - ۱۰۱۲ -
بزاز - ۶۱۴ -
بکری - ۸۰۶ -
بلبل - ۹۷۰ -
بواسیر - ۷۷۶ -
بھادوں - ۵۵۳ -
بیساکھ - ۲۳۵ -
بیل - ۷۳۷ -
پلاؤ - ۷۸۵ -
پھاگن - ۲۳۵ -
پھول والوں کا میلہ - ۵۵۳ -
ٹٹو - ۶۳۵ ، ۷۳۵ -
جونکیں - ۷۸۱ -
چانول - ۴۲۸ -
چکنی ڈلی - ۵۲۲ -
چنا - ۲۷۹ ، ۳۱۲ -
چیت - ۲۳۵ -
حجرالاسود - ۵۲۲ -
خسوف - ۵۹۳ -
دسہرہ - ۲۴۰ -
دنبہ - ۸۰۶ -
دھاینڈی - ۷۵۱ ، ۷۵۲ -
دو پیازہ - ۷۸۵ -
دیوالی - ۲۴۰ -
ذو ذنابہ - ۵۹۳ -
ذوالفقار (تلوار) - ۴۸۱ ، ۱۰۷۶ -
رسی - ۶۳۵ ، ۷۳۵ -
زاغ - ۱۰۳۹ -
زحیرہ - ۷۷۶ -
زغن - ۱۰۳۹ -
زمزم کا پانی - ۸۵۸ -
زمرد - ۶۸۶ -
زہرہ - ۷۳۸ ، ۸۰۷ ، ۱۰۹۸ -
سیمرغ - ۹۶۱ ، ۹۶۸ -
شراب - ۵۶۳ ، ۶۱۴ ، ۶۵۴ ، ۷۱۴ ، ۷۱۵ ، ۸۶۷ -
شام پین - ۵۱۷ -
شامی کباب - ۵۶۳ -

maablib.org

صداع - ۷۷۶ -
صورت عقرب - ۵۹۳ -
طوطی - ۹۷۰ -
عصارۂ ریوند - ۲۱۵ -
عقیق - ۶۸۶ -
علم نجوم - ۵۹۳ -
فرنج - ۵۱۷ -
قران السعدین - ۱۰۹۸ -
قران النحسین - ۵۹۳ -
قلیہ - ۷۸۵ -
قولنج - ۲۱۷ -
کاس ٹیلن - ۷۱۵ ، ۷۱۶ -
کباب - ۱۰۱۲ -
کھجور - ۶۳۵ -
کسوف - ۵۹۳ -
کف الخضیب - ۲۷۴ -
کنوار - ۲۷۹ -
کوسہ برنشین - ۷۵۱ -
کڑچھال - ۷۲۵ -
گلاب - ۲۱۵ ، ۶۱۴ -
گندھی - ۶۱۴ -
گھی - ۲۷۹ ، ۵۶۳ -
گیہوں - ۲۷۹ ، ۳۱۲ -
لوٹا - ۶۳۵ ، ۷۳۵ -
لیکور - ۳۸۱ -
ماش - ۲۷۹ -
مان سنگی کاغذ - ۴۵۰ -
ماءاللحم - ۴۵۳ -
مشتری - ۷۴۸ ، ۱۰۹۸ -
مصری - ۷۳۶ ، ۷۳۷ ، ۷۸۵ -
مور - ۸۰۶ -
میزان - ۶۰۲ -
ہولی - ۲۳۵ ، ۷۰۱ ، ۷۵۲ -

maablib.org

توضیحات

صفحہ ۱۱۳ :

مولوی نجف علی کے احوال میں اضافہ کیجیے :

مولوی صاحب کی تالیف ''نظم مناقب'' کا ایک خطی نسخہ مجموعہ شیرانی پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہے ۔ یہ رسالہ منظوم نواب افضل الدولہ مختار الملک بہادر کے لیے لکھا گیا ہے ۔ فارسی میں ائمہ اہل بیتؑ کی مدح کی گئی ہے جسے ۱۲۸۳ھ میں نظم کیا ہے ۔ فہرست نگار نے لکھا ہے کہ مؤلف کے فرزند ، نذیر حسن سحا اور امیر حسن سہا داغ کے شاگرد تھے ۔ اور صاحب زادی کا دیوان مطبوعہ ، انجمن ترقی اردو کے کتب خانے میں موجود ہے ۔

صفحہ ۲۰۸ سطر ۸ :

تذکرۂ شعرائے ہند ، مؤلفہ رٹی گن کا نام غالباً ''مظہر العجائب'' تھا ۔ مسلم ضیائی نے اس تذکرے پر گفتگو کے ذیل میں دو باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے :

۱ ۔ 'مظہر الحق' کے بجائے 'مظہر حق' صحیح ہے جو تاریخی نام ہے جس سے ۱۲۵۳ھ نکلتے ہیں ۔ لیکن غالب انھیں مظہر الحق ہی لکھتے تھے ۔ ضیائی صاحب کہتے ہیں : ''دیوان ظہور میں صرف ایک مقام پر نظم میں مظہر الحق ہے ورنہ مظہر حق ہی ہے ۔''

۲ ۔ مظہر الحق کے بعد انوار الحق نے اس تذکرے میں اضافہ کیا اور مظہر العجائب ، دو ہزار شاعروں کے حالات و کلام پر مشتمل تھا جو ضائع ہو گیا ۔

یہ تذکرہ رٹی گن ، غالب ، مظہر الحق اور انوار الحق کی مشترکہ کوششوں سے مکمل ہوا تھا ۔ (العلم ، کراچی ، غالب نمبر ، ۱۹۶۹ع) ۔

صفحہ ۲۶۸ :

بہادر شاہ کا سکہ حافظ غلام رسول ویران نے کہا تھا اور غدر سے

اس کا کوئی تعلق نہیں ۔ غدر کے سلسلے میں گوری شنکر جاسوس نے انگریزوں کو خفیہ اطلاع دی تھی کہ ۱۸ جولائی ۱۸۵۷ء کو جب بہادر شاہ نے دربار کیا تو غالب نے سکہ پیش کیا :

بہ زر زد سکۂ کشور ستانی سراج الدین بہادر شاہ ثانی

(ذکر غالب ، طبع چہارم ، صفحہ ۱۳۲)

صفحہ ۳۱۸ سطر ۲۴ :

حکیم میر اشرف اور غالب کے تعارف و تعلق کی تاریخ کے لیے دیکھیے خط نمبر ۱۸۰ صفحہ ۳۲۸ ، اردوے معلیٰ طبع ، زیر نظر نیز صفحہ ۳۳۲ ، ۳۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۴۴ ، ۳۴۹ ، ۳۵۴ ، ۳۵۹ وغیرہ۔

صفحہ ۴۱۱ سطر ۱۷ :

اردوے معلیٰ طبع اول میں ''مجھے کیوں شرمندہ کیا الخ'' پہلے خط کا تتمہ ہے ۔ لیکن درحقیقت یہ مستقل رقعہ ہے جیسا کہ مہیش پرشاد صاحب کے مجموعے میں ہے ۔ میں نے ''۲۲۵ ایضاً'' اور (۱۰) کا اضافہ کیا اور پہلے خط سے اسے جدا کر کے لکھا ہے ۔

صفحہ ۴۲۷ :

عزیز الدین ابن اساس الدین (مولود ۱۷ صفر ۱۲۴۴ھ ، متوفی ۲۶ جمادی الاخر ۱۳۱۱ھ) کے بھائی حکیم سعید الدین کامل غدر کے دنوں رام پور میں تھے۔ جب غدر فرو ہوا اور مالکان املاک کی چھان بین شروع ہوئی تو تحقیقات کرنے والے انگریز افسر نے کہا کہ فتوائے جہاد میں سعید الدین کا بھی نام ہے ، اس لیے سعید الدین کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ غریب سعید الدین کی زندگی خطرے میں پڑی تو ایک محضر تیار کیا گیا جس میں معززین شہر نے تصدیق کی کہ حکیم صاحب اُن دنوں رام پور میں تھے اور نواب صاحب رام پور نے لکھا کہ سعید الدین حکومت کے وفادار تھے۔ یہ خط اسی سلسلے سے متعلق ہے۔ (اردو ، سہ ماہی ، کراچی غالب نمبر ، صفحہ ۱۶۲)۔

صفحہ ۴۴۳ :

حکیم غلام نجف خاں کی ولادت ۲۴ شعبان ۱۲۲۴ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۸۰۹ع اور تاریخ وفات ۱۸۸۹ع ہے۔

(حکیم محمود احمد برکاتی : حکیم غلام نجف خاں ... العلم ، کراچی غالب نمبر ، صفحہ ۴۶۸ ببعد)۔

صفحہ ۴۵۹ :

حکیم ظہیر الدین بن حکیم غلام نجف خاں ۳۷ - ۱۸۴۰ع میں پیدا ہوئے - ۱۸۶۵ع میں ان کی پہلی شادی ہوئی اور ان کی اہلیہ سے رضی الدین خاں کی ولادت ہوئی - ۱۸۷۴ع میں دوسرا عقد کیا جس سے ریاض الدین پیدا ہوئے مگر وہ بچپنے میں مر گئے - (العلم ، غالب نمبر صفحہ ۴۷۵)

صفحہ ۴۵۹ :

مرزا تفضل حسین خاں حکیم ظہیرالدین کے بہنوئی تھے -

(العلم ، غالب نمبر ، صفحہ ۴۷۶)

صفحہ ۴۶۵ :

خط نمبر ۲۶۵ اور صفحہ ۴۸۳ کے خط نمبر ۲۷۸ و ۲۷۹ درحقیقت حکیم احمد حسن صاحب کے نام ہیں - لیکن مرتب اردوے معلیٰ طبع اول اور خود غالب نے ابراہیم علی خاں کے سلسلے میں اتفاقاً درج کر دیے ہیں -

صفحہ ۵۲۵ سطر ۵ :

''سب کا کلام اچھا ہو تو امتیاز کیا ہے'' - اردوے معلیٰ طبع اول کی اس عبارت کو مہیش پرشاد نے صحیح لکھا ہے :''سب کا کلام اچھا ہو تو امتیاز کیا رہے -''

صفحہ ۵۷۹ سطر ۹ :

''غالب کی شکایت کی تھی''- مہیش پرشاد کے مجموعۂ خطوط غالب کے برخلاف اردوے معلیٰ طبع اول میں ہے :''غالب کی شکایت کی تھی -'' صحیح ''شفاعت'' ہے جس کے لیے دیکھیے اردوے معلیٰ نسخۂ زیر نظر صفحہ ۵۹۶ -

صفحہ ۷۶۶ :

''جز دفع غم زیادہ نبودست کام ما''اردوے معلیٰ طبع اول میں''زیادہ'' خطوط غالب مہیش پرشاد میں ''ز بادہ'' ہے ۔

صفحہ ۸۳۶ :

جواہر سنگھ جوہر کی تاریخ وفات کے بارے میں جناب وزیرالحسن صاحب عابدی کے مملوکہ نسخہ' گلستان سخن کے حاشیے پر تحریر ہے :

''منشی جواہر سنگھ جوہر صاحب مرحوم مغفور ، قوم کھتری ساکن گندھی گلی خلف الرشید رائے چھجمل...غدر کے بعد دہلی میں تحصیل دار کے بعد پنشن یاب رہے - ۱۸۶۹ء میں سفر آخرت اختیار کیا ۔

(اردو ، کراچی غالب نمبر ۲ ، صفحہ ۲۳۵)

صفحہ ۱۱۴۴ :

کولڈ اسٹریم کے سلسلے میں ''مقالات حافظ محمود شیرانی'' جلد اول (طبع مجلس ترقی ادب) کے مقدمے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۵ء میں کولڈ اسٹریم لندن میں تھے اور ''ولنکنزان'' کے ماسٹر آف دی بنچ تھے ۔ (کتاب مذکور ، صفحہ ۳۶)۔

---

maablib.org

تصحیحات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۷	شکوہ آباد	بلند شہر (پھاسو ضلع بلند شہر کا پرگنہ ہے)
۳	۱۵	صفحہ ۳۹۸	صفحہ ۳۹۹
۳	۱۶	ع۱۸۹۷	ع۱۷۹۷
۲۴	۳	اس کے اس میں اور	اس کے اس میں ہیں اور
۳۰	۷	خطوط کے برعکس	خطوط کے عکس
۳۰	۱۷	سرخوش کے	سرخوش نے
۳۱	۲۴	۸۹ کمیاب خط	۹۱ کمیاب خط
۴۲	۶	خوصاً زبان	خصوصاً زبان
۵۶	۵	جشن و دبستان	جشن دبستان
۵۷	۱۹	(صفحہ ۱۱)	صفحہ ۱۰
۵۹	۱۸	۳ مئی ۱۸۶۵ع صحیح	۳۱ مئی ۱۹۶۵ع صحیح
۶۴	۵	اگر باز پرس ہوئی	اور اگر باز پرس ہوئی
۷۱		ٹوپیان منگوائیں	ٹوپیاں منگائیں
۷۲		مہربانی ہے حق	مہربانی ، حق
۷۵	۲	اپنا مفصل حال	اپنا حال مفصل
۸۹	۱۳	اور تم سے منگاؤں	اور کیا تم سے منگاؤں
۱۰۳	۳	سات سو روپیہ ذات کا	سات سو روپیہ درماہہ ، ذات کا
۱۰۴	۲	میں سطر کٹ گئی	میں ایک سطر کٹ گئی
۱۰۴	۷	دستخط پہچان کر	دستخط کو پہچان کر
۱۲۱	۱۱	ہرگوپال نرائن	ہرگوپال

maablib.org

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۳	۱۰	ان پاس	ان کے پاس
۱۲۵	۳	ان کو جو	ان کی جو
۱۲۵	۲۱	بارہ اپریل چھپا	بارہ اپریل سنہ ۱۲۵۸ء چھپا
۱۳۰	۲۱	سوم ستمبر	سویم ستمبر
۱۳۴	۲۰	۱۸۶۲ء	۱۸۶۰ء
۱۳۵	۶	حاتم علی	حاتم علی صاحب
۱۳۵	۸	جواب لکھو	جواب جلد لکھو
۱۳۶	۱۰	اور نکالو لیکن خیال میں رہے	اور طرح نکالو - لیکن یہ خیال میں رہے
۱۴۵	۵	بھرت پور کے	بھرت پور سے
۱۶۲	۵	اس دن میں	اس دس دن میں
۱۶۳	۱۵	پہلوتہی کی	پہلوتہی کیا
۱۶۳	۱۸	تو یہ مدعائے	تو یہ تو مدعائے
۱۸۴	۱۷	اور تعجب کی بات	اور زیادہ تعجب کی بات
۱۸۶	۱۹	بھائی قاسم علی	بھائی ! میر قاسم علی
۱۹۰	۹	یقین ہے پہنچ	یقین ہے کہ پہنچ
۱۹۱	۶	کو معلوم نہیں	کو نہیں معلوم
۱۹۱	۸	کہ کول بھیجوں	کہ خط کول بھیجوں
۱۹۳	۱۱	کے پاس بھیج دینا	کے پاس اندور بھیج دینا
۱۹۴	۲	ارزن گردد	ارزن ارزد
۱۹۴	۱۳	فقیر کو فقیر کا	فقیر کو حقیر کا
۲۰۳	۱	اور ان کا کہا ہوا	اور اگر ان کا کہا ہوا
۲۰۴	۵	سعی سے دریغ نہ کرنا	سعی دریغ نہ کرنا
۲۳۲	۲	انھوں نے کہا	انھوں نے لکھا
۲۳۴	۱۶	تو ہمارے دوست	تو ہمارے تمھارے دوست
۲۴۲	۱۹	کتاب پر نہ	کتاب پر بھی نہ

maablib.org

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۴	۴	اور حسن خط دیکھ کر	اور خط کا حسن دیکھ کر
۲۵۳	۷	ناساز گاری	ناسازی
۲۶۰	۷	ربیع الثانی کی بیسویں	ربیع الثانی کی چوبیسویں
۲۶۱	۱	آگے حضرت کی	آگے حضرت صاحب کی
۲۶۷	۱	نہیں کر سکتا	مدد نہیں کر سکتا
۲۶۹	۶	منگوا بھیجیے	منگوا کر بھیجیے
۲۸۱	۱۲	ژرف گاہے	ژرف نگاہے
۲۸۲	۶	انگریز[ی]	انگریزی
۲۸۲	۷	عود ہندی انگریزی اردوے معلیٰ	اردوے معلیٰ عود ہندی انگریز
۲۸۹	۱۶	خط بہ دستور آپ کے	وہ خط بہ دستور آپ کے
۲۸۹	۱۷	اورلی کاغذ	اورلی سفید کاغذ
۲۹۴	۱	شیوۂ خاص مبدع	شیوۂ خاص کا مبدع
۳۰۹	۱۳	کلیات سی	کلیات فارسی
۳۰۹	۱۵	۱۲۵۴ھ	۱۲۷۴ھ
۳۰۵	۳	بس اتنا ہی دم	بس اب اتنا ہی دم
۳۲۶	۹	ملنے کو بھی نہیں آئے	ملنے کو بھی تو نہیں آئے
۳۲۷	۲	جی ان کو	جی ان کے
۳۲۷	۱۰	اور اس کا احوال	اور ان کا احوال
۳۸۸	۲	صاحب سیکرٹری	صاحب سکرٹر
۳۵۴	۲	قلم و دوات	قلم دوات
۳۵۴	۷	کرو کہ تم نے	کرو ، تم نے
۳۶۴	۱۴	الک واقعی	الک صاحب مر گیا واقعی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶۶	۶	زوائد کو راو وقت	زوائد کو اور وقت
۳۶۸	۸	یقین ہے اسی	یقین ہے کہ اسی
۳۷۰	۴	اپنا ہم عرف	اپنا عرف
۳۷۰	۱۸	صاحب یہ بھی فرماتے	صاحب بھی یہی فرماتے
۳۷۱	۱۲	بہرحال جو کچھ	بہرحال کچھ
۳۷۳	۴	میں بجار جاؤں	میں بھی بجار جاؤں
۳۷۴	۱۴	پھر پار	پر یار
۳۸۴	۶	حسین مرزا بھی	حسین مرزا صاحب بھی
۳۸۵	۷	آج پانچ ہزار چھپ	آج پانچ ہزار ٹکٹ چھپ
۳۸۸	۱	یہ پیغام	یہ پیام
پشت سرورق		۹۶۹۱ع	۱۹۶۹ع
۴۳۴	۱۴	کی طرف بنام	کی طرف سے بنام
۴۳۵	۱۵	ان سے کہہ دو	ان سے یہ کہہ دو
۴۴۰	۷	تقصیر ہوئی؟	تقصیر ہوئی ہے؟
۴۴۴	۱۷	کثیر لااحباب	کثیر الاحباب
۴۵۰	۱۲	کار پردازا سرکار	کار پردازان سرکار
۴۶۳	۱۸	برنج مفقود	برنج مفقود محض
۴۷۲	۱	سید حمد حسن	سید احمد حسن
۴۸۸	۱۹	لطیفہ ہے، عود ہندی	لطیفہ ہے، اردو میں ندارد عود ہندی
۴۹۵	۱۲	ہم تم کو بھی	ہم تم دونوں کو بھی
۵۰۳	۱۲	ملکہ	ملکھا
۵۰۳	۲۲	ہونا چاہیے تھا	ہونا چاہیے تھا، جیسا کہ اردوے معلیٰ کی طباعت کے وقت کیا گیا۔

MAAB 1431
maablib.org

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۰۹	۷	چپ ہو رہتا ہے	چپ رہنا ہے
۵۲۵	۵	امتیاز کیا رہے	امتیاز کیا ہے
۵۲۸	۱۴	میم صاحب اور بچوں	میم اور بچوں
۵۳۷	۴	خط اگر دونوں	خط دونوں اگر
		میں اس کے سامنے	اس کے سامنے
۵۵۸	۷	تعریف کی نثر	کی تعریف کی نثر
۵۵۹	۱۵	آیا ہوں بہرحال	آیا ہوں ، ہوں - بہرحال
۵۶۱	۱۷	خرفات متن میں	خرافات متن میں
۵۶۳	۹	گھوڑوں پر سوار پہلے	گھوڑوں پر سوار پہلے
۵۷۰	۴	مرحم درکار	مرہم درکار
۵۸۰	۶	لاتا ہوں	لانے والا ہوں
۵۸۸	۴	کی رو کو	کی رد کو
۵۹۲	۱۲	مرزا صاحب	مرزا صائب
۵۹۷	۱۵	پاس آیا ہے	پاس آیا
۵۹۸	۱۰	زیادہ ، حد آداب	زیادہ ، حد ادب
۶۰۴	۱۳	قصد ، بائیس	فصد ، بائیس
۶۰۴	۱۶	اس کو زائل نہ کر سکیں	اس کو زائل کر سکیں
۶۰۴	۲۵	..... ۴- اردوے معلیٰ طبع اول آغاز صفحہ ۳۱۵	×
۶۰۵	۱۴	اردوے معلیٰ طبع اول آغاز صفحہ ۳۱۵	×

maablib.org

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۰۹	۱۸	غالب ، میرن یہ ڈھائی سطریں حذف کر دیجیے	
		صاحب	
		تا . . . میرن	
		صاحب تھی	
۶۲۴	۲	دوالی تعطیل	دوالی کی تعطیل ہوچکی
			ہوچکی
۶۲۴	۱۱	دسترس کو تم	دسترس کو تو تم بھی
			بھی
۶۲۴	۱۴	کچھ سچے کچھ	کچھ سچ کچھ جھوٹ
			جھوٹ
۶۲۶	۱۹	مگر جو کچھ واقع	مگر خیر جو کچھ واقع
	۱۱	مظفر حسین خاں	مظفر حسین خاں صاحب
۶۵۵	۱۴	غرض دستگاہ	عرض دستگاہ
۶۵۶	۱۳	حسین میرزا	حسین مرزا صاحب
۶۵۸	۹	ہم نے تو عوض	ہم نے تم کو عوض
۶۶۳	۸	کہ فن تاریخ کو	کہ میں فن تاریخ کو
۶۷۳	۳	کیٹھم	کتیٹھم
۶۷۸	۲۳	۲- مہیش چیف ندارد	۲- اردو چیف ندارد
۶۸۷	۶	کچھ تدبیر کرو	کچھ تبرید کرو
۶۹۳	۱۰	میری ہو مصرع	میری ہو
۶۹۳	۲۲	۱۸۲۹ع	۱۸۵۹ع
۶۹۴	۱۸	جی چاہتا ہے	جی چاہے
۶۹۷	۱۱	کسی سبب سے	کس سبب سے
۶۹۷	۱۶	نے جو لکھا اور وہ	نے لکھا اور وہ
۶۹۸	۲	آج آ گیا ہم فلٹ	آج آ گیا ہے ہم فلٹ
		اس کا جواب بھی	اس کا بھی جواب
۷۰۰	۱۵	ولایت عرضی	ولایت کی عرضی
۷۰۱	۲	گونر	گورنر
۷۰۱	۷		

MAAB 1431

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۰۷	۲	کہہ دینا	کہنا
۷۱۲	۱۹	میر نیاز علی	مولوی میر نیاز علی
۷۴۲	۵	اردو غزل	غزل اردو
۷۴۵	۶	اور دوسری	اور ایک
۷۵۴	۲۳	وقت ۶ بجے	وقت صبح ۶ بجے
۷۵۶	۸	'خسرو خسروانی'	'خسرو خسرانی'
۷۵۶	۹	'خسرو خسروان'	'خسرو خسران'
۷۵۹	۱۹	غلام حسن خاں مسرور	غلام حسین خاں مسرور
۷۶۰	۲	تیماردار	بیماردار
۷۶۲	۱۱	ترکیب سے نالائق	ترکیب سے لفظ نالائق
۷۶۵	۲	اچھی طرح کہوں گا	اچھی کہوں گا
۷۶۶	۳	یہ غزل معروف ہے	یہ غزل معروض ہے
۷۷۳	۵	زدہ دل کو	زدہ ، دل مردہ کو
۷۷۵	۱۸	غالب	×
۷۸۱	۱	ہو کہ	ہوا کہ
۷۹۰	۱۶	گر ز عیاریش	کہ ز عیاریش
۷۹۳	۹	۸۶۲ع	۱۸۶۲ع
۷۹۷	۷	نواب ، علاءالدین	نواب صاحب ، علاءالدین
۸۰۸	۲	دم بھرنا	دم بھرنا
۸۱۷	۶	یہ ایک	ایک یہ
۸۲۲	۹	عادی	مادی
۸۲۲	۱۱	کچھ نہ تجویز	کچھ تجویز نہ
۸۳۹	۹	سے نہ کہوں گا	سے کچھ نہ کہوں گا
۸۶۳	۶	زاں	ازاں
۸۹۳	۱۶	بے معنی صحیح	بہ معنی ، معنی آفرین
۸۹۳	۲۰	کیوں کر نہ مانیں	کیوں کر مانیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
		۹۹۸	۸۹۸
		۹۹۹	۸۹۹
۹۰۴	۱۰	تالیف سے	تاثیر سے
۹۰۶	۳	سینب کا بھرتا	نیب کا بھرتا
۹۰۷	۱۴	آرام روحانی	آلام روحانی
۹۰۸	۱۰	اس مدح اور ممدوح	اس مدح اور اس ممدوح
۹۰۹	۹	تلاش کا مداح پایا ہے	تلاش کا مداح پایا -
۹۱۰	۵	جیسی اچھی	جیسے اچھی
۹۲۴	۲۳	نرسیدست	رسیدست
۹۳۰	۵	معتقد ہو گئے	معتقد ہوے
۹۳۲	۲	چوسنے کا	چومنے کا
۹۳۶	۱۵	الف دیتا ہوا	الف دبتا ہوا
۹۳۹	۳	فارسی ہے اور صدا	فارسی ہے بمعنی آواز اور صدا
۹۵۰	۱۶	دہن آموز	دہن آز
۱۰۵۳	۶	۱۲۸۷ھ	۱۲۷۸ھ
۱۰۵۴	۲	غلام حسین	غلام حسنین
۱۰۵۵	۴	۱۲۷۲ھ	۱۲۷۸ھ
۱۰۶۳	۱۵	نامطوعہ	نامطبوعہ
۱۰۶۳	۱۶	پہنچ جیئے	پہنچ جائے
۱۰۶۵	۳	داد پیشہ داور	داد پیشہ داور
۱۰۶۵	۷	نشان نہ درم	نشان نہ دارم
۱۰۶۶	۱۲	بادافراہ ، نکوہش	بادافراہ۔ نکوہش
۱۰۸۸	۱۰	ماہ نیم طلوع کرتا ہے	ماہ نیم طلوع کرتا ماہ نیم طلوع کرتا ہے
۱۰۹۰		سرداروں میں سے	سرداروں میں
۱۱۱۵	۳	آبان و آذر	آبان و آذار
۱۱۳۳	۱	ورگز ممیر	و ہرگز ممیر

maablib.org

غالبیات

۱۔ دیوانِ غالب نسخۂ حمیدیہ :
مرتبہ پروفیسر حمید احمد خان 15.00

۲۔ دیوانِ غالب نسخۂ شیرانی :
(فوٹو آفسٹ) 20.00

۳۔ کلیات غالب فارسی : (تین جلدوں میں)
مرتبہ مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی 30.00

۴۔ اردوے معلیٰ :
مرتبہ مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی
حصہ اول جلد اول 10.00
حصہ اول جلد دوم 10.00
حصہ دوم 10.00

۵۔ عودِ ہندی :
مرتبہ مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی
سفید کاغذ 10 00
اخباری کاغذ 6.50

۶۔ مجموعۂ نثرِ غالب : مرتبہ خلیل الرحمان داؤدی
سفید کاغذ 8.50
اخباری کاغذ 5.00

۷۔ صحیفہ (غالب نمبر) مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی
کلب علی خاں فائق
حصہ اول 10.00
حصہ دوم 2.50
حصہ سوم 2.50

سرورق مطبوعہ : ظفر سنز پرنٹرز ۹ - کوپر روڈ ، لاہور